دوم
خطوطِ مشاہیر
بنام
امام احمد رضا
مؤلف
ڈاکٹر غلام جابر شمس مصباحی
برکاتِ رضا فاؤنڈیشن ممبئی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

خطوطِ مشاہیر

بنام

امام احمد رضا

جلد دوم

ترتیب، تحقیق، تحشیہ

ڈاکٹر غلام جابر شمس مصباحی

برکاتِ رضا فاؤنڈیشن، بمبئی

نام : خطوط مشاہیر بنام امام احمد رضا (جلد دوم)

تالیف : ڈاکٹر غلام جابر شمس مصباحی پورنوی

پروف : مولانا مجیب الرحمٰن نوری، محمد شرافت حسین رضوی

ضخامت : ۵۱۲ صفحات

طباعت اول : ۱۴۲۸ھ ۲۰۰۷ء

تعداد : ۱۱۰۰/ گیارہ سوہ

ناشر : البرکات رضا فاؤنڈیشن، بمبئی

اہتمام : ادارہ افکار حق، بائسی، پورنیہ، بہار

قیمت (دوسری جلد): 300/-

مرتبِ کتاب سے رابطہ کا پتہ

Dr. Ghulam Jabir Shams Misbahi

201, Ghazala Galaxy, Nr. Kurnal Shopping Complex,
Naya Nagar,Mira Road (E), Mumbai-401107

Ph.{022}56293619 Mob. 09868328511

E-mail:ghulamjabir@yahoo.com

تقسیم کار

مکتبہ جامِ نور ۴۲۲، مٹیا محل، جامع مسجد، دہلی ۔ ٦

مشمولات

انتساب ص ۴

تکمیلِ آرزو ص ۵

تہدیہ ص ۶

مؤلف ایک نظر میں ص ۷

فہرستِ مکتوب نگار ص ۹

افتتاحیہ: ڈاکٹر غلام جابر شمس مصباحی ص ۲۴

نوٹ: یہ کتاب حروفِ تہجی کے اعتبار ترتیب دی گئی ہے۔ الف سے عین میں شاہ عبدالسلام رضوی جبل پوری تک کے خطوط پہلی جلد میں ہیں۔ مولانا قاضی عبدالوحید فردوسی سے یاء تک کے خطوط دوسری جلد میں ہیں۔ دونوں جلدوں کے صفحات مساوی ہیں۔ (شمس مصباحی)

انتساب :

ان تمام پاکانِ خدا، خاصانِ خدا کے نام
جنہوں نے جان کی بازی لگا کر دین حنیف
کے چہرہ کو غبار آلود ہونے نہ دیا

☆

ان تمام فرزندان اسلام کے نام
جو دین برحق کے رخ روشن کی تلاش میں ہیں

☆

اس سائبان کے نام
جو میرے ایثار پسند، علماء نواز، دین پرست، راست گو
والدین کریمن کی صورت میں میرے سر پر ہر پل سایہ فگن رہتا ہے

☆

اپنی اہلیہ اور ننھے بچوں کی اس قربانی کے نام
جو میرے علمی کاموں میں رکاوٹ نہیں ڈالتی

شمس مصباحی، پورنوی

تکمیل آرزو :

حضرت ڈاکٹر سید محمد امین میاں	مارہرہ
حضرت مفتی اختر رضا خاں ازہری	بریلی
حضرت علامہ ضیاء المصطفیٰ قادری	گھوسی
حضرت علامہ خواجہ مظفر حسین رضوی	فیض آباد
حضرت مفتی مطیع الرحمٰن رضوی	بنگلور
حضرت مفتی ایوب مظہر رضوی	پورنیہ
حضرت پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد	کراچی
حضرت سید وجاہت رسول قادری	کراچی
حضرت علامہ عبدالحکیم شرف قادری	لاہور
حضرت علامہ اقبال احمد فاروقی	لاہور
حضرت پروفیسر فاروق احمد صدیقی	مظفر پور
حضرت علامہ محمد احمد مصباحی	مبارکپور
حضرت علامہ عبدالمبین نعمانی	چریاکوٹ

کہ ان کے حوصلہ افزا کلمات، محبتیں اور ان کی دعائیں مدام شامل حال ہوتی ہیں۔

تهديه

محسنِ اهلِ سنت

حضرت علامہ عبدالحکیم شرف قادری علیہ الرحمہ

لاہور

صدر العلماء

حضرت علامہ تحسین رضا خان بریلوی علیہ الرحمہ

کی

خدمت

میں

مؤلف ایک نظر میں

نام : غلام جابر

قلمی نام : شمس مصباحی پورنوی

ولدیت : قاضی عین الدین رشیدی

پیدائش : ۱۸/اپریل ۱۹۷۰ء

جائے ولادت: قاضی ٹولہ ہری پور، بائسی، پورنیہ، بہار

تعلیمی لیاقت: فاضل درس نظامی

جامعہ اشرفیہ، مبارکپور، اعظم گڑھ، یوپی

جامعہ منظر اسلام، بریلی شریف، یوپی

عالم، مدرسہ ایجوکیشن بورڈ، پٹنہ، بہار

منشی کامل، عربی وفارسی بورڈ، الہ آباد، یوپی

ادیب کامل، جامعہ اردو، علیگڑھ، یوپی

ایم، اے، مگدھ یونیورسٹی، بودھ، گیا، بہار

پی ایچ ڈی، بہار یونیورسٹی، مظفر پور، بہار

مشغلہ : درس وتدریس، تصنیف واشاعت، دعوت وتبلیغ

قلمی خدمات:

(۱) مسلک مختار (فکر رضا کے حوالے سے) ادارہ افکار حق، بائسی، پورنیہ، بہار ۱۹۹۳ء

(۲) آئینہ امام احمد رضا (ایک دستاویزی تالیف) ادارہ افکار حق، بائسی پورنیہ، بہار ۱۹۹۳ء

(۳) فضائل رمضان وتلاوت (ہندی) ادارہ افکار حق، بائسی پورنیہ، بہار ۱۹۹۴ء

(۴) اُجالا (ہندی ترجمہ) ادارہ افکار حق، بائسی پورنیہ، بہار ۱۹۹۴ء

(۵) امام احمد رضا کی مکتوب نگاری (مقالہ پی، ایچ، ڈی) غیر مطبوعہ

(۶) کلیات مکاتیبِ رضا (تین جلدیں) مطبوعہ ہندو پاک ۲۰۰۵ء

(۷) پروازِ خیال مطبوعہ ادارہ مسعودیہ، کراچی پاکستان، ۲۰۰۵ء

(۸) حیات رضا کی نئی جہتیں مطبوعہ ممبئی ۲۰۰۷

(۹) امامِ احمد رضا خطوط کے آئینے میں مطبوعہ لاہور ۲۰۰۷

(۱۰) خطوط مشاہیر بنام امام احمد رضا (دو جلدیں) مطبوعہ ممبئی ۲۰۰۷

(۱۱) مسئلہ اذان ثانی ایک تحقیقی مطالعہ غیر مطبوعہ

(۱۲) تین تاریخی بحثیں غیر مطبوعہ

(۱۳) ندوۃ العلماء ایک تجزیاتی مطالعہ غیر مطبوعہ

(۱۴) تقریظات امام احمد رضا غیر مطبوعہ

(۱۵) اسفار امام احمد رضا غیر مطبوعہ

(۱۶) امام احمد رضا کے چند غیر معروف خلفاء غیر مطبوعہ

(۱۷) امام احمد رضا آداب والقاب کے آئینے میں غیر مطبوعہ

(۱۸) حکایات امام احمد رضا غیر مطبوعہ

(۱۹) مواعظ اما احمد رضا غیر مطبوعہ

(۲۰) چشم و چراغ خاندان برکات غیر مطبوعہ

(۲۱) سید شاہ اولاد رسول محمد میاں مارہروی، حیات ومکتوبات غیر مطبوعہ

(۲۲) مولانا عبد القادر بدایونی، حیات ومکتوبات غیر مطبوعہ

(۲۳) قاضی عبد الوحید فردوسی، حیات ومکتوبات غیر مطبوعہ

(۲۴) شخصیات ومکتوبات (دو جلدیں)

فہرست مکتوب نگار

(ع)

شمار نمبر	نام	مقام	تعداد	ص
۲۰۳	حضرت مولانا قاضی عبد الوحید	عظیم آباد، پٹنہ	۱۷	۴۴
۲۰۴	سید شاہ عبد الغفار قادری	بنگلور، کرناٹک	۲	۶۱
۲۰۵	حضرت مولانا شاہ عبد الجبار	حیدر آباد، دکن	۱	۶۴
۲۰۶	حضرت مولانا عبد السمیع	میرٹھ، یوپی	۵	۶۵
۲۰۷	حضرت مفتی عمر الدین ہزاروی	بمبئی، مہاراشٹر	۸	۷۱
۲۰۸	حضرت سید شاہ محمد عمر قادری	حیدر آباد، دکن	۱	۷۶
۲۰۹	حضرت مولانا سید عرفان علی	پیلی بھیت، یوپی	۲	۷۷
۲۱۰	مولانا حکیم ابو العلا عبد اللہ	گورکھپور، یوپی	۱	۷۸
۲۱۱	حضرت مولانا سید عبد الحق	پشاور، پاکستان	۱	۷۹
۲۱۲	حضرت سید شاہ علی احسن میاں	مارہرہ مطہرہ، یوپی	۱	۸۲
۲۱۳	حضرت مولانا سید محمد علی	لکھنو، یوپی	۲	۸۴
۲۱۴	حضرت مولانا شاہ عبد الوہاب	لکھنو، یوپی	۱	۹۰
۲۱۵	حضرت مولانا عبد الخالق اعظمی	حیدر آباد، دکن	۱	۹۱
۲۱۶	حضرت مفتی عبد الرحیم	احمد آباد، گجرات	۲	۹۲

۲۱۷	حضرت مولانا محمد عمر	رائے بریلی، یوپی	۲	۱۰۰
۲۱۸	مولانا چودھری عبدالحمید	سہارنپور، یوپی	۴	۱۰۵
۲۱۹	حضرت مولانا سید عبدالکریم	دہلی	۲	۱۱۳
۲۲۰	حضرت مولانا عبدالواحد خاں	نالندہ، بہار	۲	۱۱۵
۲۲۱	حضرت مولانا عبیداللہ	کان پور، یوپی	۱	۱۱۶
۲۲۲	حضرت مولانا عبدالحکیم	میمن سنگھ، بنگلہ دیش	۱	۱۱۷
۲۲۳	حضرت مولانا عبدالغفور	بنارس، یوپی	۳	۱۱۸
۲۲۴	حضرت مولانا عبدالحمید	بدایوں، یوپی	۱	۱۲۱
۲۲۵	حضرت مولانا عبدالرحمٰن شافعی	بنارس، یوپی	۱	۱۲۲
۲۲۶	حضرت مولانا عبدالحمید	بنارس، یوپی	۲	۱۲۳
۲۲۷	حضرت مولانا عبیداللہ	الٰہ آباد، یوپی	۸	۱۲۵
۲۲۸	حضرت مولانا عبدالسلام ہمدانی	امرتسر، پنجاب	۱	۱۳۸
۲۲۹	حضرت مولانا محمد عتیق	پیلی بھیت، یوپی	۵	۱۳۹
۲۳۰	مولانا عبدالقیوم بدایونی	سکندرآباد، اے پی	۱	۱۴۵
۲۳۱	حضرت مولانا عبدالعزیز	کلکتہ، بنگال	۲	۱۴۶
۲۳۲	حضرت مولانا سید محمد عمر	پیلی بھیت، یوپی	۱	۱۴۸
۲۳۳	حضرت مولانا عبداللہ قادری	جون پور، یوپی	۱	۱۴۹

۲۳۴	حضرت مولانا عبدالواحد خان	بمبئی، مہاراشٹر	۱	۱۵۰
۲۳۵	حضرت مولانا محمد عمر	ٹپرا، بنگال	۱	۱۵۲
۲۳۶	حضرت مولانا عبدالحمید	لکھنو، یوپی	۱	۱۵۳
۲۳۷	حضرت مولانا محمد عثمان	لکھنو، یوپی	۱	۱۵۴
۲۳۸	حضرت مولانا محمد عبدالغفور	مدراس، دکن	۱	۱۵۵
۲۳۹	حضرت مولانا عبدالکریم	احمد آباد، گجرات	۱	۱۵۷
۲۴۰	جناب سید عبدالرزاق	حیدرآباد، دکن	۱	۱۵۸
۲۴۱	جناب حافظ محمد عثمان	جے پور، راجستھان	۱	۱۶۰
۲۴۲	حافظ محمد عظیم	کلکتہ، بنگال	۱	۱۶۱
۲۴۳	حافظ عنایت علی	فرید پور،	۱	۱۶۲
۲۴۴	جناب حکیم عبدالرحمٰن	روہتک، ہریانہ	۱	۱۶۳
۲۴۵	جناب محمد سید عبدالسبحان	بہار	۱	۱۶۵
۲۴۶	جناب سید محمد علی	فیروز پور، پنجاب	۱	۱۶۶
۲۴۷	جناب سیٹھ عبدالستار	کاٹھیاواڑ، گجرات	۴	۱۶۷
۲۴۸	جناب عبدالطیف	کاٹھیاواڑ، گجرات	۱	۱۷۰
۲۴۹	شیخ عبداللہ تاجر	بمبئی، مہاراشٹر	۱	۱۷۱
۲۵۰	نواب عبدالقادر رئیس	بریلی، یوپی	۱	۱۷۳

۲۵۱	جناب عبدالرؤف خاں	رام پور، یوپی	۱	۱۷۴
۲۵۲	جناب عباس میاں	بھروچ، گجرات	۱	۱۷۵
۲۵۳	جناب محمد عبدالوہاب	کانپور، یوپی	۱	۱۷۶
۲۵۴	جناب عبدالغفار بن عثمان	احمد آباد، گجرات	۱	۱۷۷
۲۵۵	حافظ عبدالرحمٰن رفوگر	بنارس، یوپی	۲	۱۷۸
۲۵۶	جناب عبدالجلیل سوداگر	پیلی بھیت، یوپی	۱	۱۷۹
۲۵۷	جناب محمد عبداللطیف	پیلی بھت، یوپی	۱	۱۸۰
۲۵۸	جناب عبدالعزیز	فیروز پور، پنجاب	۱	۱۸۱
۲۵۹	جناب عبدالرزاق	علی گڑھ، یوپی	۱	۱۸۴
۲۶۰	جناب عبدالرشید	کلکتہ، بنگال	۱	۱۸۸
۲۶۱	جناب عبدالکریم	رانگ مانگ پورم	۱	۱۸۹
۲۶۲	جناب عبداللہ	گڑگاؤں	۱	۱۹۰
۲۶۳	جناب عبدالشکور	بلند شہر، یوپی	۱	۱۹۱
۲۶۴	قاضی محمد عبدالرحمٰن	جودھ پور، راجستھان	۱	۱۹۹
۲۶۵	جناب عبدالرحمٰن	احمد آباد، گجرات	۱	۲۰۰
۲۶۶	جناب عبداللطیف	بدایوں، یوپی	۱	۲۰۱
۲۶۷	جناب عبدالکریم	دھوراجی، گجرات	۱	۲۰۲

۲۶۸	جناب عبدالکریم	رام پور، یوپی	۲	۲۰۳
۲۶۹	جناب عبداللہ	ڈیرہ غازی خاں، پاکستان	۱	۲۰۶
۲۷۰	جناب عبداللہ	انبالہ، یوپی	۱	۲۰۶
۲۷۱	جناب سید عبدالقادر	احمد آباد، گجرات	۱	۲۰۷
۲۷۲	جناب محمد عبدالحمید	لاہور، پاکستان	۲	۲۰۸
۲۷۳	جناب عبدالرحیم	لکھنو، یوپی	۱	۲۱۲
۲۷۴	جناب عبدالکریم	کلکتہ، بنگال	۱	۲۱۳
۲۷۵	منشی قاضی عبدالحق	بریلی شریف، یوپی	۱	۲۱۴
۲۷۶	جناب عبدالرحیم	شملہ، ہماچل پردیش	۱	۲۱۵
۲۷۷	شیخ علاءالدین	میرٹھ، یوپی	۳	۲۱۶
۲۷۸	جناب عزیز اللہ	پتہ درج نہیں	۱	۲۱۹
۲۷۹	جناب عاکف فقیر عبداللہ	بھرچونڈی شریف	۱	۲۲۰
۲۸۰	جناب محمد علی	بروگ	۱	۲۲۱
۲۸۱	جناب عبدالصبور	پتہ درج نہیں	۱	۲۲۲
۲۸۲	جناب عبدالحئی	کانپور، یوپی	۱	۲۲۳
۲۸۳	جناب علی بخش	غازی پور، یوپی	۱	۲۲۴
۲۸۴	حضرت مولانا عبدالعلیم رضوی	میرٹھ، یوپی	۱	۲۲۵

۲۸۵	مولانا محمد عبدالغنی صاحب	امرتسر، پنجاب	۱	۲۲۷
۲۸۶	مولانا عبدالکریم مکرانی	کراچی، پاکستان	۱	۲۲۸
۲۸۷	مولانا عبدالحق مدرس	سورت، گجرات	۱	۲۲۹
۲۸۸	مولانا عبدالحکیم صاحب	پٹنہ، بہار	۱	۲۲۹
۲۸۹	حافظ محمد علاء الدین	مان بھوم	۱	۲۳۰
۲۹۰	حضرت مولانا عبدالاول صاحب	جون پور، یوپی	۱	۲۳۱
۲۹۱	حافظ عبداللہ صاحب	گونڈہ، یوپی	۱	۲۳۳
۲۹۲	حاجی عیسیٰ رضوی	کاٹھیاوار، گجرات	۱	۲۳۴
۲۹۳	جناب عبدالعزیز صاحب	امرتسر، پنجاب	۱	۲۳۵
۲۹۴	حاجی عبداللہ یعقوب	منڈی، افریقہ	۱	۲۳۷
۲۹۵	جناب عبدالعزیز صاحب	کوٹا، جستھان	۱	۲۳۸
۲۹۶	مولانا عبدالحمید صاحب	نواکھالی	۱	۲۳۹
۲۹۷	قاری عبدالرحمٰن صاحب	راولپنڈی	۱	۲۴۱
۲۹۸	حضرت عبدالصمد برکاتی	بدایوں، یوپی	۱	۲۴۲
۲۹۹	پیر محمد عبداللہ	بریلی، یوپی	۱	۲۴۳
۳۰۰	شیخ عمر صاحب	نصیر آباد	۱	۲۴۴
۳۰۱	جناب عبداللہ صاحب	سہارن پور	۱	۲۴۵

۳۰۲	جناب عبد الغفار صاحب	شاہ جہاں پور	۱	۲۴۶
۳۰۳	جناب علی حسین صاحب	گوالیار	۱	۲۴۷
۳۰۴	شیخ عبد الوہاب صاحب	پیلی بھیت	۱	۲۴۹
۳۰۵	جناب عبد اللہ صاحب	بنگال	۱	۲۵۰
۳۰۶	جناب عظیم اللہ صاحب	خلیل پور	۱	۲۵۱
۳۰۷	جناب علی محمد خان	الٰہ آباد	۱	۲۵۲
۳۰۸	جناب محمد عبد اللہ	نینی تال	۱	۲۵۳
۳۰۹	جناب عبد الغفور صاحب	ڈیرہ غازی خان	۱	۲۵۵
۳۱۰	جناب محمد عنایت اللہ	پتہ درج نہیں	۱	۲۵۶
۳۱۱	جناب عزیز الرحمٰن ماسٹر	فیصل آباد	۱	۲۵۷
۳۱۲	جناب اعجاز صاحب	او، آر	۱	۲۶۲
۳۱۳	جناب علی رضا صاحب	بغداد شریف	۱	۲۶۳
۳۱۴	جناب محمد علی بخش	پتہ درج نہیں	۱	۲۶۳
۳۱۵	جناب علی رضا	رام پور	۱	۲۶۴
	﴿غ﴾			
۳۱۶	مولانا شاہ غلام رسول قادری	کراچی، پاکستان	۱	۲۶۵
۳۱۷	حضرت مفتی غلام گیلانی	شمس آباد، پاکستان	۵	۲۶۷

۳۱۸	حضرت مولانا سید غلام امام	بدایوں، یوپی	۱	۲۷۷
۳۱۹	حضرت مولانا سید غلام محمد	پور بندر، گجرات	۱	۲۷۸
۳۲۰	جناب شاہ غیاث اللہ	فیروز پور، پنجاب	۱	۲۷۹
۳۲۱	جناب غلام محمد	کنیہالال	۱	۲۸۰
۳۲۲	جناب غلام محمد	بجنور، یوپی	۱	۲۸۱
۳۲۳	جناب غلام مصطفیٰ	گیا، بہار	۱	۲۸۲
۳۲۴	جناب غلام احمد	میرٹھ، یوپی	۱	۲۸۳
۳۲۵	حضرت مولانا غوث بخش	بہاول پور، پاکستان	۱	۲۸۴
۳۲۶	جناب غلام فرہاد	کلکتہ، بنگال	۱	۲۸۶
۳۲۷	جناب غلام ربانی	کیمبل پور، پاکستان	۱	۲۸۸
۳۲۸	جناب غلام نبی	گوجرانوالہ، پاکستان	۱	۲۹۰
۳۲۹	جناب غلام محمد	امرتسر، پنجاب	۱	۲۹۱
۳۳۰	جناب غلام محمد حنفی	مظفر پور، بہار	۱	۲۹۲
	﴿ف﴾			
۳۳۱	حضرت مولانا سید فخر الحسن	خیرآباد، یوپی	۲	۲۹۳
۳۳۲	حضرت مولانا محمد فضل الرحمٰن	فیروز پور، پنجاب	۳	۲۹۷
۳۳۳	جناب فیاض حسین	فیض آباد، یوپی	۱	۳۰۳

۳۳۴	جناب فضل حق چشتی	شاہ پور، پنجاب	۲	۳۰۴
۳۳۵	جناب فتح محمد	اودے پور، راجستھان	۱	۳۰۶
۳۳۶	جناب فیض محمد	کلکتہ، بنگال	۱	۳۰۸
۳۳۷	جناب فتح محمد	مانگ رول بندر، گجرات	۱	۳۰۹
۳۳۸	جناب محمد فصاحت اللہ خاں	شاہ جہاں پور، یوپی	۱	۳۱۰
۳۳۹	جناب سید فردوس علی	سہارنپور، یوپی	۱	۳۱۲
۳۴۰	جناب فدا حسین	نینی تال، یوپی	۱	۳۱۲
۳۴۱	جناب قاضی فراست علی	بیلس پور، یوپی	۱	۳۱۳
	﴿ق﴾			
۳۴۲	حضرت مولانا محمد قاسم	کونڈل، گجرات	۱	۳۱۴
۳۴۳	حضرت مولانا قطب الدین	علی گڑھ، یوپی	۱	۳۱۶
۳۴۴	جناب سید قاسم علی	اپلیٹا، گجرات	۱	۳۱۷
۳۴۵	جناب ایم قادر غنی	رنگون	۱	۳۱۸
۳۴۶	جناب حاجی قدرت اللہ	لکھنو، یوپی	۱	۳۲۰
۳۴۷	جناب قطب الدین	بجنور، یوپی	۱	۳۲۱
۳۴۸	جناب قادر علی	پتہ درج نہیں	۱	۳۲۳
۳۴۹	جناب محمد قاسم کھوکھو	سیالکوٹ، پاکستان	۲	۳۲۴

۳۵۰	جناب مرزا قاسم بیگ	ہوڑہ، بنگال	۱	۳۲۵
	﴿ک﴾			
۳۵۱	سید شاہ کریم رضا قادری	گیا، بہار	۴	۳۲۶
۳۵۲	مولانا شاہ کرامت اللہ خاں	دہلی	۲	۳۳۰
۳۵۳	مولانا محمد کریم اللہ خاں	رامپور، یوپی	۱	۳۳۲
۳۵۴	حضرت مولانا کریم بخش	علیگڑھ، یوپی	۱	۳۳۳
۳۵۵	جناب سید کرامت علی	گوالیار، آندھرا پردیش	۲	۳۳۴
۳۵۶	جناب کلن خاں	جبل پور، مدھیہ پردیش	۱	۳۳۵
۳۵۷	جناب کفایت حسین	شملہ، ہماچل پردیش	۱	۳۳۶
۳۵۸	سید شاہ محمد کمال صاحب	پٹنہ، بہار	۱	۳۳۷
۳۵۹	جناب کفایت علی ولد حمایت علی	بجنور، یوپی	۱	۳۳۸
۳۶۰	شیخ کریم اللہ و منشی الہ دین	بریلی، یوپی	۱	۳۳۹
	﴿گ﴾			
۳۶۱	جناب گلاب خلیفہ	لاہور، پاکستان	۱	۳۴۰
۳۶۲	جناب محمد گل محمد	بستی، یوپی	۱	۳۴۱
	﴿ل﴾			
۳۶۳	حضرت مفتی لطف اللہ صاحب	رامپور، یوپی	۲	۳۴۲

۳۶۴	مولانا الحاج محمد لعل خاں	کلکتہ، بنگال	۲	۳۴۴
۳۶۵	حضرت مولانا لطف الرحمٰن	مرشدآباد، بنگال	۱	۳۴۵
۳۶۶	جناب لطف علی	نینی تال، یوپی	۱	۳۴۶
۳۶۷	شیخ لعل نور عالم	گوجرانوالہ، پاکستان	۱	۳۴۷
	﴿م﴾			
۳۶۸	حضرت سید شاہ مہدی حسن	مارہرہ مطہرہ، یوپی	۳	۳۴۹
۳۶۹	حضرت مولانا محب احمد	بدایوں، یوپی	۱	۳۵۱
۳۷۰	حضرت مولانا شاہ محرم علی چشتی	لاہور، پاکستان	۱	۳۵۲
۳۷۱	حضرت مولانا محمد صاحب محمدی	الہ آباد، یوپی	۱	۳۵۵
۳۷۲	حضرت مولانا مولا بخش	ڈانگ، بنگلہ دیش	۱	۳۵۶
۳۷۳	حضرت مولانا ممنون حسن خاں	بنارس، یوپی	۱	۳۵۷
۳۷۴	حضرت مولانا مظہر حسین	سنبھل، یوپی	۱	۳۵۸
۳۷۵	حضرت مولانا محمد میاں	میرٹھ، یوپی	۱	۳۵۹
۳۷۶	حضرت مولانا محمد الدین	شاہ جہانپور، یوپی	۱	۳۶۰
۳۷۷	جناب سید مجید الحسن	جہلم، پاکستان	۱	۳۶۱
۳۷۸	جناب سید مظہر حسین	کھیری، یوپی	۱	۳۶۲
۳۷۹	جناب سید مشتاق علی	شاہ جہانپور، یوپی	۱	۳۶۵

۳۸۰	جناب شاہ محمد مختار احمد	فیض آباد، یوپی	۱	۳۶۶
۳۸۱	جناب منشی مظہر الحق	عثمان پور، یوپی	۳	۳۶۷
۳۸۲	ممتاز الفصحاء قاضی ممتاز حسین	پیلی بھیت، یوپی	۵	۳۷۱
۳۸۳	جناب مرزا محمد بیگ	نرسنگڈھ	۱	۳۷۴
۳۸۴	جناب محمد مصطفیٰ	کاس گنج، یوپی	۱	۳۷۶
۳۸۵	جناب مفخر علی	بدایوں، یوپی	۱	۳۷۷
۳۸۶	جناب شیخ مراد علی	گورداس پور، پنجاب	۲	۳۷۸
۳۸۷	جناب مظہر حسین	اکولہ، مہاراشٹر	۱	۳۸۲
۳۸۸	جناب محفوظ الحق	بلند شہر، یوپی	۱	۳۸۴
۳۸۹	جناب محمد مقصود علی	گوالیار، آندھرا پردیش	۱	۳۸۵
۳۹۰	جناب محمد مختار احمد	بجنور، یوپی	۱	۳۸۷
۳۹۱	جناب محمود الرحمٰن	بریلی شریف، یوپی	۱	۳۸۸
۳۹۲	جناب مخلص الرحمٰن	ڈھاکہ، بنگلہ دیش	۱	۳۸۹
۳۹۳	حضرت مولانا محمد رضا	سندیلہ، یوپی	۱	۳۹۱
۳۹۴	جناب چھپا بخشاجی محمود	اودے پور، راجستھان	۱	۳۹۲
۳۹۵	جناب ممتاز مسیح	بجنور، یوپی	۱	۳۹۳
۳۹۶	جناب منشی مشرف احمد	سیتاپور، یوپی	۲	۳۹۴

۳۹۷	جناب سید محمد منظور الحسن	نجیب آباد، یوپی	۱	۳۹۵
۳۹۸	جناب مرزا محمود بیگ وکیل	گونڈہ، یوپی	۱	۳۹۸
۳۹۹	جناب مہدی حسن مبارکی	پتہ درج نہیں	۱	۳۹۹
۴۰۰	جناب مصطفٰی علی خاں	بریلی شریف، یوپی	۱	۴۰۰
۴۰۱	جناب مہرباز خاں	احمد آباد، گجرات	۱	۴۰۱
۴۰۲	جناب منظور حسن خاں	بریلی شریف، یوپی	۱	۴۰۲
۴۰۳	پیرزادہ معصوم شاہ	ڈیسہ اسحاق اللہ	۱	۴۰۳
۴۰۴	جناب شاہ میر خان قادری	پیلی بھیت، یوپی	۱	۴۰۴
۴۰۵	جناب مظاہر الاسلام	میرٹھ	۱	۴۰۵
	﴿ن﴾			
۴۰۶	صدر الافاضل مولانا سید نعیم الدین	مراد آباد	۲	۴۰۷
۴۰۷	مفتی شاہ نذیر احمد رامپوری	احمد آباد، گجرات	۲	۴۱۳
۴۰۸	حضرت مولانا سید نذیر الحسن	بدایوں، یوپی	۹	۴۱۷
۴۰۹	شمس العلما مولانا نعیم صاحب	لکھنو، یوپی	۱	۴۲۵
۴۱۰	جناب سید شاہ محمد نور عالم	مارہرہ مطہرہ، یوپی	۲	۴۲۶
۴۱۱	حضرت مولانا نور الدین احمد	گوالیار، آندھرا پردیش	۴	۴۲۸
۴۱۲	حضرت مولانا نور احمد	بہاولپور، پاکستان	۲	۴۳۱
۴۱۳	شاہ نعیم اللہ فخری	لکھنؤ	۱	۴۳۳
۴۱۴	مولانا نور محمد عرف باوامیاں	کاٹھیاواڑ	۱	۴۳۶

۴۱۵	حافظ محمد نورالحق	پیلی بھیت، یوپی	۱	۴۳۷
۴۱۶	جناب سید نعمت اللہ	فتح پور، یوپی	۱	۴۳۹
۴۱۷	جناب منشی نبی بخش	امرتسر، پنجاب	۱	۴۴۰
۴۱۸	جناب نذیر حسن	کلکتہ، بنگال	۱	۴۴۲
۴۱۹	جناب نائک حبیب خاں	جام نگر، گجرات	۱	۴۴۳
۴۲۰	جناب نیاز اللہ خاں	نجیب آباد، یوپی	۱	۴۴۴
۴۲۱	جناب نصیرالدین استاذ دہلوی	پالن پور، گجرات	۱	۴۴۵
۴۲۲	جناب نجم الدین	گاروبلس نوار، آسام	۱	۴۴۶
۴۲۳	جناب سید نوازش علی	جے پور، راجستھان	۱	۴۴۷
۴۲۴	جناب محمد نیاز خاں	آگرہ، یوپی	۱	۴۴۸
۴۲۵	جناب نذیر احمد داد خان	جبل پور، ایم، پی	۱	۴۴۹
۴۲۶	جناب مٹھو نورباف	نینی تال، یوپی	۱	۴۵۲
۴۲۷	حافظ نبی محمد	گوالیار	۱	۴۵۳
	﴿و﴾			
۴۲۸	حضرت مفتی وصی احمد محدث	پیلی بھیت، یوپی	۱۱	۴۵۴
۴۲۹	حافظ شاہ ولی اللہ	گوجرانوالہ، پاکستان	۱	۴۶۵
۴۳۰	جناب سید ولی اللہ	ٹونک، راجستھان	۱	۴۶۸
۴۳۱	حضرت مولانا محمد وحید اللہ	رام پور، یوپی	۱	۴۶۹
۴۳۲	جناب نواب وزیر احمد خاں	بریلی شریف، یوپی	۱	۴۷۰

۴۳۳	جناب منشی محمد واحد علی	رام پور، یو پی	۱	۴۷۱
۴۳۴	جناب ولایت علی	دربھنگہ، بہار	۱	۴۷۳
۴۳۵	جناب حکیم وجیہ احمد	چھپرہ، بہار	۱	۴۷۴
۴۳۶	جناب سید ومیا حالہ	بڑودہ، گجرات	۱	۴۷۸
۴۳۷	جناب ولی احمد قلعی گر	نینی تال، یو پی	۱	۴۷۹
۴۳۸	جناب ولی محمد ابونوی والہ	کاٹھیاواڑ، گجرات	۱	۴۸۰
	﴿ہ﴾			
۴۳۹	جناب ہدایت یار خاں	جہلم، پاکستان	۱	۴۸۱
	﴿ی﴾			
۴۴۰	حضرت مولانا حکیم محمد یوسف	پٹنہ، بہار	۱	۴۸۲
۴۴۱	حضرت مولانا قاضی ابو محمد یوسف	سیتاپور، یو پی	۲	۴۸۲
۴۴۲	حضرت مولانا محمد یار واعظ	بہاول پور، پاکستان	۱	۴۸۴
۴۴۳	جناب محمد یوسف	احمد آباد، گجرات	۱	۴۸۵
۴۴۴	جناب حاجی یعقوب علی خاں	اوجین، ایم، پی	۳	۴۸۶
۴۴۵	جناب یعقوب خاں	شاہ جہانپور	۱	۴۸۹
۴۴۶	جناب محمد یعقوب صاحب	پتہ درج نہیں	۱	۴۸۹
۴۴۷	جناب سید محمد یوسف	گلگلٹ، بنگلہ دیش	۱	۴۹۰

افتتاحیہ

مشکلیں کچھ بھی نہیں عزم جواں کے آگے
حوصلے آہنی دیوار گرا دیتے ہیں

آب وگل کی آمیزش ہوئی، تو انسان پیدا ہوا اور یہ سب کو معلوم ہے کہ اس انسان کا آغاز ایک قطرۂ آب ہے اور انجام ایک مشت خاک۔ اس آغاز وانجام کی کہانی پل بھر بھی ہوسکتی ہے، پہروں بھی چل سکتی ہے اور پیڑھی در پیڑھی بھی ختم نہیں ہوسکتی۔ ہاں! انسان اتنا ناتواں ہے، اتنا بے کراں ہے۔ شاعر کے تخیل نے کیا خوب تصویر اتاری ہے:

سمٹے تو اک مشت خاک ہے انساں
پھیلے تو کونین میں سما نہ سکے

وہ، جس کی فکری توانائیوں سے ملت کی تعمیر ہوتی ہے۔ معاشرہ تشکیل پاتا ہے۔ تاریخ اسے ہر دور میں رجل عظیم، بطل جلیل، مصلح امت اور مفکر ملت بنا کر پیش کرتی رہتی ہے۔ وہ تو چلا گیا کہ اسے جانا ہی تھا۔ مگر اس کی فکر زندہ ہے۔ اصلاحی کوششیں تابندہ ہیں، دینی و علمی نگارشات درخشندہ ہیں۔

تاریخ گواہ ہے، نہ فرعون ونمرود رہا، نہ ہامان وشداد رہا، ہاں! اس کی حکایت تو ضرور موجود ہے۔ مگر کتنی عبرت ناک ہے، افسوس ناک ہے۔ کتنا بھولا ہے

وہ، جس نے زندگی نذرِ آوارگی کردی، یہ دانائی نہیں، نادانی ہے، حماقت ہے۔ یقیناً دانا ہے وہ، جس نے زندگی وقفِ بندگی کردی، اس نے زندگی گنوائی نہیں، کمائی ہے۔ بگاڑی نہیں، بنائی ہے اور بے شک اسی زندگی کو تابندگی ملی ہے، درخشندگی ملی ہے۔

دور کی بات تو دور ہے، قریب آئیں، جھانک کر دیکھیں۔ امام اعظم پر لکھی گئی کتابوں کی تعداد ۱۴۴۰ ہے اور حنفیوں کی تعداد ۸۶ کروڑ سے زائد ہے۔ امام ربانی مجدد الف ثانی پر ۳۶۰ کتابیں وجود میں آئیں۔ یہ تعداد ۱۰۹۴ھ تک کی ہے۔ اب تو اور زیادہ ہوگی۔ امام احمد رضا پر ۲۶۷ کتب ومقالات تحریر کئے گئے۔ یہ تو صرف اب تک کی بات ہے۔ جب کہ یہ سلسلہ زلف یار طرحدار کی طرح دراز ہوتا چلا جارہا ہے۔ بتایا جائے! یہ زندگی، تابندگی، درخشندگی نہیں، تو کیا ہے؟

یہ سوچنا محض بھول ہے کہ زندگی آنے جانے کا نام ہے۔ عیش وطرب کا نام ہے۔ حیات اور موت یہ دو کنارے ہیں۔ نہ زندگی سے فرار ممکن ہے، نہ موت سے مفر۔ یہ محسوس زندگی کی بات ہے، ورنہ زندگی سے پہلے کی زندگی اور موت کے بعد کی زندگی کی نوعیت جدا جدا ہے۔ زندگی میں زندگی سمائی ہوئی ہے۔ زندگی کبھی فنا نہیں ہوتی۔ انسان پر یہ بھید بتدریج آشکار ہوتا ہے۔

☆

میانہ قد، چھریرا بدن، گندمی چمکدار رنگ، چہرہ پر ہر چیز مناسب، ملاحت لئے ہوئے، بلند پیشانی، ستواں ناک، ہر دو آنکھیں بہت بڑی وموزوں، جن میں قدرے تیزی، جو پٹھان قوم کی خاص علامت ہے، ہر دو ابرو کمانِ ابرو کے مصداق، داڑھی گرہ دار خوبصورت، گردن بلند صراحی دار، جو سرداری کی خاص علامت ہوتی ہے

اور کن پٹیاں اپنی جگہ پر مناسب یہ تھے امام احمد رضا، جو بریلی میں ۱۲۷۲ھ/۱۸۵۶ء کو پیدا ہوئے۔ تمام تر تعلیم اپنے والد ماجد مولانا نقی علی خان علیہ الرحمہ سے حاصل کی۔ اور ۱۳ سال ۱۰ ماہ میں فارغ التحصیل ہو گئے۔ ۱۳ ہی برس کی عمر میں فتویٰ نویسی شروع کردی۔ آپ کو ۵۵ یا اس زائد علوم وفنون پر مہارت ودسترس حاصل تھی۔ ایک محقق نے یہ تعداد ۷۰ بتائی ہے۔

اپنی عمر کے ۱۳ ویں برس ہی آپ نے فن کلام میں ایک کتاب لکھی یہیں سے جو قلمی سفر شروع ہوتا ہے، تو دم واپسی ۱۳۴۰ھ تک مسلسل رواں دواں رہتا ہے۔ اپنی تعداد تصانیف کے بارے میں اپ نے ۵۰۰ سے زائد بتائی ہے۔ اور فتاویٰ رضویہ کی ۱۲ جلدیں لکھی ہیں۔ ان کی تصانیف کی ایک فہرست ۱۳۲۷ھ میں مرتب ہوئی۔ جس میں ۳۵۰ کتابوں کے نام درج ہیں۔ دوسری فہرست میں تعداد ۵۴۸ بتائی گئی ہے۔ ایک تیسری فہرست میں ۸۵۰ کتابوں کا احاطہ کیا گیا ہے۔ ایک جگہ ۷۵۰ کا ذکر ملتا ہے۔ مولانا مفتی اعجاز ولی خان نے ۱۳۴۰ھ میں لکھا کہ امام احمد رضا کے کتب ورسائل کی تعداد ایک ہزار سے متجاویز ہے۔

اب عام محققین ایک ہزار سے زائد ہی کی تعداد کے قائل نظر آتے ہیں۔ اس کی پوری تفصیل دیکھنی ہو، تو خاکسار کی کتاب "حیات رضا کی نئی جہتیں" میں ملا حظہ کریں۔ ایسی ہمہ گیر شخصیت، جو تحریر وتصنیف میں اس قدر مصروف ہو، اس کے پاس کس قدر خطوط آتے ہوں گے اور ان کے جوابات ارسال کئے گئے ہوں گے۔ دنیا کے ہر خطہ سے خطوط وسوالات آتے تھے، جن کی تعداد کبھی ایک ہی دن میں چار سو تک پہنچ جاتی تھی۔

بیتے ہوئے لمحوں کے ٹوٹے ہوئے رشتوں کو

کچھ یاد بھی رکھنا ہے، کچھ بھول بھی جانا ہے

وہ جماعت، جو سوادِ اعظم کہلاتی ہے، ایک عرصہ تک سوتی رہی۔ جب گردش ایام کی تیز دھوپ نے اسے بے دار کیا، تو ہر سو بیداری کی ایک لہر دوڑ گئی۔ اہل علم نے کروٹ لی، صاحب قلم نے پہلو بدلے، ادارے قائم ہوئے، اکیڈمیاں وجود میں آئیں۔ بڑا کام ہوا، بڑا نام ہوا۔ یہ سلسلہ ابھی جاری ہے اور جاری رہے گا۔

علم، عشق، حسن، صداقت، فطری طور پر یہ چیزیں چھُپنا نہیں، چَھپنا، اور دبنا نہیں، ابھرنا چاہتی ہیں۔ چھپانے والا لاکھ چُھپائے، دبانے والا لاکھ دبائے، روکنے والا لاکھ روکے، وہ چھپائے نہیں چھپتی۔ دبائے نہیں، دبتی۔ روکے نہیں رکتی۔ یہ بدیہی بات ہے۔ جو دلیل نہیں چاہتی، وہ اپنی جگہ حق ہے، اٹل ہے۔

☆ امام احمد رضا اور علم حدیث، کی ۵ جلدیں

☆ جامع الآحادیث، کی ۱۰ جلدیں

☆ شرح حدائق بخشش کی ۲۵ جلدیں

☆ فتاوی رضویہ کی ۳۰ جلدیں

☆ سیرت مصطفیٰ جان رحمت کی ۴ جلدیں

☆ کلیات مکاتیب رضا کی ۳ جلدیں

☆ بیسیوں یونیورسیٹیوں کے تحقیقی مقالات

☆ سینکڑوں دانشوروں کی علمی وفنی نگارشات

یہ سب اسی علم کی جلوہ سامانیاں ہیں۔ اسی عشق کی عشوہ طرازیاں

ہیں۔اسی حسن کی سحرانگیزیاں ہیں۔اسی صداقت کی باد بہاریاں ہیں، جو فکر رضا سے موسوم ہیں ۔آج ایوان عناد زد میں ہے۔ بغض و بغاوت شرمسار ہے، تعصب و اعتساف عرق آلود ہے۔انانیت ونفسانیت پشیمان ہے۔ضد وہٹ پانی پانی ہے۔ روکنے والا، دبانے والا، چُھپانے والا، حیران و پریشان ہے۔ مثل مشہور ہے۔ سانچ کو آنچ نہیں۔

سچ کی آواز دبانے سے ابھر جاتی ہے
زندگی آگ میں تپ تپ کے نکھر جاتی ہے

یہ صحیح ہے، چودھویں صدی ہجری میں سواداعظم کا نمائندہ فرد امام احمد رضا رہے، لیکن یہ بھی ایک بے رحم حقیقت ہے۔تن تنہا کوئی شخص نمائندہ نہیں ہوتا، نمائندہ بننے میں جہاں اس کی ذات، قابلیت، گھر اور والدین کا دخل ہوتا ہے۔ وہیں اس کے اساتذہ، مشائخ، احباب، خلفاء، تلامذہ، ماحول و ماحولیات، خانقاہ و خانقاہی شخصیات، دینی وعلمی مراکز کا بھی مکمل حصہ ہوتا ہے۔ اس لئے اہل سنت کو چاہئے کہ وہ ان جہتوں سے بھی سوچیں اور کام کریں۔

کھلے عام کچھ مار ہیں، جیسے یہود وہنود، تو کچھ مار آستین ہیں، جیسے اہل عناد و اہل بدت۔ آج اسلام ان سب کے نرغے میں ہے۔ دین خطرے میں ہے۔ دین دشمن قوتوں نے دین کے ہزار چہرے بنا دیئے ہیں۔ کتابوں کا انبار ہے۔لٹریچرز کی بھر مار ہے۔ اس صورت میں عام مسلمان دغدغہ میں ہے۔نئی نسل تذبذب میں ہے۔ دین کا حقیقی چہرہ کون سا ہے۔ شناخت مشکل ہورہی ہے۔ دین کا درست درس کن کتابوں میں ہے انتخاب دشوار ہورہا ہے۔ اس لئے سواداعظم کو خوش فہمی میں مبتلا نہیں

رہنا چاہئے۔ اُسے ان آوازوں کو بغور سُننی چاہئیں۔ جو آفاق عالم سے آ رہی ہیں۔ نوشتۂ دیوار کیا ہے۔ وہ بھی ضرور پڑھنا چاہئے۔ اپنی کارگذاریوں کا جائزہ لینا چاہئے۔ پھر نئے عزم، نئی قوت اور نئی تکنک سے آگے مارچ کرنا چاہئے۔

سفر اور سمت سفر کا تعین، کام اور کام کی نوعیت، یہ دو الگ الگ چیزیں ہیں۔ اگر سمت سفر متعین نہیں، تو مسافر تھک جائے گا اور منزل دور ہی رہے گی۔ اسی طرح کام کی نوعیت کا سمجھ لینا بھی ضروری ہے۔ ورنہ کارکن الجھ جائے گا اور کام بے نتیجہ ثابت ہوگا۔ پسینہ بہا کر کام کیا۔ حصہ میں پشیمانی آئی، تو یہ کیا خاک کام ہوا؟ اس لئے سمت کا تعین اور نوعیت کا ادراک ازبس لازم ہے۔ علمی کام پتا مار کام ہے۔ صبر و ضبط کا امتحان لیتا ہے۔ بے پناہ قربانیاں چاہتا ہے۔ اُتھلی طبیعت کے آدمی سے یہ کام ممکن نہیں۔

☆

۱۹۹۳ء کی بات ہے۔ خاکسار نے جب علمی کام کا آغاز کیا۔ تحقیق کی شروعات، تلاش، راہِ تلاش کی کی تلخیاں، سفر، سفر کی صعوبتیں، شہروں اور شخصیتوں کی محبتیں اور بے اعتنائیاں، ان تمام باتوں کا ذکر میں نے ''کلیات مکاتیب رضا'' جلد اوّل کے مقدمہ میں کیا ہے۔ جب یہ کتاب چھپی اور حضرات ذوی العلوم تک پہنچی، تو اکابرین و معاصرین، ادباء و محققین نے دعائیں دیں، تحسین و آفرین کہا، تاثرات لکھے، تبصرے کئے۔ مقالات ضبط تحریر میں لائے، پھر خاکسار کو ارسال کیا۔ اگر ہم صرف اُن سب کی ایک جھلک پیش کریں، تو ایک مضمون بن جائے گا۔ اس لئے ان کے شکریہ کے ساتھ صرف ان کے اسمائے گرامی کا اندراج یہاں مناسب معلوم ہوتا ہے:

یہاں سے چک ہے

☆ محدث کبیر علامہ ضیاء المصطفیٰ قادری　گھوسی

☆ امام علم وفن خواجہ مظفر حسین رضوی　فیض آباد

☆ فقیہ النفس مفتی محمد مطیع الرحمٰن رضوی　بنگلور

☆ پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد نقش بندی　کراچی

☆ شیخ طریقت مفتی عبد الحلیم رضوی　ناگپور

☆ شیخ الحدیث مفتی سلیم اختر نقش بندی　بمبئی

☆ شیخ الحدیث مفتی شعبان علی نعیمی　بمبئی

☆ نبیرۂ صدر الشریعہ　مفتی محمود اختر　بمبئی

☆ مفتی انوار الحق وارثی مصباحی　بمبئی

☆ علامہ اقبال احمد فاروقی　لاہور

☆ ڈاکٹر فاروق احمد صدیقی　مظفر پور

☆ حضرت سید وجاہت رسول قادری　کراچی

☆ ڈاکٹر مختار الدین احمد　علی گڑھ

☆ حضرت مفتی ولی احمد رضوی　باسنی، ناگور

☆ علامہ عبد المبین نعمانی　چریاکوٹ

☆ ڈاکٹر صابر سنبھلی　مرادآباد

☆ ڈاکٹر حسن رضا خان　پٹنہ

☆ ڈاکٹر شکیل احمد خان　علی گڑھ

☆ ڈاکٹر نجم القادری　بمبئی

☆ مشہور مزاح نگار یوسف ناظم — بمبئی

☆ ڈاکٹر امجد رضا امجد — پٹنہ

☆ علامہ مقبول احمد مصباحی — بمبئی

☆ الحاج مقبول احمد ضیائی — لاہور

☆ جناب مشاہد حسین رضوی — مالیگاؤں

☆ مولانا غلام مصطفیٰ قادری — باسنی، ناگور

☆ مولانا اسلم رضا قادری — باسنی، ناگور

☆

کبھی شمع دیدۂ نم لئے، تو کبھی چراغ حرم لئے
میں گیا نہ جانے کہاں کہاں تری جستجو کا بھرم لئے

پی ایچ ڈی کرنے کے دوران جو شوق تھا، اُس شوق جنوں انگیز کی شمع روشن تو تھی ہی۔ پروفیسر ڈاکٹر مسعود احمد کی خلوص آمیز رہنمائی نے جلتی پر تیل کا کام کیا۔ حسن سرِ بام جھانکتا رہا۔ عشق درِ بام تاکتا رہا۔ شمع جلتی رہی، پروانہ نثار ہوتا رہا۔ تا آں کہ وہ بے مراد نہیں، بامراد ٹھہرا، جو چاہا تھا، وہ تو ہوا ہی۔ جو نہ چاہا تھا، وہ بھی ہو گیا۔ للہ الحمد۔

''خطوط مشاہیر بنام امام احمد رضا'' پیش خدمت ہے۔ جو اپنی نوعیت کا پہلا منفرد کام ہے۔ اس میں کیا ہے، کیا نہیں ہے، قبل از وقت کچھ کہنا میرے لئے قدرے مشکل ہے۔ البتہ اتنا ضرور ہے۔ ''کلیات مکاتیب رضا'' سے جس طرح فکر رضا کا ایک نیا چہرہ سامنے آیا ہے۔ اسی طرح ''اس کتاب'' سے بھی اس کا ایک نیا مکھڑا سامنے آئے گا اور پھر ہنر مند اہل قلم اس کے تیکھے نقوش، خدوخال، زلف ورخ کو ایک

نئی آب وتاب سے زیر بحث لائیں گے۔ چونکہ موضوعاتی اعتبار سے یہ ایک علمی تاریخی دستاویزی مرقع ہے۔قارئین کو نئی راہیں، نئے آفاق سے آشناء کرے گا۔

کلیات، جو مرسلہ خطوط کا مجموعہ ہے۔ اس میں ۱۳۴ مکتوب الیہم کے نام خطوط کی تعداد ۳۵۳ ہے۔اس کی طباعت کے بعد مزید کئی درجن خطوط حاصل ہوئے ہیں۔ جب کہ اس کی تیسری جلد ابھی غیر مطبوعہ ہے۔

خطوط مشاہیر، یہ موصولہ خطوط کا مجموعہ ہے۔ اس میں مکتوب نگار کی تعداد ۴۰۰ سے زائد ہے۔ اور خطوط کی تعداد ۶۰۰ سے متجاوز ہے۔ تلاش، جستجو ابھی جاری ہے۔ ہر دو طرح کے مرسلہ یا موصولہ خطوط اگر کسی صاحب یا ادارہ کے پاس محفوظ ہوں، تو وہ ہمیں ضرور عنایت کریں کہ آئندہ ایڈیشن میں اس کے ذکر وشکر کے ساتھ شریک اشاعت کرسکیں۔

علماء عرب اور امام احمد رضا کے درمیان جو گہرے تعلقات تھے، وہ ڈھکے چُھپے نہیں ہیں۔ دونوں میں خطوط و مراسلات کا ایک طویل سلسلہ رہا۔ کتاب کے شروع میں علمائے عرب کے صرف پانچ خطوط درج کردیئے گئے ہیں۔ جو الف بائی ترتیب کے خلاف ہے۔ ایسا تبرکاً وتیمناً کیا گیا ہے اور عربی عبارتوں کی صرف تراجم پیش کیے گئے ہیں۔

اس مجموعہ میں خطوط کی ایک بڑی تعداد فتاوی رضویہ قدیم وجدید سے ماخوذ ہے۔ دوسری بڑی تعداد ''مکتوبات علماء وکلام اہل صفا'' سے منقول ہے۔ فتاوی رضویہ مع تخریج وترجمہ، تبہ لاہور پیش نظر ہونے کی وجہ سے حوالوں کی تخریج میں بڑی مدد ملی ہے۔ اس کا کامل سیٹ فقیر کو بطور اعزازی ملا ہے۔ یہ رضا اکیڈمی لاہور کے روح رواں

الحاج مقبول احمد ضیائی کی عنایت ومہربانی ہے۔ دوجہاں میں خدا ان کا بھلا کرے۔

''مکتوبات علماء وکلام اہل صفا'' تاریخی نام ہے۔ جس سے ۱۳۱۴ھ متخرج ہوتا ہے۔ اسکے چھپے ہوئے ۱۱۳ برس بیت گئے۔ یوں اس کا شمار نوادرات میں ہونا چاہیے۔ ۱۱۲ صفحے کی اس کتاب میں ۲۰۲ خطوط وتحریات ہیں۔ اُن میں سے ۱۲۳ خطوط امام احمد رضا کے نام ہیں۔ جو یہاں نقل کئے گئے ہیں۔ یہ اس لئے کہ حسد پیشہ لوگ اولاً تو خلاف اور اختلاف کے فرق ہی کو نہیں سمجھتے۔ ثانیاً وہ صرف اختلاف کو یاد رکھتے ہیں۔ اسباب اختلاف بھول جاتے ہیں۔ اس کا منطقی نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ ان کا قلم مصلح کو مفسد، فریادرس کو جفاکش، بینا کو نابینا دھرلے سے لکھتا چلا جاتا ہے۔ پھر سادہ لوح لوگ رہزن کو رہبر، بدخواہ کو خیر خواہ باور کرنے لگتے ہیں۔ یہ ایک سنگین علمی خیانت ہے۔ بدترین تاریخی جرم ہے۔ اس انداز فکر کی اصلاح ہونی چاہئے۔ ندوت العلماء کے قضیہ کو سمجھنے کے لئے یہ اور اس جیسی کتابوں کا مطالعہ اور تجزیہ ازبس ضروری ہے۔ اس کا ایک سیر حاصل جائزہ میری کتاب ''ندوۃ العلما، ایک مطالعہ'' میں دیکھا جاسکتا ہے۔

''صحائف رضویہ وعرائض سلامیہ'' یہ پیر طریقت مفتی محمود احمد قادری سجادہ نشین خانقاہ سلامیہ، برہانیہ جبلپور کی ترتیب ہے۔ وہاں کے حاضر باش عقیدت کیش الحاج رمضان علی نے نقل کیا ہے۔ اس میں مولانا شاہ عبدالسلام رضوی کے ۲۳ خطوط ہیں، جو امام احمد رضا کو بھیجے گئے ہیں اور ۳۵ خطوط اما احمد رضا کے ہیں جو افرادِ خاندان سلامی کو مرسل ہوئے ہیں۔ اس کے علاوہ اس میں دونوں علمی خاندانوں کے مابین مراسم وروابط کی بہت سی یادداشتیں موجود ہیں۔ پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد کی عنایت سے یہ قلمی نسخہ ملا۔ جب کہ جبل پور پہنچ کر بھی میں اس کے حصول میں ناکام رہا تھا۔

اس کتاب کی آرائش کے لیے جو میرا تخیل تھا، وہ یہ تھا۔ ہر ایک مکتوب نگار پر ایک مختصر نوٹ، جس سے اس کی شخصیت اور علمی قدر و مزلت اجالے میں آجاتی۔ ابحاث و واقعات پر بہ قدر ضرورت حواشی، یہ حواشی کلید نما ثابت ہوتے۔ وہ خطوط جن سے ایک گونہ تشنگی کا احساس ہوتا ہے ان کے دیئے ہوئے جوابات کے خلاصہ کا اندراج۔ کامل حوالوں کی تخریج اور مختلف قسم کے اشاریہ جات، مثلاً اشاریہ آیات، اشاریہ احادیث، اشاریہ فقہی عبارات، اشاریہ شخصیات، اشاریہ اماکن، اشاریہ کتب و رسائل، یہ اشاریئے کتاب کے مباحث و موضوعات کے سمجھنے، سمیٹنے میں مدد دیتے۔

اگر میں ایسا کر پاتا، تو کتاب کی اہمیت، افادیت، معنویت دوبالا ہو جاتی۔ ضخامت بھی ڈیڑھ گنا ہو جاتی اور یہ بھی کسک رہ گئی کہ حیاتِ رضا کا جائزہ مرسلہ و موصولہ خطوط کی روشنی میں نہیں لیا جاسکا۔ چونکہ یہ کام جس ذہنی و معاشی آسودگی کا طالب ہے۔ وہ فقیر بے نوا کو میسر نہیں۔ بس اساسی ڈھانچہ تیار ہے، سر سلامت تو پگڑی ہزار، اہل نظر کے ہنر مند ہاتھ مجھ سے بہتر آبگینے تراش سکیں گے۔ مخلص نوجوان فضلا اٹھیں اور یہ پگڑیاں اپنے سر سجائیں۔ یاد رہے کہ عزت صرف دستار سے نہیں، کردار سے ملتی ہے۔ اس رنگین دنیا کا تام جھام چند روزہ ہے کردار و عمل ہی نیک نامی اور اخروی سعادت کی ضمانت ہے۔ للہ الحمد کتاب خطوط مشاہیر دو جلدوں پر مشتمل پیشِ خدمت ہے اگر اس میں تمام مواد سمویا جاتا تو اس کی ضخامت بارہ سو صفحات سے زیادہ ہوتی۔ قریب ڈیڑھ سو صفحات کا مواد ہم نے روک لیا ہے۔ وقت آنے پر تیسری جلد کی صورت میں اس کو پیش کر دیا جائے گا۔

اس مجموعہ کے خطوط جن کتابوں اور جریدوں سے ماخوذ ہیں، ان کی ایک

اجمالی فہرست یہ ہے:

۱ قلمی خطوط

۲ صحائف رضویہ و عرائض سلامیہ، قلمی

۳ فتاوی رضویہ کی ۱۲ جلدیں، طبع بمبئی ،۱۹۹۴ء

۴ فتاوی رضویہ مع تخریج و ترجمہ ۳۰ جلدیں، طبع لاہور۔

۵ مکتوبات علماء و کلام اہل صفا مطبع اہل سنت و جماعت، بریلی ،۱۳۱۴ھ

۶ نفی العارمن معائب المولوی عبد الغفار، مطبع اہل سنت و جماعت، بریلی ،۱۳۳۲ھ

۷ اجلی انوار الرضا مطبع اہل سنت و جماعت، بریلی ،۱۳۳۴ھ

۸ سلامۃ اللہ لاہل السنۃ من سبیل العناد والفتنۃ، مطبع اہل سنت و جماعت، بریلی ،۱۳۳۲ھ

۹ دفع زیغ و زاغ مشمولہ رسائل رضویہ، طبع لاہور ۱۳۲۰ھ

۱۰ مراسلت سنت و ندوہ، مطبع اہل سنت و جماعت، بریلی ،۱۳۱۳ھ

۱۱ ابانۃ المتواری فی مصالحۃ عبد الباری، مطبع اہل سنت و جماعت، بریلی ،۱۳۳۱ھ

۱۲ اشتہارات خمسہ، مطبع اہل سنت و جماعت، بریلی ،۱۳۱۴ھ

۱۳ مفاوضات طیبہ، مطبع صبح صادق، سیتاپور

۱۴ حیات سید آل رسول، خانقاہ اشرفی، اسلام آباد، مظفر پور ۱۹۹۵ء

۱۵ مکاتیب مولینا ابوالکلام آزاد، طبع کراچی ۱۹۶۸ء

۱۶ احکام شریعت، مکتبہ نعیمیہ، سنبھل، مراد آباد

۱۷ فتاوی السنۃ لالجام اہل الفتنۃ مطبع اہل سنت و جماعت، بریلی ،۱۳۱۴ھ

۱۸ شہنشاہ کون؟، ادارہ افکار حق، پورنیہ، بہار

۱۹　اطائب الصیب علی ارض الطیب، مطبع اہل سنت و جماعت، بریلی، ۱۳۱۹ھ

۲۰　امور عشرین، طبع دوم حیدر آباد، دکن

۲۱　الدلائل القاہرہ علی کفرۃ النیاشرہ　ادارہ افکارِ حق، پورنیہ، بہار

۲۲　روداد مناظرہ　مطبع نادری پریس، بریلی

۲۳　دوامغ الحمیر　مطبع حسنی پریس، بریلی

۲۴　الملفوظ　قادری کتاب گھر، بریلی

۲۵　تذکرہ محدث سورتی　محدث سورتی اکیڈمی، کراچی

رسائل وجرائد

۲۷　ماہنامہ ''یادگار رضا'' بریلی

۲۸　ماہنامہ ''تحفہ حنفیہ'' پٹنہ　(مختلف شمارے)

۲۹　ہفت روزہ ''دبدبہ سکندری، رامپور (متعدد ایشوز)

۳۰　سالنامہ ''اہل سنت کی آواز'' مارہرہ

۳۱　سالنامہ ''پیغامِ رضا'' امام احمد رضا نمبر، سیا مڑھی ۱۹۹۶ء

☆

کلیات اور اس کتاب کے تحقیق مطالعہ کا ایک عمومی جائزہ یہ ہے۔

☆　اس مجموعہ میں جو مکتوب نگار ہیں، ان کا تعلق زندگی کے ہر شعبہ سے ہے اور تمام اقطار ہندو پاک و بنگلہ دیش، عرب و عجم، مشرق و مغرب سے ہے۔ جہاں ایک کم خواندہ ادنی انسان ہے۔ وہیں معاشرہ کے علماء، فقہا، صوفیا، شیوخ، سائنسداں، سیاست داں، قانون داں اور بلند خیال مفکر و دانشور بھی ہیں۔

☆　　اس مجموعہ کے خطوط یہ ظاہر کرتے ہیں کہ ان کا تعلق ہر شعبہ علم سے ہے۔ مذہب، عقیدہ، شریعت، طریقت، تصوف، تعلیم، معیشت، معاشرت، تہذیب، زبان، سیاست، سماج، قانون، تاریخ، ثقافت، لغت، ادب، ہیئت، ہندسہ، ریاضی، جومیٹری، الجبرا، حکمت وفلسفہ، شاعری، غرضیکہ علوم وفنون سے لے کر زندگی و زمین سے جڑے ہر طرح کے مسائل پوچھے گئے ہیں۔ اور امام احمد رضا نے ہر شعبہ میں جو رہبری کی ہے، اس کی نوعیت انتہائی حکیمانہ و ہمدردانہ ہے۔

☆　　خطوط مشاہیر، سے یہ نکتہ، جو نہایت اہم ہے، سامنے آتا ہے کہ اس عہد کے مسلم ادارے، تعلیمی مراکز، مذہبی عدالتیں، مثلاً دارالافتا و دارالقضا اور مسلم ریاستوں کی عدالتوں میں جو مسائل و مقدمات حل نہیں ہو پائے، ان کا حل امام احمد رضا نے پیش کیا۔ ریاست رام پور، حیدر آباد، کرنال، خانپور، بہاول پور، سے آئے ہوئے خطوط اس کے گواہ ہیں۔

☆　　بعض خطوط سے یہ واضح اشارہ ملتا ہے کہ چھوٹی بڑی خانقاہوں، علمی زاویوں، مذہبی دائروں، مسلم مرکزی اداروں کے معتمد کل تنہا امام احمد رضا تھے۔ یہ گوشہ ایک مقالہ کا متقضی ہے۔

☆　　دینی عقیدہ کی سطح پر جب کبھی مسلمانوں میں بے چینی پیدا ہوئی۔ رجوع عام بریلی دارالافتا ہی کی طرف ہوا۔ وہاں کے شرعی فیصلوں سے مسلمانوں نے سکون وطمانیت کی سانس لی۔ اس طرح کھلے عام یا درپردہ دینی عقائد کے استحصال کرنے والوں کی کاوش وسازش ناکام ہو کر رہ گئی۔ اس کا لازمی نتیجہ یہ نکلا کہ مسلم اتحاد ٹوٹنے کے بجائے اور مستحکم ہو گیا۔ اسلامی اتحاد کے استحکام میں بریلی دارالافتا نے

نمایاں رول ادا کیا ہے۔

☆ جنگ عظیم اول کے ہنگامی حالات اور مسلم معیشت کی زبوں حالی کے وقت امام احمد رضا نے بروقت رہنمائی کی اور صحیح رہنمائی کی کلکتہ وغیرہ سے آئے ہوئے سوالوں سے یہ نتیجہ باآسانی اخذ کیا جاسکتا ہے۔

☆ ندوۃ العلما کے بارے میں جو ذخیرہ خطوط ہے۔ اس کے مطالعہ سے یہ سچائی سامنے آتی ہے کہ جن بزرگوں نے ندوہ یا اراکین ندوہ کی حرف گیری کی تھی۔ ان کی کوششیں سراسر مخلصانہ اور مصلحانہ تھیں، مخالفانہ ومعاندانہ بالکل نہیں۔ مخالفانہ رنگ دینا درست نہیں، قطعاً غلط ہے۔ چوٹی کے علماء ومشائخ اور معاشرہ کے شرفاء وسربرآوردہ افراد کے خطوط شاہد ہیں۔

☆ مسئلہ اذان ثانی کے تعلق سے بھی یہ حقیقت آئینہ ہوجاتی ہے کہ اس ضمنی وفرعی مسئلہ میں دوتین کم سوفی صد ارباب علم وفقہ اس موقوف کی حمایت میں تھے، جس کے قائل وعامل امام احمد رضا تھے۔

☆ تحریک ترک موالات، تحریک خلافت، ہندو مسلم اتحاد کے پلیٹ فارم سے مسلم اُمہ کو جو پیغام ملا۔ اس میں ہوش کم، جوش زیادہ تھا، دور اندیشی پر جذباتیت غالب آگئی تھی۔ جس سے مسلمان تعلیم وہنر اور معاش واقتصاد میں پچھڑ کر رہ گئے۔ متحدہ ہندوستان کی روز بروز بدلتی ہوئی حالت کے بارے میں امام احمد رضا کے جو خدشات وشبہات تھے، وہ بے جا نہیں تھے۔ نیرنگی حالات نے آج ان کی صحت پر مہر تصدیق ثبت کردی ہے۔ علی گڑھ، لاہور، فیصل آباد، کراچی، اور تمام اطراف ہند سے آئے ہوئے بعض دستاویزی خطوط اس کتاب میں شامل ہیں۔ صاحبان فکر ونظر

تجزیہ کریں۔

☆ تیرہ ذہن لوگوں کا یہ کہنا کہ امام احمد رضا نے بدعات و رسومات کو فروغ دیا اس مجموعہ کے بہت سے خطوط سے یہ بات کالعدم قرار پاتی ہے۔ اگر وہ ان کے دیئے گئے جوابات پڑھ لیں، تو ان کو معلوم ہوگا کہ امام احمد رضا نے ردِ بدعت اور غیر شرعی رسوم کے استیصال میں کتنی بلیغ کوششیں کی ہیں پھر وہ اپنا یہ الزام واپس لینے پر اپنے آپ کو مجبور پائیں گے۔ یہی وجہ ہے کہ مسلم عوام و خواص ان کے دیئے گئے فتوؤں کو سند اعتبار کی نظر سے دیکھتے اور بطیب خاطر قبول کرتے تھے۔

کتنے تھے معتبر ہم ابھی کل کی بات ہے ہوتا نہ تھا فیصلہ ہمارے کئے بغیر

☆ اس دور کے اجلہ علماء، مشائخ، صوفیا، اہل خانقاہ، اہل تقویٰ غرض تمام شعبہ ہائے حیات کے نمائندہ افراد کی طرف سے جو عزت و احترام امام احمد رضا کو ملا وہ بجائے خود حیران کن ہے۔ کیونکہ وہ اس میں منفرد تھے

☆ جن خطوط میں شعر و سخن کے مطالب و مفاہیم اور اوزان و بحور پوچھے گئے ہیں۔ ان سے اس امر کا اندازہ کرنا چنداں مشکل نہیں کہ امام احمد رضا شعری و شرعی معلومات و اصلاحات میں کس بلند رتبے پر فائز تھے۔

☆ کچھ خطوط میں اہم اور دقیق سوالات اٹھائے گئے ہیں۔ لیکن وہ جتنے اہم و ادق ہیں، ان کے جوابات امام احمد رضا نے اتنے ہی آسان اور سلیس بنا کر پیش کئے ہیں۔

☆ آداب و القاب کی بھرمار گو یہ فارسی انشائی ادب کی دین تھی۔ لیکن اس سے یہ بات تو واضح ہو ہی جاتی ہے کہ ان معزز القاب کا مستحق علماء و معززین

انہیں کو قرار دیتے تھے۔ اس سے ان کی شخصیت، علمیت، عبقریت، مرجعیت، مرکزیت کا پتا چلتا ہے۔ الحاصل اس کتاب میں امام احمد رضا جو نظر آتے ہیں، وہ یہ ہے:

☆ تیرھویں و چودھویں صدی ہجری میں انہوں نے تصور توحید کی صحیح تشریح و توضیح فرمائی۔

☆ مقام نبوت و رسالت کو اجاگر کیا اور ختم نبوت کے خلاف اٹھنے والی اعلانیہ و خفیہ تحریک کی شدید مذمت و مزاحمت کی۔

☆ شریعت کی بالادستی کو باقی رکھا اور بدعات و منکرات کے خلاف شدومد سے جہد و جہد کی۔

☆ وہ علماء عرب و عجم اور مشائخ حجاز کے ممدوح و مکرم تھے۔

☆ تمام بلاد و امصار اسلامی میں وہ یکساں مقبول و محترم اور مرجع و مقتدا تھے۔

☆ جو آواز بریلی دار الافتاء سے نشر ہوتی تھی۔ پورے عالم اسلام پر اثر انداز ہوتی تھی۔

☆ انہوں نے کم سفر کیے، مگر ان کی علمی کتب و رسائل نے سارے جہاں کے دورے کیے اور کامیاب و یادگار دورے کیے۔

☆ وہ بریلی میں رہے، مگر ان کی شخصیت و فکر نے جہان در جہان اور نسل در نسل کو کو متاثر کیا۔

☆ وہ اپنی حویلی میں رہے اور علماء حجاز و یمن کی علمی و روحانی تربیت فرمائی۔ جنہوں نے علمی فیوض و برکات اور سلاسل طریقت کی سندات و اجازات لیکر

اکناف عالم میں پھیل کر دین کا پرچم بلند کر دیا۔

☆ ان کی شخصیت خالص دینی تھی۔ مگر وہ انقلابات زمانہ اور تغیرات عالم سے بے خبر نہیں، باخبر تھے۔

☆ ان کی کہی گئی بات اور لکھی ہوئی تحریر میں وہ زور وقوت ہے کہ دنیا جہان کے علماء و دانشور حیران و ششدر ہیں۔

☆ ان کے اندورن و بیرون میں کامل یکسانیت پائی جاتی ہے۔ زبان وقلم اور قول وفعل میں کہیں کوئی تضاد، اختلاف، نفاق، نفسانیت، انانیت، حسد، اتقساف نہیں۔

☆ انھوں نے بطور خاص حنفیت اور بطور عام شافعیت، مالکیت، حنبلیت کی بھرپور وکالت فرمائی اور چاروں سلاسل طریقت کی قوتوں کو مضمحل ہونے سے بچایا، بلکہ ان کے نکھار کو دوبالا کر دیا۔

☆ انھوں نے عالمی وملکی سطح پر اسلامی اتحاد کے لئے سر دھڑ کی بازی لگادی۔

☆ انھوں نے احیاء شریعت وسنت کی تحریک چلائی۔ جس کی پذیرائی تمام دینی حلقوں نے کی۔

☆ انھوں نے سواد اعظم اہل سنت کی بروقت قیادت فرمائی۔ جب دین کے دشمنوں اور نادان دوستوں نے سواد اعظم کو گھٹاٹوپ گھیرے میں لے لیا تھا۔

☆ ان کی تصانیف علم ویقین کے بحر و لکاہل ہیں۔ ہدایت وارشاد کے بحر او قیانوس ہیں۔

☆ پورے مسلم معاشرے میں ان کی شخصیت مسلم تھی۔ جب کبھی

مسلم وحدت، مسلم اعتقاد، مسلم اقتصاد کے خلاف کوئی اسکیم بنی، کوئی ٹیم وجود میں آئی۔ تو انہوں نے اپنے پرزور احتجاج سے اہل اسلام کو بیدار کر دیا۔ یار لوگ اگر ان کے اخلاص کو سمجھ لیتے، تو یہ قوم انتشار زدگی کا شکار نہ ہوتی۔ خلاف دین مورچہ بازوں کے اس وطیرہ نے دین کو بھاری نقصان پہنچایا۔

☆

شیخ طریقت شیخ الحدیث علامہ عبدالحکیم شرف قادری، لاہور، شیخ طریقت پروفیسر ڈاکٹر سید طلحہ برق رضوی، دانا پور، حضرت علامہ عبدالمبین نعمانی صاحب مبارکپور، فاضل ذی شان حضرت مفتی ڈاکٹر امجد رضا خان امجد، پٹنہ محتاج تعارف نہیں۔ دنیائے علم وادب کی معروف شخصیتیں ہیں۔

ترتیب کتاب کے وقت ہی میں نے علامہ شرف قادری کو اس کی فہرست بھیجی تھی۔ اسے دیکھ کر ان کے قلم سے جو تحریر معرض وجود میں آئی، اسے اس کتاب میں تعارف کے عنوان سے شامل کر دی گئی ہے۔ یونہی علامہ نعمانی صاحب نے فہرست اور مقدمۂ کتاب کے مطالعہ کے بعد اپنے تاثر سے نوازا۔

کتاب کا کتابت شدہ مواد حضرت ڈاکٹر سید طلحہ برق رضوی نے بالاستیعاب دیکھا۔ کچھ اصلاح کی، کچھ مشورے دیئے، جن کو میں نے شرح صدر کے ساتھ قبول کیا۔ میری گذارش پر اپنی علالت کے باوجود چند صفحے تحریر فرمائے۔ جو با عنوان تقریظ شریکِ اشاعت ہے۔

فاضل جلیل بالغ نظر، بیدار مغز، عالم و مفتی، خوش فکر شاعر و محقق سریع الفہم، صاحب الرائے قلمکار ڈاکٹر امجد رضا خان امجد صاحب نے مسودہ کا مطالعہ کامل غور و

فکر کے ساتھ کیا اور مقدمہ تحریر فرمایا۔ اس طرح اس کتاب کو پایہ اعتبار ملا۔

ترتیب کتاب کے وقت عزیزانِ گرامی جناب مولانا شرافت حسین رضوی، مولانا محبوب عالم راج محلی کی کامل معیت و اعانت نے میرے بوجھ کو ہلکا کر دیا۔ پروف ریڈینگ کا کام مولانا مفتی سجاد حسین مصباحی ،الدھوی، اور محب مکرم مولانا مجیب الرحمٰن نوری، علامہ رحمت اللہ صاحب صدیقی نے محنت اور محبت سے کیا۔ میں ان تمام حضرات کا تہہ دل سے ممنون ہوں۔ تاہم قارئین کو کہیں کچھ بے راہ روی نظر آئے، تو ہماری رہنمائی فرمائیں کہ پہلے میں اپنی پھر کتاب کی اصلاح کرسکوں۔

الحاج رفیق احمد صاحب ،الحاج فاروق احمد صاحب اور تحریک سنی دعوتِ اسلامی کے امیر و روحِ رواں حضرت مولانا قاری شاکر علی نوری کی دعا و محبت، مخلصانہ رہنمائی و تعاون شامل رہا۔ اللہ تعالیٰ ان تمام حضرات کو دونوں جہان میں برکات و حسنات سے نوازے۔ آمین بجاہ سید المرسلین۔

نہ بقا میری نہ فنا میری مجھے اے شکیل نہ ڈھونڈیئے
میں کسی کا حسن خیال ہوں میرا کچھ وجود و عدم نہیں

۷ صفر ۱۴۲۷ھ — غبارِ راہِ علما و عرفا

۲۵ فروری ۲۰۰۷ء — شمس مصباحی پورنوی

حضرت مولانا قاضی محمد عبد الوحید صاحب فردوسی، عظیم آباد، پٹنہ، بہار

(۱)

از عظیم آباد پٹنہ،

۲۹ر ذی القعدہ ۱۳۱۳ھ

ناصر مصطفویہ، حامی مذہب حنفیہ، جناب مولانا اجل مولوی احمد رضا خان صاحب بریلوی مدظلہ العالی　تسلیم! محض غائبانہ اخوت اسلامی وحمایت مذہب حنفیہ کے جہت سے یہ خط لکھ رہا ہوں اور مولوی عبد القادر صاحب بدایونی کو بھی لکھ رہا ہوں۔ جلسہ ندوہ میں سخت بیزار ہوں اور شاید حضور اس کے مخالف ہیں۔ لہٰذا موافقت فی المخالفۃ وحمایت مذہب حنفیہ کی جہت سے لکھتا ہوں۔ ایک اخبار تردید مذاہب باطلہ ومخالفت ندوہ میں نکالنے والا ہوں۔ آپ سرپرستی کریں۔ مذہب حنفیہ کو حق سمجھتا ہوں اور اس ندوہ کو باطل انشاء اللہ اگر آپ لوگ آمادہ ہوں، تو ندوہ حنفیہ پٹنہ میں بفضلہٖ قائم کروں۔

خادم: (عبد الوحید غلام صدیقی حنفی) ۲۹ر ذی قعدہ ۱۳۱۳ھ

(مکتوبات علماء، وکلام اہل صفا طبع بریلی ص: ۶۸/۶۹)

(۲)

ازعظیم آباد پٹنہ

۱۳۱۳ھ

عالم اہل سنت دافع وماحی رسوم شرک وبدعت، ناصر الاسلام والمسلمین، حامی شرع متین جناب مخدومی مولانا مولوی عبد المصطفیٰ محمد احمد رضا خاں صاحب حنفی القادری البرکاتی بریلوی مدظلہ العالی وعم فیضہ الباری۔

تسلیم! میں ابتداء سے جلسہ ندوۃ العلماء کا مخالف تھا۔اس ننگ خاندان خاکپائے درویشاں کا نام بھی فہرست مخالفین ندوہ میں درج فرمالیجیے۔

عاجز محمد عبد الوحید غلام صدیقی حنفی (مکتوبات علماء وکلام اہل صفا طبع بریلی، ص:۶۹)

(۳)

ازعظیم آباد پٹنہ

۲۴؍ذی الحجہ ۱۳۱۳ھ

اعلیٰ حضرت جناب مولانا و مخدومنا قبلہ وکعبہ مولوی احمد رضا خاں صاحب، بریلوی قادری سنی برکاتی مدظلہ۔

تسلیم! ایک رسالہ ردندوہ خاص اپنی ناچیز تصنیف روانہ کرتا ہوں۔شائع فرمائیے گا۔ (محمد عبد الوحید غلام صدیقی حنفی) ۲۴؍ذی الحجہ ۱۳۱۳ھ

(مکتوبات علماء کلام اہل صفا، طبع بریلی، ص:۶۹)

(۴)

از عظیم آباد، پٹنہ

۲۷/ ذی الحجہ ۱۳۱۳ھ

جناب مولانا و بالفضل اولانا مخدومنا دامت برکاتکم

بعد فراوان تسلیم آنکہ ! مولوی امجد علی کانپوری کا رسالہ (یعنی ہدایۃ الالبا) اس شہر میں بہت لوگوں کو خراب کئے ہوئے ہے اور مولوی عبدالحق دہلوی کا بھی (یعنی اعلام) زخرالذکر کا جواب تو حضرت مولوی عبدالقیوم صاحب بدایوں دے چکے ہیں۔ نہایت کافی و وافی ہے۔ مگر ہدایۃ الالبا کا جواب نہیں ہوا ہے۔ ضرور اس کا جواب ارقام فرمائیں۔ ضرورت زمانہ کا پورا جواب ہونا چاہیے۔ تحفہ محمدیہ کانپور میں آپ دونوں حضرات کی ہجو چھپی ہے اور واقعات بطرز دیگر مندرج ہوئے ہیں۔ مولانا عبدالقادر صاحب بدایونی کا سرفراز نامہ آیا کہ مولوی لطف اللہ صاحب نے بریلی میں اظہار حق سے انکار کیا۔ سخت تعجب ہے۔ یہ تو بڑے پکے معتبر عالم حنفی تھے۔ خدا رحم کرے۔

(محمد عبدالوحید غلام صدیق حنفی) ۲۷/ ذی الحجہ ۱۳۱۳ھ

(مکتوبات علماء، وکلام اہل صفا، طبع بریلی ص: ۶۹)

(۵)

از عظیم آباد، پٹنہ

۱۵ محرم الحرام ۱۳۱۴ھ

حامی اسلام والمسلمین، ناصر دین المرسلین، فخر العلماء والفضلاء، جناب مخدوم محترم مولانا ومقتدانا مولوی احمد رضا خان صاحب حنفی القادری، زیدت اکرامکم والطافکم۔

ہدیہ مسنونہ مع التعظیم والتکریم قبول فرمایئے۔

خواجہ تجمل حسین صاحب اکبرآبادی ومولوی نصرت علی صاحب دہلوی آمادہ مخالف ندوہ ہیں۔ (محمد عبدالوحید غلام صدیقی حنفی) ۱۵ محرم الحرام ۱۳۱۴ھ

(مکتوبات علماء، وکلام اہل صفا طبع بریلی ص: ۶۹/۷۰)

(۶)

از عظیم آباد، پٹنہ

۲۱ محرم الحرام ۱۳۱۴ھ

حضرت مولانا قامع الشرکۃ والبدعۃ، حامی الشرع والملۃ، فخر علماء دوراں، محسود زمانیاں، عالم اہل سنت مولانا مولوی احمد رضا خاں صاحب، ادام اللہ برکاتکم۔

تسلیم مع التکریم! ایک عجیب واقعہ پیش آیا۔ مولوی عبدالباری صاحب کے یہاں مولوی محمد سلیمان پھلواری رکن ندوہ سے ملاقات ہوئی۔ گھنٹوں متعلق ندوہ کے گفتگو رہی۔ خیالات بالا جمال میں نے دریافت کرلئے اثنائے گفتگو میں کچھ کچھ رد بھی کرتا گیا۔ بفضلہ تسلیم کرتے گئے۔ آئندہ پابندی مذہب اہل سنت کا وعدہ بھی کرتے رہے۔ جانب ندوہ بھی بچاتے رہے۔ مسلک صلح کل پر پورا پورا عمل کرتے رہے۔ اس مخالفت کا نام انہوں نے جنگ ''جمل'' رکھا ہے۔ آپ کی اور مولانا بدایونی کی کچھ تقریب بھی اور بعض غیر معلوم واقعات بیان کرکے مذمت کرتے رہے۔ ضرورت زمانہ پر ان کا پورا دارومدار ہے۔ گو مخالفت کتاب وسنت ہو۔ اختلافات فرقہ باطلہ کو غیر قطعیات میں بتاتے ہیں۔ مجرد کلمہ گوئی کا نام اسلام رکھ چھوڑا ہے۔ قرآن شریف کو جو ہمارے ہاتھوں میں ہے۔ دخل بشری سے غیر محفوظ بتاتے ہیں۔ عیاذ باللہ۔

میں نے جواب دیئے۔ کچھ تسلیم کرتے رہے۔ کچھ مکرتے رہے۔ میں نے خیالات دریافت کرکے صاف کہہ دیا کہ ناظم صاحب اور جملہ اراکین ندوہ مداہنت فی الدین سے بری نہیں ہوسکتے۔ چاہے ناظم صاحب کو آپ ولی کیوں نہ کہیں۔ اس پر سکوت اختیار کیا۔ یہ حضرت عجیب قماش کے آدمی ہیں۔ موافقین ومخالفین ندوہ دونوں سے ملتے ہیں اور حقیقت کا ابطال کرتے ہیں۔ اللھم احفظنا۔

محمد عبدالوحید ۲۱ محرم الحرام ۱۳۱۴ھ

(مکتوبات علماء، وکلام اہل صفا طبع بریلی ص: ۷۰)

(۷)

از عظیم آباد، پٹنہ

۱۳۱۴ھ

افضل العلماء اکمل الفضلاء جناب مولانا مولوی شاہ احمد رضا خان صاحب قادری الحنفی البریلوی، مدظلہ العالی۔

بعد ادائے لوازم تکریم! التماس یہ ہے کہ انشاء اللہ تعالیٰ ''رسالہ'' سے مفصل کیفیت معاونین چیدہ ومخالفین ندوہ معلوم ہوگی۔ ناظم صاحب ندوہ آئے تھے۔ مجھے مخالف سمجھ کر اپنے یہاں بلا بھیجا۔ مگر میں کہلا بھیجا کہ میں یوں نہ آؤں گا۔ جلسہ مناظرہ مقرر ہو۔ اس میں فریقین کی حقانیت وتعصب کا حال معلوم ہوگا اور علی الاعلان بتقریر وتحریر، اقرار غلطی کا کرنا پڑے گا۔ مگر جواب نہ آیا کمترین۔

(عبدالوحید غلام صدیق)

(مکتوبات علماء، وکلام اہل صفا طبع بریلی ص: ۷۰)

از عظیم آباد، پٹنہ (۸)

۱۲؍ربیع الاول شریف ۱۳۱۴ھ

فاضل کامل، عالم عامل، ملک العلماء، بحر العلوم، مخدومنا مولانا مولوی احمد رضا خاں صاحب قادری زید افضالہم۔

تسلیم! شکر خدا کہ بہت لوگ مخالف ندوہ مخدولہ کے ہو گئے۔ مولانا مولوی سید عبدالعزیز صاحب تلمیذ رشید فاضل خیر آبادی کا نام بھی فہرست میں درج فرمائیے۔ مولوی محمد عظیم صاحب ولایتی فخری، نظامی اور مولوی حکیم یوسف حسن صاحب کا نام بھی درج فرمائیے۔ (محمد عبد الوحید غلام صدیق حنفی) ۱۲؍ربیع الاول ۱۳۱۴ھ

(مکتوبات علما و کلام اہل صفا، طبع بریلی، ص: ۷۰/۷۱)

(۹)

از عظیم آباد، پٹنہ

۱۳۱۴ھ

محی السنۃ، ممیت البدعۃ، محسود اقران، لوذعی زبان، مولانا مولوی حاجی محمد احمد رضا خان صاحب حنفی قادری برکاتی مدظلہ۔

ان کے حضرات کے اسمائے گرامی بھی مندرج فہرست مخالف ندوہ مخذولہ کیجئے۔

(۱) جناب مولانا مولوی حکیم عبدالعلی صاحب چشتی صابری حنفی، محلّہ عالم گنج پٹنہ۔

(۲) جناب مولانا مولوی محمد ابراہیم صاحب حنفی قادری، موضع سبل پور پٹنہ

(۳) جناب منشی ماسٹر شیخ صدرالدین محمد علی اختر صاحب صدیقی حنفی، وکیل اہل سنت، ساکن موضع فتو چک من مضافات بہار شریف، حال مقیم شہر کلکتہ، چنار بازار، یلندس، لین، نمبر ۱۱۔

(۴) جناب مولانا مولی حکیم عبداللہ صاحب قادری حنفی۔ کلکتہ

(۵) جناب مولوی ماسٹر غیاث الدین صاحب حنفی الصدیقی، برادر معظم جناب وکیل اہل سنت محلّہ لودی کٹرہ۔ پٹنہ

(۶) جناب حافظ سلامت اللہ صاحب حنفی قادری، رئیس پٹنہ، محلّہ کالو خان کے باغ۔

(۷) جناب میر امیر جان صاحب حنفی، محلہ لودی کٹرہ۔ پٹنہ، ایک مجلس۔

(۸) جناب سید شاہ معین الدین عرف سید شاہ محمد جلال صاحب حنفی مجددی، فضل رحمانی، رئیس پٹنہ، محلّہ لودی کٹرہ۔ حامی مجلس۔

(۹) جناب شیخ تفضّل صاحب عرف مجامیاں، محلّہ فصاحت کے میدان، پٹنہ۔

(۱۰) جناب حاجی شیخ خورشید علی صاحب و شیخ محبوب علی صاحب حنفی، حال ساکنان، پٹنہ، لودی کٹرہ۔

(۱۱) جناب شیخ محمد امیر صاحب، جناب شیخ اولاد حسن صاحب، حال ساکنان پٹنہ۔

(۱۲) جناب شیخ مہدی جان صاحب و جناب شیخ محمد جانی صاحب، پٹنہ

(۱۳) جناب مرزا محمد انور صاحب شاعر، محلّہ فصاحت کے میدان، پٹنہ

(۱۴) جناب شیخ عبدالکریم صاحب، محلّہ مغلپورہ

(۱۵) جناب سید شاہ منیر الدین صاحب حنفی قادری، محلّہ مغلپورہ، پٹنہ حال مقیم کلکتہ۔

(۱۶) جناب شیخ طہارت حسین صاحب رئیس پٹنہ، موضع سبل پور، حال مقیم، لودی کٹرہ، پٹنہ۔

(۱۷) جناب شیخ فصیح احمد صاحب خلف موصوف الذکر، لودی کٹرہ، پٹنہ۔

(۱۸) جناب سید شاہ لطف الرحمٰن صاحب حنفی مجددی، فضل رحمانی، رئیس موضع کالو، ضلع گیا۔

(۱۹) جناب سید شاہ عزیز الرحمٰن و حبیب الرحمٰن صاحبان، خواہر زادگان،

جناب موصوف۔

(۲۰) جناب سید محمد یٰسین صاحب، موضع سید آباد، پرسیال ضلع گیا۔

(۲۱) جناب سید شاہ محمد ذکریا صاحب حنفی قادری الوارثی، موضع کاکو، ضلع گیا۔

(۲۲) جناب منشی محمد ہاشم صاحب، موضع سلیمان پور ضلع گیا۔

ضلع حشر ہوا، ضلع مظفر پور

(۲۳) جناب سید شاہ احمد حسین صاحب حنفی، رئیس موضع برادر خرد جناب شاہ محمد حسین حنفی قادری فضل رحمانی۔

(۲۴) جناب منشی چراغ علی صاحب،

(۲۵) جناب شیخ نصیر الدین صاحب

انشاء اللہ آئندہ اور لوگوں کے نامہائے مبارک لکھ کر روانہ کروں گا۔ مطمئن رہیں۔ بفضلہٖ خدمت مذہب سے غافل نہیں ہوں۔

سلام وخیر ختام مع الاکرام

خادم تقصیروار، عبد الوحید حنفی عظیم آبادی

(مکتوبات علما و کلام اہل صفا، طبع بریلی، ص: ۷۱/۷۲)

از عظیم آباد، پٹنہ   (۱۰)

۱۳۱۴ھ

مخدوم و معظم جناب مولانا مولوی محمد رضا خان صاحب قادری مدظلہ

تسلیم! مولوی علی اسلم رکن ندوہ کا بیان ہے کہ اسی سال جلسہ عظیم آباد میں ہوگا۔ خدا مخذول کرے۔ اسمائے ذیل درج فہرست ندوہ کیجئے:

جناب مولانا و مولوی حافظ قاری صوفی عین الہدیٰ صاحب قادری، شہر بنارس

منشی سید محمد سعادت حسین صاحب حنفی، پٹنہ

شیخ فدا حسین صاحب بن شیخ عابد حسین صاحب، پٹنہ

(محمد عبد الوحید غلام صدیق حنفی)

(مکتوبات علما و کلام اہل صفا طبع بریلی ص: ۷۳/۲)

از عظیم آباد، پٹنہ   (۱۱)

۱۰/ ربیع الآخر ۱۳۱۴ھ

حضرت مولانا اعزکم اللہ فی الدارین

تسلیم! ایک شیعہ عورت سے سنی نکاح کیا، کیا آیا درست ہوگا یا نہیں؟ جلد فتویٰ مرتب فرما کر روانہ کیجئے۔ ضرورت شدیدہ ہے۔ میری خاص رائے عدم مناکحت پر ہے۔ منکرین ضروریات دین کافر ہیں اور کفر کے سبب نکاح مسلمان سے کب درست ہے۔   والسلام   (محمد عبد الوحید غلام صدیق حنفی)

(فتاویٰ رضویہ مع تخریج ترجمہ طبع لاہور، ۳۴۵/۱۱)

از عظیم آباد، پٹنہ   (۱۲)

۱۵/ جمادی الاولیٰ ۱۳۱۴ھ

فاضل لبیب، کامل اریب، حضرت معین ملت نبویہ، مؤید مذہب حقہ حنفیہ، فخر العلماء صدر الکبراء، محی السنہ مولانا مولوی محمد احمد رضا خاں صاحب حنفی قادری، زیدت حسناتکم۔

بعد سلام مؤدت اقیام عرض رسا ہوں، خدا کا شکر ہے۔ اس ملاحظہ کو میں نے علماء مشائخ وغیرہم کے دستخط حاصل کر کے ندویوں کے حملہ سے باز رکھا ہے۔ ان کی وقعت نہ رہی چار پانچ دستخط حاصل کر کے ندویوں کے حملہ سے باز رکھا ہے۔ ان کی وقعت نہ رہی چار پانچ دستخط اجلہ مشائخ پھلواری و بہار شریف کے ہو جائیں، تو حضور کو مژدہ سناؤں، رسالہ "تائید الندوہ" کی عظمت جاتی رہی۔ اب "تسوید الندوہ" کی دھوم دھام ہے۔

(خاکسار عبد الوحید)   ۱۵/ جمادی الاولیٰ ۱۳۱۴ھ

(مکتوبات علماء و کلام اہل صفا، طبع بریلی، ص: ۷۳)

(۱۳)

از عظیم آباد، پٹنہ

۲۲ر رجب المرجب ۱۳۱۴ھ

مخدومی مکرمی حضرت مولانا المعظم دامت برکاتکم

تسلیم عرض ہے۔ رسالہ ''ارشاد الکملاء'' دہلی میں مولوی حفیظ اللہ صاحب کی تصنیف سے چھاپا گیا ہے۔ اس میں عجیب عجیب افتراء پردازیاں کی گئیں۔ دعویٰ بدل گیا ہے۔ ندوہ حق پر بتلایا گیا ہے، مناظرہ کے لئے مولانا بریلوی اور مولانا بدایوں کو بلایا گیا ہے۔ اس کا رد ضرور ساتھ لیتے آیئے اور رسالہ ''شرح مقاصد ندوہ'' حیرت دہلوی، و ''القول الفاصل'' مولوی ایوب پھلواری، کا جواب بھی ہمراہ لایئے۔

خادم عبد الوحید ۲۲ر رجب ۱۳۱۴ھ

(مکتوبات علما و کلام اہل صفا، ص: ۷۲)

(۱۴)

از عظیم آباد، پٹنہ

۱۲؍ شعبان المعظم ۱۳۱۴ھ

جناب مخدوم مکرم بندہ مولانا مولوی حاجی محمد احمد رضا خاں صاحب مدظلہ العالی

تسلیم! آج معلوم ہوا کہ آپ کی سال جلسہ ندوہ پانچ جگہوں میں سے ایک جگہ ضرور ہوگا۔ حیدر آباد، بمبئی، پٹنہ، کلکتہ، میرٹھ۔ میرٹھ میں مولوی عبد السمیع صاحب کو لکھئے۔ بمبئی میں علمائے بمبئی کو لکھئے۔ حیدر آباد میں بھی مخالفین ندوہ کو لکھئے۔ کلکتہ میں مولوی مرزا غلام قادر بیگ صاحب کو لکھئے۔ پٹنہ کی حالت انشاء اللہ تعالیٰ میں لکھتا رہوں گا۔ واقعہ پٹنہ ضرور شائع کیجئے۔ صاحبان ندوہ پھر بہار شریف گئے ہیں۔ بہار شریف سے تار آیا کہ ''تم مع مولوی عبد الصمد صاحب آؤ'' مگر مولانا ممدوح چلے جاچکے۔

(عبد الوحید) ۱۲؍ شعبان ۱۳۱۴ھ

(مکتوبات علما و کلام اہل صفا، طبع بریلی ص: ۷۳؍۷۴)

(۱۵)

از عظیم آباد، پٹنہ

۱۵؍شعبان المعظم ۱۳۱۴ھ

جناب مولانا ومقتدانا، سیدی معتمدی، مولانا مولوی حاجی محمد احمد رضا خاں صاحب، قادری مدظلہ العالی۔

تسلیم ادب کے بعد التماس ہے کہ ایک بزرگ فاضل، تبحر، عالم معتبر، تلمیذ ارشد حضرت مولانا مولوی ہدایت اللہ خاں صاحب جونپوری یعنی مولانا مولوی لطف الرحمٰن صاحب بردوانی، مدرس مدرسہ عالیہ کلکتہ، آج غریب خانہ پر تشریف لائے۔ ندوہ کا ذکر آیا۔ بحمدہ مخالف پائے گئے اور فرمانے لگے کہ ''انشاء اللہ کلکتہ میں ہم حتی الوسع ندوہ ہونے سے روکیں گے اور علماء کو شفاعت سے آگاہ کریں گے۔ ہمارا نام انجمن اہل سنت میں درج ہو، سب رسائل اور اشتہارات ہمارے پاس بھیج دیئے جائیں۔

زد باد تسلیم   خادم عبد الوحید حنفی   ۱۵؍شعبان المعظم ۱۳۱۴ھ

(مکتوبات علماء وکلام اہل صفا، طبع بریلی، ص: ۷۴)

از عظیم آباد، پٹنہ   (۱۶)

۹؍جمادی الاولیٰ ۱۳۱۴ھ

حضرت اقدس قبلہ وکعبہ مدظلہ

دست بستہ تسلیم کے بعد التجا ہے۔ ایک ضروری مسئلہ جلد اندر ہفتہ مدلل ومکمل عقلی ونقلی طور پر لکھ کر ایک مسلمان کی جان بلکہ ایمان کی حفاظت کیجئے۔ عنداللہ ماجور ہوں گے۔

مسئلہ یہ ہے کہ اللہ پاک قرآن میں فرماتا ہے کہ پیٹ کا حال کوئی نہیں جانتا کہ بچہ ذکور سے ہے، یا اناث سے حالانکہ ایک آلہ نکلا ہے۔ جس سے سب حال معلوم ہو جاتا ہے اور پتہ ملتا ہے۔

کمترین خادمان (عبدالوحید حنفی الفردوس)

(فتاویٰ رضویہ طبع بمبئی ۱۲؍۴۰)

از عظیم آباد، پٹنہ (۱۷)

۲۷/رمضان ۱۳۱۵ھ

مخدومی و مولائی قبلہ مدظلہ العالی!

تسلیم! امور مفصلہ ذیل کا ازراہ کرم مکمل جواب دیجئے، کہ فقیر کو سخت تردد ہے۔ دوسرے بعض علماء سے بھی گفتگو آئی مگر تنقیح امور نہ ہو پائی۔ لہذا فقیر کو بھی شک ہے۔ للہ دفع فرمائیے۔ اور اجر عظیم پائیے۔

(۱) زیارت قبور النساء کو مولانا فضل رسول بدیوانی قدس سرہ بضمن "تردید الحق" وہابی دہلوی جائز فرماتے ہیں۔ نیز علامہ عینی بھی۔ جواب مکمل عطا ہو کہ رفع شبہ ہو۔

(۲) "تحفہ" رجب میں مختلف خطبہ کو آپ غیر مناسب بوجہ عدم توارث بناتے ہیں۔ حالانکہ تاج الفحول بدیوانی اسے جائز و درست بتاتے ہیں۔ یہ شبہ بھی رفع ہو۔

(۳) "جز و اللہ عدوہ" کے آخیر میں جناب حضرت سادات کرام کے متعلق فرماتے ہیں "ان پر طریان کفر ناممکن، نہ یہ نیچری وغیرہ ہوسکیں" حالانکہ مشاہدہ اس کے خلاف ہے۔ دوسرے جملہ سادات کی سیادت پر تیقن اٹھ جائے گا۔ استدلال جناب بعموم آیت وحدیث شریف مخالفت تحقیقات دیگر علماء ہے۔ جو اسے مخصوص بحضرات طیبین رضی اللہ تعالیٰ عنہما بتاتے ہیں۔ تیسرے پھر سادات کرام بھی قطعی جنتی ہوئے۔ انہیں اندیشہ آخرت کیا باقی رہا۔

(۴) اسمائے ذیل مثل ضیاء الدین، منیر الدین، وغیرہ کو جناب قطعاً ناجائز بتاتے ہیں۔ جس شخص نے براہ تغافل خیر رکھا کیا حرج ہے؟ ورنہ کسی کا نام سعید وغیرہ بھی نہیں رکھ سکتے۔ جواب مرحمت فرمائیے۔ (عبد الوحید)

(فتاوی رضویہ طبع بمبئی ۱۲/۱۶۳)

حضرت سید شاہ عبد الغفار قادری الحنفی مدرس اعلیٰ مدرسہ عربیہ جامع العلوم جامع مسجد معسکر بنگلور

(۱)

از بنگلور

۱۱ر شعبان ۱۳۲۱ھ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

جامع معقول ومنقول حاوی فروغ واصول، جامع شریعت وطریقت، واقف حقیقت ومعرفت مخدومنا حضرت مولانا مولوی احمد رضا خان صاحب حنفی قادری قبلہ مدظلہ العالی۔

پس از سلام سنت الاسلام واظہار آداب وتسلیمات اینکہ یہاں بندہ مع والد امجد قبلہ بفضلہٖ وحبیبہٖ صلی اللہ علیہ وسلم وبتصدق نعلین پاک، غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ بخیر رہکر آپ بزرگوں کی صحت مطلوب۔

آج کتب مرسلہ پہنچے۔ جس میں سولہ کتاب مع اشتہارات اور چار اخبار ''روزافزوں'' تھے۔ الحمد اللہ کل کتب بہت عمدہ اور مؤید اہل سنت ہیں۔ تمام اہل کا کام آپ ایک ہی کرتے ہیں۔ یوں ہی کل حسنات کے مستحق ہیں۔ آپ نے ندوہ مخذولہ کی ایسی خبرلی، باید وشاید، اب ان کی حرکات مذبوحی ہیں۔ اللہ جلد ان کو...... کرے۔

اخبار ''روز افزوں'' میں اس کا ذکر بھی مندرج ہو کہ ۸ر شعبان جمعہ مسجد والا جاہی کلاں واقع نزل کھیڑی مدارس میں بعد نماز جمعہ بندے نے جو فتویٰ لکھا ہے۔ یعنی ''فتاوائے علمائے بنگلور'' علمائے مدارس کی جانب سے اعلانیہ پڑھا گیا اور پھر علمائے مدارس نے عموماً ندوہ کی تردید کی اور اس مجلس میں کوئی اہل سنت شریک نہ ہونے کے لئے کہا گیا۔ حاضرین جو تین چار ہزار آدمی اہل سنت سے جمع تھے۔ سب

نے ندوہ پر...... ملامت کی اور نواب مدراس پرنس آف ارکاٹ سے کل مساجد اہل سنت میں ندوہ کے نائبین کا وعظ کرنے کی ممانعت ہوگئی۔

غرہ رجب میں جو جلسہ کیا گیا۔ اس میں بندہ کی تحریر کو سب نے پسند کیا۔ چار شعبان روز دوشنبہ تمام علمائے مدراس اہل سنت کا مجمع ہوا۔ بصدارت مولانا مفتی مولوی حاجی محمود صاحب اس میں ساٹھ علمائے مدراس نرمل کھیڑی وپٹنہ جمع تھے۔ جس میں حنفی وشافعی علماء تمام تھے۔ تمام کا اتفاق ہوا کہ مولوی غلام شملوی اور ملا عبدالقیوم کی وعظیں درباب ندوہ انگریزی اسکولوں میں بطور انگریزی لکچر ہورہی ہیں اور مساجد میں ان کا وعظ موقوف ہے۔

اس لئے کل مساجد اہل سنت میں ندوہ کی تردیدات کرنا اور وقتاً فوقتاً اشتہارات تردید میں نکالنا اور بالفعل جو ندوہ کی طرف سے ''مصالح ندوہ'' مطبوع ہوا ہے۔ اس میں جو باتیں مخالف اہل سنت ہیں، ان کی تردید میں ''فتاوائے علمائے مدراس'' نکالنا۔ مجھ کو علماء مدراس سے یہ تمام کیفیت کا تین روز بیشتر خط آیا۔ میں نے ان کا شکریہ ادا کیا۔ ظاہر ہو کہ علمائے مدارس کو مخالفین ندوہ کے ابتدائی اشتہارات و رسالہ ''اتفاق'' وغیرہ نہیں ملے۔ اس لئے مجھ کو لکھے ہیں۔ میرے پاس وہ تمام تھے۔ دیکھا تو کم ہے۔ آپ کے پاس جہاں تک پرچے اور رسالہ ''اتفاق'' وغیرہ جو زائد ہوں ایک ایک بندہ کو روانہ کریں۔ تاکہ میں اس کو علمائے مدراس کے پیش کرتا ہوں۔ اس لئے کہ ملا عبدالقیوم وعظ میں کہا کہ ہرگز رسالہ ''اتفاق'' وغیرہ میں مخالف اہل سنت جو عبارات مندرج ہیں، ہرگز نہیں میں نے لکھا اگر وہ عبارت ہوں؟ تو ملائے مذکور واعلانیہ توبہ کرتا ہوں۔ کر کے اقرار کیا۔ عجب بلا ہے کہ جہاں یہ ندوی جاتے ہیں۔ وہاں مکر وفریب کرتے ہیں۔ شیاطین الانس یہی ہیں۔

الراقم خاکسار معبد محمد عبدالغفار قادری الحنفی اعلیٰ مدرس مدرسہ عربیہ جامع العلوم، جامع مسجد معسکر بنگلور مرقوم ۱۱ر شعبان دوشنبہ ۱۳۲۱ھ

(تحفہ حنفیہ شمارہ شعبان ۱۳۲۱ھ ص: ۴۵)

از بنگلور

(۲)

مولانا المولوی جناب مولوی احمد رضا خان صاحب قادری الحنفی البرکاتی، البریلوی، دام برکاتکم والطافکم۔ السلام علیکم وعلی من لدیکم

حضرت قاضی مفتی ارتضا علی خان صاحب جو وقت اخراج کے اس طور سے کہ پہلے ایک تختہ اطرلاب اپنے سامنے رکھتے تھے اور دو دائرہ ہندیہ پتھر پر تیار کر کے اصطرلاب پر شاقول پھرائے اور دائرہ ہندیہ پر نظر کر کے ایسا ایک ہی کام محنت کر کے یہ رسالہ لکھتے ہیں۔

آپ سے عرض کرتا ہوں کہ مدراس تیرہ درجہ پر واقع ہے اور یہ معسکر بنگلور دو سو سترہ میل پر ساڑھے سترہ درجہ پر ہے۔ ہم اس حساب سے ۵ لحظہ بڑھ کر لیتے ہیں۔ اس رسالہ میں جو پندرہ لحظہ دیری کرنا لکھے ہیں۔ حاجت نہیں۔ ریلوے حساب سے مدراس اور یہاں دو لحظہ ہی کا فرق ہے۔ اگر پانچ لحظہ تاخیر کریں، تو کافی رہا۔ آپ کا بریلی شہر اس حساب کے موافق ہرگز نہ ہوگا۔ کیونکہ اغلباً شاید چودہ درجہ پر ہے۔

(سید عبدالغفار قادری معسکر بنگلور)

(فتاوی رضویہ تخریج وترجمہ طبع لاہور ۵/۳۳۳، ۳۳۴)

حضرت مولانا سید شاہ عبد الجبار صاحب حیدر آباد، دکن

(۱)

از دفتر تفسیر قادری

مخدوم مکرم مولانا المعظم دامت برکاتکم ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مزاج مبارک!

گذارش ہے کہ جمعہ کی اذان ثانی کا استفتاء روانہ کر فرما کر حضرت ممنون یاد آوری فرمایا تھا۔ مگر صرف (۴) قطعہ بھیجے گئے تھے، جو اسی وقت تقسیم ہو گئے۔ عاصی کے یہاں کوئی بھی باقی نہ رہا اور اکثر اس کے خواہشمند ہیں۔ میرا خیال ہے کہ اسے یہیں طبع کرادوں۔ مگر افسوس ہے کہ ایک بھی یہاں نہ مل سکا۔ اگر جناب کے وہاں زائد ہوں، تو ضرور بھیج دیجئے، ورنہ جس قدر ممکن ہوں۔

میرا خیال ہے کہ جناب مولانا مفتی محمد انوار اللہ صاحب استاذ نظام جو آج کل معین انتظام امور مذہبی ہو گئے ہیں۔ ان کی توجہ اس طرف مبذول کردی جائے، تو مناسب ہے اور یقین ہے کہ وہ ضرور اس طرف توجہ کریں گے۔ واقعی احیاء سنت کا سہرا اعلیٰ حضرت مد ظلہم الاقدس ہی کے سر رہے گا۔ ان کے علاوہ بھی اور بہت سے علماء ہیں، سب میں اس کی شہرت کی جائے گی۔ جس سے معلوم ہو جائے گا کہ کون ہمارے موافق ومخالف ہوتا ہے اور کیا دلیل پیش کی جاتی ہے۔

والسلام

(خاکسار عبد الجبار کان اللہ لہ)

(ہفت روزہ ''دبدبہ سکندری'' ۷ر ستمبر ۱۹۱۴ء ص: ۵)

حضرت مولانا عبدالسمیع صاحب لال کرتی بازار میرٹھ

(۱)

ازمیرٹھ

۴؍رمضان المبارک ۱۳۱۰ھ

بخدمت شریف مخدوم ومکرم محقق ومدقق جناب مولانا محمد احمد رضا خاں صاحب ادام اللہ فیوضہ وبرکاتہ وضاعف اجورہ وحسناتہ۔

بعد اتحاف ہدیہ سلام مروع برائے خورشید انجلائے باد!

اس مسئلہ میں آپ کی رائے دریافت کی جاتی ہے کہ ایک عورت نے وصیت کی تھی کہ ایک شخص کو کہ یہ سو پچاس روپیہ میرا ہے، اس کا یہ بندوبست کردینا کہ جب کوئی موسم کا میوہ چلا کرے، میری فاتحہ اس پر دلا کر تقسیم کردیا کرو۔ وصی نے ایسا ہی کیا۔ لیکن ایسا بھی کیا کہ اس مال مذکور سے کوئی کتاب دین غریب طالب علم کو دلوادی اور یہ بھی کیا کہ دہم وچہلم کی تواریخ معینہ میں مساکین کو کھانا کھلادیا، فاتحہ دلا کر اور ایک دو خرچ ایسے کئے کہ اس عورت کے مرنے کی خبر سن کر جو دو ایک جگہ سے آدمی آئے تھے اور اس عورت کا کوئی ولی نہ تھا، جو ان کی مہمانی کرتا۔ ان کی مہمانی میں بھی روپیہ مذکورہ سے کچھ صرف ہوا۔ اب یہ سب اخراجات بقیاس قاعدہ نذر کا اس میں تعین زمان ومکان ومال وانفاق کی قید پر نظر رکھنا واجب نہیں ہے، جائز ہوگی، یا نہیں۔ وصی نے ان سب کو مصرف خیر سمجھ کر صرف کردیا کہ مقصود فاتحہ میوہ جات سے ایصال ثواب ہے۔ ایصال ثواب ہوگیا۔ اب جو دس بیس روپیہ باقی ہے۔ اس کا ارادہ ہے کہ مدرسہ میں دیدوں۔

اب آپ اپنی رائے سے مطلع فرمائیں، میرا رجحان تو جواز کی طرف ہوتا ہے۔

(عبدالسمیع عفی عنہ)

(فتاویٰ رضویہ، طبع بمبئی ۱۰/۱۱۷/۱۱۸)

(۲)

از کیمپ میرٹھ

۲۰ ررمضان المبارک ۱۳۱۱ھ

بخدمت شریف مخدوم ومکرم محقق ومدقق جناب مولانا محمد احمد رضا خان صاحب ادام اللہ فیوضہ وبرکاتہ، وضاعف اجورہ وحسناتہ۔

بعد اتحاف ہدیہ سلام مرفوع رائے خورشید انجلاء باد! اس مسئلہ میں آپ کی رائے دریافت کی جاتی ہے۔ یہاں سے بعوض مساکین کے تنخواہ کسی کے دو روپے، کسی کے تین روپے معین ہے۔ ان میں سے پانچ چار آدمیوں نے مجھ سے کہا کہ ہم کو دو روپے کے واسطے سفر کر کے آنا دشوار ہے اور یہ دقت کہ اس قدر تنخواہ ہے اور اسی قدر کرایہ لگ جائے گا۔ تم ہم کو منی آڈر کر کے روانہ کر دیا کرو۔ میں نے یہ دیکھا کہ صیغہ منی آڈر جا بجا جاری ہے۔ مدارس وغیرہ میں پس ان بے چاروں شکستہ دلوں کا کام کر کے بہتر ہے کہ ثواب حاصل کروں۔ جب نظر جواز عدم جواز پر کی گئی، تو بنظری سرسری یہ دیکھ لیا کہ ہم جو کچھ زیادہ دیتے ہیں۔ وہ اجرت دیتے ہیں۔ اس بات کے لئے ڈاک والوں نے مرسل الیہ کے گھر روپیہ پہنچا کر اس کے دستخط کرآئے، پھر وہ رسید اس سے وصول کر کے ہم تک پہنچائی۔ بناءً علیہ یہ ربا نہیں، برسوں سے لوگوں کی کاروائی اسی طرح ہوتی رہی۔ اب بعض علماء نے فتویٰ حرمت منی آڈر کا چھاپ دیا ہے کہ ربا ہے اور حرام۔ میں نے جو تاویل اپنے نزدیک سمجھی تھی، اگر یہ درست ہے، یا آپ اپنی رائے سے اس میں اور کوئی وجہ شرعی پیدا کر سکیں۔ اس سے مطلع فرمائیں کہ بعض مساکین کا نہایت درجہ حرج ہے۔

والسلام (عبدالسمیع عفی عنہ)

(فتاویٰ رضویہ مع تخریج وترجمہ طبع لاہور، ۵۶۴/۵۶۳/۱۹)

(۳)

از کیمپ میرٹھ

۱۱ر شوال المکرّم ۱۳۱۴ھ

محقق مدقق مؤید عقائد سلف جناب مولانا احمد رضا خان صاحب دامت برکاتہم، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

جس جلسہ میں خاص پانچ آدمی خلوت میں تھے۔ مجھ سے مولوی محمد علی صاحب ناظم نے فرمایا کہ بس دو ہی آدمی تو غیر فرقے کے ایک شبلی وہ تائب ہے۔ کہئے توبہ نامہ لکھوادوں۔ دوسرے محمد ابراہیم آروی وہ کالعدم ہے۔ کبھی شریک ہوتا ہے، کبھی نہیں۔ میں نے کہا کہ ان کو آپ الگ کریں، کیونکہ اپنی جماعت میں تفرقہ ڈالا ہے۔ فرمایا: ایک ترکیب سے الگ کردوں گا۔ جب یہ بات قرار پاچکی، تب مولوی محمد حسین صاحب الہ آبادی کو تار دیا گیا کہ ندوہ آپ کو بلاتا ہے اور آپ کی اصلاح کو مانتا ہے۔ اس کے جواب میں انہوں نے مولوی منور علی صاحب کے ہاتھ یہ ارشاد فرمایا کہ جب تک ہمارے بھائی دیوبندیوں کا قافلہ شریک نہ ہوگا، ہم شریک نہ ہوں گے۔ یہ خبر صحیح ہے اور اس سے پہلے ناظم صاحب کے نام خط مولوی محمد حسین صاحب کا آچکا تھا کہ آپ مولوی رشید احمد صاحب کو ضرور ندوہ میں شریک کریں۔ چنانچہ ناظم صاحب لینے کو گئے، مگر دیوبند تک پہنچے تھے۔ وہاں کے مولویوں نے کہا کہ ندوہ کا وقت کم رہا ہے۔ گنگوہ جانے میں پانچ دن لگیں گے۔ واپس جاؤ۔ بناعلیہ واپس آئے۔ یہ بیان ناظم صاحب کا ہے۔

دوسرے آدمی یہ کہتے ہیں کہ انہوں نے اعتراضات کئے اور کہا کہ اگر ہمارے اختیار میں ندوہ رکھو، تو سال آئندہ شریک ہوں گے۔

عبدالسمیع ۱۱ر شوال ۱۳۱۴ھ

(مکتوبات علماء و کلام اہل صفا، طبع بریلی، ص: ۳۰ر۳۱)

(۴)

ازکیمپ میرٹھ

۱۳؍شوال ۱۳۱۴ھ

جناب مولوی صاحب محقق مدقق مؤید عقائد ملفسا ذی شرف جناب مولانا امام احمد رضا خاں صاحب دامت افاداتہم۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ و برکاتہ

مولوی حقانی صاحب وناظم شاہ محمد سلیمان صاحب وغیرہم میرے پاس تشریف لائے اور پھر میں بھی بطور مکافات ان کے پاس حاضر ہوا۔ سب مجھے کہتے ہیں کہ ہمارے فریق سے اگر کسی نے کچھ خطا کی ہو، تو ہم توبہ کرتے ہیں۔ بعض نے کہا کہ شبلی بہت اچھی نماز پڑھتا ہے اور اس کی ''سیرۃ النعمانی'' علماء عرب نے پسند فرمائی۔ اب اس کا ترجمہ عربی ہوگا۔

میری حالت یہ ہے کہ نہ میں ''سیرۃ النعمانی'' دیکھی اور نہ اہل ندوہ نے اپنے رسائل وکتب دیئے، جن کو مقامات ضروری کے لئے دیکھ لیتا۔ آپ کے رسائل بندہ زادہ میاں محمد صاحب سلمہ نے دیکھے ہیں۔ ان کا خط رامپور سے آیا ہے کہ اہل ندوہ کا قول ظاہر میں چکناچپڑا معلوم ہوتا ہے۔ درحقیقت نتیجہ بد رکھتا ہے۔ جناب مولوی احمد رضا خان صاحب ان کے رگ وریشہ سے واقف ہیں۔

عبدالسمیع ۱۳؍شوال ۱۳۱۴ھ

(مکتوبات علماء وکلام اہل صفا، طبع بریلی، ص:۳۱)

(۵)

از کیمپ میرٹھ

۲۱ رشوال ۱۳۱۴ھ

بخدمت سراپا برکت محقق مدقق ناصر الاسلام جناب مولانا احمد رضا خان صاحب قادری دامت افاداتہم وافاضاتہم۔

بعد تقدیم ہدیہ سلام التماس مرام آنکہ صحیفہ شرعیہ بصحابت مولوی محمد حسین صاحب صادر ہوا۔ لیکن اس وقت بندہ مجلس ندوہ میں دو گھنٹہ شریک ہو کر واپس آچکا تھا۔ اگر روز یک شنبہ آٹھ بجے بھی والا نامہ مجھ مل جاتا، تو خدایا اس فریق کا کہ اقرار کرتے ہیں، پھر وفا نہیں کرتے، مجھ پر کھل جاتا۔

میں ہرگز شریک نہ ہوتا اور قصہ میری شکایت کا یہ ہے کہ اول حسب روز اصحاب ندوہ میرٹھ میں آئے ہیں۔ اس روز مولوی عبدالحق صاحب دہلوی میرے پاس آئے اور دیر تک بات ہوتی رہی، جس کا خلاصہ یہ ہے کہ ہمارے رسالوں میں جو عبارتیں ہیں۔ ہمارا وہ مقصد نہیں، جس پر اعتراض ہے۔ دو ہی دن مولوی محمد علی صاحب ناظم بھی دیر تک مکالمت رہی، جس کا خلاصہ یہ ہے کہ ہمارے ندوہ میں فقط دو آدمی ہیں۔ جن میں کلام ہے۔ سو مولوی شبلی سے میں توبہ کرالوں گا اور مولوی ابراہیم آروی کو علیحدہ کر دوں گا۔ لیکن اس پر بھی جلسہ اول و دوم دونوں میں شریک نہ ہوا۔ دوسرے دن چار علماء بعد ظہر میرے پاس آئے۔ ایک عبدالجمیل ولایتی تھے۔ یہی صاحب مجھ سے محرک شمول جلسہ ہوئے۔ میں نے کہا کہ میں ایک ناچیز تمہارے ندوہ میں نہ ہوا، نہ ہوا۔ یہ خیال جانے دو۔ کہا سب کی نظر اس پر پڑتی ہے کہ عبدالسمیع کیوں شریک نہیں۔

ہر کوئی پوچھتا ہے کہ وہ کیوں نہیں آئے۔ اصحاب ندوہ کو سخت ملال ہوتا ہے۔ ہم آپ کو محض اس لئے کہ کوئی یہ جرح نہ کرے کہ وہ کیوں موجود نہیں، لئے جاتے ہیں۔ نہ ہم آپ سے یہ کچھ پڑھوائیں، نہ کچھ اور تکلیف دیں۔ تب میں نے کھل کر کہہ دیا کہ شبلی صاحب کی توبہ ہو جائے، تو آؤں۔ تب وہ چلے گئے۔ جب رات بیس پچیس ثقات میں توبہ انہوں نے کرائی۔

الحاصل مجھ کو ثابت ہوا کہ شبلی صاحب نے توبہ کی۔ لیکن اگلا دن روز یکشنبہ ہوا۔ تب بھی میں نہ گیا۔ تب خود ناظم صاحب مع مولوی عبدالجمیل صاحب قید برستے میں گاڑی لائے ۔میں نے انکار کیا۔ تب انہوں نے دوستانہ ناز ظاہر کر کے فرمایا کہ ''ہم آپ کو جبراً لے جائیں گے'' میں نے کہا، ''لا اکراہ فی الدین'' ناظم صاحب نے فرمایا۔ ہم رات توبہ لے چکے ہیں۔ بیس پچیس آدمیوں میں، میں نے کہا توبہ چھپ بھی جائے۔ فرمایا، میں چھاپ دوں گا۔

یہ کہا اور میرا ہاتھ پکڑ کر کھڑے ہوئے کہ اب بس دیر نہ کیجئے، میں ندوہ کو بیچ میں چھوڑ کر آرہا ہوں۔ توبہ لکھ گئی، اب چھاپ دوں گا۔ انجام کار میں وہاں پہنچا۔ مفتی لطف اللہ صاحب بہت الطاف سے مصافحہ کیا اور یہ فرمایا کہ میں اور میرا جلسہ آپ کا شکریہ ادا کرتا ہے۔ میں نے عرض کیا: میرا نہ آنا بھی اللہ کے واسطے تھا اور اب آنا بھی اللہ کے واسطے ہے۔ کیوں کہ ناظم صاحب ندوہ نے وعدہ طبع توبہ کا کیا ہے۔ جناب بھی ناظم صاحب سے فرمادیں کہ توبہ چھاپ دیں۔ پھر میں واپس اپنے گھر بعد اتمام جلسہ آگیا۔ دیکھئے انجام کیا ہوتا ہے۔

رسائل جناب کے میں نے دیکھے واقعی اپنی اصلاح میں کوئی دقیقہ سعی کا باقی نہیں رکھا۔ حق سبحانہ اس نیت خیر کی جزا عطا فرمائے۔

عبدالسمیع　روز پنجشنبہ ۲۱ رشوال ۱۳۱۴ھ

(مکتوبات علماء و کلام اہل صفا، طبع بریلی ص: ۳۱ تا ۳۳)

حضرت مفتی محمد عمر الدین ہزاروی، مسجد قصابان، کرافٹ مارکیٹ، بمبئی

(۱)

از بمبئی

۲۷؍رمضان ۱۳۱۳ھ

حضرت مولانا مولوی احمد رضا خان صاحب دامت برکاتہم

بعد تسلیمات واضح باد، نوازش نامہ مع فتاوی وصول ہوا۔ آپ حضرات نے وہ کام اس وقت کیا ہے۔ جس کی جزا اللہ جل شانہ کے پاس ہے۔ حضرت! ندوہ والوں نے بمبئی میں بھی اس بد مذہبی کا جال کو پھیلانا چاہا، مگر بحمد اللہ نا کام رہے۔ چنانچہ اس کا قدرے نمونہ ایک اخبار روانہ کرتا ہوں، جس کے صفحہ ۷؍ میں ذکر ہے۔

(فقیر محمد عمر الدین عفی عنہ) ۲۷؍رمضان ۱۳۱۳ھ

(مکتوبات علماو کلام اہل صفا، طبع بریلی، ص: ۸۲)

از بمبئی　　(۲)

۲ر شوال المکرم ۱۳۱۳ھ

حضرت مولانا مولوی احمد رضا خان صاحب ادام اللہ تعالیٰ المواہب

بعد تسلیمات واضح رائے عالی باد، جناب مولوی نذیر احمد خاں صاحب، رامپوری مقیم احمد آباد مؤلف ''بوارق لامعہ و براہین قاطعہ'' گنگوہ و ''المنتقمات عن اہل الضلالات'' وغیرہا کی تحریر ''نذیر الندوہ لجانب اہل الجفوہ'' نہایت عمدہ اہل ندوہ کا کھلا ہوا رد، ارسال خدمت ہے۔ دونوں فتوؤں پر مواہیر ہو رہے ہیں۔ انشاء اللہ روانہ ہوں گے۔

(فقیر عمر الدین)　۲ر شوال ۱۳۱۳ھ

(مکتوبات علماء و کلام اہل صفا طبع بریلی، ص: ۸۲)

از بمبئی　　(۳)

۱۸ر شوال ۱۳۱۳ھ

مولانا المعظم ذی الفضل الاعظم مولوی احمد رضا خان صاحب دامت برکاتہم

بعد تسلیمات واضح رائے عالی باد۔ مولانا مولوی نذیر احمد خاں کی تحریر اور آپ کے اور ناظم کے مراسلات طبع ہوئے ہوں، تو جلد ارسال فرمائیے۔ انڈیا گزٹ میں ''تحفہ محمدیہ'' کے اوپر محمد احسن بہاری نے مولوی لطف اللہ صاحب کا ایک خط شائع کیا ہے۔ جس سے عوام کو دھوکہ ہوتا ہے۔

(فقیر عمر الدین)　۱۸ر شوال ۱۳۱۳ھ

(مکتوبات علماء و کلام اہل صفا طبع بریلی، ص: ۸۳)

از بمبئ　(۴)

۶ رذی قعدہ ۱۳۱۳ھ

حضرت مخدومی مولوی احمد رضا خاں صاحب دامت برکاتہم

بعد تسلیمات واضح رائے عالی باد، مولوی لطف اللہ صاحب کی کاروائی سے بڑا تعجب ہوا کہ اب جب کہ پاؤں قبر میں لٹک رہے ہیں۔ آپ کے ستر سوالات کا برائے نام جواب جو امجد علی نے لکھا ہے اور نیز جو عبدالحق حقانی نے لکھ کر شائع کیا، اس کا جواب باصواب جناب مولوی نذیر احمد خاں صاحب عنقریب تحریر فرمائیں گے۔

(فقیر عمر الدین)　۶ رذی قعدہ ۱۳۱۳ھ

(مکتوبات علماء وکلام اہل صفا، طبع بریلی ص: ۸۳)

از بمبئ　(۵)

۱۱ ربیع الاول ۱۳۱۴ھ

مولانا المعظم ذی الفضل الاعظم مولوی احمد رضا خان صاحب دامت برکاتہم

واضح رائے حال ہو کہ شبلی نعمانی کو ندویوں نے جلسہ تائیدی ندوہ کے لئے بلایا تھا۔ اخبار ''سفیر'' میں اطلاع شائع کی تھی کہ شبلی اور مہدی علی صاحبان ندوہ کے مقاصد پر لیکچر دیں گے۔ مگر قبل اس کے دونوں لکھنو، بمبئ تشریف لائے اور جمعہ کی نماز کے بعد وعظ میں خوب ندوہ کے پرخچے اڑائے اور شبلی وعبدالحق صاحبان اراکین ندوہ کی بھی خوب خبر لی۔ شبلی صاحب بمبئ سے چلے گئے اور اراکین ندوہ کے حوصلے پست ہو گئے۔

(فقیر عمر الدین)　۱۱ ربیع الاول ۱۳۱۴ھ

(مکتوبات علماء وکلام اہل صفا، طبع بریلی، ص: ۸۳)

از بمبئی　　(۶)

۲۹/ربیع الاول ۱۳۱۴ھ

مولانا المعظم ذی الفضل الاعظم مولوی احمد رضا خان صاحب دامت برکاتہم

بعد تسلیمات واضح رائے عالی آنکہ ناسک میں بہت بڑا جلسہ ہوا۔ جس میں تمام شہر کے مسلمان جمع تھے۔ حضرت قبلہ نے شناعات ندوہ ظاہر فرمائے، بعد وعظ مولوی اشرف علی صاحب رکن ندوہ نے مع دیگر اہل علم فتویٰ پر مہر ودستخط کردیئے۔

عمر الدین ۲۹/ربیع الاول ۱۳۱۴ھ

(مکتوبات علماء وکلام اہل صفا، طبع بریلی، ص:۸۳)

از بمبئی　　(۷)

۱۳/ربیع الاول ۱۳۱۴ھ

حضور پرنور حامی دین مبین، مولوی احمد رضا خان صاحب دامت برکاتہم

بعد تسلیمات واضح رائے عالی باد، کہ جس فتوی پر مولوی اشرف علی صاحب رکن ندوہ وغیرہ نے مواہیر کئے تھے، وہ پہلا فتویٰ نہیں ہے۔ بلکہ اور فتویٰ تازہ لکھا گیا ہے۔ جس میں حقانی صاحب وغیر کبراء ندوہ کے نام بنام اقوال سے تعارف کیا گیا ہے۔ اس پر اولاً تمام علماء وقضاۃ کے۔ اسی طرح حیدرآباد کے قضاۃ وعلماء کے خصوصاً مولوی منصور علی صاحب مرادآبادی رکن ندوہ مصنف ''الفتح المبین'' کے دستخط ہیں۔ جس میں انہوں نے ندوہ کو خودنمائی اور بدمذہبی کا جلسہ قرار دیا ہے۔

(عمر الدین)　۱۳/ربیع الآخر ۱۳۱۴ھ

(مکتوبات علماء وکلام اہل صفا، طبع بریلی، ص:۸۴)

(۸)

از بمبئی

۲۹ر شعبان ۱۳۳۱ھ

مولانا المعظم ذی الفضل الاعظم دامت برکاتہم العالیہ

بعد تسلیمات بصد تعظیمات کے واضح رائے عالی ہو کہ زمانہ طالب علمی میں کسی کتاب میں دیکھا تھا کہ مصلی کو غیر مصلی پنکھا کرے، تو مصلی کو اگر اس پر رضامندی ہے، تو نماز اس کی فاسد ہو جائے گی۔ اب اس مسئلہ کو بہت تلاش کیا ہوں، نہیں ملتا۔ البتہ مولوی عبدالحی کے رسالہ ''نفع المفتی والسائل'' میں ہے:

قلت فمافی مجمع البرکات من فساد صلوۃ من روحہ غیر المصلی بمروحۃ معللا بانہ رضی بفصل الغیر غیر معتمد علیہ فانہ مخالف للدرایۃ والروایۃ وقد کان الوالد العلام افتی مرۃ ثم رجع عنہ وحکم بکونہ غلطا وقد اغتر بہ بعض معاصریہ فاصر علی الافتا بہ واعتمد علیہ عملا وافتاءا ولم یدرکونہ لغوا[1]۔ ''مجمع البرکات'' کس کی تصنیف ہے اور حضور کی رائے عالی اس مسئلے میں کیا اسکے موافق ہے یا مخالف بر تقدیر موافقت برقی پنکھا جو آدمی کی صنعت ہے اس حکم میں داخل ہے یا نہیں؟ چار چھ سطر اس کے متعلق اگر جوابی کارڈ پر تحریر فرمائی جائے تو عین بندہ نوازی ہوگی۔

(فقیر محمد عمر الدین ۲۹ر شعبان ۱۳۳۱ھ)

(فتاوی رضویہ مع تخریج وترجمہ طبع لاہور ۷/۲۵۳، ۲۵۴)

---

[1] نفع المفتی والسائل ما یتعلق بما یفسد الصلوۃ ویکرہ فیہا مطبوعہ مجتبائی، دہلی ص ۸۵

سید شاہ محمد عمر صاحب قادری حنبلی، خانقاہ چشتی چمن، حیدر آباد دکن،

از حیدر آباد

(١)

جناب مولوی مولانا احمد رضا خاں صاحب زاد مجدکم، السلام علیکم

ندوۃ العلماء کے متعلق تائیدی مجلس یہاں ہوئی۔ وکلاء نے میمنوں کو بہت کچھ بلوایا۔ لیکن للہ الحمد فقیر نے اس مجلس کے مکائد سب پر ظاہر کر دئے۔ بہت کم آدمی آئے، جس کی شکایت جریدہ ''روزگار'' مدارس میں چھپی[1]۔ الحق یعلو ولا یعلی،

(سید نا محمد عمر قادری حنبلی)

(مکتوبات علماء و کلام اہل صفا، طبع بریلی، ص: ٩٤)

[1] نوٹ: تحفۂ حنفیہ شمارہ رجب پٹنہ ١٣٢١ھ میں اس کارروائی کی رپورٹ چھپی ہے (شمس مصباحی)

حضرت مولانا عرفان علی رضوی، بیسلپوری کچہری کلکٹری، پیلی بھیت،

(۱)

از پیلی بھت

۱۶ر شعبان ۱۳۳۳ھ

ماہ رمضان شریف کبھی موسم گرما میں ہوتا ہے۔ کبھی موسم سرما، کبھی موسم برسات، کبھی موسم بہار میں۔ فرض کیجئے کہ ایک مرتبہ ماہ رمضان گرمی میں ہو، تو دوسرے سال بھی گرمی میں ہونا چاہئے۔ کیوں کہ وہی موسم دوبارہ سال بھر بعد ہوتا ہے اور کبھی موسم سرما میں اس کی وجہ کیا ہے۔ چونکہ حضور علم ہیئات میں ید طولی رکھتے ہیں۔ سوائے حضور کے کسی اور سے اس کا حل ہونا غیر ممکن ہے۔ (عرفان علی رضوی)

(فتاوی رضویہ مع تخریج وترجمہ، طبع لاہور ۱۰/۳۴۹)

(۲)

از پیلی بھت

۷رذی الحجہ ۱۳۳۹ھ

قبلہ جانم وکعبہ ایمانم مد ظلہم الاقدس

بعد سلام مسنون عرض ہے کہ زندگی کا بیمہ کرنا شرعاً جائز ہے یا حرام، صورت اس کی یہ ہے کہ جو شخص زندگی کا بیمہ کرانا چاہتا ہے۔ اس سے یہ قرار پاجاتا ہے کہ ۵۵ر سال یا ۶۰ر سال یا ۵۰ر سال کی عمر تک، مبلغ دو ہزار روپۓ ماہوار کے حساب سے تنخواہ میں سے وضع ہوتے رہیں گے۔ اگر وہ شخص ۵۵ر سال تک زندہ رہا، تو خود اس کو اور مقررہ میعاد کے اندر مرگیا، تو اس کے ورثہ کو دو ہزار یک مشت ملے گا۔ خواہ وہ بیمہ کرانے کے بعد اور اس کی منظوری آنے کے بعد فوراً مرجائے اور اگر میعاد مقررہ تک زندہ رہا، تو بھی وہی دو ہزار ملے گا۔ یہ بیمہ گورمنٹ کی جانب سے ہورہا ہے۔ کسی کمپنی وغیرہ کا اس سے تعلق نہیں۔ (عرفان علی رضوی)

(فتاوی رضویہ مع تخریج وترجمہ، طبع لاہور ۹/۵۷۵)

حضرت مولانا شاہ حکیم ابو العلاء عبد اللہ صاحب گورکھپور، یوپی

(۱)

از گورکھپور

۱۵رشوال المکرّم ۱۳۱۳ھ

بجناب مولانا المعظم ومخدومنا المکرّم، حامی دین متین، ماحی کفر ومبتدعین، مولانا مولوی احمد رضا خاں صاحب۔ مدظلہ العالی،

پس از گذارش ہدیہ سنیہ سلام سنت الاسلام معروض آنکہ پلندہ مرسلہ والا وصول گردیدہ، بحقیقت می گوید، کہ الحق بجانب آں جناب است۔ زیرا کہ مقصود بالذات ازیں اجتماع استواری مذہب اہلسنت وابطال مذاہب باطلہ، وفرقہ ہالکہ است، وچوں اراکین ندوہ مختلف المذاہب چہ گونہ ایں مقصود پیدا خواہد شد، لہذا تنبیہ نمودن، ضرور بود۔ پس ازیں سوالات تنبیہ کامل خواہد شد، وآیندہ ایں چنیں بے باکی غالبا درانداز اراکین ندوہ بعمل نہ خواہد آمد۔

رقیمہ ابو العلاء محمد عبد اللہ عفی عنہ ۱۵رشوال ۱۳۱۳ھ

(مکتوبات علماء، وکلام اہل صفا، طبع بریلی ص:۶۶)

صاحب زادہ حضرت مولانا سید عبد الحق، ساکن قصبہ رضا خیل مالاتحصیل نوشہرہ پشاور پاکستان

(۱)

از نوشہرہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حامدو مصلیا و مسلما

امابعد فالسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ بعدد معلومات اللہ آمین ثم وثم،

یا مولی تصدقت شوم عرض بلب آنکہ از وصول رسائل کہ مشحونہ از فیض بودند، معہ سرفراز نامہ مسرت بے اندازہ حاصل گردید، بارک اللہ فیکم۔ صاحبا فدایت شوم عرض بہزار نیاز آنکہ للہ الحمد کہ از برکات سلطان السالکین محی الدین السید الشیخ عبد القادر الجیلانی رضی افضل الرضوان بجاہ سید نا جدہ الاعظم محمد صلی اللہ علیہ وسلم رواج احیاء سنت اذان ثانی روز جمعہ خارج مسجد محاذی ممبر دریں اضلاع سرخدیہ بوجہ احسن شدہ است ودر ہر محفلے از خواص وعوام، ومجالس مخالفین وموافقین کہ تذکرہ ایں امر شدہ است، کلھم اجمعین طوعا وکرہا قائل می شوند۔ ومی گویند کہ بے شک وبے شبہ عبارت حدیث وعبارت کتب فقہ متفق اند نسبت ایں امر ویقیناً عمل بریں احیاء ست است اگرچہ از عرف عام وعوام ظاہرین مخالف است، ونیز بسیار از مواضع ایں سنت رواج یافتہ است۔

علماء نامدار کہ بحور علوم ایشاں جاری اند و تعلق تام ظاہری و باطنی ہمراہ ایں فقیر دارند، و مر جع خواص عوام اند، و در معاملات دینیہ از اقوال و افعال ایشاں عبرت گرفتہ می شود و نام نا می ایشاں شہرہ خیر در جمیع افغانستاں یافتہ است و قبول سنت بوجہ آخری و اولی کردہ اند ، و ہر وقت تائید و تاکید ایں سنت می کنند و سرکوبی مخالفین را بہر وقت مستعد ند نامہائے مبا رک ایشاں علیہ الرحمہ و المبر کہ بطور مشت از خروار و یکے از ہزار بوجہ اختصار بقید نشان نوشتہ می شود۔

☆ صاحب زادی مولوی صحت صاحب قصبہ رضا خیل، تحصیل نوشہرہ، پشاور

☆ میاں صاحب مولوی مرجان الدین۔ اصلا ساکن قصبہ زیارت کا کا صاحبؒ حال ساکن ڈاگی تحصیل نوشہرہ، پشاور

☆ مولوی شید اللہ صاحب اخوندزادہ قصبہ ڈاک سپود، تحصیل نوشہرہ، پشاور

☆ مولوی عبید اللہ اخوندزادہ کانگڑہ، علاقہ چہارسد، پشاور

☆ مولوی عبد الطیف صاحب اخوندزادہ کانگڑہ، علاقہ چہارسد، پشاور

☆ شیخ صاحب کانگڑہ، علاقہ چہارسد، پشاور

☆ قاضی فضل صاحب قصبہ باغی پند، علاقہ چہارسد، پشاور

☆ مولوی عبد الحق صاحب محدث موضع شرہ، علاقہ چہارسد، پشاور

☆ مولوی حافظ سید صدیق صاحب موضع ساہزارہ، علاقہ چہارسد، پشاور

☆ شاہ سید حسیب صاحب موضع نسرندی، علاقہ فریدی، ملک غیر علاقہ

☆ مولوی محمد رفیق صاحب موضع میاں گجر، تحصیل خصور، پشاور

☆ مولوی محمد صاحب اخوندزادہ موضع امباڈیز، علاقہ چہارسد، پشاور

☆مولوی خاں ضمیر صاحب	موضع خڈرزیری، نوشہرہ پشاور
☆ قاضی صاحب جان خان حاجب	علاقہ مالکنڈہ ملک قاسقادر
☆صاحب زادہ غلام العابدین صاحب	چترال، علاقہ مالکنڈہ ملک قاسقادر
☆ مولوی عبد الجبار صاحب،	موضع خوازخیلہ، صوات، ملک قاسقادر
مولوی عبد الغفار صاحب	موضع چہار باغ، صوات، ملک قاسقادر
☆ مولوی عبد الحمید صاحب	موضع بالام، علاقہ پلنڑی، ملک قاسقادر
☆ مولوی امام شاہ صاحب	موضع باڑدہ، علاقہ باجوڑ،
☆ مولوی مسکین صاحب،	محلّہ قصمابان، شہر جلال آباد
☆ مولوی تازہ خاں صاحب	کسکرک، علاقہ تگھار،
☆ میاں شرف صاحب	میملہ، علاقہ تگھار،
☆ مولوی عزیز احمد صاحب	لوگر، علاقہ کابل،
مولوی صاحب جان صاحب	محلّہ تندور سازی، کابل،

(محمد عبد الحق عفی عنہ)

(دبدبہ سکندری ۱۲ر اکتوبر ۱۹۱۴ء، ص:۴)

حضرت سید شاہ علی احسن میاں صاحب، مارہرہ مطہرہ، ایٹہ، یوپی

(۱)

ازمارہرہ مطہرہ

۲؍رجب المرجب ۱۳۳۲ھ

اللہ لا سواہ

حضرت مولانا ومقتدانا لازالت شموش افضالکم، ہدیہ سلام مسنون قبول ہو۔

کل ایک پیکٹ مع گرامی نامہ پہنچا بادراک صحتوری مزاج وہاج اطمینان ہوا۔

فالحمد اللہ علی ذالک، مسائل شرعی کے جاننے کے لئے اگرچہ عموما مامۃ المسلمین مکلف ہیں، مگر فقہی عبارت میں بالتخصیص علماء کرام کے جو فرائض ہیں۔وہ عام عوام کے نہیں۔لہٰذا کوئی کبیر السن یا طویل السن مجھ فقیر قصیر الفہم کو کیا سمجھا ئیں گے۔میں نے اپنی سمجھ کے موافق آپ کے مرسلہ مضامین دار الافتاء کو سمجھ لیا ہے۔اسکی تردید اگر کوئی صاحب فرمادیں گے اور پھر آپ سے اس کا جواب نہ ملے گا۔تو مجھے کوئی ضد نہ ہوگی اور نہ ہون چاہئے۔مجھے بڑی حیرت ہے کہ ایسی جزوی وفرعی باتوں میں بعض حضرات اتنا انہماک رکھتے ہیں۔افسوس! نام آجاتا جوڑ ورا بھانتے۔

میرا شمار درحقیقت طبقہ جہلا میں ہے۔مگر اتنا بے بصر نہیں ہوں کہ ہر راہ چلتا گڑھے میں ڈھکیل دے۔اگر خدانخواستہ آپ کے مسئلہ اذان میں مجھے آپ کی

کوئی ذاتی منفعت مضمر نظر آتی، تو ہرگز ہرگز اتباع نہ کرتا۔ عام اس سے کہ کوئی کچھ کہتا اور جب بحوالہ ایسا نہیں، تو شرع میں شرم کیسی۔ **ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم**۔

اس مسئلہ کے متعلق جو کچھ جناب کے دارالافتاء سے اشاعت ہوتا ہے۔ اس کے قریب قریب کل نسخے مجھے پہنچتے ہیں۔ مگر افسوس ہے کہ اکثر رسائل دیکھنے والے لے گئے ہیں اور واپس نہیں کیے۔ اس لئے کم از کم اگر کانپوری فتویٰ کا رد مکمل بھیج دیا جائے، تو وقت پر جواب سے ابکم نہ رہوں گا۔ کیونکہ بوجہ فقدان قابلیت مالہ وما علیہ پر پورا عبور نہیں رہتا۔ (والسلام خاکسار علی احسن شاہ میاں)

(دبدبہ سکندری ۲۰ رجولائی ۱۹۱۴ء، ص:۴)

مولانا سید محمد علی مونگیری، ناظم ندوۃ العلماء لکھنؤ، یوپی،

از لکھنؤ

(۱)

۳۰ رشعبان ۱۳۱۳ھ

بخدمت شریف مجمع الکمالات والفضائل مولانا احمد رضا خاں صاحب دام فضلکم،

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ،

آپ کے عنایت نامہ کے دیکھنے سے مجھے خوشی بھی ہوئی اور افسوس بھی ہوا، خوشی تو اس بات پر ہوئی کہ آپ نے ایک اسلامی کام پر دلی توجہ فرمائی اور جو چیز آپ کے نزدیک نقطہ چینی کے قابل تھی، اس کا نہایت اعتناء کے خلاف فرمایا اور افسوس اس بات پر ہوا کہ آپ نے یہ زحمت ناحق اٹھائی، جو مقصود آپ کا ہے، وہی میرا بھی ہے۔ اگر فرق ہے، تو عنوان میں لیکن وہ ایسا فرق نہیں ہے کہ جس میں آپ کو یا مجھ کو اتنی زحمت برداشت کرنے کی ضررت ہو۔ وہ فرق ایسا ہے، جو مشافہۃ طے ہو جاتا، مجھ کو حق کے قبول کرنے میں ہرگز تامل نہیں ہے۔ کیونکہ اس جلسہ سے بھی احقاق حق ہی مقصود ہے، ورنہ یوں تو عام طور پر جلسے اور کانفرنسیں ہوا کرتی ہیں۔

مولانا جن متکلم فیہ لوگوں کو میں نے اس جلسے میں شریک کرلیا ہے، ان کو بمصالح میں نے شریک کیا ہے۔ ورنہ آپ جانتے ہیں کہ میں حنفی ہوں اور خدا کے

فصل سے نیچریت سے بھی کوئی سروکار نہیں ہے۔ ان کے عقائد درکناران کی وضع سے نفرت ہے، باقی رہے، جزئیات جن پر گفتگو ہوسکتی ہے، ان پر جلسہ کا دار و مدار نہیں ہے۔ جن کے چھوڑنے سے ندوہ کا مقاصد صحیحہ فوت ہونے کا اندیشہ ہو، اسی واسطے میری خواہش یہ تھی کہ آپ ایسے دانشمند بزرگ بھی اس میں شریک ہوتے اور مفید رایوں سے عنایت کرتے، تو جن خرابیوں پر اعتراض کئے جاتے ہیں، وہ سب رافع ہوجاتیں۔ اگرچہ علمی کمالات آپ کی تحریرات وتصنیفات میں واقع ہوں۔ مگر نہ کبھی میں نے سنا کہ آپ بہت بڑے دانشمند مدبر مصلحت اندیش بزرگ ہیں۔ ان باتوں پر نظر کرکے مجھ کو امید ہے کہ آپ اصلاح کی کوشش فرمائیں گے اور جن باتوں پر شکوک ہے، ان کو زبانی طے کرکے ہم اور آپ مل کر مقصود اصلی کو حاصل کرنے کی فکر کریں گے۔

یہ امور تحریروں سے حاصل نہیں ہوسکتے، اسی واسطے اس عنایت نامہ کے جواب کی میں ضرورت نہیں سمجھتا اور معافی چاہتا ہوں۔ اب اگر آپ اجازت دیں، تو بریلی میں جلسہ کیا جائے اور جو امور قابل تصفیہ ہوں گے، وہ زبانی ہم اور آپ بیٹھ کر صاف کرلیں گے۔ والسلام (خاکسار محمد علی عفی عنہ)

(مراسلت سنت وندوہ، طبع بریلی ص:۳تا۵)

از لکھنؤ

(۲)

۱۱ر رمضان ۱۳۱۳ھ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مولانا ذوالکمالات العلیہ دام مجدکم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ

نامہ نامی پہنچا۔ پہلے نامہ عنایت کے جواب میں تاخیر صرف اس وجہ سے ہوئی ہے کہ دل ناتواں، پھر اس کے ساتھ مشاغل اور ماہ مبارک کا آجانا کہ اس میں یہ فقیر خط وکتابت کیا، کلام بھی کم کرتا ہے۔ مولانا یہ ہرگز خیال نہ فرمایئے کہ میں آپ کے اعتراضات کو تعصب ونفسانیت پر محمول کرتا ہوں۔ مولانا! یہ فرمایئے کہ اس سے مقصد کیا ہے؟ اگر یہ کہ میں ان تحریروں کو غلطی کا اقرار کروں۔ جو آپ کے نزدیک اعتراضات کا منشاء ہیں، تو بخوشی اقرار کرتا ہوں کہ مجھے واقعی امر تسلیم کرنے میں کوئی عذر نہیں ہوگا اور اگر بعض صاحبوں کی نفس شرکت کی نسبت کلام ہے، تو جو صاحب میرے نزدیک الزام سے بری ہو چکے ہیں یا بری ہونے کی مجھے امید ہے، ان کی شرکت تو آپ بھی مضر نہ فرمائیں گے اور جن کی حالت نامعلوم ہے، ان کی شرکت بضرورت رکھی گئی ہے۔ ''الضرورات تبیح المحظورات'' مسئلہ قاعدہ فقہیہ ہے۔ کتب فقہ سے ظاہر ہے کہ بعض باتیں جو متقدمین نے حرام لکھیں ہیں، متاخرین نے ان پر جواز کا فتوی دیا۔ آپ کے روبرو ان کا بیان کرنا فضول ہے۔ کسی کافر کو ولی بتانا اور بات ہے اور ''الا ان تتقو منہم تقات'' پر عمل کرنا اور بات ہے۔ ذرا انصاف وغور سے ملا

حظہ کیجئے کہ ہماری سختی اور تشدد نے ہمارے فرقہ حقہ اہلسنت اور بالخصوص احناف کو کیسا صدمہ پہنچایا ہے۔ ہندوستان تقریبا تمام اہلسنت حنفی تھے۔ غیر مقلد کا شاید نشان بھی نہ ہو، ابتدا میں ایک دو شخصوں کی رائے نے غلطی کی یا جو باعث ہو، انہوں نے بعض مسائل میں اختلاف کیا اور ہمارے بعض حضرات نے بنظر حمایت حق انہیں مخاطب بنایا اور انہیں رد کیا، اگر چہ ان کی نیت خیر تھی اور اس کا ثواب وہ پائیں گے۔ انشاء اللہ۔

مگر اتنی مدت کے تجربے نے یہ معلوم کرا دیا کہ یہ حمایت خلاف مصلحت ہوگی، اگر وہ بعضے کجرو مخاطب نہ بنائے جاتے اور رد و کد کا اعلان نہ ہوتا، تو وہ گوشہ گمنامی میں نہ پڑے رہتے۔ نہ انہیں اپنی حمایتوں کی تلاش کی حاجت پڑتی، نہ اپنی بات کے اعلان کا اس قدر خیال ہوتا۔ نہ ہمارے مقتداؤں پر یہ سب وطعن کی نوبت آتی۔ زیادہ سے زیادہ یہ ہوتا کہ دس اس کے خیال کے اور ہو جاتے اور لاکھوں کی نوبت نہ پہنچتی یہ محفل تھا کہ ''من ابتلی بلبلتیین فلیختر اہ لہما'' پر عمل کیا جاتا۔ مگر نہیں ہو، چونکہ مشیت ایزدی یوں تھی اسی لئے ہم سے غلطی کا ہونا ضروری تھا۔ اب جیسے کہ اخراج عن المساجد کا فتوی مشتہر ہوا، جب سے ہمارے گروہ کو ذلت کا سامنا ہوا، کفار حاکموں کے روبرو ہم مجرموں کی طرح پکڑے ہوئے جاتے ہیں، ہمارے دین وایمان کی کتابیں ان کے پیروں پر رکھی ہوتی ہیں، اور ہم اور علماء کھڑے ہوئے دیکھتے ہیں، اور ہمارے مخالفین کو ڈگریاں ملتی ہیں۔

اسوس! صد افسوس!! ہمیں اپنے پاک مذہب پر اس ذات پر ذرا نظر نہیں ہوتی، مولانا خدا کے لئے غور کیجئے اور دشمنان دین کو ہم پر اور ہمارے پاک مذہب پر ہنسنے کا موقع نہ دیجئے یہ فرمایئے کہ اس رسوائی سے بچنے کی کیا سبیل ہے، حضرت امام ربانی کا ارشاد

بہت بجا اور درست ہے، حضرت علیہ الرحمہ سے فقیر کو ایک خاص تعلق ہے، جس کے بیا
ن کی اس وقت حاجت نہیں ہے مگر صحبت میں رہنا یار کھنا اور امر ہے اور ان سے وقت
پر خلق و مروت کرنا یا بحوائے الا ان تتقو منھم تقاہ، کے انہیں اپنے مجمع میں شریک کرنا اور
بات ہے۔ اگر اس شرکت سے یہ فضیحت کن نزاعیں ہٹ جائیں اور نفسانیت اور ائمہ
دین کو جو برا کہا جاتا ہے اس سے وہ باز آجائیں، بہت سے عقائد باطلہ سے دست بر
دار ہوں (چنانچہ اس کا تجربہ ہوا اور انشاء اللہ تعالیٰ آئندہ نہ ہوگا) اور اشاعت عقائد با
طلہ سے روکیں، تو بہت بڑا فائدہ دین کو پہونچے گا اور اس شرکت کے فوائد صحبت کے
مضرت سے بہت بڑھ جائیں گے اور یہ شرکت حضرات ائمہ کے سب وطعن کا بچاؤ اور
بہت سے مسلمانوں کے بے راہی کا سپر اور بہت سی ذلتوں کی روک ہو جائے گی۔

یہ بھی میرا مقصد نہیں کہ موقع پر احقاق حق ترک کیا جائے۔ بلکہ یہ عرض ہے
کہ قاعدہ الاہم فالاہم کو مدنظر رکھا جائے اور وقت ضرورت ایسے شائستہ اسلوب سے
تحقیق کی جائے کہ امر حق واضح ہو جائے اور مثل حالت موجودہ فضیحت کن نزاعیں نہ
ہونے پائیں، اگر اس کی تدبیر سوائے اس کے اور کوئی ہے، جو اختیار کی گئی ہے، تو یہ
فقیر نہایت خواہش سے اس کے کرنے کو موجود ہے۔ چونکہ معتد بہ حصہ میری عمر کا منا
ظرہ میں صرف ہوا ہے۔ اس واسطے اس قسم کے تجربے مجھ کو حاصل ہیں۔

ایک بار تراویح کی سنت میں بحث تھی اور طرفین کی تحقیق وتردید میں متعدد
رسالے تصنیف ہوئے۔ سوئے اتفاق جو منکرین جو سنیت کے مثبت تھے، ان کے
رسائل کا رد منکرین کیا۔ اس وقت مجھ کو خیال پیدا ہوا اور میں نے ایک رسالہ لکھا، اس
میں صرف مسائل مبحوث عنہا کی تحقیق کی گئی اور ان کے رسائل کے تمام باتوں کا جو

اب دیا گیا۔ مگر اس عنوان سے کہ شاید مخالفین کو اس کے رد کا خیال بھی نہ ہوا اور امر حق ظاہر ہو گیا اور جن طلبہ کے دلوں میں شک پڑ گئے تھے۔ وہ اس کے دیکھنے سے زائل ہو گئے، یہاں تک کہ بعض مخالفین نے بھی دیکھ کر مدح کی۔

الحاصل مجھے تو بہت سی وجوہ سے یقین ہو گیا کہ تائید حق کی یہ صورت نہایت عمدہ ہے اور اتفاق صوری سے ادھر تو دشمنان دین کی نظروں میں ہیبت وعظمت ہوگی، جس کی اس وقت نہایت ضرورت ہے اور ادھر فضیحت کن نزاعوں سے ہم نجات پائیں گے اور اگر اس غرض کی طرف آپ نے توجہ سے جو اتفاق صوری سے مقصود ہے، تو بہت نفع اسلام کو پہنچے گا۔

یہ فقیر اس نیت سے بغرض تعمیل ارشاد حضور علیہ الصلوۃ والسلام یہ بوجھ اٹھائے ہوئے ہیں۔ ورنہ مجھ سا ضعیف و ناتواں اس لائق ہرگز نہیں۔ جناب سے بھی یہی آرزو ہے۔ اس حقیر کی مدد فرمائیں اور دخل دے کر باسلوب شائستہ جو نقص ہوا اسے نفع کریں، علیحدہ رہکر اعلان مخالفت دینا دشمنان دین کو ہنسانا ہے، اب اگر اس آرزو پر بھی جناب خیال نہ فرمائیں، تو فالی اللہ المشتکی وھو حسبی ونعم الوکیل، اللھم ارنا الحق حقا وارزقنا اتباعہ۔

والسلام

(فقیر محمد علی عفی عنہ)

ناظم ندوۃ العلماء کانپور، ۱۱ر رمضان ۱۳۱۳ھ

(مراسلت سنت وندوہ، طبع بریلی، ص: ۱۱ تا ۱۹)

حضرت مولانا شاہ محمد عبدالوہاب صاحب، فرنگی محل، لکھنؤ، یو پی

(۱)

از فرنگی محل، لکھنؤ

۱۱ شوال ۱۳۱۴ھ

مخدوما مکرمی جناب مولوی احمد رضا خاں صاحب، دام فضلہم وکرمہم،

یہ فقیر محمد عبدالوہاب عفا اللہ عنہ تسلیم کے بعد گذارش کرتا ہے کہ ایک مدت سے فقیر نے اپنے بزرگوں کی اتباع میں گوشہ نشین اختیار کی ہے اس وجہ سے جرات فتوی وغیرہ کی نہیں رکھتا ہے۔ اسی قدر عرض کرتا ہے کہ جو مضمون جناب مولانا محمد نعیم صاحب مدظلہ نے زیب قلم فرمایا ہے۔ اسی کا یہ فقیر متبع ہے۔ وہی تحریر اس فقیر کی بھی تحریر تصور فرمائیے۔

واقعی لکھنؤ کے ایک جلسہ میں فقیر حاضر ہوا تھا۔ بعض وجوہ سے درمیان جلسہ سے اٹھ کے فقیر چلا آیا۔

(فقیر محمد عبدالوہاب عفا اللہ عنہ) ۱۱ر شوال ۱۳۱۴ھ

(فتاوی السنہ لالجام الفتنہ، طبع: بریلی، ص: ۵۱)

مولانا عبدالخالق صاحب اعظمی مدرس مدرسہ محمدیہ، دبیر پورہ، حیدرآباد دکن

(۱)

ازحیدرآباد

۱۲؍جمادالاخری ۱۳۱۷ھ

حضرت مولانا العلام والحبر القمقام، حامی السنہ قامع البدعہ بقیہ السلف حجۃ الخلف مولانا الحاج المولوی احمد رضا خاں صاحب، مدظلہ العالی،

بعدالسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

واضح رائے عالی متعالی ہو کہ ان دنوں یہاں کے علماء بلکہ چار پانچ علماء ہند، مثل حضرت مولوی لطف اللہ صاحب علی گڑھی وجناب مولوی محمد علی خاں صاحب مرادآبادی وجناب مولوی محمد یعقوب صاحب اعظم گڑھی وغیرہم نے مثلین سوی الزوال کا فتوی دیا، بعدہ مولوی عبدالوہاب صاحب بہاری صدر مدرس مدرسہ نظامیہ نے سب علماء کے فتوے کو رد کر دیا اور لکھا کہ امام اعظم رحمۃ اللہ تعالی قول مثلین سے رجوع کر کے قول صاحبین کی طرف آ گئے ہیں۔ اب التماس ہے کہ آپ اس مسئلہ میں کیا فرماتے ہیں۔

(خادم الطلبہ محمد عبدالخالق)

(فتاوی رضویہ مع تخریج وترجمہ، طبع لاہور، ۱۲؍۱۳۱)

حضرت مولانا مفتی حکیم عبد الرحیم صاحب، محلہ جمال پور، احمد آباد گجرات

از احمد آباد

۹ر صفر المظفر ۱۳۳۷ھ

''مرقاۃ شرح مشکوۃ'' ملا علی قاری کی عبارت اگر آپ کے زیر نظر ہو تو یہ بتائیے کہ یہ مرقاۃ کی کون سی باب و فصل اور کون سے صحابی کی حدیث کی شرح میں ملا علی قاری نے یہ حدیث نقل کی ہے۔ اس کی بندہ کو ضرورت ہے، ممنون و مشکور ہوگا۔ عبارت یہ ہے: ''انه بلغني عن النبي صلى اللّٰه عليه وسلم انه من قال لا اله الا الله سبعين الفا غر الله تعالى ومن قيل له غفر له۔

(عبد الرحیم عفی عنہ)

(فتاوی رضویہ مع تخریج و ترجمہ، طبع لاہور، ۲۵۲/۱۲)

(۲)

از احمد آباد

۱۳ربیع الاخر۱۳۳۹ھ

مخدومی، مکرمی، معظمی، جناب مولانا صاحب دام محبتکم،

بعد سلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ،

واضح رائے عالی ہو کہ محبت نامہ موصول ہوا۔ فتوی کو آپ نے دیکھا۔ حضرت مولانا! مجھے آپ اس مسئلے میں سمجھایئے کہ مسجد نبوی میں تین سو مرد اور ایک سو ستر عورتیں تھیں۔ یہ منافقین آخری صف میں کھڑے ہوئے تھے اور عورتوں کو جھانکتے تھے نماز فجر وعشاء میں عورتیں توجہ انوار حقیت محمدی وحقیقت قرآن کے لئے حاضر ہوتی تھیں، تو منافقین کی نالائق حرکت کا انتظام خدائے تعالی اور قرآن عظیم نے یہ نہ کیا کہ منافقین اور فیض لینے والی عورتوں کو یہ حکم دیا ہوتا کہ دونوں مسجد میں جمع نہ ہوں اور فیض رسانی عورتوں کی اس بہانے سے بند نہ ہوتی بلکہ انتظام فیض رسانی یہ ہوا کہ ''قد علمنا المستقد مین منکم ولقد علمنا المستاخرین،[۱] وان ربک ھو یحشرھم انه حکیم علیم ''[۲]

اور انتظام حضرت نبی علیہ السلام نے یہ کیا: خیر صفوف الرجال اولھا وشرھا آخرھا وخیر صفوف النساء آخرھا وشرھا اولھا [۳]۔

مسجد میں عورتوں کی نماز بند ہوئی، اس کو بندہ مانتا ہے۔ فیض حقیقت محمدی و حقیقت قرآن لینے کو باپردہ پانچ عورتیں اس محلہ کی مل کر مرشد کے پاس جائیں اور مرشد طریقت مرتعش اور شیخ فانی پردہ میں بٹھا کر ان کو توجہ حقیقت محمدی اور قرآن کی دی۔ اس پر حکم حرمت لگانا غلط اور فیض محمد کا مقابلہ اور مورد: یریدون ان یطفؤا نور اللہ بافواھھم [۴]، بنتا ہے۔

---

[۱] القرآن ۱۵/۲۴   [۲] القرآن ۱۵/۲۵

[۳] صحیح مسلم، باب تصویۃ الصفوف الخ نور محمد اصح المطابع کراچی ۱/۱۸۲   [۴] القرآن ۹/۳۲

شیخ طریقت تو "انا عرضنا الامانة" الآیۃ) میں جو امانت ہے اس کو ذاکرات کے سینے میں با پردہ بٹھا کر توجہ دے کر جماتا ہے اور یہ اس امانت کی جڑ اکھاڑتا ہے۔ یہ فیض جرہ اکھاڑنے والے کو بے وقار کر کے اکھاڑ دے گا محمدی المشرب سنت حضرت نبی علیہ الصلوۃ والسلام پر عمل کرتا ہے، حضرت نبی علیہ الصلوۃ والسلام نے توجہ دی، اول مرید کر کے یہ بھی عورتوں کو توجہ دیتا ہے۔

طریقہ عالیہ قا کی توجہ کلمہ طیبہ کے ذکر کی ہوگی، اب عورتوں کو پردہ میں بٹھا کر ذکر کلمہ طیبہ کا بتایا جائیگا، پردہ میں عورت خلیفہ مرشد طریقت کی بیٹھ کر ذکر کلمہ طیبہ سکھاتی ہے۔ اور مرشد طریقت اونچ نیچ سمجھاتے ہیں۔

پردہ میں ایک عورت نہیں محلہ کی دس پندرہ عورتیں بیٹھی ہیں، یہاں خلوت اجنبیہ کا حکم نہیں لگتا، یہ جلوت ہے، جلوت میں فیض رسانی طریقہ عالیہ قادریہ کی ہوتی ہے اور اسی طرح اس مجلس میں طریقہ نقشبندیہ مجددیہ کی توجہ بھی عورتوں کو دی جاتی ہے، بریلی میں حاضری کا کئی بار موقع ہوا ہے۔ وہاں پر عمل دیکھنے میں نہیں آیا۔ نہ وہاں سنا کہ کوئی مشائخ یہ کرتے ہیں۔ ہمارے یہاں ڈولی میانہ مشکل سے ملتا ہے۔ غربا ومساکین میں قدرت ان سواریوں میں بیٹھنے کی نہیں۔ اور نہ قرآن عظیم نے ڈولی ومیانہ کا حکم دیا ہے "یدنین علیھنّ من جلا بیبھن"[۲] اور "قل للمو منین یغضوا من ابصارھم[۳] قل للمؤمنین یغضضن من ابصارھنّ[۴] اور" لیضر بنّ بخمرھنّ علی جیو بھنّ"[۵] اس پردہ پر احمد آباد کی ذاکرات کا عمل ہے۔

حاصل الکلام من ھذا کلہ ان زیارۃ القبور مکروھۃ للنساء

---

[۱] القرآن ۳۳/۷۲   [۲] القرآن ۳۳/۵۹   [۳] القرآن ۲۴/۳۰   [۴] القرآن ۲۴/۳۱

[۵] القرآن ۲۴/۳۱

بل حرام فی هذا الزمان لا سیما نساء مصر لان خروجهنّ علی وجه الفساد والفتنة وانما رخصت الزیارة لتذکر امرا لاخرة وللا عتبار بمن مضی و للتزهد فی الدنیا[1]۔

یہ حکم مصر کی بغایہ مغنیہ دلالہ کا ہے۔ اس حکم کو نیک بخت عورتوں پر لگانا غلط ہے۔ ''لو ادرک رسول الله صلی الله علیه وسلم ما احدثت النساء'' کی شرح عمدۃ القاری، ص ۳/۳۰، میں ہے۔

''یغضضن یغنین با صوات عالیة مطربة ومنهنّ صنف بغایا''[2]

احمد آباد میں تین کوس درگاہ حضرت گنج احمد رحمۃ اللہ تعالی علیہ کی ہے۔ مکان بہت پر فضا اور تالاب سنگین ہے، وہاں دھنے کی قون اور لکڑی بیچنے والی قوم کی عورتیں لہنگا ساڑی پہن کر جاتی ہیں اور گرے گاتی ہیں اور ان کی قوم کی ضیافتیں ہوتی ہیں ،اس میں وہ عورتیں گرے گاتی ہیں، حلقہ عورتوں کا بن جاتا ہے اور تال بجاتی ہیں، اور پھر تی جاتی ہیں رنڈیوں کی طرح گیت گاتی ہیں، ان پر ''بل حرام فی هذا الزمان لا سیما نساء مصر '' کا حکم برابر عمدہ طور پر چسپاں ہے۔ اور غنیۃ المستملی کے، ص: ۵۹۵ میں ''وان یکون فی زماننا للتحریم لما فی خروجهنّ من الفساد ''[3] اور جو عورتیں قوالی رنڈیوں کی اور قوالی مردوں کی سننے جاتی ہیں ان کو زیارۃ القبور کو جانا

---

[1] عمدۃ القاری شرح البخاری باب زیارت القبور، حدیث ۴۲، ادارۃ الصلحۃ المنیر یہ بیروت ۸/۷۰

[2] عمدۃ القاری شرح البخاری باب خروج النساء الی المساجد حدیث ۴۵۰، // ۶/۱۵۸

[3] غنیۃ المستملی شرح منیۃ المصلی، فصل فی الجنائز البحث الخامس، سہیل اکیڈمی لاہور، ص ۵۹۴

حرام ہے۔ ان کو حرام ہونے سے ذاکرات اور فیض لے نے والی عورتوں کو کیا نقصان۔ اگرچہ ایسی عورت ہزاروں میں ایک ہو۔

دس ہزار آدمیوں نے کتے اور خنزیر کی بریانی پکائی اور ایک نے بکری کے گوشت کی بریانی پکائی، دونوں بریانیوں پر حکم حرمت اور حکم حلت غلط، کتے کی بریانی پر حکم حرمت اور بکری کی بریانی پر حکم حلت صحیح، دونوں کا حکم جدا مفتی کو بیان کرنا پڑیگا۔ ''افمن کان مومنا کمن کان فاسقا لا یستون [1]'' ''ام نجعل المتقین کا الفجار'' [2]

اساف اور نائلہ نے زمانہ جاہلیت میں (خانہ کعبہ کے اندر) زنا کیا اور قدرت الہیہ نے دونوں کو مسخ کر دیا، ایسے متبرک مکان میں دونوں نے خباثت کی، یا کوئی سفر حرمین طیبین میں خبیث عمل سے پیش آئے، تو کیا اس خبیث کی خباثت کو دیکھ کر اور اسی کی اسناد کر کے عورتوں کے حج و زیارت حضرت نبی علیہ الصلوۃ والسلام کے عدم جواز کا فتویٰ جاری کر دیا جائے گا۔ ہرگز نہیں۔

حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ کے مزار مقدس کے غربی دیور میں کلام مجید رکھا ہے، اس دیوار کے پیچھے بیٹھ کر عورتیں توجہ لیتی ہیں، ذکر و فکر مراقبہ کرتی ہیں، برقع اوڑھ کر آتی ہیں۔ اختلاط مردوں اور عورتوں کا یہاں بالکل نہیں۔ اب یہ عورتیں نور اللہ دل میں بھرنے کے لئے یہاں حاضر ہوتی ہیں۔ یہ فیض رسانی حقیقت محمدی کی عورتوں کو خواجہ غریب نواز اقدس سرۃ العزیز کرتے ہیں اور اس فیض میں وہ قوت ہے کہ لاکھوں کوسوں سے فیض لے نے والیوں کو آپ بلا لیتے ہیں۔ یہ جگہ مقام قوالی سے دور ہے اور نماز فجر سے اشراق تک

---

[1] القرآن ۱۸/۳۲　　[2] القرآن ۲۸/۳۸

اور مغرب اور عشاء کے بیچ میں اس پردے والے مکان میں عورتیں جمع ہو کر فیض لیتی ہیں اور اس وقت نقصان قوالی کا بالکل نہیں اور یہ عورتیں نیک بخت، پردہ نشین، برقع اوڑھ کر آنے والی ہیں۔ آپ نے اس کو آنکھوں سے نہیں دیکھا ہے۔ بندہ اس کی شہادت کے طور پر بیان کرسکتا ہے اور آپ کو آنکھوں سے دکھا کر تسلی کرسکتا ہے، اب ان عورتوں پر حکم حرمت لگانا غلط ہے۔

سرخیز قصبہ، احمد آباد میں جو عورتیں گربے گانے والیاں، فاحشات، مغنیات، اور رنڈی ہیں اور باپردہ سوا لاکھ کلمہ طیب کا ختم پڑھنے والی، ذکر خفی، مراقبہ، فیض حقیقت محمدی لینے والی ذاکرات پر رنڈیوں کا حکم لگا کر دونوں کو ایک پھانسی میں لٹکا دینا غلط ہے، حقوق اولیاء اور خیر خواہ اولیاء و خیر خواہ سید الاولین والاخرین صلی اللہ علیہ وسلم یہ نہیں۔ ''الدین النصیحه لله ولرسوله وللمؤمنین'' [1] یہ کہاں ہوئی۔

اولیاء فیض حقیقت محمدی کا دینے کو ذاکرات کو بلاتے ہیں، وہ باپردہ اور شریعت کے احکام کو سر پر رکھ کر حاضر ہوتی ہیں، اور مفتی ان پر حکم عدم جواز لگائیں اس صورت میں فیض حقیقت محمدی کو روکنا ہے، اس کا نام دوستی حضرت نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نہیں، ہم آپ سے چھوٹے اور آپ کے اقدام کو اپنے سروں پر رکھنے والے ہیں، مگر آپ کا قدم صراط مستقیم سے پھسل گیا، تو عرض کرنا چاہئے۔ ہدہد دو پیسے کی چڑیا حضرت سلیمان علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں عرض کرتا ہے: ''احاطت بما لم تحط به وجئتک من سبا بنبا یقین'' [2]

اول تو ایک مدت سے آنکھیں آپ کی رمد میں مبتلاء ہیں، اور ہاتھ

---

[1] السنن للنسائی، کتاب البیعة النصیحة للامام نور محمد کارخانہ تجارت کتب، کراچی ۱۸۵/۲

[2] القرآن ۲۲/۲۷

بڑوں بڑوں سے ملایا ہے، طبیعت پریشان ہے، یہ قلم اس وقت میرا نہ سمجھئے آپ کے ہم غلام ہیں تو دست بستہ عرض کرتے ہیں، اس کو آپ بغاوت نہ سمجھیں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو زیارت قبو کے وقت سلام کرنا، حضرت نبی علیہ الصلوۃ والسلام نے بتایا۔

مشکوۃ شریف، مسلم شریف، نسائی، جز۱، ص:۶۳۵ میں ہے "ایں دلالت وارد بر جواز نساء را" [۱]

امام نووی شرح مسلم کی جلد۱، ص:۳۱۴ میں فرماتے ہیں "فیہ دلیل لمن جوزللنساء زیارة القبور [۲]" الخ،

فتح الباری پارہ، ۵/ مطبع انصاری دہلی، ص:۶۶۲ میں ہے "اختلف فی النساء فقیل دخلین فی عموم الاذن وھو قول الاکثر ومحلہ اذا امتة الفتنہ" [۳] اب تطبیق سمجھ لیجئے، کہ گربے گانے والی، قوالی سننے والی عورتوں کے لئے زیارت قبور اولیا کو جانا حرام اور فیض الہی لے نے والی عورتوں کو باپردہ شریعت کے احکام کو بجالا کر جانا نا جائز۔ میں نے مسئلہ اس طرح مشرح بیان کیا ہے۔ اس کو آپ صحیح سمجھتے ہیں یا میری سمجھ میں کوئی غلطی ہے، مجھے سمجھایئے۔ آپ میرے مربی قبلہ وکعبہ حاجات ہیں۔ خدا تعالی آپ کو صحت کلیہ عاجلہ عطا فرمائے، آمین ثم آمین۔

---

[۱] اشعۃ اللمعات شرح مشکوۃ، باب زیارۃ القبور، فصل ثالث، مطبع نوریہ رضویہ سکھر، پاکستان ۱/ ۷۱۹

[۲] شرح مسلم مع صحیح مسلم، کتاب الجنائز، فصل فی الذہاب الی زیارۃ القبور، نور محمد اصح المطابع، کراچی، ۱/ ۳۱۴

[۳] فتح الباری شرح البخاری، باب زیارۃ القبور، مصطفی البابی، مصر، ۳/ ۳۹

اور مصطفیٰ میاں کو پاس بٹھا کر اس کا جواب ان سے لکھوا کر میری تسلی کر دیجئے میں غلط سمجھا ہوں تو صحیح سمجھایئے اور وہ فتویٰ جو ''تحفہ حنفیہ''میں عدم جواز زیارت قبور نساء کے بارے میں ہے، اس کی نقل بھی کروا کر روانہ فرمایئے، اس کے دلائل سے بھی واقف ہونا بندہ چاہتا ہے۔

رقیمہ عبدالرحیم عفی عنہ ۱۵/ربیع الاول شریف ۱۳۳۹ھ

(فتاوی رضویہ مع تخریج وترجمہ طبع لاہور، ۵۴۲/۹ تا ۵۴۶)

حضرت مولانا محمد عمر صاحب مدرس مدرسہ اسلامیہ سلون شریف احاطہ شاہ صاحب ضلع رائے بریلی، یوپی

(۱)

از سلون شریف

۲۲ رمحرم الحرام ۱۳۲۸ھ

جناب مولانا صاحب مجدد مائۃ حاضرہ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

زن فاحشہ، رنڈی وغیرہ سے نکاح جائز ہے، یا نہیں؟ اگر جائز ہے، تو توبہ یا بغیر توبہ؟ اگر بعد توبہ جائز ہے، تو توبہ کی قید کیوں ہے۔ کتابیہ سے تو بلا توبہ جائز ہو اور اس سے بلا توبہ جائز نہ ہو۔ عقل سلیم خلاف حکم کرتی ہے اور اگر ناجائز ہے، تو کیوں؟

والسلام   (محمد عمر)

(فتاویٰ رضویہ مع تخریج طبع لاہور، ۱۱/۴۴۱)

(۲)

از سلون شریف

۲۲ر محرم الحرام ۱۳۲۸ھ

جناب مولانا صاحب مجدد مائۃ حاضرہ۔ السلام علیکم وعلی من لدیکم

کیا مسلک ہے۔ آپ کا اس مسئلہ میں کہ زید نے ''تزوجت'' اور ہندہ نے ''قبلت'' دو گواہوں کے سامنے کہہ دیا اور دونوں ان الفاظ کے معانی نہیں سمجھتے۔ بلکہ گواہ بھی نہیں سمجھتے۔ آیا اس صورت میں نکاح منعقد ہو جائے گا یا نہیں؟ شرح وقایہ اور فتاویٰ قاضی خاں اور فتاویٰ ظہیریہ اور ردالمحتار اور درمختار میں ایسا نکاح جائز لکھا ہے۔ بلکہ درمختار میں اسی پر فتویٰ ہے اور دلیل اس کی ان کتابو میں یہ لکھی ہے کہ مضمون لفظ کا علم اور اس کا سمجھنا ان امور میں معتبر ہے، جن میں نیت اور قصد کی ضرورت ہو اور جن امور میں جد او ہزل برابر ہوں۔ ان میں معنیٰ سمجھنے کی ضرورت نہیں۔ لہٰذا نکاح محض تلفظ ''نکحت'' و ''قبلت'' بلا فہم معنی منعقد ہو جائے گا۔ جیسا کہ قاضی خان وغیرہ میں ہے۔ لأن العلم بمضمون اللفظ انما یعبر لاھل القصد فلایعتبر فیمایستوی فیه الجدو الهزل[1] انتھی۔

میرے خیال میں یہ دلیل صحیح نہیں ہے۔ عبارت قاضی خاں کی فلایعبر ای العلم بمضمون اللفظ انمایعبر لاھل القصد فلایعتبر فیمایستوی فیه

---

[1] فتاویٰ قاضی خاں   کتاب النکاح الفصل الاول   نول کشور لکھنو ۱/۱۰۱

الجدو الھزل ہرگز قابل تسلیم نہیں ہے۔ ہزل میں مضمون لفظ کا علم اور معنی کا سمجھنا ضروری ہے۔ بغیر فہم معنیٰ ہزل غیر ممکن ہے۔ اس واسطے استعمال لفظ وارادہ غیر معنی حقیقی ومجازی کا نام ہزل ہے اور اس میں شرط ہے کہ قبل عقد متعاقدین آپس میں ذکر کرلیں۔ کہ یہ عقد بطریق ہزل ہے۔

مرقاۃ شرح مشکوٰۃ میں ہے: الھزل ان یراد بالشئی غیرماوضع له بغیر مناسبة بینھما والجد مایراد به ماوضع له اوماصلح له اللفظ مجازاً [۱] الخ

نورالانوار میں ہے: وشرط الھزل ان یکون صریحاً مشروطاً باللسان بان یذکر العاقدان قبل العقد انھما یھزلان فی العقد ولایثبت ذالک بدلالة الحال [۲]۔

اس صورت میں جب کہ عاقدین بالکل سمجھتے ہی نہیں، کہ ان الفاظ کے کیا معانی ہیں اور کس موضوع میں استعمال کئے جاتے ہیں۔ تو ہزل کیسے ہوسکتا ہے۔ قطع نظر اس کے ہزل میں اگرچہ ہازل نفس حکم سے راضی نہیں ہوتا، لیکن اس کے اسباب سے راضی رہتا ہے۔

جیسا کہ نورالانوار میں ہے: وانه ینافی اختیار الحکم والرضاء به ولاینافی الرضاء بالمباشرة [۳] الخ

---

[۱] مرقات شرح مشکوٰۃ باب الخلع اوالطلاق، المکتبۃ الحبیبیہ کوئٹہ، پاکستان ۶/ ۴۲۷

[۲] نورالانوار مبحث الامور المعترضہ للاھلیۃ نوعان، ایچ ایم سعید کمپنی کراچی، ص ۳۰۲، ۳۰۳

[۳] " " " ص ۳۰۳

اور یہاں عاقدین جانتے ہی نہیں کہ الفاظ کیسے ہیں اوران کے کیا معانی ہیں رضا بالاسباب بھی مفقود ہے۔ لہٰذا اس صورت کو ہزل میں داخل کرنا کسی طرح صحیح نہیں ہوسکتا۔ دوسری دلیل مجوزین کی یہ ہے کہ اگرچہ متعاقدین معنی نہیں سمجھتے۔ لیکن ان کا جہل معتبر نہیں ہوگا اور نکاح منعقد ہوجائے گا۔ لان الدار دار السلام فلایکون الجهل فی احکام الشرعية عذراً۔

اس جگہ دعویٰ ودلیل میں صراحتاً تخلف ہے۔ دلیل کا منشا تو یہ ہے کہ احکام شرعیہ میں جہل معتبر نہیں۔ یہ ضرور قابل تسلیم ہے۔ لیکن یہ اس امر کو مستلزم نہیں کہ زبان عربی سے جہل غیر معتبر ہو۔ احکام شرعیہ منحصر بزبان عربی نہیں۔ عاقدین احکام نکاح کو زبان غیر عربی، مثلاً فارسی، اردو وغیرہ میں جانتے ہوں اور زبان عربی سے واقف نہیں، تو یہ نہیں کہا جاسکتا کہ جاہل بالاحکام ہیں۔ جہل بالاحکام اور جہل باللسان کو متحد جان کر دونوں غیر معتبر کہنا صحیح نہیں ہوسکتا۔

لہٰذا جب عاقدین کو کسی طرح اس کا علم نہیں کہ ان الفاظ کے کیا معنیٰ ہیں اور کس موقع پر اس کا استعمال ہوتا ہے، تو ان کے تلفظ سے نکاح نہیں ہوسکتا۔

فصول عمادی میں ہے: انه لایصح عقد من العقود اذالم یعلما معناه۔ الخ [۱]

فتاویٰ حمادیہ میں بھی مثل اس کے لکھا ہے اور شمس الاسلام اور برجندی سے کسی نے اس مسئلہ کو پوچھا فرمایا منعقد نہ ہوگا۔ لان المرأة فی هٰذه بمنزلة الطوطی والصبی الذی لایعقل۔

---

[۱] فصول عماری

صاحب فتاویٰ بزازیہ کی بھی یہی رائے ہے۔ درمختار کے فتویٰ کو ردالمحتار میں لکھا ہے کہ اس میں اختلاف ہے۔ اب آپ کے نزدیک اگر یہ نکاح جائز ہے، تو شبہ مذکورہ بالا کا جواب مدلل طور سے ارقام فرمایئے اور اگر ناجائز ہے، تو یہ فرمایئے کہ مجوزین کی دلیل بالکل سست ہے یا نہیں؟ تیسری دلیل میں نے ان لوگوں کی نہیں دیکھی۔ اگر آپ کی نظر سے گذری ہو، تو مطلع فرمایئے۔ یہ بھی جانتا ہوں کہ آپ بہت ہی عدیم الفرصت ہوں گے۔ مگر خدا نے وارث الانبیاء آپ کو کیا ہے۔ سائل اور کس سے اپنے شبہ کو رفع کریں۔

والسلام　　(محمد عمر عفی عنہ)

(فتاویٰ رضویہ مع تخریج وترجمہ طبع لاہور ۱۱/۲۲۲ تا ۲۲۵)

حضرت مولانا چودھری عبدالحمید رئیس سہاور ضلع سہارنپور، یوپی

(۱)

از سہارنپور

۲۰/ جمادی الاولی ۱۳۳۱ھ

اعلی حضرت عظیم المرتبت۔ مجدد ماۃ حاضرہ موید ملت ظاہرہ، عالی جناب مولوی مفتی احمد رضا خاں صاحب ادام اللہ تعالی ظلال اشادہ، علی راس الطالبین۔

پس از آداب عجز و نیاز وسلام مسنون مارہرہ سے ایک صاحب نے ''کنز الاخرہ'' پر مندرجہ پرچہ پر باضافہ ترمیم کر کے بھیجا ہے۔ جس کے جوابات ذیل بغرض ملاحظہ اعلی حضرت ارسال ہیں۔ بعد ملاحظہ اس امر کی تنقیح فرمائی جائے کہ اعترا ض کس حد تک صحیح ہیں اور جوابات کس حد تک کافی تاکہ اس کے مطابق عمل درآمد کیا جائے۔ معترض صاحب فن شاعری میں دستگاہ قادر رکھتے ہیں اور عروض وقوافی میں مہارت کامل۔

(۱) صفحہ ٹائٹل، محمد الرسول اللہ، اعتراض: مضاف پر الف لام نہیں آتا، جواب، میں نے عنوان کتاب پر سوا نام کتاب کے کچھ تحریر نہ کیا۔ باقی سب عبارت تالیف کاتب ہے ''لا تزر وی زرۃ وزر اخری۔

(۲) ص: وہ یگانہ ہے صفات وذات میں۔ نیز یکتا اس کے سب افعال ہیں۔ اعتراض: قافیہ صحیح نہیں ہے۔ یوں ہو ''نیز یکتا ہے وہ ہر اک ذات میں''

جواب: اختلاف حرکت قافیہ میں اساتذہ کی سندیں تو حدتواتر کو ہیں۔

حضرت سعدی:

چوں خواہد کہ ویراں کند ☆ نہد پنجہ در طالمے

برائے جہاندیدگاں کار کن ☆ کہ صید آزمودست گرگ کہن

چوں خدمت گذاریت گردد کہن ☆ حق سالیانس مرامش مکن

کنونت کہ دستست جاری بکن ☆ دگر کے برآری تو دست از کفن

بخائیدش از کینہ دنداں بزہر ☆ کہ دوں پر درست ایں خرد مایہ دہر

مثنوی شریف:

گفت پیغمبر بکن از رائے زن ☆ مشورت کالمستشار موتمن۔

موتمن بکسر میم ثانی بمعنی امین ہے۔

کایں خدا افعال ازیں گرگ کہن ☆ گویدش تک وقت آمد صبر کن

کمال اسماعیل:

اے زرایت ملک ودیں در نازش و در پرورش ☆ اے شہنشاہ فریدوں فر داسکندر منش

سایہ حق مست و یارب سایہ اش پایندہ دار ☆ زآنکہ فرض ست ازمیان بادعاء دوستش

نیش اور دوستش کا اختلاف اظہر الشّمس ہے۔ مولوی حافظ عزیز الدین جلسیری مولف نادر الترتیب جواب بھی حیات ہیں اور بڑے استاد اور پرانے تجربہ کار شاعر ہیں نادر الترتیب میں لکھتے ہیں: چھ سو بارہ شعر تیرہ فصل اس میں ہیں۔ تھوڑے تھوڑے حاشیہ پر ہیں نعت ہر باب میں مہربان من اختلاف وکن قافیہ بالکل درست ہے۔

(۳) ص:۴۰، ہے وہی خلاق مخلوق کا ☆ ہے وہی رزاق حوانات کا

اعتراض: مخلوق وحیوانات میں اپکار ہے یوں چاہئے'' ہے وہی رزاق مرزوقات کا۔

جواب جمع کے قوافی میں مفرد کا لحاظ نہ رکھا گیا ہے۔ مستحسن ضرور ہے لازم نہیں۔

مولانا روم:　یا کریم العفوستار العیوب ☆ انتقام از مامکش اندر ذنوب

پس پیغمبر گفت اسفت القلوب ☆ گرچہ مفتی شاں بروں گوید خطوب

عیوب و ذنوب میں علامت جمع واو ہے اس کو علحدہ کر کے دیکھا جائے گا تو عیب و ذنب کا قافیہ نہ بنے گا۔ اسی طرح قلوب وخطوب۔

آتش گلزار نسیم:　حلوا اس دیو کو کھلاؤ ☆ گڑ سے جو مرے تو زہر کیوں دو

یہاں بھی علامت جمع واو کے علحدہ کرنے سے قافیہ مفرد کا صحیح نہیں رہتا۔ ایک اس تاذ جن کا نام مجھے یاد نہیں فرماتے ہیں:

تم درود اس نام پر پڑھتے رہو اے مومنین ☆ چھوڑ دو سب ذکر جب ہو ذکر ختم المرسلین

(۴) ص: ۵، وہ کسی کا بھی نہیں محتاج ہے ☆ اس کے سب محتاج ہیں چھوٹے بڑے

اعتراض: قافیہ غلط یوں چاہئے ''اس کی ہی محتاج ہے ہر ایک شئ'' جواب ''۲'' میں گذر چکا ہے۔

(۵) ص: ۵، پاک ہے وہ جسم و جوہر عرض سے ☆ مادہ سے اور مکاں سے مرض سے

اعتراض: جوہر کے مقابل عرض بفتحین ہے اور نیز مرض۔ یوں چاہئے، ہے عرض اور جسم و جوہر سے وہ پاک ☆ مادہ سے اور مرض سے کھر سے پاک جواب: یہ بضرورت جائز ہے اس کا نام تفریس ہے یہ تفریس قبیح ہے لیکن جائز ہونے میں شک نہیں۔ اکثر اہل فارس نے لغات عربی میں بموجب شہرت عام کی ہے مثلاً حرکت بفتحات ثلاثہ۔

ملافوقی:۔ ع زبس خوش حرکت وشیریں ادا بود۔ کفن بفتحتین۔

لیکن شفاعی کہتا ہے: ع، ازلہ حیض خواہرش کفن کند۔

پس ایک زبان کی لغت کو دوسری میں تفریس کر کے لانا صحیح ۔ ہاں عربی کو عربی، فارسی کو فارسی میں تفریس کرے تو ضرور نا جائز ہے۔ با ایں ہمہ میں اس تفریس کو پسند نہیں کرتا اور اب میں نے ان تمامتغیر الحرکات لغات کو اصلی حرکات سے ملبس کر کے درست کرلیا ہے۔ شعر کو جناب نے ترمیم فرما کر جو تحریر فرمایا ہے اس میں ہر دو جگہ متحد المعنی ہے پھر میری سمجھ میں نہیں آتا کہ قافیہ کیوں کر درست ہوگا۔ ہاں اس طرح ترمیم کیا جائے۔

وہ عرض اور جسم و جوہر سے پاک ہے☆ مادہ سے اور مرض گھر سے پاک ہے۔

یا یوں: ہے عرض اور جسم و جوہر سے پاک☆ مادہ سے اور مرض سے اور گھر سے پاک تب درست ہے۔ لیکن اس میں یہ قباحت ہے کہ ضمیر (وہ) کسی جگہ نہیں آتا۔ مین نے ترمیم اس طرح کی ہے۔

وہ مکاں سے اور مرض سے پاک ہے☆ جسم و جوہر سے عرض سے پاک ہے

اس میں اگر چہ کلمہ مادہ کا دور ہو جاتا ہے لیکن بندش میں شگفتگی ہوتی ہے اور مادہ کی توضیح یوں بھی ہوسکتی ہے کہ جب مرض سے پاک ہے لامحالہ مادہ سے بھی پاک ہے کہ مادی شی کو مرض لازمی ہے۔

(۶) ص:۵، حاضر و ناضر وہی ہے ہر جگہ☆ کچھ نہیں پوشیدہ اس سے بے شبہ اعتراض: شبہ غلط ہے۔ صحیح "حاضر و ناضر ہے ہر ایک جا، اس سے پوشیدہ نہیں کوئی ذرا۔

جواب: چونکہ اس تفریس کو میں خود مقبوح کہہ چکا ہوں لہذا اس شعر سے مجھ کو اتفاق ہے

(۷) ص:۶، وہ مجیب عرض اور دعوات ہے☆ بیشبہ وہ قاضی الحاجات ہے۔

اعتراض: ترمیم، بالیقیں وہ قاضی الحاجات ہے۔

جواب: ترمیم تسلیم ہے۔

(۸)ص:۷، ہے وہ قاضی راضی طاعت و ایمان سے ☆ شرک و کفر و فسق سے ناخوش ہے وہ اعتراض: قافیہ، ترمیم، شرک و کفر و فسق سے نفرت اسے

جواب، ''۲'' میں مفصل گذر چکا ہے اس کو غلط سمجھنا معترض کی غلطی ہے

(۹)ص:۸، حق ہے معراج محمد دیں پناہ ☆ آسمانوں پر الی ماشاء اللہ

اعتراض: بغیر اضافت محمد دین پناہ کی ترکیب انسب ہے۔

جواب: جناب بغیر اضافت کیوں رکھتے ہیں۔ اگر محمد کی دال کو خفیف اضافت دی جاوے تو کیا حرج ہے۔ شعروں سے نہیں گرے گا۔ حق ہے معراج محمد دیں پناہ، فاعلاتن فاعلاتن فاعلن۔

(۱۰)ص: الی ماشاء اللہ غلط ہے۔ ترمیم،

حق ہے معراج محمد بالیقیں ☆ آسمانوں پر گئے سلطان دیں

وقس علی ہذا البواقی۔

جواب: ماشاء کے ہمزہ کو آپ ظاہر کر کے کیوں پڑھتے ہیں ہمزہ کو ماشاء کے الف اور اللہ کے لام میں ادغام کر کے پڑھیے۔

جناب نے جو ترمیمی شعر کہا ہے وہ شعر اور اس کی خوبی میں زمین و آسمان کا فرق ہے ''آسمانوں پر گئے سلطان دیں'' اس میں انتہائے سیر معراج آسمانوں تک ثابت ہوتی ہے۔ اور شعر کتاب میں الی ماشاء اللہ کا کلمہ ایسا پر معنی ہے جس میں انتہائے سیر معراج کی کچھ حد ہے نہیں رہتی۔ اور جس کی تفسیر، فکان قاب قوسین او ادنی سے مزین ہے۔ **کما لا یخفی علی ھذہ البصیرہ** ،تمت۔

(چودھری عبدالحمید عفی عنہ)

(فتاوی رضویہ مع تخریج و ترجمہ، طبع لاہور، ۱۲/۱۸۰تا۱۸۲)

از سہاور　　　　(۲)

۲۰/ربیع الاول ۱۳۳۲ھ

اذان ثانی جمعہ خارج مسجد صحن کے نیچے جوتے اتارنے کی جگہ اگر کہی جائے، تو اس میں کچھ حرج ہے۔ یا باب مسجد پر ہی ہونا ضروری ہے۔ ان دونوں میں کس بات میں اولیت ہوگی یا مساوی حالت؟

دوم یہ کہ محراب مسجد بھی اسی بارے میں باب مسجد کے قائم مقام ہوسکتی ہے۔ یا نہیں دیوبندی صاحب کا مقولہ کہ محراب مسجد خارج مسجد کا حکم رکھتی ہے اور اسی لئے اس میں امام کا کھڑا ہونا جائز نہیں ہے۔ حالانکہ اپنے نزدیک یہ بات نہیں آئندہ جو مفتی صاحب فرمائیں۔

سوم یہ کہ اگر باب مسجد دالان وصحن مسجد کے مقابل نہ ہو بلکہ شمالا وجنوبا واقع ہو اور صحن مسجد مشرقی جانب حد دیوار سے ملا ہوا ہو اور اس کے بعد کوئی جگہ خارج مسجد نہ ہو تو وہا کیا کیا جائے، اور اذان ثانی کہاں ہو اور خطیب کہاں بیٹھے تا کہ مؤذن کا مقابلہ فوت نہ ہو۔

چہارم یہ کہ مذکور باب مسجد پر جودی جائے تو وہ باب مسجد کے وسط میں کھڑے ہو کر یا اس سے پرے نیچے اتر کر، یہاں تو آج وسط باب پر کہی گئی ہے۔ آئندہ جیسا ارشاد ہو۔　　　والسلام فقط　(چودھری عبدالحمید عفی عنہ)

(فتاوی رضویہ مع تخریج وترجمہ طبع لاہور، ۵/۴۰۸)

(۳)

از سہاور

۱۳؍ رمضان المبارک ۱۳۳۵ھ

جناب اعلیٰ حضرت عظیم البرکت مجدد مائۃ حاضرہ مؤید ملت طاہرہ ادام اللہ ظلہ العالی

حاکم اگر اپنے کسی کام کے لئے قرض مانگے اور اس پر سود دے اور جو سود نہ لے اسی سے جو رقم ناجائز لی جاتی ہے۔ اس میں اسی حساب سے تخفیف کردے اس کی بابت نہ کوئی مطالبہ شرط ہے۔ لہٰذا وہ کمی ان کے واسطے جائز ہوگی یا نہیں؟

اگرچہ اس قرض میں حاکم کا حکم اتنا ہے کہ خوشی سے ضرور دینا چاہئے جبر نہیں باایں ہمہ اس کے ملازمین اپنے اثر سے ہر ایک کو اس کے دینے پر مجبور کرتے ہیں۔ ان سب باتوں پر غور فرما کر ارشاد فرمایا جائے کہ بموجب اس کے عمل کیا جائے۔

والسلام مع الاکرام (چودھری عبدالحمید عفی عنہ)

(فتاوی رضویہ مع تخریج و ترجمہ طبع لاہور، ۹؍۴۱۷)

(۴)

از سہاور

۱۹؍رمضان المبارک ۱۳۳۵ھ

آخری فقرہ جو اس مکتوب میں درج ہے کہ لیکن اگر زمیندار مجبور نہیں کرتا۔ اس کے نوکر چاکر دباتے ہیں اور وہ اسے مجبور شرعی نہیں کر سکتے، تو صرف ان کی خاطر یا دھمکی سے ناجائز کام جائز نہ ہو جائے گا۔ یہ بالکل سچ ہے، مگر غور طلب یہ امر ہے کہ وہ نوکر جو ذی اختیار ہوں اور جن کو جزاء وسزاء کا پورا اختیار ہو اور جن کی رپورٹ پر ان کے آقا وغیرہ ضبطی جائداد وغیرہ سب کچھ کرتے ہوں، تو ان کا دبانا یا اظہار ناخوشی کرنا اور وعید سے کام لینا ایسا نہ ہوگا جیسا کہ معمولی نوکروں کا سننا یا دبانا، بلکہ ان کا کہنا سننا یا دبانا یا وعید سے کام لینا یہ سمجھنا چاہئے کہ ہو بہو ان کے آقاؤں کا فعل ہے۔ اگرچہ بظاہر ان کے آقا اس امر کا اعتراف کرتے ہوں کہ ہمارے حکم کی تعمیل ہمارے رعایا کی خوشی پہ منحصر ہے۔

(چودھری عبدالحمید عفی عنہ)

(فتاوی رضویہ مع تخریج وترجمہ طبع لاہور، ۴۱۸/۹)

حضرت مولانا سید عبدالکریم قادری رضوی، مسجد غریب شاہ پہاڑ گنج، دہلی

(۱)

از شہر دہلی

۹ر شعبان ۱۳۳۷ھ

حضور! مندرجہ ذیل اشعار کے متعلق یہاں کے مولیوں نے یوں کہا ہے کہ اس کا جواب کوئی اہل اللہ دے گا، لہٰذا اس کا جواب حضور ہی دیں گے۔

اشعار

(۱) چہ خوش گفت بہلول فرخندہ فال — کہ من از خدا پیش بودم دو سال

(۲) من آں وقت کردم خدا را سجود — کہ ذات وصفات خدا ہم نہ بود

(سید عبدالکریم عفی عنہ)

(فتاویٰ رضویہ مع تخریج وترجمہ جلد ۱۵ ص ۳۰۴ طبع لاہور)

(۲)

از دہلی

۹ ر شعبان ۱۳۳۹ھ

بخدمت جناب قبلہ حضرت مولانا مولوی احمد رضا خان صاحب نائب رسول ﷺ دامت برکاتہم۔

ایک شریف زادہ نے ایک عورت کو جو قوم کی چماری تھی، مسلمان باقاعدہ کیا، اور اس سے نکاح کیا اور اپنے مکان میں لے گیا، جب اہل برادری کو معلوم ہوا کہ اس نے خاندان قادریہ اور سادات کے بٹّا لگادیا کہ چماری کو مسلمان کر کے نکاح پڑھ لیا، اور پردہ میں بٹھالیا، وہ عورت دو سال سے بیوہ تھی، تمام اہل برادری اور تمام مسلمانوں اور ہندوؤں نے اس عورت کو بے پردہ کیا اور بے عزتی کی، اور غیر قوموں نے مار پیٹ بھی کی اور اسے تھانہ میں پہنچادیا۔

اب سوال یہ ہے کہ اس عورت نومسلمہ کے ساتھ ایسا کرنے کی اللہ و رسول جل وتعالیٰ و ﷺ اجازت دیتے ہیں یا نہیں؟ اور جو لوگ اس میں شریک ہوئے وہ کس گناہ کے مرتکب ہیں؟ یا جس نے مسلمان کر کے اسے اپنے نکاح میں لایا وہ گنہگار ہے۔ اور اس سے ترک موالات کرنا، برادری سے خارج کرنا، اس کا حقہ پانی بند کرنا، شرعاً جائز ہے یا نہیں؟ اور وہ عورت کفو میں کب آسکتی ہے؟

(سید عبدالکریم قادری رضوی)

(فتاویٰ رضویہ مع تخریج و ترجمہ جلد ۱۱ ص ۲۵۳، طبع لاہور)

مولانا محمد عبدالواحد خاں رامپوری مدرس مدرسہ فیض رسول بہار شریف، نالندہ

(۱)

از بہار شریف

۱۴/ربیع الآخر ۱۳۱۴ھ

بگرامی خدمت مہمہ مکرمت، سراپا عظمت، جناب مولانا مولوی احمد رضا خاں صاحب دامت برکاتہم، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

کتب مرسلہ والا پہنچیں، احقر کو بزمرہ عقلاء میں درج فرمایا جائے۔

(عبدالواحد خاں رامپوری)　۱۴/ربیع الآخر ۱۳۱۴ھ

(مکتوبات علماء وکلام اہل صفا، ص: ۶۷)

(۲)

از بہار شریف

۳/جمادی الاولیٰ ۱۳۱۴ھ

مولانا المکرّم، جناب مولانا مولوی احمد رضا خاں صاحب دام فیضہم،

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ،

مولوی محمد اظہر امام صاحب رضوی المشہدی نے ۸/ماہ جمادی الاولیٰ داخل کئے ہیں۔ انشاء اللہ تعالیٰ ماہ بماہ ۸/چندہ مجلس اہل سنت وجماعت روانہ کیا کریں گے۔

(عبدالواحد خاں رامپوری)　۳/جمادی الاولیٰ ۱۳۱۴ھ

(مکتوبات علماء وکلام اہل صفا، طبع بریلی ص: ۶۷)

مولانا محمد عبید اللہ، مسجد صوبہ دار مرحوم، محلّہ توپ خانہ، بازار قدیم، کانپور یو پی

آ از کانپور

(۱)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

امابعد بن الفقیر الی اللہ تعالیٰ عبید اللہ عفا عنہ ماجناۃ الیٰ جناب المخدوم والاکرم والمطاع الاعظم والمحترم الافخم مولانا المولوی احمد رضا خاں صاحب دامت برکاتہم وعمت فیوضہم۔　　بعد السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

کتاب مستطاب وقایہ اہل السنہ کی کچھ جلدیں اور بھی مرحمت ہوں کہ غیر مستطیع طلبا اور سنی مسلمانوں کو دی جائیں گی، جوشوق سے دیکھیں گے۔ انشاء اللہ تعالیٰ اور یسین کچی سراوالی کارد اور ابانۃ المتواری اور اشتہار وقایہ اہل السنۃ کے پچاس ساٹھ ارسال فرمائے جائیں کہ یہ خبیث دیوبندی اپنی مسجدوں سے نوچ ڈالتے ہیں۔ تو ہم انشاء اللہ تعالیٰ کان پور کے تمام مسجدوں میں چسپاں کرائیں گے، تاکہ ان کی خباثت طشت از بام ہوجائے اور عام وخاص سب سے واقف ہوں۔ رسالہ متبرکہ انہاء السنان کا عرصہ سے بے انتظار ہے۔

والسلام مع الاکرام والتعظیم التام وختام المرام

عریضہ نیاز عبید اللہ عفا عنہ از کاپور محلّہ توپ خانہ

(دبدبہ سکندری ۲۰ر جولائی ۱۹۱۴ء، ص: ۴)

مولانا عبدالحکیم مینی بازار، ڈاکخانہ تیری تیری، ضلع میمن سنگھ، بنگلہ دیش

از میمن سنگھ

(۱)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

گذارش فتوائے مبارک مع خط پہنچا۔ نہایت خوشی حاصل ہوئی اور ہمارے یہاں اذان ثانی جمعہ خارج مسجد رواج کرادیا، لیکن اور مسجدوں میں ابھی تک رواج نہیں ہوا، امید ہے کہ بہت جلد رواج بفضلہٖ اور مسجدوں میں بھی ہوجائے گا اور اس کی اطلاع بھی کرتا رہوں گا۔

(عبدالحکیم عفی عنہ)

(دبدبہ سکندری، ۲۰ رجولائی ۱۹۱۴ء، ص:۵)

مولانا عبد الغفور مسجد بی لی را.جی شفاخانہ، محلّہ کنڈی گڑٹولہ، بنارس

از بنارس (۱)

۶ / جمادی الاخرہ ۱۳۱۲ھ

بخدمت لازم البرکتہ جامع معقول ومنقول حاوی فروع واصول جناب مولانا مولوی احمد رضا خان صاحب مداللہ فیضانہ۔ سلام علیک قبول باد۔

کچھ مسائل میں یہاں درمیان علماء کے اختلاف ہے۔ لہٰذا مسئلہ ارسال خدمت لازم البرکتہ ہے۔ امید ہے کہ جواب سے مطلع فرمائیں۔

(۱) زید کہتا ہے کہ نماز عیدین صحرا میں پڑھنی سنت ہے۔ لیکن شہر میں بھی جائز ہے۔ جس شخص نے نماز مذکور شہر میں پڑھی، نماز اس کی ضرور ادا ہوئی۔ البتہ ترک سنت اس نے کیا اور ثواب سنت سے محروم رہا۔ عمرو کچھ روز تک قائل تھا۔ نماز عید ین شہر میں جائز نہیں، مگر چند روز سے بذات خود یا بوجہ تعلیم کسی غیر کے کہتا ہے، گو نماز مذکور شہر میں جائز ہے، لیکن پڑھنے والے گنہگار رہوں گے۔

(۲) زید کہتا ہے، نماز عیدین مسجد پختہ چھت دار کے اندر جو صحرا میں واقع ہے۔ پڑھنے سے ثواب صحرا میں پڑھنے کا نہ ملے گا۔ عمرو کہتا ہے، گو مسجد پختہ چھت دار ہے۔ مگر چونکہ صحرا میں واقع ہے۔ لہذا ثواب صحرا میں پڑھنے کا ملے گا۔

ان سب مسائل میں قول زید کا صحیح ہے، یا عمر کا؟۔ (عبد الغفور)

(فتاویٰ رضویہ مع تخریج وترجمہ طبع لاہور، ۵۶۰/۸)

از بنارس　(۲)

۶ رجمادی الاخرہ ۱۳۱۲ھ

بخدمت لازمہ البرکہ، جامع معقول ومنقول، حاوی فروع واصول جناب مولانا مولوی احمد رضا خان صاحب مد اللہ فیضانہ، سلام علیک قبول باد۔

کچھ مسائل میں یہاں علماء کے درمیان اختلاف ہے۔ لہذا مسئلہ ارسال خدمت لازم البرکتہ ہے۔ امید ہے کہ جواب سے مطلع فرمائیں۔

زید کہتا ہے: نماز جنازہ عندالحنفیہ اندر مسجد کے پڑھنی علی العموم خواہ میت مرض ہیضہ اسہال میں مرا ہو، یا دوسرے مرض میں بچند وجوہ مکروہ ہے۔ منجملہ اس کے ایک وجہ تلویث مسجد ہے۔ عمرو کہتا ہے، جو شخص مرض ہیضہ اسہال یا کسی مرض، امراض معدہ کی وجہ سے مرا ہے اس کا جنازہ مسجد میں پڑھنا، البتہ موجب احتمال تلوث مسجد کا ہے اور اس کی نماز جنازہ مسجد میں پڑھنی مکروہ ہے۔ نہ علی العموم

(عبدالغفور عفی عنہ)

(فتاویٰ رضویہ مع تخریج وترجمہ طبع لاہور، ۲۵۹/۲۵۸/۹)

(۳)

از بنارس

۱۱؍صفر المظفر ۱۳۱۴ھ

بخدمت جناب لازم البرکتہ، فاضل متین حامی شرع مبین، جناب مولانا مولوی احمد رضا خان صاحب دام لطفہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

رسالہ سابق ونیز واردحال کو من اولہ الی اخرہ دیکھا جناب کی رائے درست وصائب معلوم ہوتی ہے۔ بندہ اب تک شریک جلسہ نہیں ہوا۔ گوطلبی کا خط فقیر کے پاس از جانب ارباب ندوہ آیا تھا۔

(خادم عبدالغفور) ۱۱؍صفر المظفر ۱۳۱۴ھ

(مکتوبات علماء وکلام اہل صفا، طبع بریلی، ص:۶۰)

مولانا عبدالحمید، مکان مولوی بقاء اللہ رئیس محلّہ قاضی، بدایوں

(۱)

از بدایوں
۴؍رجب المرجب ۱۳۱۲ھ

بجناب معلّٰی القاب مخدوم و معظم بندہ جناب مولانا صاحب دام فیوضہ۔

خادم بے ریا عبدالحمید بجا آوری آداب گزارش کرتا ہے کہ ایک فتویٰ اپنا لکھا ہوا، حسب ہدایت اپنے استناد جناب مولانا حافظ بخش صاحب کے واسطے تصدیق جناب والا کے بھیجتا ہوں، ملاحظہ فرما کر مہر سے مزین فرمادیجئے اور اگر کوئی غلطی ملاحظہ سے گذرے، تو درست فرما کر ممنون فرمایئے۔   زیادہ حد ادب، عبدالحمید

سوال: کیا فرماتے علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ فرائض اور واجبات کی نیت میں لفظ ''آج'' یا ''اس'' کا اضافہ کرنا چاہیے یا نہیں؟ مثلاً یوں کہنا کہ نیت کرتا ہوں فرض آج کے ظہر یا عصر یا اس ظہر کی اور اگر نہیں کرے گا، تو نماز ادا ہوگی یا نہیں؟

خلاصہ جواب: صورت مستفسرہ میں فقہاء کا اختلاف ہے۔ چنانچہ قاضی خان نے بلا لفظ ''آج'' یا ''اس'' کے نیت کو جائز ہی نہیں رکھا ہے۔ کمافی فتاواہ وہکذا فی العالمگیریہ، اور درمختار میں ہے کہ تعیین ضروری نہیں، پس بموجب قولین کے بلا لفظ ''آج'' یا ''اس'' کے مطلق نیت سے نماز ادا نہ ہوگی اور بموجب قول صاحب درمختار کے ادا ہوجائے گی، لیکن چونکہ خروج عن الخلاف بالا جماع مستحب ہے اور اسی درمختار میں نسبت تعیین کی اولیت ظاہر فرمائی ہے اور بلفظ وہوالمختار ارشاد کیا ہے۔ پس اولیٰ اور مختار یہ ہے کہ تعیین وقت کی لفظ ''آج'' یا ''اس'' سے ضرور کرلیں۔ ورنہ تارک اولیت ہوگا اور جب شناخت وقت کی نہیں رکھتا اور یہ بالعموم ہے کہ اس عہد میں اکثر لوگ وقت کھو کر نماز پڑھتے ہیں۔ تو عنداللہ مواخذہ دار رہے گا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(فتاویٰ رضویہ مع تخریج و ترجمہ طبع لاہور، ۶؍۴۶،۴۷)

حضرت مولانا عبدالرحمٰن صاحب جتنانی شافعی، بنارس

(۱)

از بنارس

۲۹ر محرم الحرام ۱۳۱۴ھ

بخدمت حامی دین مصطفیٰ جناب مولانا مولوی احمد رضا خان صاحب مدظلہ العالی

السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ

رسائل اربعہ مرسلہ آنجناب اس احقر اور نیز جناب مولوی عبدالحمید صاحب کے پاس پہنچے۔ مجملاً اس وقت عرض کرتا ہوں کہ ہم دونوں کو جناب کی رائے سے اتفاق ہے۔

(عبدالرحمٰن جشانی شافعی)   ۲۹ر محرم الحرام ۱۳۱۴ھ

(مکتوبات علماء وکلام اہل صفا طبع بریلی، ص: ۲۸)

جناب مولانا عبدالحمید صاحب پانی پتی، محلّہ پتر کنڈہ بنارس یوپی

(۱)

از بنارس

۱۵/ذی الحجہ ۱۳۱۳ھ

جناب مولانا مولوی احمد رضا خان صاحب مدظلہ العالی

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

تینوں رسالوں کے مطالعہ سے نہایت تازگی حاصل ہوئی۔ جناب من! تعصب ندوہ میں رسالے تو تینوں اچھے ہیں۔ لیکن جیسا کہ حامی شرماحی خیر یہ ندوہ تھا، ویسا آپ کے ''سوالات حقائق نما'' نے خوب اس کے ناک میں دم کیا۔

والحمدالله علیٰ ذالک۔

اس ندوہ کا صدمہ تو احقر کے دل پر بھی بہت تھا۔ لیکن قلت سامان عدم اطمینان سے چپ تھا، لیکن اللہ کا شکر ہے کہ اس نے اس کے خادم بہت سے علماء کھڑے کردیئے۔ ندوہ کے وجہ سے بہت سے فساد پھیل گئے ہیں۔ اس نے بہت لوگوں کے عقائد کو خراب کرڈالا ہے۔ اس کے فتنوں کا سدباب ضروری ہے۔

(عبدالحمید پانی پتی)　از بنارس ۱۵/ذی الحجہ ۱۳۱۳ھ

(مکتوبات علماء وکلام اہل صفا طبع بریلی، ص: ۲۷)

از بنارس

(۲)

حضرت من ادام ظللکم ذوالمنن السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

محلّہ قاضی کی منڈی میں چکون ٹولہ کے قریب کی مسجد میں بھی سنت معلومہ جاری ہوگئی۔ امام وہاں کے وہی حافظ محمد عمر صاحب ہیں، جو فتوی کے لئے حاضر خدمت اقدس ہوئے تھے۔

زیادہ والسلام مع الاکرام

خادم زادہ بھی سلام عرض کرتا ہے۔قبول

(خادم عبدالحمید از بنارس پتر کنڈہ)

(دبدبہ سکندری ۲۰/ جولائی ۱۹۱۴ء ص:۴)

مولانا عبید اللہ مکان صوبیدار صاحب مرحوم محلّہ دوندے پور الہ آباد یوپی

(۱)

از الہ آباد

۱۳ر شعبان المعظم ۱۳۱۲ھ

بگرامی خدمت سامی منزلت جامع الکمالات العلمیہ والعملیہ، حاوی الفنون اصلیہ والفرعیہ، مخدوم معظم، مطاع مفخم، نیاز کیشاں، جناب مولوی مولانا احمد رضا خان صاحب دامت فیوضہم۔

از نیازمند عبید اللہ سلام مسنون، خشوع وخضوع مشحون درقطعہ استفتاء ابلاغ خدمت والا میں دو باتوں کے لئے بکمال ادب گذارش کر کے توجہ وجھیہ کا امیدوار ہوں۔

ایک یہ کہ یہ دونوں مسئلے معرکۃ الآرا ہو رہے ہیں۔ فتوی بکمال تحقیق وتدقیق مبرہن ومدلل خوب بسط وتفصیل سے لکھے جائیں۔

دوم یہ کہ ان کی ضرورت اشد ہے کہ دوسرے فتووں پر انہیں کو مقدم فرمایا جائے۔ صورت سوال یہ ہے کہ: کیا فرماتے ہیں، علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ زید نے مسماۃ ہندہ زوجہ اولیٰ کو اپنے گھر سے نکال دیا اور دوسری عورت سے نکاح کیا۔ چند شخصوں نے سبب نکال دینے کا زید سے پوچھا۔ زید نے کہا: میں نے اس کی ماں سے زنا کیا تھا۔ اب معلوم ہوا کہ وہ مجھ پر حرام ہے۔ اس لئے اس کو

نکال دیا۔ بعدہ زوجہ ثانیہ کو طلاق دے کر زوجہ اولیٰ ہندہ کو اپنے مکان میں لاکر رکھا اور اقرار زنا سے انکار کیا۔ قاضی بلد کے سامنے شہادت اقرار زنا کی پیش ہوئی، تو صورت مذکورہ میں اس شہادت اقرار زنا سے حرمت مصاہرت شرعاً ثابت ہوگی ، یانہیں؟ اور ہندہ زید پر حرام ہوگئی ، یا کیا؟ ایک عالم صاحب نے فرمایا کہ اقرار زنا پر شہادت معتبر نہیں ہے۔ اس شہادت سے زنا ثابت نہیں ہوتا۔ تو حرمت مصاہرت کیسے ثابت ہوگی۔ تحریر میں جلدی فرمائی جائے۔ اس مسئلہ میں بہت سے علماء مختلف ہیں۔

سوال دوم: اگر اقرار یہ کیا کہ میں نے اس کی ماں سے قبل اس کے نکاح کے زنا کیا تھا، تو کیا حکم ہے؟

(عبیداللہ)

(فتاویٰ رضویہ مع تخریج وترجمہ، طبع لاہور، ۱۱/۳۳۳،۳۳۴)

از الہ آباد (۲)

۱۳/ جمادی الاولیٰ ۱۳۱۴ھ

بگرامی خدمت سامی منزلت جامع الکمالات العلمیہ والعملیہ، حاوی الفنون اصلیہ والفرعیہ، مخدوم معظم، مطاع مفخم، نیاز کیشاں، جناب مولوی مولانا احمد رضا خان صاحب دامت فیوضہم۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

یہ استفتاء پنجاب سے آیا ہے۔ اصل مفتی صاحب ذی علم کی عبارت بعینہا درج استفتا ہے۔

سوال اول: چہ می فرماید علماء دین ومفتیان شرع متین اندریں مسئلہ کہ شخصے روبروئے چند اشخاص اقرار نمود کہ با والدۂ منکوحہ خود زنا نمودم۔ بعد از چہار پنج ماہ مثلاً منکوحہ خود را درخانہ خود آورد وآباد شدند گرفت مردمان طعن کردند از اقرار سابق رجوع نمود۔ حکومت ایں امر پیش تمام شہر بروشہود براقرارش بحضور آں پیش قاضی شہادت ادا نمودند عالم موصوف بموجب شہادت حکم حرمت آں منکوحہ کرد براں حکم را قاضی شد، ہموں وقت زوجہ خود را حوالہ والد آں نمود واز خانہ بیرون کرد، آیا درصورت مذکورہ منکوحہ براں مقر حرام می شود یانہ، وبعد گزشتن عدت نکاحش باشخص دیگر جائز یانہ؟

سوال دوم:　　ایک اور مسئلہ بھی جناب محرر تحریر دام مجدہم جناب والا سے دریافت فرمایا ہے: اس کے سوال کو بھی انہی کی عبارت سے عرض کرتا ہوں:

مسئلہ دیگر از فاضل علامہ بریلوی دام فیضھم پرسش فرمایند کہ حاکمان وقت کی کہ مقدمہ برضائے فریقین حوالہ عالم می نمایند واز اں عالم استدعاء فیصلہ می نمایند عالم موصوف دارال مقدمہ حکم قاضی دارد یا حکم است و اگر فریقین یا کہ یک فریق بلا امر حاکم آراں معزول کند می شود کہ بسبب حوالہ کردند حاکم وقت حکم قاضی گرفت بغیر عزل حاکم معزول نمی گردد بتفصیل جواب ایں سوالات از علامہ موصوف استدعا کنند۔

انتہت بالفاظہا۔

(محمد عبید اللہ عفی عنہ)

(فتاویٰ رضویہ مع تخریج وترجمہ طبع لاہور، ۹/۱۸۳، ۱۸۴)

(۳)

از الہ آباد

۱۳/ جمادی الاولی ۱۳۱۳ھ

مخدومی المعظم مطاعی المفخم ، سیدی ومولائی جناب مولوی احمد رضا خان صاحب دام مجدہم۔

از نیاز مند عبید اللہ عفا عنہ وشفاہ ، سلام مسنون نیاز مشحون ، مخدومی جناب مولانا مولوی حافظ شاہ محمد حسین صاحب دام مجدہم ۔ آج کل بھوپال تشریف رکھتے ہیں ۔ ایک روز کسی نے مبتدعین کے اثر پھیلنے کی شکایت کی تھی ، تو نیاز مند نے فوراً کہا کہ یہ سب خرابیاں ندوہ کی بدولت ہے اور ابھی کیا ہے ۔ خدانخواستہ چندے اس کا قیام ہوا ، تو خدا جانے کیا کیا خرابیاں پیدا ہوگی ۔ نعوذ باللہ منہا

اس وقت جناب موصوف نے بھی فرمایا کہ ہاں پہلے لکھنؤ میں کسی وہابی کا وعظ نہیں ہوتا تھا ۔ اب تو حضرت شاہ مینا علیہ الرحمہ والغفر ان کے میدان میں یا مزار شریف پر ابراہیم آروی کا وعظ ہوا کرتا ہے ۔ تھوڑے روز ہوئے کانپور میں ندوہ کا جلسہ ہوا تھا ۔ اس میں جناب موصوف نے شرکت نہیں فرمائی ۔ اس کی شکایت کے خطوط بھی آئے ۔ واللہ اعلم بالصواب

(عبید اللہ عفی عنہ) ۱۳/ جمادی الاولی ۱۳۱۳ھ

(مکتوبات علماء وکلام اہل صفا، طبع بریلی ص: ۸۰)

ازالہ آباد (۴)

۱۴؍رمضان المبارک ۱۳۱۳ھ

بگرامی خدمت سامی منزلت جامع الکمالات العلمیہ والعملیہ، حاوی الفنون اصلیہ والفرعیہ، مخدوم معظم، مطاع مفخم، نیاز کیشاں، جناب مولوی مولانا احمد رضا خان صاحب دامت فیوضہم۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

توجہ ارسال گرامی نامہ مع فتاویٰ کا شکریہ غیر ممکن جزاکم اللہ خیراً۔

الحمد اللہ کہ جناب والا بھی اس طرف متوجہ ہوئے نیاز مند نے عرض کیا تھا کہ اتفاق ندوہ کا کھچڑا احرام دام نیا چہرہ بہام ان کی شرارتیں حیرت انگیز ہیں۔ مضامین ثلاثہ کے لوح میں قرآن مجید میں ان ناخدا ترسوں نے اصلاح دی تھی۔ بجائے یاقومنا اجیبو داعی اللہ کے یاقوم اجیب داعی اللہ چھاپا ہے۔ کاپی کی حال میں جناب شیخ احمد صاحب مکی نے اہل مطبع وغیرہ کو مطلع کیا۔ مگر کسی نے کچھ پراوہ نہ کی۔ نیازمند نے بارسال جناب ناظم صاحب کے خط کے جواب میں پندرہ ورق سیاہ کئے ہیں۔ مگر لوگوں نے بھیجنے نہ دیئے کہ ان کو کوئی دیکھے گا بھی نہیں۔ جو جوابات فتاویٰ حنفیہ میں موجود ہیں، آج تک ہر ایک شخص سے انہی وجوہ پر لڑتا رہتا ہے۔ بحمد اللہ

کوئی جواب نہیں دے سکتا ہے۔ الہ آباد کے اکثر لوگ تو مخالف ندوہ ہو گئے ہیں اور یہ سمجھتے ہیں کہ دیندار عالم ندوہ سے علیحدگی فرماتے جاتے ہیں۔ علماء الہ آباد کے خصوصاً مخدومین جناب مولوی حافظ حکیم شاہ محمد حسین صاحب دام مجدہم کے دستخط ومواہیر ہو گئے، جو ابلاغ خدمت ہے۔ مخالفین ندوۃ العلماء کی فہرست میں میرا نام اول نمبر پر ہوا اور میری مخالفت کا شہرہ دور دور تک ہے۔ میں نے تو ایک استفتا مکہ معظّمہ زادہ اللہ تعالیٰ مشرفاً وتعظیماً کو بھیجا تھا۔ شبلی صاحب نے نصاب تعلیم میں فقہ کو خارج از درس کر دیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ مولوی پھلواری نے کہا کہ نیا زمانہ ہے، نئی فقہ ہونی چاہیے۔ العیاذ باللہ زیادہ کہاں تک سامعہ خراشی کروں۔

نمقہ عبید اللہ عفی عنہ از الہ آباد ۱۴؍ رمضان المبارک ۱۳۱۳ھ

(مکتوبات علماء وکلام اہل صفا، طبع بریلی ص:۷۶؍۷۷)

ازالہ آباد (۵)

۲۰ر رمضان المبارک ۱۳۱۳ھ

جامع الکمالات العلمیہ والعملیہ، حاوی الفنون اصلیہ والفرعیہ، مخدوم معظم، مطاع مفخم، نیاز کیشاں، جناب مولوی مولانا احمد رضا خان صاحب دامت فیوضہم۔

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

نامہ سامیہ نے ممنون احسان ومرہون توجہ بے پایاں فرمایا۔ مخدومی جناب حافظ حکیم شاہ محمد حسین صاحب دام مجدہم کا مخالف ندوہ ہونا معلوم ہے۔ ایک اسکول میں محض متبرک میلاد شریف ہوئی۔ جناب موصوف نے بیان فرمایا تھا۔ بعد اس کے ندوہ کا ذکر ہجو کے ساتھ فرمایا۔ نیاز مند نے کہا کہ مستفتیانہ عرض کرتا ہوں کہ یہ میل جول جس کا کھچڑا یہ ندوہ پکاتا ہے۔ شرعاً جائز ہے، یا نہیں؟ فرمایا: نہیں، میں نے کہا کہ جب غلط سلط حرام وناجائز ہے، تو ندوہ والوں سے کہا جائے۔ مان لیں، تو خیر ورنہ کھلی مخالفت کی جائے کہ عوام گمراہ نہ ہوں۔ فرمایا: میں نے دیوبندیوں سے کہا تھا کہ اپنے یہاں جلسہ کیجئے۔ انہوں نے کہا کہ اس میں سب کی مخالفت ہوگی۔ فقط

پھر میں نے کہا کہ نہیں صاحب کچھ تو کرنا چاہیے ۔ جواب دیا کہ اچھا بعد رمضان کچھ مشورہ کیا جائے گا۔ جناب شیخ احمد صاحب مکی تشریف لائے تھے۔ وہ پہلے سے مخالف ندوہ تھے۔ مجھ کو بڑی مسرت ہوئی۔ دربھنگہ میں غیر مقلدین آریہ

کا جلسہ بہت پھیکا ہوا۔ کوئی حنفی ان کے جلسے میں نہیں گیا۔ الا وقو دندوہ بن کے چار گئے تھے۔

(۱) مولوی ظہور الاسلام صاحب فتحپوری

(۲) مولوی سلیمان صاحب پھلواری

(۳) مولوی عبدالوہاب صاحب بہاری

(۴) شبلی صاحب۔

مگر سب جلسے میں نہیں گئے۔ اول وسوم گئے۔ سب لوگ ان سے متنفر ہوئے کہ سنی ہوکر وہابیوں کے جلسے میں گئے۔ ندوہ کا اثر بہت دور تک معلوم ہوتا ہے۔ مگر کسی کو اس کے مالہ وماعلیہ سے کچھ خبر نہیں۔ جب وجوہ پیش کیے جاتے ہیں، تو جواب ندارد۔ خود مولانا ناظم صاحب ودیگر اراکین بھی ثابت نہیں کرسکتے۔ رسالہ قطع الحجہ ایک نسخہ ملا ہے۔ ملاحظہ فرمائیے۔ مؤلف قطع الحجہ ناظم صاحب کے استاذ بھی اور استاذ بھائی بھی ہیں۔ دارالسلطنہ میں کسی نے ارکان ندوہ کو پیشوائے مذہب ہادیان دین لکھا ہے۔ مجھ کو اندیشہ ہوا کہ عوام اس کو دیکھ کر گمراہ ہوں گے۔

نمقہ عبیداللہ ۲۰؍رمضان المبارک ۱۳۱۴ھ

(مکتوبات علماء وکلام اہل صفا، طبع بریلی ص:۷۷)

(۶)

از الہ آباد

۱۵؍شوال المکرّم ۱۳۱۳ھ

مخدوم معظم، مطاع مفخم، والاشان حامی السنہ، جناب مولوی مولانا احمد رضا خان صاحب دامت فیوضہم۔

سلام مسنون نیاز مشحون کل نسخے مراسلات سنت وندوہ تشریف لاکر باعث سربلندی ہوئی ہے۔

مولانا! بفضلہٖ تعالیٰ آپ رئیس حمایۃ السنہ ہیں۔ اس قحط الرجال میں آپ کا قلم فیض رقم سیف سے بڑھ کر کام کررہاہے اور تمام اہل السنۃ پر آپ کا احسان ہے اور ایک جہان کو فتنہ عظیمہ سے بچانے کے لئے آپ سرگرم ہیں۔ ہر وقت آپ کا عبادت متعدیہ میں گذرتاہے۔ جزاکم اللہ تعالیٰ عنی وعن جمیع اہل السنہ خیراً واحسن الیکم واکرمکم فی الآخرہ والاولیٰ۔

آپ کی مساعی جمیلہ ورسائل نمقیہ کا اثر اپنی چشم بدعرض کرتاہوں کہ عزیز برادران مولوی احمد جان سلمہ الرحمٰن جناب قاری عبدالرحمٰن صاحب کانپوری کے پیچھے تراویح پڑھنے جایاکرتے تھے۔ اس جماعت میں نجدیہ خبیث بھی نماز پڑھتے تھے لیکن وہ عزیز شوق قرات میں کچھ خیال نہیں کرتے تھے۔ جب رسائل شریفہ کو انہوں نے دیکھا، تو فوراً وہاں کا جانا چھوڑ دیا۔ میں نے سبب پوچھا، تو جواب دیا کہ میری پہلی شرکت کو خدا معاف فرمائے۔ اب نہ جاؤں گا۔ میں خدائے تعالیٰ کا شکر بجالایا اور آپ کا بھی شکرگذار ہوں۔

(نیازمند عبیداللہ) ۱۵؍شوال ۱۳۱۳ھ

(مکتوبات علماء وکلام اہل صفا، طبع بریلی، ص:۷۸)

(۷)

ازالہ آباد

مخدوم معظم، مطاع مفخم، والاشان، جناب مولوی مولانا احمد رضا خان صاحب دامت فیوضہم۔

از نیاز مند محمد عبید اللہ سلام مسنون نیاز مشحون، جناب مخدومی مولوی حافظ حکیم شاہ محمد حسین صاحب دام مجدہم کی خدمت میں گیا تھا۔ فرمایا کہ میں ایک تحریر ندوہ کے متعلق تمہارے پاس بھیجوں گا۔ دیکھ لینا۔ ایک شخص کی زبانی معلوم ہوا کہ جناب ممدوح وہ تحریر ندوہ کو بھیجنے والے ہیں۔ ایک پرچہ بنام تحفہ محمد یہ کان پور محلّہ احاطہ کمال خان سے ماہوار شائع ہوتا ہے۔ اس کے مشیر جناب ناظم صاحب ہیں اور اس کے منتظم مولوی محمد احسن صاحب بہاری ہیں۔ ماہ مبارک کا ایک پرچہ بغرض دیکھنے ایک بشارت متعلق ندوہ کے بھیجا ہے اس میں ایک حدیث شریف کا ترجمہ لکھا ہے۔ جس کی صحت کا حال خدا کو معلوم ہے۔ میں نے تو آج تک دیکھی سنی نہیں۔

عبید اللہ عفی عنہ ازالہ آباد

(مکتوبات علما وکلام اہل صفا، ص: ۷۸)

(۸)

از الہ آباد

۲۷ر شوال المکرّم ۱۳۱۳ھ

مخدوم معظم ،مطاع مفخم ،والاشان ، جناب مولوی مولانا احمد رضا خان صاحب دامت فیوضہم ۔السلام علیکم ورحمۃ اللہ و برکاتہ۔

بعونہ تعالیٰ آپ تو مصداق الذین جاھدوا باموالھم و انفسھم فی سبیل اللہ دکھائی دیتے ہیں۔ بحمد اللہ تعالیٰ اعلیٰ حضرت قبلہ وکعبہ سیدنا وشیخنا دامت برکاتہم ندوہ سے کارہ ہیں۔ معتبر ذریعہ سے معلوم ہوا کہ حضرت دامت فیوضہم نے جناب ناظم صاحب سے فرمایا کہ جس روز آپ کے پاس گیا تھا۔ وہاں بیٹھتے ہی میری طبیعت منقبض ہوگئی اور اب تک انقباض ہے اور میں کچھ نہیں جانتا۔ میں اس غرض سے آپ کے پاس گیا تھا کہ خدائے تعالیٰ ورسول صلی اللہ علیہ وسلم کی باتیں ہوں گی۔ آپ نے ندوہ کا ذکر چھیڑ دیا۔ مخدومی جناب مولوی حافظ حکیم شاہ محمد حسین صاحب دام مجدہم سے میرے سامنے دریافت فرماتے تھے کہ آپ شریک ہوں گے یا نہیں؟ انہوں نے فرمایا نہیں، تب آپ نے فرمایا: میں بھی یہی چاہتا ہوں۔

ایک طالب علم ہم وطن کا محبت نامہ کانپور سے آیا اس میں لکھا ہوا ہے۔ کہ سوالات حق نما کا جواب جناب مفسر حقانی نے تحریر کیا ہے۔ ایک مولوی صاحب مدرس مدرسہ انجمن داناپور کانپور سے تشریف لائے ۔ انہوں نے کہا کہ جواب کیا لکھا ہے۔

صرف جہلاء کے دکھلانے کو کچھ کا کچھ لکھ دیا ہے۔ جناب مولوی نور محمد صاحب مدرس فیض عام بیان کرتے تھے۔ سوالات سے کچھ تعارض نہیں۔ ادھر ادھر کا لکھ دیا ہے کہ آپ کے نزدیک جنت ایسی تھوڑی سی جگہ ہے، جس میں آپ اور آپ کے مریدین اور آپ کے اتباع آسکیں گے اور کوئی نہیں آسکے گا۔ جناب مخدومی مولوی حافظ شاہ محمد حسین صاحب دام مجدہم ناظم صاحب کو ایک خط بھیج گئے ہیں۔ بڑا لمبا چوڑا جس کا لب لباب یہ ہے کہ میں ندوہ سے الگ ہوں، مگر آپ کی ذات سے بطور قدیم محبت ہے۔ بہتر ہوگا کہ ندوہ سے پہلے ایک جلسہ بریلی میں کیجئے اور اس میں معترضین کو بلوایئے اور نیز ان علماء کو جن کو معترضین برا نہ سمجھیں اور ان اعتراضات کی نسبت تصفیہ ہو۔

میں ندوہ میں نہیں اسی جلسہ میں شریک ہوں گا۔ جو واقعی بری ہیں، ان کو نکال دیجئے۔ پھر اگر مخالفین نہ شریک ہوں، تو کوئی حرج نہیں، سنا گیا ہے کہ جناب مولوی سید عبدالصمد نے جناب مولوی حافظ شاہ محمد حسین صاحب دام مجدہم سے دریافت کیا تھا۔ جواب گیا کہ میں تو شریک نہ ہوں گا۔ ندوہ میں ابتداہی سے جناب ناظم صاحب نے دو قسم کے لوگوں کو شریک کیا ہے۔ غیر مقلدین و نیا چہرہ، زیادہ تر نئے چہرے کا زور ہے اور وہ ناظم صاحب کی طبیعت میں بہت کچھ دخل پا گئے ہیں۔ جو کچھ نیا چہرہ کہتے ہیں۔ جناب ناظم صاحب وہی کرتے ہیں۔

(نمقہ عبید اللہ عفی عنہ)　۲۷ر شوال المکرّم ۱۳۱۳ھ

(مکتوبات علماو کلام اہل صفا، طبع بریلی ص:۷۹/۸۰)

حضرت مولانا محمد عبد السلام ہمدانی، مقام ہمدانی منزل سہرہ گر باسنگلہ، امرتسر

از امرتسر　　(۱)

۱۱/ذی قعدہ ۱۳۳۸ھ

بحضور فیض گنجور سراپا رحمت یزدانی رئیس العلماء والفضلاء مجدد مائۃ حاضرۃ دام ظللکم وفیوضکم علیٰ رؤس المسلمین　　السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

پیشتر ازیں عالیجاہا! میں نے اطلاع دی تھی کہ جناب حضرت حامی سنت حاجی الحرمین الشریفین حافظ مولانا مولوی پیر محمد عبد الغنی صاحب بدار البقار حلت فرما ہوئے ۱۴/شوال کو اب ثانیاً نہایت ادب احترام کے ساتھ آپ سے میں عرض کرتا ہوں کہ آپ ایک قطعہ تاریخ جناب مولانا کے لئے تصنیف فرما کر برائے کرم عنایت مہربانی میرے نام روانہ فرمادیں کہ وہی قطعہ تاریخ آپ کے مقبرہ شریف پر چسپاں کیا جائے گا، تبرکاً۔

میں امید کرتا ہوں کہ حضور انور ضرور میری عرضی کو قبول فرما کر عاجز خاطی کو ممنون فرمادیں گے۔ برکریماں کارہا دشوار نیست۔ بہت سے شعراء داد علماء نے آپ کی تاریخیں لکھ کر بھیجیں ہیں۔ مگر میں چاہتا ہوں کہ اگر آں جناب قطعہ تاریخ تحریر فرما کر روانہ فرمادیں، تو وہی آپ کے مرقد پر تبرکاً چسپاں کیا جائے۔ خداوند احکم الحاکمین آپ کا سایہ عاطفت ہم گنہ گاروں کے سروں پر قائم ودائم رکھے اور میری مراد قلبی برلائے۔ آمین ثم آمین۔　　فقیر حقیر خاکپائے آنجناب محمد عبد السلام ہمدانی، ۱۱/ذی قعدہ ۱۳۳۸ھ

(پیغام رضا، امام احمد رضا نمبر، سیتامڑھی، ۱۹۹۶ء ص: ۲۵۹)

حضرت مولانا محمد عتیق احمد صاحب دبیر انجمن اسلامیہ پیلی بھیت، یوپی

(۱)

از پیلی بھیت

۱۰رشوال المکرّم ۱۳۱۳ھ

عالی جناب فیض ماب جناب مولانا مولوی احمد رضا خان صاحب دام مجدکم

بعد سلام مسنون عرض ہے کہ استفتا ورسالہ جات مرسلہ سامی جناب مولوی حافظ شوکت علی صاحب آنریری مجسٹریٹ کے ذریعہ سے مجھ کو اور سب کو نام بنام پہنچے۔ آج ندوہ کو اس سے اطلاع کرتا ہوں کہ بریلی کے جلسہ میں ہم سب جب شریک ہوں گے اور دوسروں کو شریک کریں گے کہ ندوہ اصلاح ضروری کرلے۔

محمد عتیق احمد　۱۰رشوال ۱۳۱۳ھ

(مکتوبات علماء وکلام اہل صفا، طبع بریلی ص:۸۹)

از پیلی بھیت (۲)

۲۵ر ذی الحجہ ۱۳۱۳ھ

بعالی خدمت بابرکت افضل الفضلا جناب مولانا احمد رضا خان صاحب

بعد سلام مسنون عرض کہ بعد ندوہ بریلی جمعہ اول کو جامع مسجد پیلی بھیت میں مولوی پشاوری صاحب اور مولوی غلام محمد صاحب ہوشیار پور نے نکاح بیوگان کے بیان میں ندوہ کی مدح وتائید بھی داخل کی۔ آخرالذکر نے جناب کی نسبت کلمات نامِلایم استعمال کیے، جو سخت ناگوار ہوئے۔ بیان کے ختم پر اس حرکت نامناسب کی نسبت جو میں نے مناسب جانا، کہہ سنایا۔ پھر شاہ سلیمان صاحب تشریف لائے۔ ان سے عرض کیا گیا کہ اول میں ایسا ہو چکا ہے جو غیر مناسب ہے، تو انہوں نے اس بارے میں کچھ نہ کہا۔ ''پیسہ'' اخبار میں خلاف امور شائع کرائے گئے ہیں۔

محمد عتیق احمد ۲۵ر ذی الحجہ ۱۳۱۳ھ

(مکتوبات علماء وکلام اہل صفا، طبع بریلی ص: ۸۰/۸۱)

(۳)

از پیلی بھیت

۱۱ر محرم الحرام ۱۳۱۴ھ

عالی جناب فضیلت ماب جناب مولانا احمد رضا خاں صاحب

بعد آداب وسلام مسنون عرض ہے کیفیت ارسال شرائط از انجمن پیلی بھیت بدفتر ندوۃ العلماء ذاتی طور پر باجازت صدر انجمن ارسال خدمت ہے۔

محمد عتیق احمد　۱۱ر محرم الحرام ۱۳۱۴ھ

شرائط رفع اختلاف علماء نسبت اصلاح ندوۃ العلماء مجوزہ نائب دبیر انجمن اسلامیہ پیلی بھیت جلسہ منعقدہ ۲۰ر شوال ۱۳۱۳ھ

بالاتفاق منظور ہوکر بتوسط نائب دبیر محمد عتیق احمد کے ناظم صاحب ندوہ کی خدمت میں بمقام بریلی ۲۴ر شوال ۱۳ھ پیش کئے گئے ہیں۔ انہوں نے پسند فرمایا۔ لیکن بالاعلان نامناسب جانا، عرصہ تک اس بارے میں گفتگو ہوتی رہی کہ آپ مولوی احمد رضا خاں صاحب سے ملاقات فرما کر اختلاف کو رفع فرمائیے، مگر طبیعت نے رجوع نہ کیا۔ دوسرے دن وقت حاضری سب سے اول یہی فرمایا کہ اب میں مولوی صاحب سے ملنا چاہتا ہوں۔ چنانچہ سواری منگا کر ناظم صاحب ممدوح کو مولوی صاحب کے مکان پر تشریف بری کی تکلیف دی گئی اور ملاقات ہوئی۔ جناب مولانا عبدالقادر صاحب بھی ملے، سب کو خوشی ہوئی۔ مگر ناظم صاحب نے اس وقت اخلاف کے بارے میں گفتگو کو مناسب نہ جانا، بلکہ اس کے لئے رات کے آٹھ بجے وعدہ تشریف آوری فرمایا۔ لیکن

تشریف نہ لائے، جس کا آئندہ بھی کوئی موقع نہ آیا اور کام انجام ہوتے ہوتے رہ گیا۔

ان شرائط وتجاویز کا جو نائب رہبر نے انجمن میں پیش کیں کوئی محرک نہ تھا۔ بلکہ جلسہ اول کان پور کا حال اور روئداد دیکھ کر اس قسم کی پابندیوں اور شرائط کی ضرورت ذہن میں گذری تھی، جن کی جلسہ لکھنؤ میں دیکھنے کی زیادہ حاجت ہوئی۔ جن مضرتوں کا خیال ہوا تھا، وہ اس اختلاف سے بالکل ثابت ہوگئیں۔ جب اختلاف شروع ہوا، تو فوراً تحریر کر کے بخدمت ناظم صاحب ارسال کرنے کا ارادہ کیا کہ قبل اظہار اس کے رفع ہو جائے اور اراکین ندوہ ساکنان شہر سے بھی اتفاق رائے کرالیا، تاکہ جلد قبول ہو جائے۔ چنانچہ:

جناب مولوی صفدر علی خان صاحب پشاوری رکن قسم اول ندوہ رکن انجمن پیلی بھیت

جناب مولوی حکیم خلیل الرحمٰن صاحب، رکن قسم اول ندوہ رکن انجمن پیلی بھیت

جناب مولوی عبد اللطیف صاحب، رکن قسم اول ندوہ، انجمن پیلی بھیت،

جناب حافظ ولایت احمد صاحب رکن قسم دوم ندوہ، انجمن پیلی بھیت

کے دستخط ثبت ہیں اور جناب حاجی حافظ قاضی خلیل الرحمٰن صاحب، رکن ندوہ انجمن کی رائے لے لی تھی۔

محمد عتیق احمد ۱۱ر محرم الحرام ۱۳۱۴ھ

(مکتوبات علماء وکلام اہل صفا، طبع بریلی، ص: ۸۲/۸۱)

(۴)

از پیلی بھیت

عمدۃ المحققین ، زبدۃ المدققین جناب مولانا مولوی احمد رضا خاں صاحب مصلح ندوہ دام مجدکم۔

بعد سلام مسنون کے عرض ہے کہ عریضہ قبل دیکھنے ارشاد اکھلا کے لوگوں کے فخر یہ بیان کی وجہ سے لکھا تھا۔ جب دیکھا، تو ان لوگوں کی عقل پر اور فخر کرنے پر تعجب ہوا۔ چنانچہ میں نے ان صاحبان کی تسکین کر دی۔

''فتاویٰ السنۃ'' ''ندوہ کا ٹھیک فوٹو گراف'' ، ''آہ مظلوم دافع'' ، ''اہل نفاق قطع الحجۃ'' ، ''سد اللصوص'' ، ''شکوہ دوست'' میرے پاس نہیں۔ دیکھنے کا مشتاق ہوں۔

محمد عتیق احمد

(مکتوبات علماء و کلام اہل صفا طبع بریلی ، ص:۸۲)

(۵)

از پیلی بھیت
۱۲؍رجب ۱۳۲۱ھ

بحضرت اعلم العلماء وافضل الفضلاء واکمل الکملاء، آفتاب آسمان شریعت، ماہتاب درخشان طریقت، نوربخش قلوب مومنین، روشن فرمائے دین ودنیا، حاکم محکمۂ ایمان، ماتحت حبیب الرحمٰن سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم، حامی دین متین، اہل سنت، ماحی ضلالت وکفر وبدعت، صاحب حجت قاہرہ، مجدد مائۃ حاضرۃ، آیہ من آیات اللہ، فضیلت پناہ حقیقت آگاہ امام العلماء والفضلاء، حاج الحرمین الشریفین مولانا ومقتدانا عالی جناب مولوی محمد احمد رضا خاں صاحب فاضل بریلوی دامت برکاتہم وافاضاتہم۔

اس بارے میں کیا ارشاد ہے کہ حجاز ریلوے جو حرمین شریفین زادہما اللہ شرفاً وتعظیماً کے سفر وزیارت وغیرہ کو مسلمانوں پر آسان کردے گی اور وہاں کے ساکنین خصوصاً حرم محترم مدینہ منورہ کے رہنے والوں کو ہر شئی بہ آسانی میسر آنے کا ذریعہ ہوگی۔ انشاء اللہ تعالیٰ قابل امداد واعانت اہل اسلام ہے یا نہیں، جب کہ حضور سلطان المعظم اس کو خاص مسلمانوں کے روپے سے تعمیر واجرا کرانے میں بہت سعی وکوشش فرمارہے ہیں اور اس اعانت کا اجر چندہ دہندگان کو ملے گا یا نہیں؟ کیونکہ بعض کو گمان ہوتا ہے کہ ریل کا بننا ہی غلط بیانی ہے۔ بعض تردد کرتے ہیں کہ روپیہ وہاں تک پہنچتا ہی نہیں۔ حالانکہ یہ امر قابل اطمینان پایا گیا ہے۔ قسطنطنیہ سے رسیدات مہری ڈاکخانہ وغیرہ بسند کافی آئی ہیں۔ بعض مقاموں خاص کر پیلی بھیت میں مسلمانوں نے یہ معلوم کرکے کہ حضور والا نے چندہ دینے کو منع فرمایا ہے، اس سبب سے سب مسلمان کہ مطیع حکم حضور کے رہتے ہیں، جو دراصل صحیح حکم خدا اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا ہوتا ہے، چندہ دینے لینے سے باز رہے، لیکن اس بارے میں ارشاد حضور کیا ہے؟۔ (محمد عتیق احمد)

(فتاویٰ رضویہ مع تخریج وترجمہ، طبع لاہور، ۱۰؍۶۷۳-۶۷۴)

حضرت مولانا حکیم عبد القیوم صاحب بدایونی، سکندر آباد، دکن

(۱)

از سکندر آباد

۲۵ / ماہ مبارک

جناب مولانا مولوی احمد رضا خاں صاحب، دامت برکاتہم العلیہ

آداب! آج بتاریخ ۲۵ / ماہ مبارک تحریر سامی مع نقل مراسلات واخبار صادر ہوئے۔ بروز جمعہ مولوی لطف اللہ صاحب کے پاس میں حاضر ہوا تھا۔ حضرت کا پیغام پہنچایا کہ حضرت مولانا احمد رضا خاں صاحب نے جو فتویٰ آپ کی تصدیق وتصویب کے واسطے بھیجا ہے اس پر آپ اپنی مہر فرما دیجئے اور از اں بعد میرے پاس بھیج دیجئے کہ میں بھی مہر کر دوں۔ مولوی صاحب کے جواب کا خلاصہ یہ ہے کہ اگر چہ جوابات صحیح ہیں، لیکن مقتضائے وقت کے خلاف ہے۔

(رقیمہ نیاز مند عبد القیوم قادری عفی عنہ)

(مکتوبات علماء وکلام اہل صفا، طبع بریلی ص: ٦٥)

حضرت عبدالعزیز صاحب، مولوی امداد علی لین، کلکتہ، بنگال

از کلکتہ (۱)

۹ / جمادی الاولیٰ ۱۳۱۴ھ

ماقولکم رحمکم اللہ تعالیٰ اندریں کہ شخصی بحضور یک زوجہ وسہ بنت وسہ بنت الابن ودو ابن ابن الاخ اموال گذاشتہ پیک اجل رالبیک گفت پس ترکہ اش درمیان ورثہ مذکورین چگونہ منقسم خواہد شد۔ بینوا توجروا

زید میـــــــــــــــــــــــــــــــــــت

زوجہ۔ بنت۔ بنت۔ بنت۔ بنت الابن۔ بنت الابن۔ بنت ابن۔ ابن ابن الاخ

۶۳۔ ۱۱۲۔ ۱۱۲۔ ۱۱۲۔ ۱۵۔ ۱۵۔ ۱۵۔ ۶۰

جناب من حدادب پس از سلام سنت خیرالانام عرض بخدام برتر مقام میگزارم کہ برصورت مرقومہ بالا دریں صوبہ بنگلہ اختلافات شتی رد داده کہ بنت الابن با ابن ابن الاخ عصبہ تواند شد یا چہ از دلائل ردالمحتار و شریفیہ معلوم شد کہ بنات الابن چنانچہ با برادر عینی خود عصبہ شوند ہمبران نسق با بن عم خود ہم عصبہ شوند وایشاں ہم بنی عم ایں زمان اند پس مستحق باقی مال زید تواند شد یا نہ، بر ہر دو تقدیر از کتب معتبرہ استدلال نمود و جواب شافیش عنایت فرمودہ رہین منت فرمایند بخوائے آیت کریمہ: وتعاونوا علی البر والتقوی و لاتکتموا الحق......۔ زیادہ والسلام مع التعظیم والاکرام

عرض پرداز فدوی محمد عبدالعزیز عفی عنہ ساکن حال کلکتہ ۹ / جمادی الاولیٰ ۱۳۱۴ھ

(فتاویٰ رضویہ طبع بمبئی ۱۰/ ۴۲۹)

(۲)

از کلکتہ

۲۱/شوال المکرّم ۱۳۱۴ھ

خدام کی عرض پورا کرنے والے، برتر مقام والے، دام اقبالکم، حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مسنون سلام کے بعد عرض یہ ہے کہ ہمارے علاقہ کا ایک لانیحل مسئلہ جناب کی خدمت میں پیش کیا جاتا ہے، اس کا شافی جواب عنایت فرمادیں۔ تو ممنون احسان ہوں گے۔

جناب من! بعض نے یہ اختلاف کیا ہے کہ غیر مدخولہ عورت پر ایک طلاق کے بعد دوسری اور تیسری طلاق واقع نہ ہوگی۔ جبکہ یہاں خاوند کا منشا تینوں طلاقوں کا علیحدہ علیحدہ دینا نہیں ہے، بلکہ اکٹھی دینے کا ارادہ ہے اور بنگالی زبان کا سیاق بھی یہی ہے۔ احقر یہاں بنگالی زبان کا ترجمہ بعینہ پیش کرتا ہے۔   زیادہ حد ادب

اللہ تعالیٰ آپ پر رحم فرمائے آپ کا کیا ارشاد ہے، اس مسئلہ میں کہ ایک شخص نے نکاح نامہ میں بیوی کو لکھ دیا کہ میں تیری اور تیرے معتبر ولی کی اجازت کے بغیر دوسرا نکاح نہ کروں گا۔ اگر کروں، تو تیرا مکمل مہر ادا شدہ ہوگا اور تجھ سے اور تیرے ولی سے اجازت کے ساتھ ہوگا۔ ورنہ میری دوسری منکوحہ پر ایک طلاق، دوسری طلاق، تیسری طلاق ہوگی۔ اسکے بعد اس شخص نے کوئی شرط پوری کئے بغیر دوسری عورت سے نکاح کرلیا۔ تو اس کی دوسری بیوی کو تین طلاق ہوگی یا نہیں؟

ترجمہ فارسی   محمد عبدالعزیز عفی عنہ

(فتاویٰ رضویہ مع تخریج وترجمہ طبع لاہور، ۱۳/۲۲۵/۲۲۶)

حضرت مولانا سید محمد عمر صاحب، الہ آبادی سہروردی،
محلّہ احمد زئی پیلی بھیت، یوپی

(۱)

از پیلی بھیت

۱۸؍رجب المرجب ۱۳۳۲

من آں وقت بودم کہ آدم بود   حوا عدم بود آدم نبود

من آں وقت کردم خدارا سجود   کہ ذات وصفات خداہم نبود

غور سے ہم نے محمد کو جو دیکھا فرحاں   تین سو ساٹھ برس پایا خدا سے پہلے

ان تینوں شعروں کا مطلب تحریر فرمائیے کہ یہ اشعار کس کے ہیں اور کس کتاب میں ہیں۔ ایک شخص نے مجھ سے ان شعروں کا مطلب دریافت کیا ہے۔ مگر مجھے نہیں معلوم میں کیسے بتلاؤں۔ لہٰذا آں جناب سے سوال ہے کہ مطلب تحریر فرمائیے۔ فقط

المستفتی محمد عمر

(فتاویٰ رضویہ طبع بمبئی ۱۲/۱۸۷/۱۸۸)

حضرت مولانا عبداللہ صاحب قادری، جون پور، یوپی

(۱)

از جون پور

جناب مولانا و بالفضل اولانا حضرت مولانا احمد رضا خان صاحب مدظلہ العالی ودام مجدکم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

تائید حنفیہ میں دو رسالہ حضور کے مولانا ہدایت اللہ صاحب مدظلہ کے ملاحظہ سے گذرے۔ بہت پسند فرمائے اور جس قدر اشتہار اور رسالے حضور کی طرف سے ندوہ کی رد میں چھپے ہوں زود تر مولانا صاحب موصوف کی خدمت میں روانہ فرمائیے۔

فقیر عبداللہ قادری عفی عنہ

(مکتوبات علماء وکلام اہل صفا، طبع بریلی ص: ۶۶/۶۷)

حضرت مولانا محمد عبد الواحد خاں مسلم اسلام پورہ بمبئی معرفت عبد اللطیف ہیڈ ماسٹر میونسپل اردو اسکول بمبئی مہاراشٹر

از بمبئی

(۱)

۱۳ر ربیع الاول شریف ۱۳۳۵ھ

واجب الاحترام والتعظیم اعلیٰ حضرت مدظلہم

قادیانی نے جس قدر تحریرات، رسائل، کتب اپنے دعوے کی تائید میں لکھے ہیں، اگر آپ کے پاس ہوں اور ممکن ہوتو روانہ فرمادیجئے۔ تاکہ اس کی تمام باتوں پر میں غور کر کے ایک رائے قائم کرلوں اور مباحثہ کے وقت سہولت پیدا ہوجائے۔ کیونکہ مخالف کتابیں دینے سے انکار کرتا ہے۔ اگر یہ نہیں ہوسکتا ہے، تو کم از کم ان کی کتابوں کے نام اور جگہ جہاں سے وہ دستیاب ہوسکتی ہیں تحریر فرمادیں یہ تکلیف آپ کو دینا جائز نہیں، مگر کوئی اور شخص ایسا نظر نہیں آتا جو اس کام کو انجام دے سکے۔ اب دوسری بات تردید یعنی جس قدر رسائل، اشتہارات وغیرہ اس کے رد میں لکھے گئے ہوں روانہ فرمائے جائیں۔ ورنہ آخر درجہ ان کی فہرست ہی صحیح اور مندرجہ ذیل شکوک رفع کردیجئے۔ (قرآن، صحاح ستہ ہی کے دلائل ہوں تو خوب ہے)

(۱) میں صحاح ستہ کو دیکھنا چاہتا ہوں، مگر عربی نہیں جانتا۔ کیا کوئی اردو ترجمہ تحت اللفظ اس کا فراہم ہوسکتا ہے اور کونسی کتاب زیادہ معتبر اور فائدہ

رساں ہیں۔

(۲) مشکوٰۃ شریف میں کیا بیان ہے۔اس سے کیا مدد مل سکتی ہے۔

(۳) ہمارے یہاں سب سے زیادہ کون کون کتابیں معتبر ہیں۔

(۴) حضرت عائشہ کے مذہب پر آپ کی کیا رائے ہے۔

(۵) حضرت مسیح کے زندہ ہونے کی کن کن حدیثوں سے دلیل مل سکتی ہے۔

(۶) سبحان الذی الخ، میں سبحان کے لفظ کی کیا خصوصیت ہے۔

(۷) اور آپ کو رات کو کیوں معراج ہوا، دن کو کیوں نہ ہوا۔

(۸) ادریس، خضر، عزیر، الیاس ان کے قصص قدرے صراحت کے ساتھ بیان کیجئے۔

(۹) حضرت مہدی اور عیسیٰ دونوں جدا جدا اشخاص ہونے کی کن کن حدیثوں میں خبر ہے۔

(عبدالواحد خاں)

(فتاویٰ رضویہ طبع بمبئی، ۲۰۳/۱۲)

حضرت مولانا محمد عمر صاحب قادری، موضع بازیافتی، تھانہ چاندپور ضلع ٹپرا، ملک بنگال

از چاندپور　　(۱)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

جناب مفتی صاحب!

بعد حمد وثنا کے واضح ہو کہ آپ کا ایک فتویٰ دربارۂ اذان ثانی جمعہ کو مجھ کو ملا ہے۔ میں جان ودل سے فتویٰ کی تصدیق کرتا ہوں۔ چونکہ سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہے لہٰذا تصدیقی پرچہ حضور کی خدمت میں ارسال کرتا ہوں۔ فی الواقع اذان ثانی جمعہ خطیب کے سامنے مسجد سے باہر ہی ہونا سنت ہے۔

الراقم محمد عمر عفی عنہ

(دبدبہ سکندری، ۲۰ر جولائی ۱۹۱۴ء ص: ۵/۴)

حضرت مولانا عبد الحمید صاحب کوٹھی ۳۲ر کنٹونمنٹ روڈ لکھنؤ، یوپی

(۱)

از لکھنؤ

۵ر ربیع الاول ۱۳۳۹ھ

عالی جناب معلی القاب مولانا صاحب قبلہ دام اللہ برکاتہم،

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آج کل اہل ہنود جگہ جگہ میونسپلٹی کے ذریعہ سے انسداد گاؤ کشی کی کوشش کر رہے ہیں۔ چنانچہ فیض آباد، ہاتھرس اور شہر لکھنؤ میں ہندو ممبران میونسپلٹی نے اپنی زیادتی تعداد کی وجہ سے تمام مسلمان ممبروں کے خلاف انسداد گاؤ کشی کا قانون پاس کر دیا ہے۔ اگر خدانخواستہ گاؤ کشی قانوناً ممنوع قرار دی گئی تو عام مسلمانوں کو صرف اس قدر نہیں کہ روز مرہ کی زندگی میں ان کو سخت مصائب کا سامنا کرنا پڑے گا، بلکہ تقریباً تمام غیر مستطیع مسلمانوں جو تعداد میں نوے فیصد سے بھی زائد ہیں ان سب کو عید الضحیٰ میں قربانی کرنا بھی نصیب نہ ہوگا۔ اس لئے کہ غریب مسلمان کسی طرح اس کی قدرت نہیں رکھتے کہ فرداً فرداً پندرہ بیس روپئے کا بکرا ہر سال خرید سکیں۔

امر دریافت طلب یہ ہے کہ ایسے وقت میں عام مسلمانوں کو خاموشی اختیار کرنی چاہیے یا انسداد گاؤ کشی کے خلاف ان کو بھی امکانی جدوجہد کرنی چاہیے اور مذہباً ان پر کیا واجب ہے؟

یہ ایک استفتاء ہے، جس کا جواب براہ کرام وبرائے خدا ورسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جلد تر عطا فرمائیں۔ تاکہ مسلمانوں کے عام جلسہ میں جو کہ صرف پانچ چھ یوم میں ہونے والا ہے آنجناب کا شرعی حکم پھر سب کو پڑھ کر سنا دیا جائے۔

(عبد الحمید عفی عنہ) (فتاویٰ رضویہ مع تخریج وترجمہ طبع لاہور ۱۴/۵۷۲)

حضرت مولانا محمد عثمان صاحب مسجد دروازہ بلوچ، لکھنؤ

از لکھنؤ　　(۱)

۵؍رجب المرجب ۱۳۳۶ھ

بعد تحیۃ سلام! گذارش ہے کہ یہاں علماء مسائل ذوالارحام میں مختلف ہیں۔ بعض امام ابو یوسف کے قول کے موافق جواب دیتے ہیں، بعض امام محمد کے قول کے موافق۔ جناب کی رائے میں کس قول کے موافق عمل درآمد ہونا چاہیے اور جناب کا معمول کیا ہے۔

(محمد عثمان)

(فتاویٰ رضویہ طبع بمبئی ۱۰؍۴۹۴)

حضرت مولانا محمد عبدالغفور صاحب مسجد والا جاہی، مدراس

(۱) از مدراس

حامداً و مصلیاً و مسلماً

امام العلماء المحققین، مقدام الفضلاء المدققین حضرت مخدومنا مولانا مولوی حاجی احمد رضا خاں صاحب قبلہ قادری برکاتی مدظلہ ودام فضلہ۔

بعد تسلیم فدویت ترسیم معروض رائے شریف وذہن لطیف ہو کہ یہ فقیر تاحین تحریر بخوب وصحت وعافیت آں صوب بدرگاہ علام الغیوب مدام مطلوب ومرغوب۔ مخدومنا بفضل خداوند کریم وبطفیل رسول رحیم وبدعائے آں مخدوم قدیم ہم خادمان اہل سنت وجماعت مدراس کوندوہ مخذولہ پر خوب فتح ونصرت حاصل ہوئی۔ جناب مولوی عبدالاحد صاحب ندویوں کے دوسرے اجلاس کے روز تشریف لائے۔ فقیر اور دیگر علمائے اہل سنت وجماعت مدراس جناب نواب صاحب مدراس سے اجازت وعظ کی منگوا کر اسی شب میں مسجد والا جاہی کے اندر وعظ کروائے، اندرون مسجد مولوی صاحب کا وعظ اور احاطہ مسجد میں ندویوں کا وعظ مقرر تھا۔ مولوی صاحب کے وعظ میں پانچ، سات ہزار سے زائد، ندویوں کے وعظ میں دو تین سو سے کم وہ بھی ندویان۔ اہل

سنت و جماعت سے شاید بطور تماشا کوئی گیا، یا نہ گیا یوماً فیوماً مولوی صاحب کے وعظ میں ترقی اہل سنت و جماعت۔ ندویوں کے وعظ میں روز بروز قلت، کامل چار پانچ روز مسجد میں مولوی صاحب کا اور ندویوں کا وعظ ہوتا رہا۔ بعد میں ندویوں کا وعظ موقوف ہوگیا۔ فقیر اور دیگر احباب اور ایک روز زیادہ مسجد میں وعظ کروائے۔ تاکہ ہماری فتح و نصرت لوگوں پر ظاہر ہو۔ الحمد للہ مولوی غلام رسول صاحب، مولوی محمود صاحب مولوی قاضی عبید اللہ صاحب، مولوی صاحب، مولوی نور اللہ حسن صاحب وغیرہم سلام مسنون فرمائیں۔

العبد الفقیر محمد عبد الغفور غفرلہ

(تحفہ حنفیہ پٹنہ شمارہ ذی الحجہ ۱۳۲۱ھ ص: ۵۰)

حضرت مولانا عبدالکریم صاحب احمد آباد، گجرات

(۱)

از احمد آباد، گجرات

۲۵/ذی قعدہ ۱۳۱۴ھ

بخدمت جناب معلی القاب فاضل اجل عالم بے بدل مولانا مولوی احمد رضا خان صاحب دام حشمتکم۔   بعد! السلام علیکم وعلیٰ من لدیکم

عرض خدمت بابرکت میں یہ کہ حضور پرنور کا روانہ کیا ہوا پلندہ وصول ہوا۔ سوالان رسائل کے اور اشتہار جو حضور پرنور کی طرف سے ندوہ کے بارے میں چھاپے گئے ہیں۔ ارسال فرمایئے اور تحریر جناب مولانا مولوی نذیر احمد خاں صاحب کی جو بریلی میں چھپ رہی ہے، وہ بھی روانہ فرمائیں۔

الراقم عبدالکریم ۲۵/ذی قعدہ ۱۳۱۴ھ

(مکتوبات علماء وکلام اہل صفا طبع بریلی، ص:۲۶)

جناب سید عبدالرزاق صاحب وکیل ہائیکورٹ وسکریٹری اسسٹنٹ نواب فخر الملک بہادر وزیر جوڈیشنل وپولس ڈپارٹمنٹ، محلّہ سلطان پور، حیدرآباد، دکن۔

از حیدرآباد (۱)

بعالی خدمت عالی جناب مولوی احمد رضا خاں صاحب قبلہ

جونمونہ کپڑے کا پیش ہے، کہا جاتا ہے یہ ٹسر ہے۔ ٹسر اور ریشم کی تعریف ذیل میں ہے۔

(ریشم) ریشم کے کیڑے پرورش کئے جاتے ہیں۔ جب ان کے انڈے بچے ہو کر بڑے ہو جاتے ہیں تو پانی میں ان کو جوش دیا جاتا ہے۔ جب وہ گھل جاتے ہیں تو ان سے تار نکالا جاتا ہے۔ وہی ریشم ہے۔

(ٹسر) ٹسر کے کیڑے اس ملک میں بھی ہوتے ہیں، جیسے بیر کے درخت کے کیڑے۔ یہ مثل ریشم کے کیڑوں کے پرورش نہیں کئے جاتے، بلکہ قدرتاً ایک بونڈی میں پرورش پاتے ہیں۔ جب وہ خود بخود ہونے کے بعد مر جاتے ہیں تو بونڈی سے تار نکال لئے جاتے ہیں۔ وہی ٹسر ہے۔

ریشم کی چمک اور ملائمت ٹسر میں نہیں ہوتی اور چنیا سلک عورتوں کے لباس کے کام میں نہیں آتا اور یہ کپڑا مثل چھلواری کے متعدد بار دھل سکتا ہے اور چھلواری

سے مضبوط ہوتا ہے۔ اکثر علما و مشائخین اسے پہنتے ہیں۔ مکہ مکرمہ و مدینہ طیبہ میں بھی علما و خطبا کو پہنتے دیکھا گیا۔ اب یہ شبہہ پیدا ہو رہا ہے کہ شرعاً اس خاص کپڑے کا پہننا درست ہے، یا نہیں؟ اور اس سے نماز جائز ہو سکتی ہے، یا نہیں؟

ہم نے حریر دیبا خز عہن کے احکام صحیح بخاری و مسلم و مشکوٰۃ شریف، وہدایہ وفتاویٰ عالمگیری وغیرہ میں تفصیل سے دیکھے۔ لیکن تشفی نہیں ہوئی کہ یہ خاص کپڑا مشروع ہے یا نہیں؟

لہٰذا صرف اس قدر دریافت کرنا منظور ہے کہ یہ کپڑا جو اس کے ساتھ پیش ہے مشروع ہے اور اس سے نماز ہو جاتی ہے، یا نہیں؟ کیونکہ آج کل اس کپڑے کا بہت رواج ہو رہا ہے، اس لئے مسلمانوں کو شبہ و شک سے بچانے کے لئے اس خاص کپڑے کے جواز یا عدم جواز کا فتویٰ ضرور ہے۔

(سید عبدالرزاق عفی عنہ)

(فتاویٰ رضویہ طبع بمبئی، ۱۸۱/۹)

جناب حافظ محمد عثمان صاحب، علاقہ سانبھر، ریاست جے پور، راجستھان

(۱)

از جے پور

ماہ مبارک ۱۳۱۸ھ

بخدمت فیض درجت مولانا مولوی احمد رضا خاں صاحب بریلوی محدث وامام اہل سنت وجماعت۔

بعد سلام سنت الاسلام کے عرض خدمت ہے کہ دریں والا ہمارے ملک ماڑواڑ کی بڑی خوش قسمتی ہے کہ آج کل یہاں سانبھر میں جناب مولانا مولوی احمد علی شاہ صاحب حنفی نقش بندی اویسی تشریف لائے ہیں۔ ہم لوگ آپ کی تصنیفات گوں ناگوں سے مستفیض ہو چکے تھے۔ اب خوش بیانی واثر پنہانی وتوجہ قلبی سے فیضیاب ہو رہے ہیں۔ غیر مقلدین ودیگر عقائد باطلہ والے توبہ کر کے وعظ سے اٹھتے ہیں۔ کوئی وعظ ایسا نہیں ہوتا جس میں آپ ندوہ (یعنی صلح کلی الحاد) کی برائی بیان نہ کرتے ہوں۔

یہاں کے لوگ ندوے کے بڑے ثناخواں تھے۔ اب ایسے متنفر ہو گئے ہیں جیسے کسی خبیث (جن) سے کوئی متنفر ہوتا ہے۔ ایک مولوی ندوی بھی یہاں آ گیا ہے، وہ کہتا ہے، اگر مولوی احمد علی شاہ صاحب مخالف ندوہ ہیں تو خود جاہل وبددین ہیں۔ چند لوگ اس کے کہنے سے بہک گئے ہیں۔ وہ کہتے ہیں: اگر مولوی احمد رضا خاں صاحب بریلوی دربارۂ مولوی احمد علی شاہ کے لکھ دیں، تو ہم ان کی بات سنیں گے اور اپنے خیالات سے توبہ کریں گے۔

لہٰذا عرض خدمت ہے کہ مولوی احمد علی شاہ صاحب آپ کے علم میں جیسے ہوں تحریر فرمایئے۔ یہ تحریر آپ کی سرکشوں کے لئے مفید ہوگی۔ العبد محمد عثمان، ماہ مبارک ۱۳۱۸ھ

(امور عشرین، ص: ۲، ۳، طبع دوم دائرہ پریس، حیدر آباد دکن)

جناب حافظ محمد عظیم صاحب، دھرم تلا مسجد کلکتہ، بنگال

(۱)

از کلکتہ

۱۲ر جمادی الاولیٰ ۱۳۱۵ھ

تسلیم بصد تکریم! کے بعد خدمت عالی میں عرض رساں ہوں، آپ کے اوصاف حمیدہ کی تحریر سے بندہ قاصر ہے۔ جناب کے خدمت میں نہ عرض کے لائق نہ طاقت، چونکہ اس وقت ایک فتویٰ پر آپ کے دستخط اور مہر کی اشد ضرورت ہوئی۔

خدمت عالی میں عرض رساں ہوں کہ عند اللہ وعند الرسول اپنے خاص دستخط اور مہر سے زینت بخشیں۔ اس عاجز کو آپ کی قدم بوسی کی از حد تمنا ہے، دعا فرمائیں۔
فتویٰ یہ ہے: تم پر اللہ تعالیٰ کی رحمت ہو، اس مسئلہ کے بارے میں آپ کی کیا رائے ہے کہ امامت کے لئے افضل شخص کون ہوتا ہے؟ حرام زادہ کی امامت مکروہ تحریمی ہے یا نہیں؟ جس شخص کو قوم برا جانے اس کی امامت مکروہ تحریمی ہے، یا کیا ہے؟ اگر مسجد میں محلہ کے امام سے کوئی افضل شخص موجود ہو تو امام کس کو بنانا اولیٰ ہے؟
(سوال فارسی کا ترجمہ)

محمد عظیم عفی عنہ

(فتاوی رضویہ مع تخریج وترجمہ، طبع لاہور ۶/۴۶۵)

جناب حافظ عنایت علی و کفایت علی، فرید پور، بنگال

(۱)

از فرید پور

۲۵ رصفر المظفر ۱۳۱۹ھ

جناب مولانا احمد رضا خاں صاحب...... بعد سلام علیکم...... مزاج شریف!!

احوال یہ ہے کہ ایک شخص گندم مبلغ بیس روپے کے ساڑھے نو سیر کے وعدہ پر چھ ماہ کو طلب کرتا ہے اور گندم کا نرخ بازار میں ساڑھے گیارہ سیر و بارہ سیر ہے۔ جو شخص گندم لیتا ہے اپنی ضرورت کو بازار میں ساڑھے گیارہ سیر و بارہ سیر فروخت کر کے اپنا کام نکال لیتا ہے اور جو شخص گندم ادھار دیتا ہے۔ اس کے مکان پر گندم نہیں، بازار سے خرید کر دیتا ہے۔ دوسرا شخص مبلغ دس روپے نقد طلب کرتا ہے۔ اسے جو دس روپے دئے جائیں گے اس روپیہ کو دس کے دس لئے جائیں گے۔ جیسا کچھ ارشاد فرمائیں۔

حافظ عنایت علی و کفایت علی

(فتاویٰ رضویہ مع تخریج و ترجمہ طبع لاہور، ۱۹۲/۱۷)

جناب حکیم عبدالرحمٰن، مقام سونی پت، محلہ جمال پورہ ضلع رہتک، ہریانہ

(۱)

از رہتک

۱۱ر شوال المعظم ۱۳۳۴ھ

منبع الفضل و برکات الزمان مولانا امام احمد رضا خاں ادامہ اللہ تعالیٰ بالفیض والاحسان، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

امابعد! واضح رائے عالی ہو کہ "بسط البنان" کے رد میں آں جناب کے دو رسالہ "ادخال السنان" اور "وقع اللسان" دیکھے، جن کے مطالعہ سے تمام شکوک رفع ہو گئے اور آپ کی اقصیٰ مراتب کی تحقیق سے دل خوش ہوا، اما ایک یہ شبہ باقی رہ گیا ہے۔ امید کہ اس معمہ کو عام فہم عبارت میں کارڈ ملصقہ پر حل فرما کر تشفی فرمائیں گے۔ شبہ یہ ہے کہ چونکہ "ادخال السنان" کے تمام دلائل سے تو حضور سرور کائنات علیہ افضل التحیات کا عالم الغیب ہونا، بما کان و بما یکون، کا پیش از وفات ہی باحسن طریقہ ثابت ہو گیا۔

لیکن مشکوٰۃ شریف کے باب الشفاعت میں صحیحین کی حدیث میں یلھمنی محامد احمدہ بہا لاتحضرنی الآن [۱] سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ محامد و ثنا مستثنیٰ ہیں۔ یعنی یہ محامد حضرت کو قیامت کے اس وقت خاص سے پیشتر نہیں عطا کیے گئے۔ کیونکہ ترمذی شریف میں اسی باب میں لم یفتحہ علی احد قبلی [۲] فرمایا ہے اور شیخ دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے اس کی شرح "اشعۃ اللمعات" میں اس طرح کی ہے:

---

[۱] مشکوٰۃ المصابیح باب الحوض والشفاعۃ مطبع مجتبائی ص ۴۸۸

[۲] جامع الترمذی باب ماجاء من الشفاعۃ امین کمپنی کتب خانہ رشیدیہ، دہلی، ۶۶/۲

''ہم دراں وقت نورے خاص از مقام قرب ومعرفت در دل من افتد کہ علم آں محامد اثر آں باشد''۔ [۱]

اور اس حدیث سے تیسری حدیث کے اس جملہ ''لم یفتحہ علی احد من قبلی'' کی شرح میں لکھتے ہیں:

نکشادہ الہام نکردہ بر ہیچ یکے پیش از من بلکہ بر من نیز پیش ازیں وقت چنانچہ از حدیث سابق لائح می شود۔ [۲]

اور شیخ اکبر محی الدین ابن عربی فتوحات مکیہ میں گویا اسی حدیث کو بیان فرماتے ہیں: ''فیاتی ویسجد ویحمد اللہ بمحامد یلھمہ اللہ تعالیٰ ایاہ فی ذٰلک الوقت'' [۳]۔

پس ان عبارتوں سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ یہ محامد اسی وقت تعلیم ہوں گے اور یہ محامد بھی منجملہ ما یکون سے ہے۔ تو گویا ابھی تک اس کا علم حضور کو نہیں اور گویا بعض اشیاء کا علم نہ ہوا جیسا کہ اس حدیث سے ظاہر ہوا، تو تمام اشیاء کا علم نہ ہوا اور اس میں احتمال ذہول بھی نہیں رہتا، کیوں کہ خود اس سے انکار فرماتے ہیں کہ ہم کو اس کا علم عطا نہیں ہوا۔

امید کہ مفصل جواب عطا فرمائیں گے اطمنان کے لئے دریافت ہے اور مرقاۃ میں اس کی کیا شرح کی گئی ہے؟

(عبدالرحمٰن عفی عنہ)

(فتاویٰ رضویہ مع تخریج وترجمہ طبع لاہور، ۲۷/۱۵، ۲۷۵/۲۷)

---

[۱] اشعۃ اللمعات ترجمہ مشکوٰۃ (فارسی) بالحوض والشفاعۃ، مکتبہ نوریہ رضویہ سکھر، ۳۸۸/۴

[۲] 〃 〃 〃 〃 ۳۶۹/۴

[۳] فتوحات مکیہ، الباب الخامس والعشرون وثلث مائۃ الخ مطبع دار احیاء التراث العربی، بیروت، ۹۲/۳، ۹۳

جناب سید محمد عبدالسبحان صاحب، محلّہ محلی پور، بہار

(۱)

از بہار

دوم شوال المکرّم ۱۳۱۵ھ

حضرت اقدس قبلہ وکعبہ دامت برکاتہم، آداب وتسلیم

عرض ہے کہ ایک بات کا جھگڑا بہار شریف میں حضرات حنفیہ سلمہم اللہ ووہابیہ خذلہم اللہ کے درمیان پھیلا ہوا ہے اس کا جواب جلد تر روانہ فرمائیں:

زید نے اپنی ساس سے زنا کیا اور اس کی بیوی کو اس کا علم تھا، تو اب زید پر وہ بیوی حرام ہوئی یا نہیں؟ اور اگر حرام ہوئی تو ضرورت طلاق دینے کی ہے، یا نہیں؟

دوسرے وہ بیوی باوجود علم کے اپنے شوہر زید کے ساتھ رہی اور زید بھی وطی حسب دستور کرتا رہا اور بیوی سے اولاد بھی ہوئی تو وہ اولاد بعد فوت زید یا بیوی زید کے ترکہ کی مستحق ہیں، یا نہیں؟

(محمد عبدالسبحان عفی عنہ)

(فتاویٰ رضویہ مع تخریج وترجمہ طبع لاہور، ۳۵۳/۱۱)

جناب سید محمد علی صاحب مقام مطبع سرکاری، فرید کوٹ، ضلع فیروز پور، پنجاب

(۱)

از فیروز پور

۲۴ / رمضان المبارک ۱۳۳۳ھ / ۵/ اگست ۱۹۱۵ء

حضرت افضل العلماء مولانا مفتی احمد رضا خاں صاحب دامت فیوضہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

اخبار ''دبدبہ سکندری'' سے معلوم ہوا کہ ملک آسام میں رویت ہلال سہ شنبہ کو ہو کر چہار شنبہ کو پہلا روزہ ہوا۔ یہاں پنجاب اور عموماً اکثر حصہ ملک ہندوستان و ماڑواڑ میں چہار شنبہ کی رویت جمعرات کا پہلا روزہ ہے۔ اب اس صورت میں ہمارے واسطے کیا حکم ہے؟ کیا ہم پر اس روزہ کی قضا لازم آئے گی اور کس قدر فاصلہ تک رویت ہلال کا ایک حکم مانا جاسکتا ہے۔

اگر ۲۹ / رمضان مبارک کو جو رویت ملک آسام کے حساب سے ۳۰ / ہو جائیگی چاند نہ دکھے، یا گرد و غبار کی وجہ سے نہ دیکھا جاسکے، تو یہاں پورے ۳۰ / روزے رکھے جائیں، یا ملک آسام کی تحقیق تصدیق پر عید کرلی جائے، یہ بھی واضح خیال انور رہے کہ یہاں رویت رمضان پر کوئی غبار یا ابر نہیں تھا، مطلع کھلا ہوا تھا۔ چاند کوشش سے بھی نظر نہیں آیا، اس حکم سے جلد آگاہی فرمائی جائے۔ رمضان المبارک کا وقفہ کم رہ چکا ہے، اگر عام فیض کے خیال سے اس مسئلہ کو اخبار ''دبدبہ سکندری'' میں شائع بھی فرمادیا جائے تو مشکوری اہل اسلام کا باعث ہو۔ والسلام

راقم نیاز سید محمد علی از مقام ریاست فرید کوٹ ضلع فیرز پور مطبع سرکاری

۲۴ / رمضان المبارک ۱۳۳۳ھ / ۵/ اگست ۱۹۱۵ء

(دبدبہ سکندری، ۹/ اگست ۱۹۱۵ء ص: ۱۴)

جناب سیٹھ عبدالستار صاحب، گونڈل، کاٹھیاوار، گجرات

(۱)

از کاٹھیاوار

۹ رشعبان ۱۳۳۴ھ یکشنبہ

ان دنوں اکثر احباب کو گمنام خطوط بدیں مضمون ملا ہے۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم، قل ھو اللہ احد، اللہ الصمد، ایاک نعبد و ایاک نستعین، انعمت علیھم، عرصہ تین روز میں نو خط میں نو جگہ بھیجے اس سے آپ کو بہت فائدہ ہوگا، ورنہ نقصان۔

اب عرض یہ ہے کہ اس مضمون کا عندالشرع مطہرہ کیا اصل ہے۔ اس پر عمل ضروری ہے، یا نہیں؟ اگر واجب العمل ہے، تو بلا نام ونشان کے گمنام خط لکھنے کی کیا وجہ ہے؟

(عبدالستار)

(فتاویٰ رضویہ طبع بمبئی، ۱۹۹/۱۲)

(۲)

از کاٹھیاوار

۹ رشعبان ۱۳۳۴ھ

مرید ہونا واجب ہے، یا سنت؟ نیز مرید کیوں ہوا کرتے ہیں، مرشد کی کیوں ضرورت ہے اور اس سے کیا کیا فوائد حاصل ہوتے ہیں؟۔

(عبدالستار)

(فتاویٰ رضویہ طبع بمبئی، ۱۹۹/۱۲)

از کاٹھیاوار

(۳)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آپ کا فتویٰ نسبت اذان ثانی جمعہ کے ملا، آمنا وصدقنا، بے شبہ آپ کا فتویٰ صحیح مع دلائل قوی کے ہے، اہل سنت کو اس پر عمل واجب ہے۔ مجھے اس فتوے کے بارے میں تائیدی خطوط حضرت مولانا مولوی وصی احمد صاحب محدث سورتی اور جناب مولانا مولوی عبدالسلام صاحب جبل پوری اور انجمن نعمانیہ لاہور کی طرف سے ملے ہیں اور میرٹھ واحمد آباد کے بھی تائیدی فتوے چھپے ہوئے ملے ہیں۔ یہ حقیر اور یہاں کے امام مسجد جامع حتی المقدور کوشش کر رہے ہیں، تاکہ یہ مردہ سنت زندہ ہو جائے۔ چونکہ چند جہلا سے کام پڑا ہے اور ایک بے بنیادی فتویٰ بدایوں کے آنے سے ابھی تک یہ سلسلہ جاری نہیں ہوا ہے۔ تاہم حق حق ہو کر رہے گا اور سنت ضرور بالضرور جاری ہوگی اور دنیا اعلیٰ حضرت کو مجدد مائۃ مان کر رہے گی۔ خدائے پاک حضور کی عمر میں برکت بخشے تاکہ بدعتیں دور ہوں اور مردہ سنتیں زندہ ہوں۔ آمین۔ دعا فرمائیں کہ پروردگار سب مسلمانوں کو عقل سلیم عطا فرمائے اور حکم خدا ورسول پر عمل کی توفیق بخشے، آمین۔

(عبدالستار)

(ہفت روزہ ''دبدبہ سکندری'' رام پور، ۷ ستمبر ۱۹۱۴ء، ص: ۵)

(۴)

از کاٹھیاوار

۲۲ر شعبان ۱۳۳۵ھ

کیا فرماتے ہیں: علمائے اہل سنت خصوصاً امام اہل سنت مجدد مائۃ حاضرہ صاحب حجۃ قاہرہ محی الاسلام والمسلمین مولانا مفتی قاری شاہ محمد احمد رضا خاں صاحب مدظلہ۔

اس مسئلہ: ایک شخص مسلمان یا غیر مسلمان ایک حکیم یا غیر حکیم کے پاس اس لئے آیا کہ اس کے کسی رشتہ دار عورت کے کسی طور سے حمل رہ گیا۔ حمل کے ظاہر ہونے سے اس عورت نیز خویش واقارب کی سخت بے عزتی ہونے والی ہے اس لئے خواستگار ہے ایسی دوا کا جس سے حمل ساقط ہو جائے۔ نیز شخص مذکور اس دوا کے عوض میں کچھ رقم بھی پیش کرنا چاہتا ہے۔ اب عرض یہ ہے کہ اس قسم کا دوا دینا اور اس کا معاوضہ اہل سنت والجماعت کے لئے جائز ہے، یا نہیں؟ خصوصاً ایسی حالت میں جب کی کسی سنی مسلمان کی بے عزتی ہونے والی ہو۔

(عبدالستار)

(فتاوی رضویہ طبع بمبئی، ۲۱۵/۹)

جناب مولانا عبداللطیف صاحب مقام بانٹوہ کاٹھیاوار

(۱)

از کاٹھیاوار

زبدۃ العارفین قدوۃ السالکین، بحرالعلوم ظاہری و باطنی جناب مولانا صاحب

پس از سلام سنت اسلام کے عرض ہے کہ آپ کا فتویٰ پہنچا، خاکسار کو اتنا علم نہیں، لیکن آپ کے پرتو سے معلوم ہوا کہ تمامی اقوال ائمہ کرام و احادیث جو آپ نے بیان فرمائیں ہیں درست ہیں اور صحیح ہیں۔ اس کے اجرا کرنے میں بندہ از حد مساعی ہے۔ دعا کریں کہ خداوند کریم مسلمانوں کو بدعات وغیرہ سے بچائے، آمین۔

بندہ گنہگار عبداللطیف، از بانٹوہ کاٹھیاوار

(ہفت روزہ "دبدبہ سکندری"، رام پور ۲۰ر جولائی ۱۹۱۴ء ص:۵)

جناب شیخ عبداللہ صاحب، تاجر بمبئی

(۱)

از بمبئی

۲۵/ذی قعدہ ۱۳۱۳ھ

بجناب مولانا دام فیوضہٗ !

بعد آداب تسلیمات مسنون واضح ہو کہ شہر بمبئی میں نیچریوں نے بہت کچھ شوروغل تائید ندوۃ العلماء کے چندہ کے باب میں کیا۔ دو تین مجلسیں بھی منعقد ہوئیں، نواب محسن الملک نے بھی لکچر دیئے، مگر مجلس میں بجز دس بارہ صاحبوں کے جوان کے ہم مشرب تھے کوئی نہ آیا اور نہ کچھ حاصل ہوا۔ مولوی لطف اللہ صاحب مفتی ہائیکورٹ حیدرآباد اور مولوی عبدالحق تفسیر حقانی والے آئے ہوئے ہیں۔ بذریعہ اشتہار سارے شہر کو دعوت دی تھی، باوجود اشتہار دینے کے فقط چار سو آدمی تھے، اس میں پچاس تو متعلقین انجمن تھے، باقی عوام اور عوام میں بھی کوئی رئیس شہر یا علماء بمبئی سے کوئی نہ تھا۔ علمائے بمبئی نے مولوی لطف اللہ صاحب سے ملاقات تک نہیں کی، میں شہرہ سن کر گیا تھا کہ بڑے بڑے دو عالم آئے ہیں۔

مولوی لطف اللہ صاحب کو صدر بنایا اور مولوی عبدالحق نے بیان شروع کیا۔ پہلے تو کچھ توحید بیان کی، بعد اس کے ماحصل، تقریر یہ تھا کہ اتحاد رکھنا بہت ضروری ہے، گو کوئی مذہب وطریق رکھتا ہو لیکن کلمہ گو ہو، کیونکہ رسول صلی اللہ علیہ

وسلم نے فرمایا کہ ''من قال لا اله الا الله فدخل الجنة ''پس ہم اور وہ سب جنتی ہیں اور اصول ہمارا اور روافض کا ایک ہے فقط امامت کے مسئلہ میں ہمارے ان کے اختلاف ہے، وہ چنداں ضرر رساں نہیں کہ مانع دخول جنت ہو یا مغفرت نہ ہو۔

کچھ دیر کے بعد محسن الملک کھڑے ہوئے، مولوی عبد الحق کی تائید میں کلام تھا، قہقہے بیجا تھے۔ پھر آخر میں مولوی لطف اللہ صاحب بھی کھڑے ہوئے کہا کہ ان صاحبوں نے جو اس وقت بیان کیا سب راست ہے۔ غرض کہ جو کارروائی ہوئی وہ سب بے دینی پر تھے اور جس لئے شور وغل کیا اور دوڑ دھوپ ہوئی وہ خاک بھی نہ وصول ہوا اور آئندہ بھی انشاء اللہ ایک حبہ کی امید نہیں ہے۔

شیخ عبد القادر ۲۵ رذی قعدہ ۱۳۱۳ھ

(مکتوبات علماء وکلام اہل صفا، طبع بریلی ص: ۶۴)

جناب نواب محمد عبدالقادر صاحب رئیس بریلی، یوپی

(۱)

از بریلی

۲/ذی قعدہ

بجناب مخدوم ومطاع پیشوائے اہل سنت حامی ملت حق مولا نا احمد رضا خاں صاحب دامت الطافکم۔

آداب عرض کرتا ہوں۔ بدایوں سے آکر کئی مرتبہ حاضری کا قصد کیا ،مگر بوجوہ معذور رہا۔ مولوی محمد ادریس ومولوی محمد ایوب صاحبان گرامی کے تقریر و بیان سے تنفر عقائد اہل ندوہ سے معلوم ہوتا ہے۔ بظاہری مولوی محمد ادریس صاحب کو نسبت مولوی محمد ایوب صاحب کے زیادہ بہت اشتیاق سے اعتراضات جوندوہ پر ہوئے تھے مجھ سے مانگے اور لے گئے۔

آپ کا نیاز مند امیدوار دعا　عبدالقادر عفی عنہ　۲/ذی قعدہ

(مکتوبات علماء وکلام اہل صفا، طبع بریلی ص: ۶۳)

جناب عبدالروف خاں صاحب گھیر عبدالرحمٰن خان مرحوم

بزریہ ملاظریف، رام پور

(۱)

از رام پور

۲۷ محرم الحرام ۱۳۱۶ھ

بگرامی خدمت فیض درجب جناب مولانا بحر العلوم صاحب زاد کرمہ،

حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بعد نبوت قبل شب معراج جو دو وقتوں میں نماز پڑھتے تھے، وہ کس طور پر ادا فرماتے تھے۔

(عبدالروف خان)

(فتاویٰ رضویہ طبع بمبئی ۲/۶ ۱۷۷/۱)

جناب عباس میاں و مولوی علی میاں ابن مولوی محمد نصر اللہ صدیقی، لال بازار، بھروچ گجرات

(۱)

از بھروچ

۹ر جمادی الاولیٰ ۱۳۳۰ھ

مرشدنا جناب مولانا حاجی مولوی احمد رضا خاں صاحب

بعد سلام علیک کہ بندہ، غلام خاکسار عباس میاں کی طرف سے عرض خدمت بابرکات میں یہ ہے کہ ایک سال سے یہ فتنہ ہمارے شہر میں پڑا ہے کہ جو شخص صلاۃ جمعہ کہے وہ گناہ کرتا ہے اور بدعتی اس کو کہتے ہیں اور گمراہ جانتے ہیں اور دلیلیں مولوی خرم علی اور ترجمہ غایۃ الاوطار سے اور مائۃ مسائل کی پیش کرتے ہیں اور مولوی اشرف علی اور گنگوہی کی کتابوں کی سند لاتے ہیں اور آپ کا فتویٰ جو اس خط کے ہمراہ رکھا ہے۔ جس کی مہر میں ۱۳۰۱ھ ہے وہ ہر ایک کو دکھاتے ہیں۔

حضور جو آپ نے سات اعتقاد باطل وضلال لکھے ہیں وہ ہمارا کہنا نہیں، فقط اتنا ہے کہ روز جمعہ کو ندا جو معمول مدت مدید سے چلا آتا ہے اور اس کے لئے اول ایک رسالہ ''نور الشمعہ'' چھپ گیا ہے، اس میں لکھا ہے: یہ ندا جائز بلکہ مستحسن ہے اور جناب مولوی نذیر احمد خاں صاحب احمد آبادی نے ایک فتویٰ اس ندا کے جواز میں بھی دیا ہے اور تمام کہتے ہیں مدت مدید سے اب یہ شخص منع کرتا اور بدعتی کہنا گناہ بتاتا ہے اور جھوٹے سوال لکھتا اور جواب منگواتا ہے۔ خدا آپ بزرگوار کی دعا اور طفیل غوث الوریٰ کے میرے گناہ بخشے، آمین۔

(عباس میاں ولد علی میاں)

(فتاویٰ رضویہ مع تخریج و ترجمہ طبع لاہور، ۳۹۰/۵)

جناب مولانا محمد عبدالوہاب صاحب مدرسہ فیض عام، کان پور، یو پی

(۱)

ازکان پور

بشرف ملاحظہ جامع المعقول والمنقول، واقف الفروع الاصول حضرت مولانا مولوی احمد رضا خاں صاحب، مدظلہ العالی۔

پس از تسلیم معروض، براہ کرم اس کا جواب جلد مرحمت فرمایئے گا۔ والتسلیم

(محمد عبدالوہاب)

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ ان دنوں جو بلاد دکن وغیرہ میں یہ امر مروج ہے کہ بعد سلام نماز جنازہ قبل تفرق صفوف یعنی امام ومقتدی دونوں روبقبلہ اسی ہیأت معلومہ صلاۃ جنازہ پر قائم رہتے ہیں اور میت کے حق میں چند دعائیں وسورہ فاتحہ وغیرہ پڑھ کر بخشتے ہیں۔ آیا یہ امر شرعاً جائز ہے، یا نہیں؟

امید ہے کہ اس کا شافی جواب بحوالہ عبارات کتب معتبرہ مذہب حنفیہ مرحمت ہو۔

محمد عبدالوہاب، مدرسہ فیض عام، کان پور

(فتاوی رضویہ مع تخریج وترجمہ طبع لاہور ۹/۲۳۹)

جناب عبدالغفار بن عثمان مقام سرش والہ، محلّہ کالوپور خشکلا کی بول احمد آباد گجرات

از احمد آباد　(۱)

جامع علوم مولانا مولوی احمد رضا خاں صاحب

بعد از سلام نیاز اینکہ یہاں میرے اور ایک شخص کے درمیان تقریر ہوئی ہے کہ مقولہ میرا یہ ہے کہ حضرت ام المومنین خدیجۃ الکبریٰ کے جنازہ کی نماز نہیں پڑھی گئی، اگر پڑھی گئی ہے تو پیش امام کون تھا؟ بنظر عنایت جواب باصواب مع حوالہ کتب معتبرہ ارقام فرمائیں کہ یہاں کے علما سے تشفی نہیں ہوئی۔

(عبدالغفار بن عثمان)

(فتاویٰ رضویہ مع تخریج وترجمہ طبع لاہور، ۳۶۹/۹)

جناب عبدالرحمٰن صاحب رفو گر محلہ احاطہ روہیلہ، تھانہ بھلو پورہ بنارس یوپی

(۱)

از بنارس

۲۸ رمحرم الحرام ۱۳۳۲ھ

حضرت کی خدمت میں عرض ہے کہ اذا جاء کے آخر میں جو پڑھا کرتے تھے، انہ کان توابا کے پاس پڑھا کرتے تھے مولانا امجد علی صاحب تو وہ ذرا سا لکھ دیجئے گا۔

فقط، (عبدالرحمٰن رفو گر)

(فتاوی رضویہ مع تخریج وترجمہ طبع لاہور، ۶/ ۳۳۵)

(۲)

از بنارس

۲۸ رمحرام الحرام ۱۳۳۲ھ

حضرت کی خدمت میں عرض یہ ہے کہ بزرگوں کی مزار پر جائیں، تو فاتحہ کس طرح سے پڑھا کریں اور فاتحہ میں کون کون سی چیزیں پڑھا کریں؟

(عبدالرحمٰن رفو گر)

(فتاوی رضویہ مع تخریج وترجمہ طبع لاہور، ۹/ ۵۲۲)

جناب عبدالجلیل صاحب سوداگر، پیلی بھیت، یوپی

(۱)

از پیلی بھیت

۱۳؍صفر المظفر ۱۳۳۴ھ

جناب مولانا صاحب مکرم دام اکرمکم

بعد ہدیہ سلام سنت الاسلام کے گذارش یہ ہے کہ اس مرتبہ رمضان المبارک کے چاند میں اختلاف ہوکر عید الفطر میں اکثر جگہ اتفاق ہوگیا ہے۔ چنانچہ بریلی میں بھی جمعہ کی عید ہوئی۔ سنا گیا ہے کہ آپ نے پنجشنبہ کی شام کو بعد مغرب ارشاد فرمایا تھا کہ چونکہ آج ۳۰؍رمضان المبارک ہے اس وجہ سے ہم تراویح نہیں پڑھیں گے اور کل سے بروز جمعہ روزہ نہیں رکھیں گے، لیکن دوسروں کو حکم نہیں دیتے ہیں۔

بعد کو شہادتوں سے چاند رمضان کا منگل کے دن ثابت ہوکر پنجشنبہ کو ۳۰؍رمضان قرار پائی اور جمعہ کو عید ہوئی۔ کارڈ ثانی پر جلد تحریر فرمایئے کہ آپ کا یقین مردوں کی باتوں پر تھا، یا ذریعہ اطمنان کوئی اور تھا اور شہادتیں مصر سے آئے ہوئے لوگوں کی ہیں، یا ہندوستان سے کس مقام سے تحقیق ہو، اس لئے تصدیق کیا جاتا ہے کہ آئندہ کو کام آئے۔

(عبدالجلیل سوداگر)

(فتاوٰی رضویہ مع تخریج و ترجمہ طبع لاہور ۱۰؍۴۳۰-۴۳۱)

جناب محمد عبداللطیف خاں صاحب، رئیس محلّہ بشیر خاں، پیلی بھیت، یوپی

(۱)

از پیلی بھیت

۸رشوال المکرّم ۱۳۲۲ھ

جناب مولوی صاحب مخدوم بندہ سلامت،

بعد سلام نیاز کے عرض یہ ہے میری بھاوج بیوہ فی الحال ارادۂ حج بیت اللہ شریف کے جانے کا رکھتی ہیں، بلکہ بھاوج صاحبہ کا قصد حال ہی میں روانگی کا ہے، مگر ہمراہ ان کے کوئی شخص محرم نہیں ہے، جو شخص کہ ان کے ہمراہ جاتا ہے وہ ان کے دور کے رشتہ کا بھائی ہے اور عرصہ سے بھاوج صاحبہ کے پاس ملازم ہے، مگر شخص مذکور محتاط نہیں ہے۔

یہاں کے علما نامحرم شخص کے ہمراہ جانے سے منع فرماتے ہیں اور بھاوج صاحبہ کے حقیقی بھائی مکہ شریف سال گذشتہ سے گئے ہوئے ہیں واپسی میں وہ ان کے ہمراہ آئیں گے۔

جناب بموجب شرع شریف یہ ارقام فرمایئے کہ بھاوج صاحبہ کا ایسے شخص کے ساتھ جانا جائز ہے، یا ناجائز؟ جواب سے جلد مطلع فرمایئے۔

(عبداللطیف خان)

(فتاویٰ رضویہ مع تخریج وترجمہ طبع لاہور ۱۰/۷۰۴)

جناب عبدالعزیز خاں صاحب پینشنر چھاؤنی فیروز پور پنجاب

(۱)

از فیروز پور

یکم جمادی الاولیٰ ۱۳۳۶ھ

بخدمت اقدس حامی شرع رسول حاوی معقول ومنقول حضرت مجدد مائۃ حاضرۃ جناب مولانا صاحب دامت فیوضہم۔

مودبانہ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ کے بعد گزارش ہے کہ طلاق بہر نہج کہ باشد عورتوں کو اس کا علم ہو، یا نہ ہو واقع ہو جاتی ہے، مگر اس کا ایقاع بلاوجہ موجبہ ملجیہ شرعیہ نادرست اور حرام ہے، درمختار میں ہے:

وایقاعہ مباح عندالعامۃ لاطلاق الآیات اکمل، وقیل قائلہ الکمال الاصح حظرہ الالحاجۃ [۱]، الخ

معاشرت نساء کے بارے میں جو آیات اور احادیث وارد ہیں ان میں بھی جانب عدم ایقاع اور حرمت مرجع معلوم ہوتی ہے۔ بعد نکاح ایقاع، وعدم ایقاع کل مختار ہے اور عدم ایقاع زیادہ مختار اور پسندیدہ "**نظراً الی الآیات والاحادیث التی وردت فی المعاشرت بالنساء**" اور بعد چند سال کے اگر آپس میں شقاق واقع ہو تو پنچایت مطابق آیت "**والتی تخافوھن نشوزھن**" [۲]۔

مصالحت کی راہ سے اختیار کی بنابریں قرار پایا کہ میں اس عورت کو ہرگز

---

[۱] درمختار کتاب الطلاق مطبع مجتبائی دہلی ۲۱۵/۱ [۲] القرآن الکریم ۳۴/۴

طلاق نہ دوں گا تا زندگی اور اقرار نامہ لکھ دیا اور اپنے اختیار ایقاع طلاق کو اس معاہدہ سے باطل کر دیا ہے اور بروئے اقرار نامہ کے طلاق نہیں دے سکتا کہ اس سے نقض معاہدہ لازم آتا ہے، نقض معاہدہ عام ہے۔ واوفوا بالعهد ان العهد كان مسئولا [1]۔ واقع ہو ابدیں لحاظ ایقاع طلاق بلا وجوہ موجبہ شرعیہ حرام اور محظور ہوگا۔ لہٰذا سوال کے جواب میں طلاق دینا بلحاظ اقرار نامہ محظور وممنوع لکھنا درست اور استفتاء ثانی میں عدم وقوع طلاق عبارت عالم گیریہ سے بظاہر ثابت ہوتا ہے، وہ بھی صحیح ہے، کیونکہ مسماۃ حبیب خاتون کے خاوند نے طلاق نامہ اس بنا پر لکھوایا ہے کہ اسے خرچ نہ دینا پڑے۔ لہٰذا اس کا طلاق نامہ لکھوانا قابل سماعت نہ ہونا چاہیے۔

کیونکہ اس کا بیان ہے کہ میں نفقہ نہیں دوں گا، میں اس کو طلاق نامہ رجسٹری بذریعہ ڈاک بھیج چکا ہوں، مسماۃ حبیب خاتون نے واپس کر دیا۔ مسماۃ خاتون انکاری ہے اور کہتی ہے کہ مجھے خبر تک بھی نہیں کہ مجھے طلاق دیا گیا اور طلاق نامہ میرے پاس نہیں بھیجا گیا۔ لہٰذا ملتمس ہوں کہ براہ عنایت ونوازش قدیمانہ کے دست بستہ عرض ہے کہ ہر دو استفتا کو بعد ملاحظہ کے حقیقت مسئلہ سے آگاہ فرمائیں۔ کیونکہ اس مسئلہ کی اشد ضرورت ہے اور جناب کی ذات والا صفات پر کمال بھروسہ ہے۔

سوال: جو عورت صالحہ نمازی اللہ اور رسول کی تابعدار ہے، احکام شریعہ کی پابند اور خاوند کی تابعدار ہر ایک حکم میں مع ہذا چار پانچ سال بعد کسی ناچاقی کے وقت میں روبروئے پنچایت اقرار نامہ لکھ دیا، جس میں شرط ہے کہ تا زندگی طلاق نہیں دوں گا

---

[1] القرآن الکریم ۱۷/۳۴

۔کیا اسے اپنے اس اقرار نامہ کے رو سے اس عورت کو طلاق دینا جائز اور درست ہے؟

اور شیر خوار لڑکی بھی اس کے پاس ہے۔

سوال متعلق سوال سابق اقرار نامہ:

سائل نے یہ بھی تحریر کرایا ہے کہ اس اقرار نامہ کے ضمن میں کہ نان ونفقہ بابت پانچ روپیہ ماہوار دیا کروں گا، خرچ نہ بھیجنے پر عورت نے حاکم کے پاس نالش کی ہے۔ مدعا علیہ کی طلبی ہوئی، اس پر جواب دعویٰ کے ساتھ وکیل نے طلاق نامہ لکھوا کر پیش کر دیا ہے۔ یہ طلاق نامہ نان ونفقہ کے نہ لازم ہونے کے لئے پیش کیا ہے کہ میں اس کو طلاق نامہ دے چکا تھا جس سے عورت انکاری ہے۔ کیا یہ طلاق نامہ اس کا ایسی صورت میں معتبر ہے اور نان ونفقہ اس پر واجب نہ ہوگا؟۔

(عبد العزیز خان)

(فتاویٰ رضویہ مع تخریج وترجمہ طبع لاہور، ۱۲/ ۳۲۸ تا ۲۳۰)

جناب عبدالرزاق صاحب بھموری، ڈاکخانہ بھیکم پور ضلع علی گڑھ

(۱)

ازبھموری

۲۳ رجمادی الاولیٰ ۱۳۳۶ھ

زید نے بذریعہ خطوط اپنی بیوی کو تین طلاقیں دیں، پہلا خط جو کہ اپنے خسر کو لکھا یہ ہے کہ میں اپنے اظہار خیالات کی اجازت چاہتا ہوں مگر آپ کی رائے کا منتظر ہوں، امید کہ مجھ کو اظہار خیالات کی اجازت دی جائے گی۔ مگر خسر نے جواب نہیں دیا۔ اس پر دوسرے خط میں لکھا ہے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ میں نے اپنے اظہار خیال کی اجازت چاہی تھی مگر قبلہ نے سکوت اختیار فرمایا۔ اب میں جرأت کرتا ہوں کہ میری شادی آپ کی لڑکی سے محض والد صاحب کی خواہش تھی، مجھ کو منظور نہ تھی اور نہ مجھ کو آپ کی صاحبزادی سے کسی قسم کا تعلق رہا اور نہ آئندہ رکھنا چاہتا ہوں۔

آج کی تاریخ سے آپ کی لڑکی کو طلاق طلاق طلاق دیتا ہوں آپ جانیں والد صاحب جانیں، اب اس خط سے جس میں طلاق ہے، اول میں انکار تھا۔ اظہار جرأت والے خط میں اقرار تھا۔ اس کے تین سال بعد زید کا خسر زید کے پاس گیا اور کہا: میری لڑکی کے ساتھ تمہارا کیا ارادہ ہے؟ اس نے کہا میرا کچھ تعلق نہیں ہے۔ اس نے کہا کہ میرے ساتھ سرائے تک چلو، تاکہ تمہارے بیان کا سرائے میں کوئی گواہ بھی ہو جائے۔ چنانچہ وہ سرائے میں آیا اور دو آدمیوں کے سامنے جن کا نام مرزا محمد

صدیق بیگ، ساکن خورجہ ضلع بلند شہر اور دوسرے کا نام حافظ فخر الدین ساکن آنولہ محلّہ پٹھانال۔ چنانچہ دونوں گواہوں کے بیانات ایک عالم محمد عبد الرشید، سہسوانی ہیڈ مولوی گورنمنٹ ہائی اسکول فرخ آباد کے سامنے بیان ہوئے۔ انہوں نے یہ بھی بیان کیا کہ میں نے یعنی زید نے پہلے خطوط میں بھی اپنی بیوی کو طلاق دے چکا ہوں اور اب بھی طلاق مکرر دیتا ہوں۔

چنانچہ وہ دونوں خطوط کی نقل اور تینوں کاغذات کی نقل دو کاغذ بیانات گواہ اور ایک کاغذ مولوی عبد الرشید صاحب موصوف کے ہمرشتہ سوال ہے۔

اب سوال یہ ہے کہ صورت بالا میں زید کی بیوی کو طلاق واقع ہوئی، یا نہیں، اگر ہوئی، تو عدت خطوط کے وقت سے شروع ہوگی، یا گواہی دینے گواہان مذکور سے؟

نقل خط اول:

قبلہ وکعبہ مدظلہ تسلیم بصد تعظیم عرصہ سے خیریت دریافت نہیں ہوئی، تردد ہے، امید کہ مطلع فرمایا جاؤں، نیاز مند کسی قدر اپنے اظہار خیالات کی اجازت چاہتا ہے، جو میری دانست میں ضروری ہے، لیکن بلا استخراج رائے جرأت نہیں کرسکتا۔ مجھے امید ہے کہ آپ میری اس قسم کی گذارش کو ضرور منظور فرمائیں گے۔ جس کی شاہدات میری نظروں میں نہایت خوش آئند و دلفریب ہیں۔　زیادہ نیاز

احقر ازلی، سید عابد علی

خط دوم بعد کا:

قبلہ نعمت وکعبہ کرامت مدظلہ العالی تسلیم بعد تکریم نیاز مند قبل اس کے اظہار خیالات کی اجازت چاہی، قبلہ نے سکوت فرمایا۔ نیاز مند خاموش ہو رہا۔ اب جرأت کرتا ہوں عرض کرنے کی، جس کو جناب منظور فرمائیں گے۔ میری شادی جناب کی دختر کے ساتھ ہوئی محض والد صاحب کی خواہش تھی، مجھ کو منظور نہ تھی، نہ مجھ کو آپ کی صاحبزادی سے کسی قسم کا تعلق رہا اور نہ آئندہ رکھنا چاہتا ہوں، بموجب شرع کے آپ لڑکی کو آج کی تاریخ سے طلاق طلاق طلاق دیتا ہوں۔ آپ جانیں والد صاحب جانیں۔

بیان مرزا صدیق بیگ گواہ جن کے سامنے عابد علی نے اپنی زوجہ کو طلاق دینے کا اقرار کیا۔ عابد علی نے ہمارے سامنے عبدالرزاق سے سرائے بلہور میں یوں کہا کہ میں نے تمہاری لڑکی کو ایک عرصہ گذرا کہ بذریعہ تحریر کے طلاق دے چکا ہوں۔ تم میری اسی تحریر پر عمل درآمد کرو اور مکرر سہ کرر کہتا ہوں کہ میں نے طلاق دی، طلاق دی، طلاق دی اور یہ لوگ مسافر مسلمان ہیں ان کے سامنے کہتا ہوں، یہ لوگ شرعی گواہ ہو چکے ہیں، یہ اشارہ ان کا ہم مسافروں کی طرف تھا۔　بقلم مرزا صدیق بیگ ساکن خورجہ ضلع بلند شہر

بیان حافظ فخر الدین ولد حافظ قیام الدین صاحب ساکن قصبہ آنولہ محلہ پٹھانال

عابد علی نے ہمارے سامنے عبدالرزاق صاحب سے سرائے بلہور میں یوں کہا کہ میں تمہاری لڑکی کو ایک عرصہ گذرا بذریعہ اپنی تحریر کارڈ رجسٹری شدہ کے طلاق شرعی دے چکا ہوں۔ تم اسی میری تحریر پر عمل درآمد کرو اور مکرر سہ کرر کہتا ہوں کہ میں نے طلاق دی، طلاق دی، طلاق دی اور یہ لوگ مسافر مسلمان ہیں ان کے سامنے کہتا ہوں، یہ لوگ شرعی گواہ ہو چکے ہیں۔ یہ اشارہ ان کا ہم مسافروں کی طرف تھا۔

العبد حافظ فخر الدین ولد حافظ قیام الدین ساکن آنولہ محلّہ پٹھانال، بقلم خود

آج تاریخ ۲/ جولائی ۱۹۱۷ء مطابق ۱۱/ رمضان المبارک ۱۳۳۵ھ سید عبدالرزاق صاحب سکنہ بھموری میرے یہاں تشریف لائے اور تین صاحب ان کے ہمراہ تھے۔ سید عبدالرزاق صاحب نے پسر عابد علی اپنے داماد کا ان کی لڑکی کو بذریعہ رجسٹرڈ تحریر موجودہ کے طلاق دینا ان تینوں ہمراہیوں میں سے دو صاحبوں کو میر عابد علی مذکور کے طلاق مذکور کے اقرار زبانی کا گواہ بیان کیا۔ گواہان مذکور الصدر نے میرے سامنے بدستخط خود اپنے اپنے بیان تحریر کئے۔ رجسٹرڈ تحریر موجودہ کا خود میر عابد علی کی تحریر ہونا اور نیز زبانی طلاق مکرر سہ کر ردینا، بخوبی ثابت ہے۔ بیانات مذکورہ ہمر شتہ تحریر ہذا ہے۔

الراقم خادم الاطبا والعلماء ابومحمد عبدالرشید ظہورالاسلام سہسوانی ہیڈ مولوی گورنمنٹ ہائی اسکول فرخ آباد

مہر و دستخط سے آج تاریخ ۲/ جولائی ۱۹۱۷ء کو روانہ کیا گیا۔ فہرست اوراق (تحریر راقم ایک، بیان، مرزا صدیق بیگ ایک، بیان حافظ فخر الدین صاحب، ایک۔ کل تین اوراق۔ (سید عبدالرزاق)

(فتاویٰ رضویہ مع تخریج و ترجمہ طبع لاہور ۱۲/ ۴۱۳ تا ۴۱۵)

جناب عبد الرشید صاحب مسجد سرمد خلیفہ، ٹرین اسٹریٹ، ۹۲ کلکتہ،

از کلکتہ (۱)

۹/ ذی الحجہ المبارک ۱۳۲۰ھ

مرجع خاص و عام ملاذ علماء کرام لازالت عتبتہم کہف الانام سلام مسنون، بریسم فدویان عقیدت کیش بجا آوردہ، گزارش یہ ہے بنگالہ کے بعض دیار میں یہ دستور نو ایجاد ہے کہ جب نوشہ شامل برات دلہن کے مکان پر جاتا ہے، تو دلہن کے اولیاء واقرباء غیر مناسب شرائط سے کابین لکھوا کر نوشہ کے اوپر دستخط کرنے پر مجبور کرتے ہیں اور درصورت عدم دستخط لڑکی دینے سے انکار کرتے ہیں، بیچارہ نوشہ بخوف ندامت وتضیع زیورات واسباب شادی جبراً وقہراً اس پر دستخط کر دیتا ہے اور بعد دستخط کرنے کے باقاعدہ رجسٹری بھی کرا دیتا ہے، حالانکہ پیشتر اس کے مجلس نکاح کے ان بیہودہ شرائط کا تذکرہ تک نہیں ہوتا ہے۔

من جملہ ان غیر مناسب شرائط کے ایک شرط یہ بھی ہوتی ہے کہ تاحین حیات منکوحہ ہذا اور کسی عورت سے ہرگز شادی ونکاح نہ کروں گا، اگر کروں تو وہ دوسری عورت بطلاق ثلاثہ بائنہ ہوگی، خواہ منکوحہ ہذا بر وقت نکاح باز ن دیگر میرے نکاح میں موجود ہو یا نہ ہو، پس دریں صورت مسئولست کہ شرعاً ایسی بھی صورت ہے کہ ناکح مذکور کو اس منکوحہ کے حین حیات میں دوسری عورت سے نکاح کرنا جائز ہو جائے، بینوا بحوالۃ الکتاب توجروا عند الوہاب، جواب بحوالہ کتب فقہیہ مع نقل عبارت مرحمت ہو۔

(عبد الرشید)

(فتاوی رضویہ مع تخریج وترجمہ طبع لاہور، ۲۲۲/۱۳، ۲۲۳)

جناب عبدالکریم ہاشم مقام لاکہ کوٹھی ڈاکخانہ بدام پور، رانگ ڈیہہ ضلع مان پور

(۱)

ازمان پور

روز پنجشنبہ تاریخ ۷ رربیع الاول ۱۳۳۴ھ

افضل الفضلاء عالم یگانہ روزگار جناب مولانا صاحب مدظلہ العالی!

بعد ادائے آداب وتسلیمات بصد تعظیم وتکریم وہدیہ سلام مسنون الاسلام، معروض خدمت سراپابرکت ہے کہ فدوی نے اپنے کارخانہ ''لاکہ کوٹھی'' میں یوم ابتدا کاروبار سے مسلم ادارہ کرلیا تھا کہ کارخانہ مذکور میں جو کچھ نفع ہوگا اس کے سولہ حصے میں ایک حصہ خاص جناب سیدنا مولانا پیردستگیر غوث الثقلین جناب محی الدین عبدالقادر جیلانی صاحب رحمۃ اللہ علیہ مرقدہٗ وقدس اللہ سرہٗ کا بطور تبرک نیاز کیا تھا اور ہے اور یوم ابتداء کاروبار سے بھی کہ جمع خرچ میں بھی ایک گناوہ جدا بنام نامی اسم گرامی محبّ صمدان جناب سید محی الدین عبدالقادر صاحب جیلانی قدس اللہ سرہٗ کے نام پاک سے موسوم کیا گیا ہے، اوراب زمانہ اس کا چند سال کا ہوتا ہے کہ روپیہ نفع کا بھی جمع ہوگیا ہے،

تصدیعہ وہ خدمت کہ وہ روپیہ کن کن مصارف دینی میں خرچ ہوسکتا ہے، یوم ابتداء کاروبار سے کوئی آج تک خاص ارادہ نہیں کیا گیا ہے اور نہ تھا کہ وہ روپیہ فلاں کارخیر میں خرچ کیا جائے گا۔

اب خلاصہ دریافت طلب مسئلہ یہ ہے کہ یہاں کی مسجد بے مرمت اور ویران پڑی ہے، اور مسلمان یہاں کے بہت غریب ہیں جن سے مرمت ہونا دشوار ہے، تو ایسی حالت میں جو روپیہ نفع کا ہے اس کو مصارف مسجد میں کیا جاسکتا ہے کہ نہیں، ایسی حالت میں علماء دین کا کیا اتفاق ہے، اور علاوہ اس کے کن کن مصارف میں وہ خرچ کیا جاسکتا ہے، بواپسی ڈاک جواب سے سرفراز فرمادیں، فقط۔ (عبدالکریم ہاشم)

(فتاوی رضویہ مع تخریج وترجمہ طبع لاہور، ۵۸۲/۱۳)

جناب عبداللہ شاہ صاحب، ہوول ضلع گورگاؤں،

(۱)

از ہوول،

معظم ومکرم قدوۃ الفضلاء فضلانا مولانا اولانا جناب مولانا مولوی احمد رضا خاں صاحب دام فیوضہ، بعد سلام مسنون،

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ ایک مولوی بنام زید اور چند مسلمان امی اس کے ہمراہ ایک پادری مذہب عیسوی کے مکان پر نشست، برخاست ایک وقت معین پر پادری صاحب کے مکان پر ہوا کرتی ہے، بروقت نشست پادری صاحب کے یہاں کے خوردونوش میں شریک ہوتے ہیں، یعنی پان وچائے وغیرہ خاص پادری صاحب کے مکان کا بنا ہوا کھاتے ہیں، اور گفتگو وغیرہ میں یہاں تک نوبت ہوتی ہے کہ جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں لفظ بے ادبانہ وہ پادری کہتا ہے، یہاں تک کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی شان میں افک وبہتان تک کی نوبت پہنچتی ہے اور حضرت زینب وزید کی شان میں لفظ گستاخانہ کرتا ہے۔

اب دوسرے مسلمان اس مولوی سے کہتے ہیں کہ پادری کے یہاں کا اکل وشرب اچھا نہیں تو وہ جواب دیتا ہے کہ کچھ حرج نہیں اور ہمارے ایمان میں کوئی فرق وخلل نہیں آتا ہے، اگر فرق آتا ہے تو ہم کو قران وحدیث سے ثبوت دو، جناب مفتی صاحب یہ امر طلب ہے کہ آیا اس مولوی کے ایمان میں خلل وفرق آیا یا نہیں اور اس مولوی کے پیچھے اقتدا جائز ہے یا نہیں، اور کوئی گناہ ہے یا نہیں، اور گناہ کیسا ہے صغیرہ یا کبیرہ؟۔

(عبداللہ شاہ)

(فتاوی رضویہ مع تخریج وترجمہ طبع لاہور، ۳۱۱/۱۴)

جناب عبدالشکور صاحب، قصبہ کسیر کلاں، ڈاکخانہ خاص، ضلع بلند شہر

(۱)

از بلند شہر

۵؍رمضان المبارک ۱۳۲۷ھ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

طریقت شعار حنفیت آثار مولانا احمد رضا خاں صاحب دام ظلکم وفضلکم،

بعد ابلاغ سلام مسنون الاسلام کے گذارش ہے کہ..... بہشتی زیور کے چھٹے حصہ میں لکھا ہے کہ مردوں کی روحیں اوقات متبرکہ شب جمعہ وغیرہ میں اپنے گھروں کو نہیں آتیں، اگر کسی ایسی ویسی کتاب میں لکھا دیکھو جب بھی ایسا عقیدہ مت رکھنا، باوجود احادیث صحیحہ اور اکثر روایات کتب معتبرہ اہلسنت وجماعت سے ارواح کا آنا ثابت ہے۔

اس باب میں ہر چند مولوی اشرف علی تھانوی سے ان سب کتابوں کے اسمائے طیبہ وحوالہ جات جن سے ارواح کا آنا ثابت لکھ کر دریافت کیا کہ یہ سب کتابیں ایسی ویسی ہیں اگر ایسی ویسی نہیں، تو ان کو ایسی ویسی کہنے کی نسبت شرع شریف میں کیا حکم ہے؟ اس پر مولوی صاحب نے جو جوابات جملہ خطوں کے بغیر دستخط اپنے تحریر فرمائے ہیں وہ قابل ملاحظہ حضور ہیں، لہٰذا ہر ایک خط کی نقل مع جوابات اس کے تحریر کی جاتی ہے۔

(عزیزی منظور مد عمرہ کا پہلا خط بنام مولوی اشرف علی تھانوی)

جناب مولوی صاحب! السلام علیکم۔

عرض ہے کہ جناب کی بعض تصنیفات مثل ''بہشتی زیور'' وغیرہ میں جملہ رسوم مروجہ اہل اسلام مثلاً قیام میلاد شریف واعراس بزرگان دین وتعیین گیارہویں شریف وطریق نیاز ایصال ثواب میت اور دعا کے لئے بروقت فاتحہ ہاتھ اٹھانا اور میت کا تیجا، دسواں، بیسواں، چہلم، سہ ماہی، ششماہی، برسی، سات جمعراتیں کرنا اور بزرگوں سے استمداد چاہنا اوران کے مزاروں پر چادریں چڑھانا اور عورتوں کو قبور اولیاء کرام پر بغرض زیارت کے جانا وغیرہ وغیرہ ناجائز وبدعت لکھا ہے۔

اوران ایام میں ہماری طرف ایک رسالہ موسومہ ''مفید آخرت'' حصہ اول ودوم چھپ کر شائع ہوئے ہیں۔ بغرض ملاحظہ جناب ہمراہ تحریر ہذا ارسال ہیں، ان دونوں حصوں میں امور متذکرہ بدلائل احادیث واقوال مشائخ کرام علماء عظام وروایات فقہ جائز ومستحسن کیا گیا ہے، اور نیز جناب نے ''بہشتی زیور'' کے حصہ چھ کے اس بیان میں جن میں ان رسموں کا بیان ہے جو کسی کے مرنے میں برتی جاتی ہیں لکھا ہے ''بعض یہ سمجھتے ہیں کہ ان تاریخوں اور جمعرات کے دن اور شب برات وغیرہ کے دنوں میں مردوں کی روحیں گھروں میں آتی ہیں اس بات کی بھی شرع شریف میں کوئی اصل نہیں ہے، اوران کے آنے کی ضرورت ہی کیا ہے۔

کیونکہ جو کچھ ثواب مردوں کو پہونچایا جاتا ہے اس کو خود اسکے ٹھکانے پہونچ جاتا ہے، پھر اس کو کون ضرورت ہے کہ مارامارا پھرے، پھر یہ بھی ہے کہ اگر مردہ نیک اور بہشتی ہے تو ایسی بہار کی جگہ چھوڑ کر کیوں آنے لگا، اوراگر بد اور دوزخی ہے تو اس کو فرشتے کیوں چھوڑیں گے کہ عتاب سے چھوٹ کر سیر کرتا پھرے، غرض یہ بات بالکل بے زور معلوم ہوتی ہے، اگر کسی ایسی ویسی کتاب میں لکھا ہوا دیکھو تب بھی ایسا

اعتقادمت رکھنا جس کتاب کو عالم سند نہ رکھیں وہ بھروسہ کی نہیں ہے"

برخلاف اس کے کہ جناب مولانا شاہ سلامت اللہ صاحب رام پوری نے اپنی کتاب "عمدۃ الفاتحہ" میں ارواح موتی کا اوقات متبرکہ میں اپنے گھروں کو آنا احادیث وکتب فقہ، اقوال مشائخ کرام وعلماء عظام سے ثابت کیا ہے، مشت نمونہ وہ روایات بھی یہاں لکھی جاتی ہیں، سنئے: اشعۃ اللمعات میں مولانا حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

"در بعضے روایات آمدہ است کہ روح میت می آید خانہ خود را شب جمعہ پس نظر می کند کہ تصدق می کنند از وے یانہ" [1]

دقائق الاخبار مصنفہ حضرت امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ میں ہے: حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہ سے منقول ہے کہ جس دن ہوتا ہے دن عید کا، یا دن جمعہ کا، یا روزہ عاشورہ کا، یا نصف شعبان، آتی ہیں روحیں مردوں کی اور کھڑی ہوتی ہیں اوپر دروازوں اپنے گھروں کے، پس کہتی ہیں آیا ہے کوئی کہ یاد کرتا ہے مجھکو، آیا ہے کوئی رحم کرے اوپر ہمارے، آیا ہے کوئی کہ یاد کرے غربت ہماری کو، اے وہ لوگو! کہ اپنے ہو تم بیچ گھروں ہمارے کے، اے لوگو! اچھے ہو تم ساتھ اس کے اور بد بخت ساتھ ہم اس کے ہوئے، اور اے لوگو! کھڑے ہو تم بیچ کشادہ محلوں ہمارے کے، اور ہم درمیان قبروں تنگ کے، اور آیا ہے اے لوگو! ذلیل کیا تم نے یتیموں ہمارے کو، اے لوگو! نکاح کیا تم نے ساتھ عورتوں ہماری کے، آیا ہے کوئی کہ یاد کرے بیچ غربت اور فقر ہمارے کے، اعمال نامے تمہارے کشادہ ہیں، اور اعمال نامے ہمارے لپیٹے گئے۔ [2]

---

[1] اشعۃ اللمعات باب زیارۃ القبور، مکتبہ نوریہ رضویہ سکھر، پاکستان، ۱/۷۱۶، ۷۱۷

[2] دقائق الاخبار

اور قریب قریب روایت اسی مضمون کی کتاب درر الحسان میں امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ تعالیٰ فرماتے ہیں: "وعن ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنھما اذا کان یوم العید ویوم العشر ویوم الجمعۃ الاولیٰ من شھر رجب ولیلۃ النصف من شعبان ولیلۃ الجمعۃ یخرج الاموات من قبورھم ویقفون علیٰ ابواب بیوتھم ویقولون ترحموا علینا فی اللیلۃ بصدقۃٍ ولو بلقمۃٍ من خبزٍ فانا محتاجون الیھا فان لم یجدوا شیئاً یرجعون بالحسرۃ" [۱]

دستور القضاۃ مصنفہ صدر الدین رشید تبریز میں فتاوی تصفیہ سے منقول ہے:

"ان ارواح المؤمنین یاتون فی کل لیلۃ الجمعۃ ویوم الجمعۃ فیقومون بفناء بیوتھم ثم ینادی کل واحد منھم بصوتٍ حزینٍ یا اھلی ویا اولادی ویا اقربائی ،اعطفوا علینا بصدقۃ واذکرونا ولا تنسونا وارحمونا فی غربتنا قد کان ھذا المال الذی فی ایدیکم فی ایدینا فیرجعون منھم باکیاً حزیناً ثم ینادی کل واحد منھم بصوتٍ حزینٍ اللھم قنطھم من الرحمۃ کما قنطونا من الدعاء والصدقۃ" [۲]

الاشباہ والنظائر میں مسطور ہے: وفیہ یجتمع الارواح [۳]۔ روضۃ الریاحین میں ہے: مذھب اھل السنۃ ان ارواح الموتیٰ فی بعض الاوقات من علیین وسجین یاتون الی اجسادھم فی قبورھم عند ما یرید اللہ تعالیٰ خصوصاً فی لیلۃ الجمعۃ ویومھا ویجلسون ویتحدثون" [۴]

---

[۱] درر الحسان فی البعث ونعیم الجنان للسیوطی [۲] دستور القضاۃ صدر الدین رشید تبریزی

[۳] الاشباہ والنظائر باب احکام الجمعۃ ادارۃ القرآن کراچی ۲/۲۳۹ ۔ [۴] روضۃ الریاحین

بخوف تطویل اس قدر ہی روایات پر بس، ورنہ اور بھی کتب معتبرہ، خزانۃ الروایات اور عوارف المعارف اور تذکرۃ الموتیٰ مصنفہ قاضی ثناء اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے ارواح موتیٰ کا اوقات متبرکہ میں اپنے گھروں کو آنا ثابت ہے، چنانچہ مولانا شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فتاویٰ عزیزی ترجمہ سرور عزیزی میں فرماتے ہیں:

مردے اوقات متبرکہ میں مثلاً شب جمعہ اور شب قدر میں اپنے ان عزیزوں کے پاس گذرتے ہیں کہ وہ عزیز ان اموات کو یاد کرتے ہیں، قدر ضرورت۔[1]

جناب! آپ کی عبارت بالا دیکھنے اور ان سب روایات کے غور کرنے سے عوام الناس نہایت مبتلائے اوہام اور مشکوک ہیں اب سوال یہ ہے کہ آپ کے اقوال قابل تسلیم یا یہ جملہ روایات منقولہ اور کتب حوالہ جات، روایات منقولہ کو کیا تصور کیا جائے۔ آیا یہ سب کتابیں ایسی ویسی ہیں، جن کی عالم سند نہیں رکھتے یا یہ کہ بھروسہ کی ہیں اور مصنفین کتب مذکورہ کے اقوال قابل ماننے کے ہیں یا نہیں؟ ''مفید آخرت'' میں جو کچھ تحقیق کیا ہے وہ صحیح ہے یا نہیں یا یہ کہ وہی درست ہے جو جناب کی کتاب ''زشتی زیور'' وغیرہ میں لکھا ہے، عنداللہ بواپسی ڈاک جواب باصواب بنظر انصاف مستفید فرمایئے تاکہ خاطر جمع ہوں۔ اللہ آپ کو اس کی جزائے خیر دے گا۔ جواب کے واسطے ٹکٹ مرسل ہے۔ ۵/ربیع الاول ۱۳۳۷ھ

---

[1] سرور عزیزی ترجمہ فتاویٰ عزیزی

(پہلے خط کا جواب از طرف تھانوی)

السلام علیکم، اگر تقلید پر اکتفا ہے، تو جو شخص آپکے نزدیک قابل اعتماد ہو اس کا اتباع کیجیے اور اگر تحقیق کا شوق ہے تو یہ خط لے کر تشریف لے آئیے، بشرطیکہ کچھ علوم دینیہ سے مناسبت بھی ہو۔

(دوسرا خط بنام تھانوی)

جناب تھانوی صاحب! السلام علیکم، کیا فرماتے ہیں، علمائے دین اس مسئلہ میں کہ آنا اپنے گھر کو ارواح موتی کا اوقات متبرکہ مثل شب جمعہ وغیرہ میں احادیث صحیحہ سے ثابت ہے، جیسا کہ اشعۃ اللمعات میں ہے:

دربعضے روایات آوردہ است کہ ارواح میت می آید خانہ خود را شب جمعہ پس نظر می کند کہ تصدق می کنند از وے یانہ۔ [1]

اور نیز اکثر کتب معتبرہ اہل سنت و جماعت، فقہ و حدیث و تفاسیر، مثل دقائق الاخبار، درر الحسان، دستور القضاۃ، فتاوی تصفیہ، اشباہ والنظائر، روضۃ الریاحین، خزانۃ الروایات، عوارف المعارف، تذکرۃ الموتی، فتاوی عزیزی، وتفسیر عزیزی میں ارواح کا آنا مسطور، لیکن جناب کی ''زشتی زیور'' کے حصہ چھ میں ''ارواح موتی کا اوقات متبرکہ میں اپنے گھروں میں نہ آنا اس شد و مد کے ساتھ مذکور کہ ''اگر ایسی ویسی کتاب میں لکھا ہوا دیکھو تب بھی ایسا اعتقاد مت رکھنا''۔

تو سوال یہ ہے کہ یہ لکھنا جناب کا کس صورت پر محمول کیا جائے، آیا سب

---

[1] اشعۃ اللمعات باب زیارۃ القبور مکتبہ نوریہ رضویہ سکھر، پاکستان ۱/۷۱۲

کتابیں مذکور الصدر جن سے ارواح کا آنا ثابت ایسی ویسی ہیں اور اگر نہیں تو ان کتابوں کو ایسی ویسی سمجھنے والے کے حق میں شرع شریف کا کیا حکم ہے؟' عند اللہ غور فرما کر جواب حق سے مع مہر اور دستخط کے دریغ نہ کریئے گا۔

۴؍ جمادی الاولیٰ ۱۳۳۷ھ

(دوسرے خط کا جواب از طرف تھانوی)

وعلیکم السلام، چونکہ انداز عبارت سے مقصود اعتراض معلوم ہوتا ہے اور جس پر اعتراض کرنا مقصود ہو اس سے استفسار کرنا نامناسب ہے۔ اس لئے جواب نہیں دیا گیا۔ کیوں کہ مقصود استفتاء سے دوسرا ہوتا ہے یعنی طلب حکم العمل اور ان دونوں غرضوں سے منافات معلوم۔

(تیسرا خط بنام تھانوی)

جناب! السلام علیکم، افسوس مسئلہ کا حل طلب جناب کو دوبارہ لکھا، لیکن جواب جواب باوجود کہ فقیر کو نہ اعتراض مرغوب، نہ کوئی مناظرہ محبوب بلکہ اظہار حق مطلوب، کتب معتبرہ اہلسنت وجماعت جن کے اسمائے طیبہ، پچھلے خطوں میں بالتصریح مذکور، جب یہ ایسی ویسی نہیں تو ان کو ایسی ویسی سمجھنے والے کی نسبت جو حکم شرع ہو اس کے لکھنے میں آپ کو کیا تامل ہے؟ ہاں! البتہ آپ کے اس لفظ ''ایسی ویسی'' کے لکھنے میں شامل ضرور ہوتی ہے۔ شاید کہ جس کی وجہ سے اظہار حق میں کچھ دریغ ہے۔ اگر بتقاضائے بشریت جناب سے کوئی سہو وخطا اس کلمہ ''ایسی ویسی'' کے لکھنے میں مضمر ہے تو آگاہیت پر ان کلمات کی واپسی میں کیا عذر ہے؟ اور اگر خاص کوئی تاویل ہے تو اس سے عند اللہ مع دستخط ومہر کے بواپسی ڈاک صاف طور سے عوام کو مطلع

فرمادیجئے گا۔ بلحاظ اس کے تا کہ ظن قائم کریں اگر آپ نے صاف صاف جواب بھی نہ دیا تو پھر مجبوراً یہی متصور ہوگا کہ آپ کو کتب معلومہ سے انحراف ہے۔ اس پر جو حکم شرعی ہوگا علمائے اہل سنت و جماعت سے استفتا لے کر بذریعہ اشتہار مشتہر کر دیا جائے گا۔ ۹ رفروری ۱۹۱۹ء

(تیسرے خط کا جواب از طرف تھانوی)

السلام علیکم، مجھ کو کچھ عرض کرنا تھا کر چکا۔ فقط

جناب من! تینوں خط مع جواب ان کے پیش خدمت ہیں۔ بعد ملاحظہ مخفی نہ رہے گا کہ مولوی صاحب نے اصل جواب کے دینے میں کس قدر اینچ پیچ لگائے ہیں اور جو مقصود سوال تھا کہ ان کے جوابات میں وہ قطعی مفقود، اب سوال یہ ہے کہ اس عبارت ''زشتی زیور'' سے کہ جس میں لکھا ہے ''ارواح موتی اوقات متبرکہ میں اپنے گھروں کو آنا اگر کسی ایسی ویسی کتاب میں لکھا ہوا دیکھو تب بھی ایسا اعتقاد مت رکھنا'' اس سے اور نیز خطوط مذکورہ کے جوابات سے یہ امر ثابت ہوتا ہے یا نہیں؟ کہ مولوی صاحب کو جملہ احادیث و روایات، کتب معتبرہ، اہل سنت و جماعت جن میں ارواح کا آنا ثابت ایسی ویسی تسلیم اور جو شخص ان سب احادیث و روایات کو ایسی ویسی کہے اس کی نسبت شرع شریف میں کیا حکم ہے؟۔

(عبدالشکور عفی عنہ)

(فتاویٰ رضویہ مع تخریج و ترجمہ، طبع لاہور ۱۴/۶۹۲ تا ۶۹۸)

جناب قاضی محمد عبدالرحمٰن متخلص بہ طالب مدرس درجہ اول سردار اسکول جودھپور

(۱)

از جودھپور

۱۸/ جمادی الآخرہ ۱۳۳۷ھ

حضرتم! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ،

بتاریخ ۱۶/ مارچ سہ رواں بروز یک شنبہ جودھپور میں مشاعرہ تھا۔ مصرع طرح ہو ہذا:

''شب عاشق سحر نہ ہو جائے'' نمبر۲ پر ایک غزل نعتیہ پڑھی گئی جس کا مطلع یہ ہے:

دل حقیقت نگر نہ ہو جائے　　نعت خیر البشر نہ ہو جائے

کیا حضور! یہ مطلع نعت میں ٹھیک ہے؟ اس کا قائل کہتا ہے کہ آپ کے دیوان میں بھی اس قسم کا کوئی شعر ہے۔ مگر وہ شعر دیوان میں دکھاتا نہیں اور خاکسار کے پاس دیوان ہے نہیں۔ لہٰذا متکلف ہوں کہ اس میں جو کچھ امر حق ہو جواب سے سرفراز فرماویں۔

(عبدالرحمٰن طالب)

(فتاویٰ رضویہ مع تخریج و ترجمہ طبع لاہور، ۱۵/۳۰۳)

جناب عبد الرحمٰن صاحب مع جماعت گھسا، احمد آباد، گجرات

(۱)

از احمد آباد

۱۰؍ شعبان ۱۳۲۹ھ

حضرت مولانا و مخدومنا فاضل اجل عالم بے بدل مولوی احمد رضا خاں صاب!

بعد آداب و تسلیمات کے آپ کی خدمت فیض درجت میں دست بستہ ملتمس ہوں کہ یہاں احمد آباد میں اسلام میں رخنہ اندازی ہو رہی ہے۔ آپ کو اللہ عزوجل نے وارث انبیا کیا ہے۔ واسطے اسلام میں اتفاق رکھنے کے بجائے اس کے اسلام میں نفسانیت کی وجہ سے نا اتفاقی از حد پھیل رہی ہے۔ کئی فتووں پر آپ کی مہر دیکھی، جس سے معلوم ہوا کہ آپ ہر دو جانب کی گفت و شنید نہیں سنتے، ایک ہی طرف کی بات سن کر حکم لگانا نا انصافی ہے۔ خیر یہاں ایک جھگڑا پڑا ہے، مسجد ایک مدت سے بن گئی ہے اور ایک مسجد اب بن رہی ہے، ہر دو جانب کے فتوے نکلے ہیں مذکور دو فتوے آپ کی خدمت اقدس میں روانہ ہیں۔ بغور ملاحظہ فرما کر جو حکم صحیح ہو روانہ کریں۔ آپ کی حق تحریر آنے سے انشاء اللہ العزیز شر مٹ جائے ایسی امید ہے۔　　والسلام

(عبد الرحمٰن)

(فتاویٰ رضویہ مع تخریج و ترجمہ طبع لاہور، ۳۲۴/۳۲۳/۱۶)

جناب عبداللطیف صاحب، مدرس قرآن شریف، سہوان ضلع بدایوں، یوپی

(۱)

از سہوان

۱۲ رصفر المظفر ۱۳۳۴ھ

محمود الاقران نعمان الزمان دامت برکاتہم، السلام علیکم وعلی من لدیکم

متولی وقف کو مال وقف بطور قرض اپنے تصرف میں لانا یا کسی مسلمان کو قرض دینا، روا یا ناروا؟۔

(عبداللطیف)

(فتاوی رضویہ مع تخریج وترجمہ طبع لاہور، ۵۷۴/۱۶)

عبدالکریم ابن قاسم صاحب، کوچہ کھٹڑ اسٹریٹ، دھوراجی، کاٹھیاوار، گجرات

از دھوراجی، (۱)

۷ رربیع الثانی ۱۳۳۱ھ

بخدمت شریف جناب مخدوم ومکرم مجدد مائۃ حاضرۃ۔

تکلیف دینے کا باعث یہ ہے کہ جو رسالہ ''کفل الفقیہ'' آپ کی جانب سے شائع ہوا ہے اس میں بعض لوگوں کو شک ہے کہ یہ رسالہ مولانا صاحب کے نام سے کسی دوسرے نے چھپوا کر شائع کر دیئے ہیں۔ اس بات کا بہت چرچا ہو رہا ہے کہ نوٹ کو مال قرار دیا ہے، وہ کس طرح سے ہو سکتا ہے۔

ہمارا اعتماد آپ کے اوپر ہے۔ مطلب ہمارا یہ ہے کہ اگر حضور کی جانب سے ''کفل الفقیہ'' شائع ہوا ہو تو آپ اپنے دست مبارک سے جواب دیں تا کہ ان پر عمل کریں اور شک دور ہو جائے اور جب تک آپ کی طرف سے جواب نہیں آئے گا وہاں تک لوگوں کو بحث بھی رہے گی اور ہم لوگوں کے دل پر شک رہے گا، تو آپ برائے خدا جلد جواب تحریر کریں۔ (عبدالکریم)

(فتاویٰ رضویہ مع تخریج وترجمہ طبع لاہور، ۱۷/۶۳۸)

جناب عبدالکریم خاں صاحب، تحویلدار شفاخانہ صدر یونانی، رام پور

(۱)

ازرام پور

۲۷/ربیع الآخر ۱۳۱۶ھ

زید و عمر نے متعین چند شرائط مفصلہ ذیل خالد سے ٹھیکہ اراضی کا بزمان واحد بغیر بیان کرنے شرکت نصف اور ربع کے لیا۔ شرط اول یہ کی کہ زر ٹھیکہ بموجب اقساط معینہ مدرجہ قبولیت وبٹہ ادا کریں گے۔ دوسری شرط یہ کی کہ ضمانت یا امانت حسب الطلب خالد کے دیں گے اور درصورت نہ دینے ضمانت اور نہ ادا کرنے کسی ایک قسط کے خالد کو اختیار فسخ اجارہ حاصل ہے۔ پس ہر دو مستاجران نے دونوں شرطوں کو وفا نہیں کیا اور نوبت دعویٰ فسخ روبرو قاضی پہنچی، تو ایک شریک کو دعوی خالد سے اقبال ہے اور دوسرے کو دعویٰ فسخ خالد سے انکار ہے۔ آیا ایسی صورت میں خالد کو اختیار فسخ اجارہ ہر دو مستاجران سے حاصل ہے یا کیا؟۔

بحضور لامع النور زبدۃ العلماء والفقہاء جناب مولانا مولوی احمد رضا خاں صاحب دام فضلہم۔

جناب عالی! صورت مسئولہ میں یہاں پر مفتیان نے بموجب اقوال تحت فیصلہ فرمایا، حضور نائب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہیں۔ لہذا استفتا منسلکہ عرض داشت ہذا ابلاغ کر کے امیدوار کہ جواب جلد مرحمت فرمایا جائے۔

قال شمس الائمة السرخسی قال بعض اصحابنا اضافة الفسخ الیٰ مجئی الشهر وغیر ذلک من الاوقات صحیح وتعلیق الفسخ بمجئی الشهر وغیر ذلک لایصح والفتویٰ علی قوله، کذا فی فتاویٰ قاضیخان [۱] ثانی : والشیوع الطاری لایفسدها اجماعا کمالو آجر ثم تفاسخا فی بعض اومات احدهما اواستحق بعضها تبقی فی الباقی [۲] عالمگیری ، مؤید آں وفی الغیاثیة رجلان آجرادارهما من رجل جاز وان فسخ احدهما برضا المساجر اومات لاتبطل فی النصف الآخر [۳]، بحرالرائق،

(عبدالکریم خان عفی عنہ)

(فتاویٰ رضویہ مع تخریج وترجمہ طبع لاہور، ۱۹/۴۵۵،۴۵۶)

---

۱ فتاویٰ ہندیہ کتاب الاجارۃ الباب الاول نورانی کتب خانہ پشاور ۴/۴۱۰

۲ // // الباب السادس عشر // ۴/۴۴۸

۳ بحرالرائق // باب الاجارۃ الفاسدۃ ایم ایچ سعید کمپنی، کراچی ۸/۲۱

(۲)

از رام پور

۲۳ر جمادی الاولیٰ ۱۳۱۶ھ

بحضور لامع النور جناب مستطاب معلّی القاب دام فیضہ،

سابق حضور نے بدرخواست فدوی فتویٰ ارسال فرمایا تھا۔ اس کو داخل عدالت کردیا۔ بجواب اس کے حاکم مرافعہ نے عدالت دیوانی کے حاکم سے صحت فتویٰ مرسلہ حضور کی طلب کی ہے۔

عالیجاہا! یہ امر ضرور ثابت ہے کہ حاکم مجوزاپنی تجویز کو خراب نہیں کرسکتا اور فتویٰ جو حضور نے کرم فرما کر ارسال فرمایا تھا اس میں جس قدر روایات مندرج ہیں بیع سے تعلق رکھتے ہیں۔

اجارہ کے معاملے میں کوئی روایت نہیں تھی، جس کی صحت حاکم مرافعہ نے کرائی ہے، اس واسطے حضور کو دوبارہ تکلیف دیتا ہوں اور نقل روبکار کی من وعن بھیجتا ہوں۔ (عبدالکریم عفی عنہ)

(فتاویٰ رضویہ مع تخریج وترجمہ طبع لاہور، ۱۹/۴۶۳)

جناب عبداللہ مسجد کلاں، چوئی زیریں، ضلع ڈیرہ غازی خاں

(۱)

از چوئی زیریں

۱۲؍رمضان ۱۳۳۵ھ

جناب حضرت مولانا وبالفضل اولانا جناب شمس العلماء و مفتی العصر سلامت،

حضور انور!

مذبوحہ فوق العقدہ کا مسئلہ جو اختلاف میں ضبط ہے۔ آں صاحب مہربانی فرما کر مرجح قول کو بدلائل تحریر فرما کر دستخط فرما دیں، تکلیف سے بالکل عفو کریں۔

(عبداللہ)

(فتاویٰ رضویہ مع تخریج و ترجمہ طبع لاہور، ۲۲۰/۲۰)

جناب عبداللہ خاں صاحب محلہ وکیل پور، شہر انبالہ

(۱)

از انبالہ

جناب مولانا صاحب!

بعد سلام علیک کے واضح ہو کہ بقرعید کی قربانی میں بکرا خصی جائز ہے یا نہیں اور جو کہ قربانی کرے اس کو روزہ رکھنا جائز ہے یا نہیں؟۔

(عبداللہ)

(فتاویٰ رضویہ مع تخریج و ترجمہ طبع لاہور، ۲۲۲/۲۰)

عبدالقادر رسیدہ جناب اصغر احمد بنگالی، محلّہ مہدی واڑہ، احمد آباد گجرات

(۱)

از احمد آباد

۱۶ رشوال ۱۳۳۴ھ

حضرت شمس العلماء اسوۃ الحکماء المحققین اعنی مخدومنا و مکرمنا جناب مولانا احمد رضا خاں صاحب حفظہم الواہب من النوائب۔

بعد الف الف سلام معروض اینکہ حضور والا کے ارشاد کے بعد جب مراجعت الی الکتب کیا فی الواقع جواب لسان وعلی الفور واجب ہے اور علامہ مناوی نے تخییر بین اللفظ والمراسلۃ لکھا ہے۔ مگر علامہ شامی نے اسی کا بعد ہی خط کا جواب دینے کو واجب لکھا ہے۔ وہولکن فی الجامع الصغیر للسیوطی رد جواب الکتاب حق کرد السلام، اگر اس میں کوئی خلاف ہو تو اصلاح فرما کر مرہون منت فرمائیں۔ فقط (عبدالقادر)

(فتاوی رضویہ طبع بمبئی، ۳۹۴/۹)

جناب محمد عبدالحمید صاحب سکریٹری بزم حنفیہ لاہور، پاکستان

(۱)

از بزم حنفیہ لاہور

۲۹ / ربیع الآخر شریف ۱۳۳۷ھ

بحضرت فیض درجت عظیم البرکت، فاضل کبیر، کامل تحریر، امام العلماء المحققین مقدام الفضلاء المدققین، عالم عظیم الشان، اعلیٰ حضرت مولانا المکرّم ذوالمجد والکرم، مولانا مولوی حاجی صوفی حافظ مفتی محمد احمد رضا خان صاحب ادام اللہ فیوضہم۔

السلام علیکم وعلی من لدیکم، مزاج مقدس!

آج فقیر بارشاد فیض رشاد فرمان واجب الاذعان سیدی وآقائی مولانا المحترم ذواللطف والکرم حضرت مولوی محمد اکرام الدین البخاری خطیب وامام مسجد وزیر خاں، خدمت میں اعلیٰ حضرت دام فیضہم کے چند سطور بتاکید مولانا ممدوح تحریر کرتا ہے کہ اعلیٰ حضرت اس مسئلہ متنازعہ کو بہ تشریح تامہ وتفصیل کاملہ صاف وشستہ مبسوط تحریر فرما کر متنازعین کے شکوک کو بدلائل واضحہ رفع فرمادیں گے اور مولانا ممدوح نے یہ بھی فرمایا کہ اس مسئلہ کی مختلف صور کی مرجح ومفتی بہ اشکال کے اظہار کا حق صرف اعلیٰ حضرت کے قلم فصیح رقم کو حاصل ہے اور اس پر یہ اثبات حکم محکم فریقین متنازعین کے قلوب میں نورانی جوہر محبت بھرنے، گوہر ڈال دینے، نااتفاقی وکشیدگی کے توہمات کو نکال دینے کا اعلیٰ حضرت ہی کو شرف حاصل ہے۔ پس یہ ارشاد مولانا ممدوح معروض بخدمت اقدس ہوں کہ جس ہبہ وتملیک کی رجسٹری بذریعہ گورنمنٹ ہو چکی ہے اور وہ برائے ملاحظہ حضرت بلفظہ نقل رجسٹری ہبہ شدہ ارسال

خدمت ہے کہ بعد وفات موہوب لہ کے واہب نے بھی زندہ رہ کر اس موہوبہ مکان کو واپس نہ کیا اور وہ موہوب لہ کی اولاد کے قبضہ ہی میں رہا۔ اب واہب کے مرجانے کے بعد ہمشیرہ دعویٰ دخل یابی کر کے موہوب لہ کے پسماندگان بیوہ ویتامی سے موہوبہ مکان کو بعد گزرجانے ۲۷ ربرس ہبہ شدہ کا رجوع کرانا چاہتی ہے۔ بحالیکہ ہبہ وتملیک کردینے کے بعد واہب نے اگرچہ موہوب لہ کا وہ باپ تھا علیحدہ کرایہ نامہ تحریر کردیا اور واپس نہ کرایا اور بطور کرایہ دار اسی میں سکونت کرتا رہا اور ۶ ربرس تک زندہ رہا۔ اب مفصل صورت سوال حسب ذیل ہے:

زید	عمرو	بکر	ہندہ
(نظر محمد)	(جان محمد)	(خیر محمد)	

زید نے اپنی حین حیات میں بلا اکراہ واجبار برضامندی خود اپنا ایک مکان زرخریدۂ خود اپنے بیٹے خورد نامی عمرو (جان محمد) کے نام ہبہ وتملیک شرائط چندے رجسٹری کردیا، جس کا خود واہب بدیں الفاظ مقر ہے کہ:

(۱) مکان موہوبہ ملکیت عمرو ہے۔

(۲) عمرو کو ہر طرح کا حق حاصل ہے کہ میری حیات میں اور بعد ممات کے اس مکان کو بیع ورہن کرکراسکتا ہے۔

(۳) مکان مذکور میں میرا یا میرے دیگر کسی لواحق کا حق کا خدشہ ہرگز نہیں۔ مکان مذکور میرا ذاتی ملکیت ہے جو عمرو کے نام ہبہ کردیا ہے کہ اب اصل مالک وہی ہے۔

(۴) زید کی حین حیات میں اس کا بیٹا عمرو فوت ہوگیا اور دوسرا بیٹا بکر زندہ رہا اور عمرو کا باپ زید عرصہ ۶ رسال بعد وفات عمرو زندہ رہا اور موہوب شدہ مکان کو زید واہب نے اپنی حین حیات میں بھی واپس نہیں لیا۔ بلکہ زید کی موجودگی میں بھی

وہ مکان صرف عمرو کی اولاد و بیوہ کے قبضہ میں رہا اور وہی اس کے کرایہ وغیرہ بھی حاصل کرتے رہے۔ پھر زید یعنی اصل واہب فوت ہوگیا۔ موجودگان از زید اصل واہب متوفی بکر (خیر محمد) ہندہ، بکر جو واہب متوفی کا بڑا بیٹا ہے اور ہندہ جو واہب کی بیٹی اور موہوب لہ متوفی کے یہ ہر دو موجودہ حقیقی ہیں اور ہندہ موہوب لہ متوفی کی اولاد کی پھوپھی ہے، زندہ موجود ہے۔

(۵) بکر کا بیان ہے کہ چونکہ میرا باپ زید میرے حقیقی بھائی عمرو کے نام مکان مذکور ہبہ وتملیک کر چکا ہے اور نیز اس نے بعد وفات عمرو کے اس ہبہ وتملیک کو واپس نہیں لیا۔ لہذا یہ ساختہ پرداختہ میرے باپ زید متوفی کا مجھ کو منظور و مقبول ہے۔ یہ مکان ملکیت عمرو کا ہو چکا، اس کے بعد اس کی اولاد وارث ہے۔

(۶) عمرو کی بہن ہندہ یہ دعوی کرتی ہے کہ یہ ہبہ وتملیک رجوع ہوسکتا ہے اور اس ہبہ شدہ مکان کو عمرو کی اولاد کے قبضہ میں جائز گردانتی ہے۔

پس مندرجہ بالا صورت متنازعہ میں یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ یہ ہبہ جو تملیک بنام عمرو ہو چکا ہے اور جس کو خود واہب زید نے بعد فوتیدگی عمرو موہوب لہ کے واپس لینے کا ارادہ ہی نہ کیا۔ اب موہوب لہ اور واہب کے فوت ہو جانے کے بعد جس کو ۱۲ر برس سے زیادہ گزر گئے اجباراً قابل رجوع ہے یا نہیں؟ (اجباراً) اور ان دونوں صورتوں میں شریعت مطہرہ کا کیا حکم ہے؟

پس اس اہم مسئلہ کو مفصل ومشرح تحریر فرما کر مشکور فرمائیں۔ عند الحنفیہ ہبہ وتملیک کا رجوع جائز ہے یا نہیں؟۔

(عبدالحمید)

(فتاوی رضویہ مع تخریج وترجمہ طبع لاہور، ۱۹/۳۵۹ تا ۳۶۱)

(۲)

ازبزم حنفیہ لاہور

۲۴؍جمادی الاولیٰ

ایک شخص نامی قمرالدین عرصہ ۴۰؍یوم سے فوت ہوگیا ہے۔اب ذیل ورثا موجود ہیں، اس کا ترکہ کس طرح تقسیم ہونا چاہیے۔

قمرالدین : میت

زوجہ اخ اخ اخت اخ لاب

(۱) زوجہ میت کی اس کی تمام پسماندہ جائداد پر قبضہ کر بیٹھی ہے۔

(۲) میت نے کسی قسم کی کوئی جائداد کے متعلق وصیت نہیں کی ہے۔

(۳) اخ (۲) مرحوم بھائی کے مکان میں ہی رہائش پذیر اوراس کے تمام کاروباراس کا معاون ومددگار رہا ہے۔

حضرت سلامت اس مسئلہ کو لاہور کے کسی مفتی نے ہاتھ نہیں لگایا۔لہذا بزم حنفیہ لاہور کے معرفت حضرت قبلہ مدظلہ العالی کے دارالافتائے اہل سنت وجماعت میں بھیجا جاتا ہے۔صورت متنازعہ محظور ہے ،لہٰذا جواب باصواب سے جلدی ممنون فرمایا جائے۔

(عبدالحمید سکریٹری)

(فتاویٰ رضویہ طبع بمبئی،۲۷۹/۲۷۸/۱۰)

جناب عبدالرحیم صاحب، دوکان محمد عمر صاحب عطار محلّہ پاٹہ نالہ، لکھنو

ازلکھنو

(۱)

حضرت قامع ضلالت، قیم و مروج سنت دامت حسناتکم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ،

جناب کا کیا ارشاد ہے اس مسئلہ میں کہ زید نے مؤذن مسجد کی اذان کے ساتھ تمسخر کیا، یعنی لفظ حی علی الصلوٰۃ سن کر مضحکہ اڑایا (بھیالٹھ چلا) آیا زید کے لئے حکم ارتداد و سقوط نکاح ثابت ہوا یا نہیں؟ اور زید کا نکاح ٹوٹا یا نہیں؟ اس کی منکوحہ اس پر حرام ہوئی یا نہیں اور بغیر دوبارہ نکاح میں لائے ہوئے وطی کرنا حرام اور زنا کاری ہے یا نہیں اور بعد علم اگر منکوحہ زید نہ مانے اور ہم بستری ہوتی رہے، تو منکوحہ زید پر بھی شرعاً جرم زنا عائد ہوگا یا نہیں؟۔

(۲) زید نے ایک مرتبہ شعار اسلامیہ داڑھی کے متعلق کہا کہ میں داڑھی نہیں رکھوں گا، مجھے ان خفاش پروں کی ضرورت نہیں، یہ بھی دین کے ساتھ استہزا اور موجب ردت وسقوط نکاح ہے یا نہیں اور زید کا عذر کہ ہم کو مسئلہ معلوم نہ تھا لہذا ہمارا نکاح باقی ہے شریعت میں مقبول ہے یا نہیں؟۔ (عبدالرحیم)

(فتاویٰ رضویہ طبع بمبئی، ۹/۲۶۹)

جناب محمد عبدالکریم مسجد مانک دفتری، باغ نمبر ۴۱ تال تلا میدان، کلکتہ

(۱)

از کلکتہ

۳؍ رمضان المبارک ۱۳۱۵ھ

پس از پیش کش قدم بوسی وناصیہ فرسائی دست بستہ معروض می دارکہ از روئے کرم فرمائی ومرحمت گستری درین مسئلہ مرسلہ بہ تحقیق خود حکم فرمایند اگر حکم موافق مسطور دست دہد از روئے فیض رسانی بر جملہ جہاں بر قرطاس مرقوم دستخط نمودہ فیض المرام بخشند مسئلہ ایں ست چہ می فرمایند علماء دین رحمکم اللہ تعالیٰ اندریں مسئلہ کوحق ارث بتقادم زمان ساقط شود یانہ؟۔

(محمد عبدالکریم)

(فتاویٰ رضویہ طبع بمبئی ۱۰؍۲۳۳)

جناب منشی قاضی عبدالحق صاحب، شہر کہنہ، بریلی شریف

(۱)

از شہر کہنہ بریلی

۳۰ ربیع الآخر ۱۳۲۷ھ

بشرف ملاحظہ خدامان بارگاہ شریعت پناہ صاحب حجت قاہرہ، مجدد مائۃ حاضرۃ حامی ملت حضرت عالم اہل سنت مدظلہم الاقدس،

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

کمترین عقیدت گزین عبدالحق پرداز ہے کہ اگر خادمان کا حرج اوقات نہ ہوتو تفصیل اس امر کی فرمادی جائے کہ ہاروت وماروت جو چاہ بابل میں قید ہیں فرشتے ہیں یا جن یا انسان؟ اگر ان کو فرشتہ مانا جائے تو عصمت فرشتوں کی کس دلیل سے ثابت کی جائے اور جلال الدین رحمۃ اللہ علیہ نے جو تاریخ الخلفاء میں لکھا ہے کہ آسمان میں ایک دروازہ پیدا ہوا اور ایک فرشتہ طوق اور زنجیر پہنے ہوئے وسط میں ظاہر ہوا اور منادی نے ندا کی کہ اس فرشتہ نے خدا کی نافرمانی کی اور اس کی یہ سزا ملی کہاں تک صحیح ہے؟ چونکہ قدیم سے میرے تمام اسقام کا چارہ اسی آستانے سے ہوتا رہا ہے اس واسطے اس سمع خراشی کی جرات پڑگئی۔

والسلام (قاضی عبدالحق)

(فتاویٰ رضویہ طبع بمبئی ۱۲/۱۹)

جناب عبدالرحیم صاحب لکڑا بازار، دورلی، کوٹھی، شملہ، کوہ

(۱)

از کوہ شملہ

۱۸/ ذی قعدہ ۱۳۳۲ھ

مخدوم و مکرم اعلیٰ حضرت مولانا مولوی احمد رضا خاں صاحب زادمجدہ،

سلام مسنون نیاز مندانہ کے بعد عرض خدمت ہے۔ زید کہتا ہے بیعت غائبانہ کوئی شئی نہیں اور زید جناب والا معتقد ہے۔ لہذا بیعت غائبانہ جس حدیث شریف سے ثابت ہو جناب والا تحریر فرما کر اور مہر سے مزین فرما کر مشکور فرمائیں۔ تا کہ زید کی تسلی کر دی جائے اور وہ اگر حاضری سے معذور ہے تو آنحضرت سے غائبانہ بیعت کا شرف حاصل کرے۔ اس کا جواب اس پتہ پر روانہ فرمائیے۔

(عبدالرحیم)

کوہ شملہ بمعرفت امام جامع مسجد عبدالرحیم کو ملے

(فتاویٰ رضویہ طبع بمبئی، ۱۲/۱۵۳)

جناب الحاج شیخ علاء الدین بازار لال کرتی، میرٹھ

(۱)

از میرٹھ

۱۱ رشوال ۱۳۳۰ھ

حامی سنت، ماحی بدعت، مخدومی و معظمی حضرت مولانا مولوی احمد رضا خاں مدظلہ العالی۔

بعد تقدیم ہدیہ سلام و مراسم نیاز مندی عرض ہے کہ مولوی عبد اللہ صاحب جنہوں نے قاعدہ استخراج تقدیم کواکب از مطالع استوائیہ مرقومہ المنک کمترین کو بتایا تھا۔ ان سے جب کمترین نے ان کے قاعدہ کی غلطی کا اظہار کیا اور جناب والا کی تحریر دکھائی اس سے ان کا اطمنان نہ ہوا اور جناب والا کی تحریر کا مفہوم ان کی سمجھ میں نہیں آیا۔

بلکہ وہ کہتے ہیں کہ یہ قاعدہ بالکل ٹھیک ہے اور میں اپنی ولایتی ستارہ میں مشاہدۂ کواکب کو دکھا کر آپ کا اطمنان کرا سکتا ہوں۔ چنانچہ کمترین نے ان سے وعدہ لیا ہے کہ بعد رمضان المبارک چند روز کے واسطے مع ستارہ بیں کے یہاں تشریف لا کر میرا اطمنان کر دیں۔ لہذا امید کہ اس وقت تک ''مسفر المطالع'' کے طبع کرانے میں توقف کیا جائے۔

زیادہ حد ادب   (شیخ علاء الدین)

(فتاوی رضویہ طبع بمبئی ۱۲/۱۷۳)

(۲)

از میرٹھ

۱۲؍شوال ۱۳۳۰ھ

حامیٔ دین متین، ناصر شرع مبین، مدظلکم العالی

بعد تقدیم ہدیہ سلام و مراسم نیازمندی، ''مطالع استوائیہ کواکب'' جو ''المنک'' میں مرقوم ہیں وہ صحیح اور حقیقی مطالع ہیں یا نہیں اور باعتبار مرکز زمین استخراج کیے گئے ہیں یا نہیں؟ امید کہ جواب سے جلد سرفرازی بخشی جائے۔ نہایت مشکور امر باعث ہوگا۔

زیادہ نیاز (عریضہ کمترین، علاء الدین)

(فتاویٰ رضویہ طبع بمبئی ۱۲؍۱۷۳)

از میرٹھ،   (۳)

۳۰رشوال المکرم ۱۳۳۰ھ

کمترین کو فی الحال بعد ملاقات مولوی عبداللہ صاحب کے بے شک یہ خیال پیدا ہو گیا تھا کہ اس ستارہ بیں کے مشاہدے سے مولوی صاحب ممدوح کے قاعدے کی تصدیق ہو جائے گی، تو اس صورت میں رسالہ معلومہ کے قاعدے میں کچھ سہو سمجھنا پڑے گا، مگر چونکہ حضور والا کی تحریر سے معلوم ہو گیا کہ رصدی آلہ کے مشاہدات سے براہین ہندسیہ کی تردید نہیں ہو سکتی۔

لہٰذا ایسی صورت میں ستارہ بیں کی مشاہدات سے استدلال فضول ہے، قبل ازیں کمترین کو گمان تھا کہ آلہ ورصد مشاہدات سے جو بات ثابت ہوتی ہے اس میں غلطی کی گنجائش نہیں ہے، اس وجہ سے کمترین نے رسالہ ''مسفر المطالع'' کے متعلق التوا کی درخواست کی تھی، مگر اب چونکہ حقیقت اس کے خلاف نکلی لہٰذا اس کے طبع کرانے میں ہرگز التوا کی ضرورت نہیں ہے، صرف ایک بات دریافت طلب یہ رہ گئی ہے کہ تقویس مطالع کواکب سے جو تقویم حاصل ہوتی ہے اس کا فرق تقدیم اصلی سے زیادہ سے زیادہ کس قدر ہو سکتا ہے، یعنی آیا ایک درجہ سے زیادہ فرق ہو سکتا ہے کہ نہیں؟ امید کہ جواب سے سرفرازی بخشی جائے۔

حضور کے دوسرے والا نامہ سے یہ بات بالکل تحقیق ہو گئی کہ تقدیس مطالع قمر سے دوسرے کواکب کی تقویم اصلی سوائے چند نادر موقعوں کے نہیں نکل سکتی، اس قدر سمع خراشی اور تکلیف دہی کی جوان تحریرات وغیرہ میں حضور والا کو ہوئی نہایت ادب سے معافی چاہتا ہوں۔   (عریضہ کمترین علاؤالدین عفی عنہ)

(فتاویٰ رضویہ طبع بمبئی، ۱۲/۴ر۱۷)

جناب عزیز اللہ صاحب (پتہ درج نہیں ہے)

(۱)

۳/ ربیع الثانی ۱۳۰۸ھ

جناب مولوی صاحب قبلہ!

بعد تسلیم نیاز کے گذارش ہے اگر زید نے عمر کو کوئی چیز ہبہ بلا عوض کی اور اس کو دس بارہ برس کا عرصہ بھی گذر گیا کہ وہ جب سے قابض و دخیل ہے، تو زید اس کو واپس کرسکتا ہے کہ نہیں؟۔

فقط

راقم خاکسار عزیز اللہ

(فتاویٰ رضویہ مع تخریج و ترجمہ طبع لاہور، ۱۹/ ۱۹۸)

حضرت مولانا شاہ عبداللہ زیب سجادہ دربار عالیہ
بھرچونڈی شریف، سکھر سندھ،

از بھرچونڈی شریف،   (۱)

۲۸/ذی قعدہ ۱۳۳۸ھ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہٗ ونصلی علی رسولہ الکریم

بخدمت تاج الفقہا، سراج العلما المدققین، حامی سنت والدین، غیاث الاسلام والمسلمین، مجدد مائۃ حاضرہ، جناب احمد رضا خاں صاحب قادری،

بعد الوف الوف تسلیمات مع التکریمات بصد آداب واضح رائے عالی یاد کہ مسئلہ ہجرت معروفہ مملوکہ در ہند وسندھ کہ بتمام جوش وخروش علماء وقت بفرضیت او قائل شدہ اند وواعظ دیہیہ وزاہد وجاہد بہ عام وخاص بمجالس مخصوصہ بشدت وحدت تمام دریں بارہ گذشتہ اند، بحدیکہ اکثر علماء وقت مقال بدیں موال رفتہ کہ ہر آنکہ ہجرت نہ کنند ویا قائل بفرضیت او نہ شوند خارج از ایمان اند، وزنان بریں شاں حرام گردند۔

آیا آں مفتی الزماں دریں مسئلہ کہ منزلۃ الاقوام است چہ فرمایند بدلائل قاطعہ وبراہین ساطعہ دریں باب چہ تحریر دارند برائے نوازش وعنایت بیرسیم حقیقت مسئلہ حق مسئولہ شتاب بجواب سرفراز فرمایند، کہ ما در فرضیت واستحبابیت ایں سخت متردد ومشلک ومضطرب حال تذبذب یابم، تاکید مزید۔ (فقیر عبداللہ قادری)

(فتاویٰ رضویہ طبع بمبئی، ۹/۵۷۹)

جناب محمد علی صاحب بروگ

(۱)

از بروگ،

۶/رجب المرجب ۱۳۳۶ھ

قبلہ وکعبہ جناب مولوی صاحب دام اظلالکم، السلام علیکم

بعد ادائے آداب دست بدستہ تسلیمات، گذارش خدمت میں یہ ہے کہ:

(۱) نماز ظہر وعصر کے وقت امام کے پیچھے مقتدی کو حسب معمول پڑھنا چاہئے یا سکوت واجب ہے؟

(۲) نماز مغرب وعشا کے فرضوں کی ادئیگی میں مقتدی کو چار رکعتوں میں سکوت لازم ہے یا اول دو میں اور آخر کی دو میں؟۔

(محمد علی صاحب)

(فتاویٰ رضویہ مع تخریج وترجمہ طبع لاہور، ۶/۳۵۱)

جناب محمد عبدالصبور صاحب (پتہ درج نہیں ہے)

۱۰ ربیع الاول ۱۳۱۷ھ   (۱)

جناب مولوی صاحب قبلہ! فیض رسال دام ظلہم،

بعد تسلیم کے عرض خدمت فیض درجت میں یہ ہے کہ ایک شخص کہ ایک لڑکا اور ایک لڑکی ہے اور ایک نواسے کو بیٹا بنایا ہے، اب وہ شخص اپنی حیات میں اپنا مال واسباب تقسیم کرنا چاہتا ہے اور یہ دریافت کرتا ہے کہ نواسے کو مثل بیٹے کے جو اسباب وغیرہ تقسیم کر کے دوں تو اس کا مواخذہ تو میرے ذمہ تو نہ ہوگا کہ بیٹی کے مقابلہ میں تو اس کو بھی مثل بیٹے کے حصہ دیا ہے، اس کا فتوی صحیح طور پر مہر لگا کر مرحمت فرمائیے گا تا کہ اس پر عمل کیا جائے۔

(کمترین بندہ محمد عبدالصبور)

(فتاوی رضویہ طبع ممبئی، ۳۹۵/۱۰)

جناب محمد عبدالحیٰ صاحب، قریب مطبع نظامی، کان پور،

(۱)

از کانپور

۱۳/ربیع الثانی ۱۳۱۴ھ

جامع الفضائل والکمالات، واقف الاحادیث والایات، حضرت اقدس سیدنا و مولانا شاہ محمد احمد رضا خاں صاحب، مدظلہ العالی،

بعد عرض تسلیم بصد تعظیم عرض ہے کہ ندوہ سے جو طوفان بے تمیزی اٹھا تھا اور جس نے بسعی مولوی شبلی اور تحریک سر سید احمد خاں تمام مسلمانوں کو اپنے عقائد اور یقین حقانیت مذہب اہلسنت والجماعت میں سست کرنے کا عزم کر لیا ہے۔

الحمدللہ! حضرت والا کی سعی سے وہ طوفان فرو ہوتا معلوم ہوتا ہے اور کچھ امید ہوتی ہے کہ گو یہ بربادی اہل اسلام کا ذریعہ قرار دی گئی تھی، مگر اصلاح ہوکر مسلمانوں کو فائدہ پہونچانے والا ہو جائے، اکثر لوگ جو شریک ندوہ ہیں وہ اس کی حماقتوں پر مطلع ہو گئے، مگر افسوس بعض ہٹ اور ضد پر جمے ہوئے ہیں۔ خدا تعالیٰ ان کو بھی راہ راست پر لائے اور مخالفین اسلام اس میں سے خارج ہوں اور علماء اہلسنت وجماعت کے اختیار میں ہو اور اس سے مسلمانوں کو نفع پہنچے اور آپ کی سعی و کوشش کا پورا پورا اثر ظاہر ہو۔ یہ معلوم ہوا ہے کہ کچھ رسائل اور مضامین اس کے ملمع اور قلعی کھولنے کے بارے میں طبع ہوئے ہیں، ان کی قیمت سے آگاہی ہو، تو بار سال قیمت طلب کر لی جائیں۔ (محمد عبدالحیٰ عفی عنہ) ۱۳/ربیع الثانی ۱۳۱۴ھ

(مکتوبات علماء و کلام اہل صفا، طبع بریلی ص:۲۸)

جناب محمد علی بخش صاحب، شہر غازی پور، یوپی،

(۱)

از غازی پور،

۱۴ر شوال المکرم ۱۳۳۷ھ

(۱) کسی بزرگ سے بذریعہ خط بیعت ہو سکتی ہے یا نہیں؟

(۲) اگر کسی شخص کو کسی بزرگ سے عقیدت ہو اور بوجہ دوری وہ شخص اس بزرگ کی خدمت میں حاضر نہ ہو سکے تو وہ شخص اس بزرگ سے کیسے مرید ہو سکتا ہے یا ہو ہی نہیں سکتا۔ (کس طرح پر)

(۳) ایک وظیفہ ایسا ارشاد فرمایئے اور اجازت دیجئے جس میں محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پڑھنا ہو، چاہے بطریق شغل قادریہ ہو یا چشتیہ وغیرہا یا کسی اور طریقہ پر ہو۔

(۴) ایک مختصر درود شریف ایسا تحریر فرمایئے اور اس کی اجازت دیجئے کہ جو غیر منقوط ہو، یعنی اس میں کسی حرف پر نقطہ نہ ہو۔

(محمد علی عفی عنہ)

(فتاویٰ رضویہ طبع ممبئی، ۱۲/۲۶۴)

حضرت علامہ مولانا مفتی عبدالعلیم قبلہ، میرٹھی، دکان ایس کریم ۹ ممبئی،

(۱)

از ممبئی،

۱۵ رصفر المظفر ۱۳۳۷ھ

کسی مسجد کے کرایہ کے روپے ورثاء واقفہ مکان کے مقدمہ دائر کرنے کے سبب کورٹ ایسیور یعنی محافظ کے پاس جمع ہیں آٹھ ہزار روپیوں کی مذکور محافظ نے پرامیسری نوٹیں خریدیں، جب مقدمہ ورثاء واقفہ اور متولیان مسجد نے آپس میں اتفاق کر کے کورٹ سے (کنٹ ڈگری لی) یعنی مقدمہ اٹھالیا، اس وقت محافظ مذکور کے پاس سے پرامیسری نوٹوں کا بیاج سالانہ سیکڑے ساڑھے تین ٹکے کے حساب سے ایک ہزار اٹھارہ روپے چودہ آنے دو پائی نقد اور چار ہزار ایک سو سینتالیس روپے نو آنے نقد بابت کرایہ متولیان مسجد کو دیئے متولیان مسجد کے قبضہ میں مذکورہ نوٹیں کئی مہینوں تک مسجد کی تجوری میں رہیں، جن کے رہنے سے مذکورہ نوٹوں کا ایک سو باسٹھ روپیہ آٹھ آنہ دس پائی بیاج بڑھا، اکثر متولیان مسجد نے آپس میں ٹھہراؤ کیا کہ موجودہ جنگ میں آپس میں اطمینان نہ ہونے کی وجہ قیمت اس وقت کم ہوئی ہے اور آئندہ اس سے بھی کم ہونے کا خوف ہے، اس وجہ سے مذکورہ نوٹوں کو جلد فروخت کیا جائے، اس وقت ایک متولی نے ترمیم کی کہ موجودہ جنگ کی وجہ سے ان کی قیمت کم ہوئی ہے۔ اس لئے فی الحال فروخت نہ کریں، جنگ ختم ہونے کے بعد مذکورہ نوٹوں کی پوری قیمت آئے گی، اس وقت فروخت کیا جائے کہ مسجد کا نقصان بھی

نہ ہوگا، اس ترمیم کی کسی نے تائید نہیں کی اور مذکورہ نوٹوں کو فروخت کرنے کے لئے ناظر مسجد کو اجازت دے دی اور اس وقت یہ بھی ٹھہراو کیا کہ مذکورہ بیاج کے روپیوں کو مسجد کے دفتر میں بیاج کے نام سے درج کیا جائے، اس وقت ایک متولی نے ترمیم کی کہ جس تاریخ کو محافظ نے مذکورہ نوٹیں خرید کی ہیں اس تاریخ سے جس تاریخ کو بکیں، اس تاریخ تک مذکورہ نوٹوں کے بیاج روپے مسجد کے دفتر میں بیاج کے نام سے جمع نہیں کئے جائیں، بلکہ وہ رقم مذکور محافظ کے حوالے کی جائیں (مذکور محافظ گیر پارسی ہے) مذکورہ ترمیم کی بھی کسی نے تائید نہیں کی، کیا متولیان مسجد مذکور بیاج کی رقم مسجد کے دفتر میں بیاج کے نام سے شرعاً درج کرنا جائز ہے؟ دیگر ہماری گورنمنٹ عالیہ مذکورہ نوٹوں کی جو اصل قیمت ہے وہی سمجھتی ہے اور اسی کے موافق آج تک مذکورہ نوٹوں کا بیاج پورا دے رہی ہے، کیا اس وجہ سے مذکورہ بیاج کی رقم کو مذکورہ نوٹوں کی پوری قیمت نہ ملنے کی وجہ سے مذکورہ نوٹوں کی گھٹی ہوئی رقم میں داخل کر سکتے ہیں؟

دیگر متولیان مسجد کو مذکورہ بیاج کے روپے مذکور محافظ سے مسجد کے لئے لینا یا ورثہ واقفہ کے شرعی حصہ میں بطور رضا مندی باہمی کے دینا جائز ہے یا نہیں؟ لہذا از راہ ہمدردی ملی واحساس دینی مذکورہ بالا کی بابت شرعی حکم بصورت فتویٰ تحریر فرما کر مسلمانوں کو ورطۂ گمراہی سے نجات دیں اور خداوند عالم سے دینی واخروی اجر حاصل فرمائیں۔ وما علینا الا البلاغ

خیر خواہ، السلام (عبد العلیم عفی عنہ میرٹھی)

(فتاویٰ رضویہ مع تخریج وترجمہ طبع لاہور، ۷/۳۹۳،۳۹۲)

حضرت مولانا عبد الغنی صاحب، کوچہ ٹنڈا شاہ، گڑھ کرپا سنگھ، امرتسر

(۱)

از امرتسر

۲۱ ربیع الآخر شریف ۱۳۲۰ھ

بخدمت شریف جناب فیض مآب، قامع فساد و بدعات، دافع جہالت وضلالت، مفخر العلماء الحنفیہ، قاطع اصول الفرقۃ الضالۃ النجدیہ مولانا مولوی احمد رضا خاں صاحب، متعنا اللہ بعلمہ، تحفہ تحیات وتسلیمات مسنونہ رسانیدہ۔

دلی مراد واضح ہو کہ جب سے اس علاقہ میں قادیانی فتور وفساد برپا ہوا ہے، قانونی آزادی کی وجہ سے اس بے دین اسلام کے ڈاکو پر علماء کی گرفت نہ ہو سکی، ابھی ایک واقعہ حنفی شخص کے یہاں ہوا ہے کہ اس کے نکاح میں مسلمان عورت تھی، وہ شخص مرزائی ہو گیا، اس کی مذکورہ عورت نے اس کی کفریات سن کر اس سے علیحدگی اختیار کر کے اپنے والد کے گھر چلی گئی۔ لہٰذا اس واقعہ اور آئندہ سدباب اور مرزائیوں کی تنبیہ کے لئے یہ فتویٰ طبع کرایا ہے۔ امید ہے کہ آپ بھی اپنے مہر اور دستخط سے اس کو مزین فرمائیں گے، جو کہ باعث افتخار ہوگا، ندوہ کا ایک نمائندہ مولوی غلام علی ہوشیار پوری دو ماہ سے امرتسر میں آیا ہوا ہے۔ میں نے یہ فتوی اس کے پاس بھیجا تا کہ وہ دستخط کر دے، تو اس نے کہا کہ اگر میں نے اس فتوی پر دستخط کیا تو ندوہ والے مجھ سے ناراض ہو جائیں گے، اس کے منہ میں خاک ہو، اس کی اس بات کی وجہ سے شہر کے لوگ ندوہ والوں سے نہایت بدظن ہو گئے ہیں۔ مزید کیا لکھوں، جزاکم اللہ عن الاسلام والمسلمین۔ (ترجمہ از فارسی) (بندہ کثیر المعاصی واعظ محمد عبد الغنی)

(فتاویٰ رضویہ مع تخریج وترجمہ طبع لاہور، ۱۵/۳، ۵۷۶،۵۷)

جناب مولانا عبدالرحیم مکرانی، محلّہ جمع دار، گل محمد مکرانی، کراچی، پاکستان

از کراچی　　(۱)

۲۷ رشعبان المعظم ۱۳۱۳ھ

اگر بچوں کی جماعت قرآن پڑھ کر یا دوسرے نیک اعمال کر کے اس کا ثواب مردوں کو بخشے تو شرعاً پہنچتا ہے یا نہیں کتاب کی سند سے واضح جواب دیں اور خدا کے یہاں حسن انجام کا ثواب لیں۔

حضور! خالصاًللہ اس سوال کا جواب شافی عبارت اور کتب فقہ حنفی وحدیث شریف کے دلائل سے کتب فقہ کے حوالوں کے ساتھ تحریر فرما کر اور وہاں کہ علماء اعلام کی مہریں ثبت فرما کر ارسال فرمادیں، خدا کے یہاں بڑا اجر پائیں گے، اور لوگ شکر گذار رہوں گے اس مسئلہ میں بندر کراچی کے علما میں مباحثہ اور اختلاف واقع ہوا ہے۔ آخر طرفین نے یہ طے کیا کہ بریلی کے علمائے کرام جو جواب دیں۔ وہ جانبین تسلیم کریں۔　　(ترجمہ از فارسی)

(عبدالرحیم عفی عنہ)

(فتاویٰ رضویہ مع تخریج وترجمہ طبع لاہور، ۹/۶۳۰، ۶۲۹)

مولانا عبدالحق مدرس مدرسہ عربیہ کٹھورا اسٹیشن سائن سورت، گجرات

(۱)

از سورت

۱۵ر جمادی الآخرہ ۱۳۱۰ھ

اس جائے پر بروز جمعہ بین الخطبتین کے جلسہ میں ہاتھ اٹھا کر دعا آہستہ مانگی جاتی ہے اور بعضے لوگ اس کو مکروہ شدید و حرام و بدعت سیئہ و شرک قرار دے کر اس فعل کو منع کرتے ہیں۔ لہٰذا التماس یہ ہے کہ اس کے جواب باصواب سے جو دافع جدال ہو تحریر فرما کر رفع خصومت بین المسلمین فرمائیں۔

(عبدالحق عفی عنہ)

(فتاویٰ رضویہ مع تخریج و ترجمہ طبع لاہور ۸/۴۷۷)

حضرت مولانا عبدالحکیم صاحب موضع بھدور، ڈاکخانہ سرمرہ ضلع پٹنہ بہار

(۱)

از پٹنہ

۴ر ذی قعدہ ۱۳۳۳ھ

ورثۃ الانبیاء کیا حکم دیتے ہیں اس مسئلہ میں کہ من جانب میت جو قربانی دی جائے اس گوشت کو کس طرح تقسیم کیا جائے، اس کا رواج ہے کہ ایک حصہ خویش واقربا کو اور ایک وقف علی المساکین اور تیسرا حصہ وقف کیا جاتا ہے، مع دلیل ارشاد ہو۔

(عبدالحکیم عفی عنہ)

(فتاویٰ رضویہ مع تخریج و ترجمہ طبع لاہور ۲۰/۴۵۵)

محمد علاء الدین پیش امام جامع مسجد بلرام پور، رانگاہ دیہہ ضلع مان بھوم

از مان بھوم

(۱)

ایک شخص اپنا شجرہ مجھ سے پڑھانے لگا۔ اس میں پہلے مولانا وارث حسن کا نام تھا، اس کے بعد رشید احمد گنگوہی کا نام تھا، رشید احمد گنگوہی کا نام پڑھتے ہی میں نے اس شجرہ کو نہیں پڑھا۔ کیونکہ ''حسام الحرمین'' نے ان کے حال سے اچھی طرح باخبر کر دیا ہے۔ مہربانی فرما کر ایک فہرست مطبع اہل سنت و جماعت کی مخصوص اپنے تصنیفات کی مرحمت فرمائی جائے اور ذیل کے استفسار پر کرم فرما کر جواب سے مشرف فرمایئے۔ مولانا وارث حسن کا کیا مذہب ہے؟۔

(محمد علاء الدین عفی عنہ)

(فتاویٰ رضویہ مع تخریج و ترجمہ طبع لاہور ۱۴/ ۲۷۸)

حضرت مولانا عبد الاول صاحب ملا ٹولہ، جون پور، یوپی

(۱)

از جون پور

۶ ر رمضان المبارک ۱۳۳۵ھ

یہ جواب صحیح ہے یا نہیں، اگر صحیح ہو، تو اور بھی دلائل سے مبر ہن و مزین فرما کر مہر و دستخط سے ممتاز فرمایا جائے۔

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ ایک شخص مسلمان ممتحن نے زیر نگرانی دو شخص مسلمان کے پرچہ زبان دانی انگریزی سے عربی میں ترجمہ کرنے کے لئے مرتب کیا، جس میں سب سے بڑے سوال میں نصف نمبر رکھے تھے۔

حضرت رسالتماب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شان مبارک میں گستاخی اور توہین کے فقرات استعمال کیے، تا کہ مسلمان طالب علم لامحالہ مجبور ہو کر اپنے قلم سے جناب رسالتماب صلی اللہ علیہ وسلم کی معصوم و قدس شان میں بدگوئی لکھیں، جو برائے فتویٰ ذیل میں درج کیے جاتے ہیں۔

'' ابن عبد اللہ نے اس قبیلہ میں تربیت پائی تھی جو عرب کی اصلی زبان بولنے کے لحاظ سے شریف ترین تھا اور اس کی فصاحت کی سنجیدگی با موقع سکوت پر عمل کرنے سے تصحیح اور ترقی ہوتی رہی باوجود اس فصاحت کے محمد ایک ناخواندہ

وحشی تھا، بچپن میں اسے نوشت وخواند کی تعلیم نہیں دی گئی تھی۔ عام جہالت نے اسے شرم اور ملامت سے مبرہ کردیا تھا۔ مگر اس کی زندگی ایک ہستی کے تنگ دائرہ میں محدود تھی اور وہ اس آئینہ سے (جس کے ذریعہ سے ہمارے دلوں پر عقلمندوں اور نامور بہادروں کے خیالات کا عکس پڑتا ہے) محروم رہا۔ تاہم اس کی نظروں کے سامنے ان کتابوں کے اوراق کھلے ہوئے تھے جس میں قدرت اور انسان کا مشاہدہ کرتا کچھ تمدنی اور فلسفی توہمات جو اسے عرب کے مسافر پر محمول کیے جاتے ہیں پیدا ہوگئے تھے"۔

جس شخص نے پرچہ مرتب کیا اور جن لوگوں نے اس کی نظر ثانی کی وہ لوگ بوجہ استعمال الفاظ ناشائستہ جو بلا ضرورت شان حضرت جناب رسالتماب میں کیے گئے، وہ بوجہ اس گستاخی کے دائرہ اسلام سے خارج ہوگئے یا نہیں؟ اور ان کی کیا سزا اور ان کی بابت شرع شریف میں کیا حکم ہے؟

فقط

راقم مسلمانان جون پور

(فتاوی رضویہ مع تخریج وترجمہ طبع لاہور ۱۴/۲۹۶)

جناب حافظ عبداللہ صاحب مدرس مدرسہ اسلامیہ، گونڈہ، یوپی

(۱)

از گونڈہ

۱۶ر جمادی الآخرہ ۱۳۱۸ھ

کتاب ''غفران المبین'' مولفہ محی الدین غیر مقلد میں لکھا ہے کہ جناب قاضی ابو یوسف صاحب آخر سال پر اپنا مال اپنی بی بی کے نام ہبہ کر دیا کرتے تھے اور اس کا مال اپنے نام ہبہ کرالیا کرتے تھے تاکہ زکوۃ ساقط ہو جائے۔ یہ بات کسی نے امام ابو حنیفہ صاحب سے نقل کی، انہوں نے فرمایا کہ یہ ان کے فقہ کی جہت سے ہے اور درست فرمایا۔ چنانچہ اس امر کو ایک عالم صاحب مقلد نے بھی تصدیق کیا، بلکہ یہ کہا اس معاملے کو امام بخاری صاحب نے بھی درج کتاب کیا ہے اور بہت نفرت کے ساتھ لکھا ہے۔ اس کی تشریح وتوضیح مدلل فرمائی جائے۔

(عبداللہ عفی عنہ)

(فتاوی رضویہ مع تخریج وترجمہ طبع لاہور ۱۰/۱۸۹)

حاجی عیسیٰ خان محمد صاحب، دھوراجی، کاٹھیاوار، گجرات

از دھوراجی (۱)

۲۱ رصفر المظفر ۱۳۳۷ھ

قحط سالی میں مسلمان لوگ چندہ کر کے روپیہ جمع کر کے گندم چھ روپیہ کے بھاؤ سے ایک من خرید کر چار روپیہ کے بھاؤ سے مسلمان غریب لوگوں کو دینا اور جو دو روپیہ کا نقصان ہوتا ہے وہ مال زکوۃ سے ادا ہوگا یا نہیں اگر نہ ہوتا ہو، تو کس صورت سے ادا ہو۔

مہربانی فرما کر جلدی عنایت فرمائیں، بہت ضروری ہے، یہاں پر بالکل بارش نہیں ہوئی ہے اور غریب مسلمان لوگوں کو بہت ضرورت ہے۔ اس مسئلہ کا سوال بنا کر جواب لکھ کر روانہ کر دینا۔ (حاجی عیسی خان محمد)

(فتاویٰ رضویہ مع تخریج و ترجمہ طبع لاہور ۱۰/۲۷)

جناب عبدالعزیز صاحب ہیڈ کانسٹبل، دفتر پولیس، امرتسر، پنجاب

(۱)

ازامرتسر

۲۷ رصفر المظفر ۱۳۳۲ھ

بعد سلام علیک حضور کی خدمت میں میری عرض یہ ہے کہ مجھے درود شریف جونماز میں پڑھا جاتا ہے۔اس کی یا کسی دوسرے درود شریف کی جو سب درودوں سے افضل ہو اجازت فرمائیں مجھے درود شریف یا کلمہ شریف یا استغفار پڑھنے کا نہایت شوق ہے۔ خدا حضور کو اجر دے گا، عام پر راستہ چلتا ہوں، ودیگر بازار وغیرہ جگہ میں بھی پڑھتا ہوں، مجھے عام طور پر درود شریف ہر جگہ پڑھنے کی اجازت ہے یا نہیں؟۔

حضور برائے مہربانی تحریر فرمائیں، میں ہر وقت وظیفہ رکھنا چاہتا ہوں یا آیت کریمہ کا یا کوئی دوسرا، یہ اس لئے کہ محبت خدا ورسول کی پورے طور پر حاصل ہوجائے جناب مہربانی کر کے ضرور بالضرور جلد مجھے آگاہ کردیں۔درود شریف یا کلمہ شریف اور استغفار کی نسبت ضرور بالضرور تحریر فرمائیں ۔ انشاء اللہ تعالیٰ تحریر حضور پر عمل درآمد ہوگا۔

(عبدالعزیز عفی عنہ)

(فتاوی رضویہ مع تخریج وترجمہ طبع لاہور ۱۸۳/۶)

جناب عنایت اللہ خاں ڈپٹی پوسٹ ماسٹر، رام نگر، ضلع نینی تال، یوپی

(۱)

از رام نگر

۲۶/ذی قعدہ ۱۳۱۲ھ

قبلہ وکعبہ دارین دام ظلکم!

کلمہ طیبہ شریف جب ورد کر کے پڑھا جائے تو اس میں ہر کلمہ پر جب نام نامی حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا آوے درود پڑھنا چاہئے یا ایک مرتبہ جب کہ وہ جلسہ ختم کرے۔

(عنایت اللہ خاں)

(فتاویٰ رضویہ مع تخریج وترجمہ طبع لاہور ۶/۲۲۱)

جناب حاجی عبداللہ حاجی یعقوب، منڈی، افریقہ،

(۱)

از افریقہ

۲۴ محرم ۱۳۳۱ھ

منڈی شہر میں سب آدمی مذہب شافعی ہیں اور حنفی مذہب والے ہم چند آدمی ہیں۔ اب یہاں پر روزے ۲۹ رہوئے، ۳۰ رکی رات کو ابر بہت ہونے کے سبب سے چاند دیکھنے میں نہیں آیا، لیکن بعد نماز مغرب کے تین شہروں سے ٹیلیگراف آئے کہ ہم نے چاند دیکھا ہے شوال کا اور کل عید ہے۔ لیکن یہاں کے قاضی صاحب نے ٹیلیگراف کی خبر کو قبول نہ کیا اور تراویح کی نماز پڑھی اور پڑھائی اور روزہ بھی سب سے رکھایا، لیکن جب سورج طلوع ہوا بعد دوساعت کے منڈی شہر کے آس پاس کے باغیچوں سے آدمی آئے۔ انہوں نے گواہی دے دی کہ ہم نے چاند دیکھا، تب قاضی صاحب نے شاہدوں سے گواہی لے کر روزہ کھولنے کا حکم دیا۔ تب تمام آدمیوں نے روزہ توڑ دیا اور خود بھی قاضی صاحب نے روزہ توڑ دیا۔ اس دن بہت دیر ہونے کے سبب سے عید کی نماز نہیں پڑھی گئی، دوسرے دن عید کی نماز ہوئی۔ اب ہم کو دوسرے آدمی کہتے ہیں کہ ہم کو ایک روزہ قضا کرنا چاہیے اب ہمارا سوال یہ ہے کہ کیا ہم کو ایک روزہ قضا کرنا پڑے گا؟

(حاجی عبداللہ حاجی یعقوب)

(فتاوی رضویہ مع تخریج و ترجمہ طبع لاہور ۱۰/۲۲)

جناب عبدالعزیز صاحب، نیاپورہ، کوٹہ، راجستھان

از کوٹہ

(۱)

۱۹/ذی قعدہ ۱۳۳۴ھ

قاضی شہر کے علاوہ اگر کوئی دوسرا شخص پابند شرع شریف کے مطابق نکاح پڑھاوے یا دیگر مسلمان نکاح پڑھاوے اور اس کا اندراج رجسٹر قاضی شہر میں نہ ہو تو کیا وہ ناجائز ہے؟ اس کا جواب بھی دیجئے۔   فقط

(فتاویٰ رضویہ مع تخریج و ترجمہ طبع لاہور ۱۱/ ۲۸۶)

حضرت مولانا عبدالحمید صاحب، رام پور بیگم گنج، نواکھالی، بنگلہ دیش

(۱)

از رام پور

۶ محرم الحرام ۱۳۲۲ھ

بگرامی خدمت فیضدرجت مجمع الفضائل منبع الفواضل کاشف دقائق شرعیہ، واقف حقائق عقلیہ ونقلیہ محی السنۃ النبویہ معروج الاحادیث المصطفویہ صاحب التحقیقات الرائقہ زبدۃ السعادات الفائقہ اعنی جناب مولانا مولوی شاہ احمد رضا خاں صاحب دامت افضالہم۔

بعد آداب تسلیمات فراواں وکورنشات بیکراں معرض آں خدمت یہ ہے، جناب حضور نے جو فتوائے طلاق معلق بالصلوٰۃ کی تحریر فرما کر ارسال فرمائے تھے، بندہ گم گذشتہ نے ملک کو بھیج دیا اور سب علمائے موافقین ومخالفین نے دیکھ کر بہت ذنسدین حاصل کیں۔ بلکہ سب علماء متفق ہوکر بسبب فرمان فتوائے موصوف کے زوج احمد سے زوجہ مغلظہ کو علاحدہ کیا تھا اور اس پر بہت دن گذر گئے۔

مگر مولوی وجیہہ اللہ جو دیوبند سے عنقریب تحصیل کر کے گھر کو گئے اس نے زوج احمد کو کہا کہ تمہارا زوجہ مطلقہ مغلظہ نہیں ہوئی۔ تم ہماری رائے پر چلو تو ہم فتاوائے ہند کو مردودہ کردیں گے۔ چنانچہ احمد علی بھی بوجہ نفع اپنے کے اور بوجہ تعلیل اپنے قول سے منکر ہو گئے۔ یعنی جو پہلے تعیم کہ منکر اور تخصیص کے راجع۔ اب بعد چندیں مدت اپنی نیت ظاہر کرتے ہیں کہ نیت ہمارا علی الابد کے لئے ہے اور مولوی وجیہ اللہ نے اس وقت کے نیت کے مطابق ایک فتویٰ بھی لکھا ہے۔ وہی فتویٰ آپ کی خدمت عالی میں ارسال

کرتا ہوں اور فتویٰ تحریر کر کے احمد علی کو مدعی بنا کر کچہری میں مقدمہ دائر کئے ہیں۔

بعدہ اس کے فتویٰ اور آنحضور کی تحریر مبارک دونوں کچہری میں پیش ہوا اور مولوی وجیہ اللہ کو اور اس کے طرف کے علماء کو حاکم نے طلب کیا اور دونوں فتویٰ کے مطالب حاکم کو سمجھا دیئے، مگر مولوی وجیہ اللہ نے حضور کے فتویٰ پر اور مذہب کے قیل وقال ناشائستہ بیان کیا۔ مگر حاکم کے نزدیک کچھ اعتبار نہیں ہوا اور حاکم نے خود کہا کہ جناب مولانا شاہ احمد رضا خاں صاحب کو میں خوب جانتا ہوں اور ان کی حالت مجھے خوب معلوم ہے اور دیو بند کے علماء لا مذہب کو بھی معلوم ہے کہ میں ہند کی سیر کرنے والا ہوں۔

مولوی وجیہ اللہ نے کہا کہ صاحب! زجراً وتنبیہاً بغرض نصیحت طلاق دینے سے طلاق نہیں ہوتی اور دلالت حال ویمین الفور کا شرعاً کچھ اعتبار نہیں ہے۔ اگر تسلیم بھی کیا جائے کہ طلاق مغلظہ واقع ہوگئیں، تاہم بوجہ رجعت کے اولین طلاق باطل بعد وجود طلاق بلا شرط دیا ہے اس کے لئے رجعت جائز ہے اور دلیل بھی بیان کیا، اس وجہ سے حاکم کے دل میں خدشہ پیدا ہوا۔ حاکم نے اس طرف کے علماؤں کو فرمایا کہ آپ لوگ مولانا موصوف سے بیس دن کے اندر مولوی وجیہ اللہ کا رد جواب منگوایئے۔ ورنہ یہ شبہ کس طرح دور ہو سکتا ہے اور حاکم نے بیس روز مقدمہ کا حکم مؤخر کر دیئے۔

اپنوں دستہ بستہ ہو کر عرض کرتا ہوں کہ آپ از روئے مہربانی وشفقت گذاری کے پندرہ یا سولہ روز کے اندر جواب تحریر فرما دیجئے اور ہم لوگوں کو بہر غموم سے خلاص کر لیجئے، ورنہ جمیع علماؤں کی بلکہ ملک ہند کی بھی بدنامی کی بات ہے۔

زیادہ کیا عرض کروں۔ (عرض گذار خادم عبد المجید عفا اللہ عنہ)

(فتاویٰ رضویہ مع تخریج وترجمہ طبع لاہور ۱۳/۱۵۵/۱۵۶)

جناب قاری عبدالرحمٰن صاحب، گولڑہ، ضلع راولپنڈی، پاکستان

(۱)

از گولڑہ

۷؍جمادی الآخرہ ۱۳۳۳ھ

جناب علی مدظلہ العالی! ان دونوں فتوی کی نسبت جناب کی کیا رائے ہے یعنی واقعی غیر مسلم مسلمانوں کا قاضی ہوسکتا ہے، جیسا کہ مفتی عبداللہ صاحب نے تحریر فرمایا ہے۔ والتسلیم

(نقل فتوی مطبوعہ مستشار العلماء)

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے حنفیہ اس بات میں کہ ھندوستان میں جج عدالت دیوانی کا جو انگریز ہو، شرع محمدی کے بموجب قاضی ہے یا نہیں؟۔

(قاری عبدالرحمٰن)

(۱) مطبوعہ مطبع فاروقی دہلی سید عبدالسلام ۲۹؍جون جمع کردہ لطف الرحمٰن ساکن کرنال، متعلق ابطال وقف نواب عظمت علی خان جاگیردار کرنال جن کو ڈپٹی کمشنر کرنال نے بحیثیت جج دیوانی حکماً مجور کردیا تھا۔ اس کے بعد انہوں نے وقف نامہ مورخہ ۲۵؍اگست ۱۹۰۸ء رجسٹری شدہ ۲۵؍ستمبر ۱۹۰۸ء لکھا۔ اس فتوے میں یہ ثبوت دینا چاہا ہے کہ جج انگریز قاضی شرع ہے اور اس کے احکام مثل قاضی شرع مثبت احکام شرعیہ ہیں۔ اس کے ساتھ دوسرا فتویٰ اسی مستشار العلماء کا چھپا ہے کہ جب جج قاضی شرع ہے اور قاضی کا حجر جائز تو عظمت علی خاں مجور ہوگئے اور وقف باطل ہے۔ ۱۲

(فتاویٰ رضویہ مع تخریج وترجمہ طبع لاہور ۱۸؍۵۱۱؍۵۱۲)

حضرت محمد عبد الصمد عرف صوفی قادری برکاتی نوری ابوالحسینی

رمضان پور ڈاکخانہ خاص، ضلع بدایوں، یوپی

(۱)

از بدایوں

۱۴ رجب ۱۳۲۷ھ

میت کو جس وقت دفن کر کے واپس آتے ہیں کتب ہائے سابقہ سے یہ بات ثابت ہے کہ ملائک قبر میں آتے ہیں، پھر میت کو زندہ کر کے حساب لیتے ہیں ،اس بات کا ثبوت کسی نص صریح میں یعنی اشارۃ النص یا دلالت النص ایک فرقہ جدید پیدا ہوا ہے جو اپنے آپ کو اہل قرآن ظاہر کرتے ہیں وہ اس بات کے منکر ہیں اور کہتے ہیں کہ زندہ کرنے کا ایک وقت معینہ مقرر ہے جس کو قیامت کہتے ہیں باقی سب لغویات ہیں۔ سائل بڑے فکر و تردد میں ہے کہ کس طرح سے جواب اس فرقہ بد کو دیا جائے۔

(عبد الصمد عفی عنہ)

(فتاویٰ رضویہ طبع بمبئی، ۹۲/۱۱)

پیر محمد عبداللہ بمعرفت سلطان احمد خاں، محلّہ بہاری پور،
بریلی شریف، یوپی

(۱)

از بریلی

۸/ربیع الآخر شریف ۱۳۳۸ھ

حالت مندرجہ ذیل کب واقع ہوگی۔ زہرہ برج حوت میں طالع ہواور قمر برج سرطان میں بنظر تثلیث زہرہ ہو، لیکن نتربیع و بمقابلہ مریخ ناظر بزحل نہ۔

امید کہ ماہران علم ہیئت جواب باصواب دیں۔

(پیر محمد عبداللہ)

(فتاویٰ رضویہ طبع بمبئی، ۱۰۱/۱۱)

جناب شیخ عمر صاحب نصیر آباد، راجستھان

از نصیر آباد　　(۱)

۵ ربیع الاول شریف ۱۳۳۷ھ

اگر کسی کتاب میں امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے قول یا فعل سے کھانے پر فاتحہ ہاتھ اٹھا کر پڑھنے کا ثبوت ہو، تو برائے مہربانی اس کتاب کا نام اور صفحہ سے بہت جلد اطلاع دیں کیوں کہ ایسا دعویٰ عبدالحکیم غیر مقلد کرتا ہے جس کے پرچہ کی نقل جو میرے پاس آیا ہوا ہے کر کے خدمت میں روانہ کرتا ہوں۔ ملاحظہ فرمائیں۔

(نقل رقعہ یہ ہے)

میں عبدالحکیم اس بات کا اقرار کرتا ہوں کہ اگر کوئی عالم امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ سے یہ ثابت کر دے کہ انہوں نے کھانا آگے رکھ کر ہاتھ اٹھا کر فاتحہ پڑھنے کا حکم دیا ہے تو میں اس کام کو کروں گا اور اعلانیہ لوگوں میں توبہ کروں گا اور سو روپے کی مٹھائی اس کے شکریہ میں تقسیم کروں گا۔　　(شیخ عمر عفی عنہ)

(فتاویٰ رضویہ طبع بمبئی ۱۲/۷۷)

جناب مولانا عبداللہ صاحب امام مسجد منہاران، کیلاس پور، ضلع سہارنپور

(۱)

از کیلاس پور

۸/محرم الحرام ۱۳۳۶ھ

میں سورۂ واقعہ کی زکوٰۃ ادا کرنا چاہتا ہوں، جس کا طریقہ یوں لکھا ہے کہ شروع چاند میں جو پہلی جمعرات کے دن بعد نماز مغرب اول وآخر درود شریف کے بعد چھ مرتبہ سورہ مذکورہ کی تلاوت کرے اور پھر دوسرے روز پانچ بار پڑھے۔ اسی طرح دوسری جمعرات آنے تک پانچ بار پڑھتا رہے۔ دوسری جمعرات کو سورہ شریف پانچ بار پڑھ کر مع درود شریف کے اس ہفتہ کی تلاوت خدا کی نذر کرے اس کے بعد فوراً پھر مع درود شریف چھ بار سورۂ شریف کی تلاوت کرے اور بعدہ روزمرہ بدستور تیسری جمعرات آنے تک پانچ بار پڑھے، اس ہفتہ کا اس کا ثواب حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو بخشے اور پھر فوراً از سرنو شروع کرے اور ترتیب بالا جمعرات تک کرے اس ہفتہ کا ثواب جمیع ارواح مومنین کو ہدیہ عمل تمام ہو۔ لہٰذا حضور اجازت اس عمل مجھے دیں، اس میں جو کچھ غلطی ہو تو اصلاح فرمادیں اور ایک شخص نے مجھ سے سوال کیا ہے کہ سورۂ یٰسین میں اللہ تعالیٰ کے اسما میں سے ایک اسم رکھا گیا ہے اور وہ اسم سورۂ یٰسین کے وسط میں ہے۔ اس کے پانچ کلمہ اور سولہ حروف منقوط ہیں اور دو حرفوں پر اوپر نقطے ہیں اور دو حرفوں کے نیچے ہیں۔ لہٰذا میں نے بہت تلاش کیا، لیکن مجھے پتہ نہ چلا امید کہ آپ اس مشکل کو حل کریں۔

(عبداللہ عفی عنہ)

(فتاویٰ رضویہ طبع بمبئی، ۱۲/۲۵۰)

جناب عبدالغفار خاں صاحب قصبہ کٹرہ، تحصیل تلہر، ضلع شاہجہاں پور

(۱)

از شاہ جہاں پور

۱۵/ربیع الاول شریف ۱۳۳۸ھ

میں نے اگلے سال گائے قربان کی تھی، اس کی کھال فروخت کر کے اور وہ روپیہ میں نے خدا کی راہ میں اس طرح پر خیرات کیا کہ کھانا پکایا اور بھوکوں کو تقسیم کیا اور مجھ کو محرم میں چھٹی ملی اور ادھر ادھر نہیں ملی، تو مجھ سے دو چار لوگوں نے کہا یہ بیکار خرچ کیا اس کا عذاب تا قیامت تجھ کو ہوگا۔ اس واسطے کے تم نے محرم میں اماموں کو خیرات دی تم کو چاہیے کہ مسجد میں یا اسلامیہ مدرسے میں فرش دیئے ہوتے یا یہاں ایک فقیر صاحب ایک پیر کا عرس کرتے ہیں ان کو دیا ہوتا تو تم کو تا قیامت ثواب ہوتا ورنہ تم عذاب میں داخل ہو گئے۔ یا حضرات کو بھجوا دیئے ہوتے تو ثواب ہوتا۔

جناب! یہاں اسلامیہ مدرسے میں سرکاری انتظام ہے اور مسجد میں بھی بہت فرش تھے، اس وجہ سے بھوکوں کو کھلا دیا میں نے اچھا سمجھ کر اور آپ کا حال نہیں معلوم تھا کہ جناب کو کٹرہ والے روپیہ روانہ کر دیا کرتے ہیں، خیر مجھ سے خطا ہوئی، اب جو حضرت ارشاد فرمائیں وہ فدویہ کرے، یا اگلے سال کا ہرجہ دے، یا اس سال کا بھی ویسے ہی خرچ کر دے، مجھ کو محرم میں چھٹی ہوگی۔

(عبدالغفار عفی عنہ) فدویہ مدرسہ نسواں اسلامیہ کٹرہ

(فتاویٰ رضویہ مع تخریج و ترجمہ طبع لاہور ۲۰/۵۰۴)

جناب علی حسین خاں صاحب مکان حکیم شریف حسین خاں نیابازار لشکر گوالیار

(۱)

از گوالیار

۴ رمضان المبارک ۱۳۱۵ھ

تسلیمات نیاز مندی معروض خدمت عرض حال یہ ہے کہ یہاں کچہری صاحب جج ایک مقدمہ سرپرستی دائر ہے، اس کی کیفیت خلاصہ تحریر کرتا ہوں:

”میرے دادا حکیم ولایت علی خاں مرحوم نے تین شادیاں کریں۔ اول زوجہ سے دو پسر اور ایک دختر تولد ہوئے۔ اول بی بی کی اولاد سے جو کہ دو پسر تھے ان میں سے ایک پسر کلاں لاولد فوت ہوا، دوسرا پسر خورد بعارضہ جسمانی ہاتھ پاؤں سے معذور ہنوز بحیات موجود ہے۔ دوسری بیوی کی اولاد سے والد حکیم شریف حسین خان مرحوم، تیسری بیوی کی اولاد سے ایک پسر مفلوج الاعضاء مخبوط الحواس ہنوز موجود ہے۔ دادا صاحب نے قبل از وفات ایک درخواست عرضی بایں مضمون سرکار میں پیش کی کہ بعد وفات میری تنخواہ سالانہ (۳۴۰) و جاگیر جو سرکار سے مقرر ہے بجائے اسم میرے نام شریف حسین خاں مع تنخواہ و جاگیر کے مقرر فرمایا جائے۔ بعد از چندے دادا صاحب کا انتقال ہوگیا۔ ایک عرصہ بعد ۲۷ر نومبر ۱۸۹۴ء کو تقرری اسم والدم سرکار مقرر فرمایا گیا بعد تقرری اسم والدم تنخواہ خود سے بطور پرورش برادر خورد مفلوج مخبوط الحواس کو.........۱۲ر روپئے ماہوار اور والدہ مخبوط الحواس کو......۲۰ر جملہ ۳۲ر روپیہ ماہوار تا مرگ دیئے گئے اور مکان سکونتی دادا صاحب میں مقیم رکھا۔ اثنائے حال میں

والدم حکیم شریف حسین خاں کا انتقال ہوگیا اور ۱۷ر جون ۱۸۹۷ء کو والدہ مخبوط الحوس بھی بعارضہ ہیضہ علیل ہوئے، اس وقت مکان سکونتی سے والدہ مخبوط الحواس یعنی میری دادی صاحبہ کو دونوں برادر حقیقی مولوی عبد الغفار صاحب اور عبد الستار آکر اپنے مکان پر لے گئے۔ ۲۲ر جون ۱۸۹۷ء کو بخانہ برادران مذکور میری دادی صاحبہ فوت ہوگئیں۔ بعد فوت ہوجانے کے میری دادی صاحبہ کے ہر دو برادران دادی صاحبہ نے مکان سکونتی و دو کانات پر آکر میرے قفل لگائے ہوئے توڑ کر اپنے قفل از راہ مداخلت بیجا کے لگا دیئے۔ جب میں نے فوجداری میں استغاثہ کیا تو مولوی عبد الغفار ملزمان نے اپنی سرپرستی بنسبت اس مخبوط الحواس یعنی ہمشیرہ زادہ خود ظاہر کیا۔ چنانچہ یہ مقدمہ درجہ بدرجہ کچہری صاحب جج تک پہنچ گیا ہے۔ صاحب جج نے فتویٰ شرع شریف بنسبت سرپرستی ملزمان کو مذکور طلب کیا ہے۔

لہذا حکومت عالی میں عرض کرکے طلب گار فتویٰ کا ہوں۔

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ حق پرستی مخبوط الحواس کی میری جائز ہے یا بمقابلہ میرے ہر دو ماموں مخبوط الحواس کی سرپرستی درست ہے۔

(علی حسین عفی عنہ)

(فتاویٰ رضویہ مع تخریج و ترجمہ طبع لاہور ۱۹/ ۶۲۷/ ۶۲۸)

جناب شیخ عبدالوہاب صاحب محلّہ پکریا پیلی بھیت، یوپی

(۱)

از پیلی بھیت

۱۵/ربیع الاول شریف ۱۳۱۲ھ

حامیِ دین و مفتیِ شرعِ متین جناب مولوی محمد احمد رضا خاں صاحب، انار اللہ برہانہ،

بعد سلام علیک ورحمۃ اللہ وبرکاتہ،

عرض ہے کہ مسئلہ حل طلب ارسال حضور ہے براہ کرم جلد جواب سے مشرف فرمائیے۔ بعد ختم بیان ولادت جناب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اگر پنج آیت پڑھ کر شیرینی تقسیم کی جائے تو جائز ہے یا ناجائز؟ اعتراض یہ ہے کہ پنج آیت مخصوص محفل غم کے واسطے ہے، نہ محفل شادی کے چنانچہ سوم میں بعد ختم کلام مجید پنج آیت پڑھ کے شیرینی تقسیم کرتے ہیں، محفل میلاد میں پڑھنا موجب کراہت ہے۔

(عبدالوہاب)

(فتاویٰ رضویہ طبع بمبئی، ۲/۹۴۷)

جناب عبداللہ خاں صاحب سوار مقام یوحد قلعہ رام چھاؤنی، ڈیرہ اسماعیل خاں رجمنٹ ۸ بنگال ملک وزیرستان

(۱)

از بنگال

۱۳؍صفر المظفر ۱۳۲۰ھ

اے لقائے تو جواب ہر سوال
مشکل از تو حل شود بے قیل وقال

بعد تمنائے قدمبوسی کے مدعا یہ ہے کہ یہاں ہم لوگوں میں ایک حافظ قرآن شریف بہت عمدہ تلاوت کرتے ہیں۔ سب جوانوں کا مشورہ ہوا کہ حافظ صاحب ہم کو پورا قرآن سنائیں، سب کی صلاح سے بعد نماز عشا پچھلی دو رکعت نفل میں دو پارے روز سنائے اور دس روز بعد معلوم ہوا کہ نفلوں میں جماعت درست نہیں، بعد کو سب کی رائے سے عشا کی فرضوں میں دو رکعت پیشتر میں قرآن سنایا۔ ۸؍ یوم سنا ہوگا کہ بعض نے کہا تمہاری نماز درست نہ ہوئی۔ اب آپ لکھئے کہ کسی طرح قرآن شریف علاوہ رمضان المبارک سنانا درست ہے یا نہیں۔

اب سب کہتے ہیں! وتروں میں سناؤ، اب بھی یہ سنا ہے کہ سنتوں میں جماعت درست نہیں ہے۔ پھر کیا بندوبست کیا جائے اور جو نماز اس طور پر پڑھی ہے وہ قبول ہوئی یا پھر قضا کریں؟ یہ جگہ پہاڑ ہے ایک قلعہ ہے جس میں ہم قریب سو جوانوں کے رہتے ہیں۔ (عبداللہ خاں سوار)

(فتاویٰ رضویہ مع تخریج وترجمہ طبع لاہور ۷/۴۲۶)

جناب عظیم اللہ خاں خلیل پور تحصیل گنور اسٹیشن بہرا رلشکر سید محمد حسن ڈپٹی کلکٹر

(۱)

از خلیل پور

۱۴ ر جمادی الآخرہ ۱۳۱۳ھ

بندہ نے بتقریب ملازمت انگریزی دورہ شروع کیا ہے۔ دو ماہ دورہ ہوگا اور اصلی مقام سے ۳۴ رکوس کے فاصلہ تک جانے کا ارادہ ہے لیکن اب تک ۳۰ رکوس سے کم فاصلہ پر رہا اور ہمیشہ درمیان میں مقام اصلی کی واپسی کا ارادہ رہا اور واپس ہوتا رہا۔ اب اصلی مقام سے چل کر ریل کی سواری میں ۳۰ رکوس سے زیادہ پہنچنے کا ارادہ ہے اور دورہ کے طور پر کہیں دو روز کہیں چار روز ٹھہرنا ہوگا۔ ایسی حالت میں باعتبار مسافت سفر نماز میں قصر کرنا چاہیے، یا اہل خبا کی طرح پوری نماز پڑھنا چاہیے؟ جناب دورہ وغیرہ کے حال سے واقف ہیں، اگر سوال میں کچھ اجمال یا اطلاق رہا ہو تو اس کو جواب میں رفع فرمادیں اور مفصل عام فہم جواب بواپسی ڈاک ارشاد ہو۔ منزل دس کوس شمار ہوتی ہے یا بارہ کوس کی اب تک جو پوری نماز پڑھی یہ صحیح کیا یا غلط؟

والسلام خیر ختام　　(عظیم اللہ خاں)

(فتاویٰ رضویہ مع تخریج وترجمہ طبع لاہور ۲۴۱/۸)

جناب علی محمد خاں صاحب، کوٹھی حشمت اللہ خاں جنٹ مجسٹریٹ، الہ اباد۔

(۱)

از الہ اباد،

۲۸ رجمادی الاولی ۱۳۱۷ھ

میں آجکل الہ آباد میں ہوں، تو الہ آباد میرے لئے سفر خیال کیا جائے گا یا نہیں، لیکن جنٹ صاحب کی کوٹھی میں رہتا ہوں اور الہ آباد ایک ہفتہ سے زیادہ رہنا نہیں ہوتا ہے، لیکن پھر اسی روز آنا پڑتا ہے، الہ آباد میں نماز سفر کی پڑھی جائے گی یا نہیں اور الہ آباد سے کرنا ایک مقام ہے جو قریب دس میل کیل ہے، وہاں پر بھی سفر کی نماز پڑھی جائے گی یا نہیں، وہ الہ آباد ہی کے ضلع میں ہے۔ جواب جلد مرحمت فرمائیں۔

(علی محمد عفی عنہ)

(فتاویٰ رضویہ مع تخریج و ترجمہ طبع لاہور ۲۵۱/۸)

جناب محمد عبداللہ صاحب دوکان دار، درو، ضلع نینی تال،

(۱)

از درو،

۵/ ذی الحجہ ۱۳۱۳ھ

پورا نصاب کتنا ہوتا ہے جیسا کہ علمی خطبہ کے اندر تحریر کر چکے ہیں وہ ٹھیک ہے، ان کا قول یہ ہے کہ ساڑھے سات تولہ سونا ہو یا ساڑھے باون تولہ چاندی ہو، دونوں میں سے ایک چیز ہو وہ اہل زکوٰۃ واہل نصاب ہو گیا، علماء دین کو غور کرنا چاہئے کہ ساڑھے باون تولہ چاندی ہے اور گھر میں چار چھ آدمی کھانے والے اور خرچ کرنے والے ہیں، تو وہ شخص اہل نصاب واہل زکوٰۃ ہو گیا، دوسری گذارش یہ ہے کہ ''مالابدّ منہ'' میں لکھا ہوا ہے کہ کارروائی سے زیادہ ہو، سال بھر اس پر گذر جائے، یعنی حاجت سے زائد ہو تو جس قدر ایک شخص کے پاس پچاس روپے کا کپڑا تجارت کا ہے اور اس سے اس کی اوقات بسر ہوتی ہے، ساٹھ روپے کا زیور ہر وقت پہننے کا ہے اور اسّی روپے اس کے پاس نقد ہیں اور گھر میں کھانے کو کل ایک مہینے کا ہے اور پچانوے روپے مہر عورت کا ہے، یعنی قرض دار ہے، تو وہ مال نصاب کا ہو گیا یا نہیں؟

حضور! ہم لوگوں کا آپ پر یقین کامل ہے جب تک کوئی حکم حضور کے

یہاں سے نہ ملے گا ہم کچھ نہیں کر سکتے اور ایک تحریر پیشتر حضور کی خدمت میں روانہ کر چکا ہوں اس کا کوئی جواب نہیں ملا۔ حضور کو غور کرنا چاہیے۔ یہاں پر مولوی کبھی کچھ بتاتے ہیں، کبھی کچھ، شرع کے اندر رخنہ بازی ہے، ہم لوگوں کو یقین آپ پر ہے آپ جیسا لکھیں گے، ویسا ہم مانیں گے۔ آپ کے خلاف نہیں کر سکتے، ایک مسئلہ کو چار جگہ دریافت کرو علیحدہ علیحدہ راہ ہوگی اس کی کیا وجہ ہے، رائے کا اتفاق کیوں نہیں ہے، ہم لوگوں کو بہت پریشانی ہوتی ہے، کوئی مطلب ٹھیک نہیں، ہم لوگوں پر عنایت فرمایئے اور دلی مراد پوری کیجئے۔

(محمد عبد اللہ عفی عنہ)

(فتاویٰ رضویہ مع تخریج و ترجمہ طبع لاہور ۱۰/۱۲۹)

جناب عبدالغفور صاحب نوشہرہ، تحصیل جام پور، ضلع ڈیرہ غازی خاں، پاکستان

(۱)

از ڈیرہ غازی خاں،

۱۴ر محرم الحرام ۱۳۳۹ھ

ایک مرزائی قادیانی کا سوال ہے کہ ابن ماجہ کی حدیث ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہر صدی کے بعد مجدد ضرور آئے گا، مرزا صاحب مجدد وقت ہیں، عالی جاہا ! اس قوم نے لوگوں کو بہت خراب کیا ہے، ثبوت کے لئے کوئی رسالہ وغیرہ ارسال فرمائیں، تاکہ گمراہی سے بچیں۔

(عبدالغفور عفی عنہ)

(فتاویٰ رضویہ مع تخریج وترجمہ طبع لاہور ۱۴ر ۳۵۴)

جناب محمد عنایت اللہ صاحب　(پتہ درج نہیں)

(۱)

۶ / ربیع الاول شریف ۱۳۰۸ھ

حضرت مولوی تسلیم عرض،

وہ لڑکی بیوہ ہوگئی ہے میں اسے شاہ جہاں پور پہنچانا چاہتا ہوں، اس میں کیا حکم ہے اور ایام عدت وفات میں عورت بضرورت بھی دوسرے مکان یا دوسری جگہ جاسکتی ہے یا نہیں؟　والسلام　(محمد عنایت اللہ)

(فتاویٰ رضویہ مع تخریج وترجمہ طبع لاہور ۱۳/ ۳۲۷)

جناب چودھری عزیز الرحمٰن صاحب، بی، اے، سابق ہیڈ ماسٹر اسلامیہ ہائی اسکول لائل پور، بڑی بساط لکڑ ہارا، اکبر منڈی لاہور

(۱)

از لاہور

۱۲ ربیع الاخر ۱۳۳۹ھ

حضرت قبلہ وکعبہ مجدد دوراں حضرت احمد رضا خاں صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ،

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ،

بعد حمد وصلوٰۃ واضح رائے عالی ہو کہ حضور کا فتوی جو مسٹر حاکم علی صاحب بی اے، پروفیسر ریاض اسلامیہ کالج لاہور کے خط کے جواب میں حضور نے ارشاد فرمایا، خاکسار کو بڑی حیرت ہوئی۔ کیونکہ خاکسار آنحضرت کو جیسا کہ لاکھوں کروڑوں پنجاب وہندوستان کے سنت وجماعت مجدد وقت مانتے ہیں، اس زمانے کا مجدد مانتے ہیں اور جب سے ہوش سنبھالا بفضلہ تعالیٰ اسی عقیدے پر قائم رہا ہے جس پر آپ اور دیگر بزرگان قوم وعلماء کرام ہیں یا ہوتے آئے ہیں۔ لیکن اس فتوے کو دیکھ کر میرے دل میں بڑا اضطراب پیدا ہوا ہے اور میں نے یہ جرأت کی ہے کہ جناب سے مفصل طور پر دریافت کروں کہ ایسے زمانے میں جب کہ مسلمانوں پر ہر طرف سے حملے ہو رہے ہیں، اندرونی وبیرونی دشمن اسلام کو تباہ کرنے پر تلے ہوئے ہیں اور

مسلمانوں کے مقامات مقدسہ کفار کی مدد سے باغیوں نے چھین لئے ہیں اور کفار جزیرۃ العرب جدہ، وعدن وغیرہ میں اپنا قدم جمائے بیٹھے ہیں اور خلافت ریزہ ریزہ کی گئی ہے اور ایک بڑی سلطنت کا وزیر اعظم اپنی تقریر میں صاف کھلے لفظوں میں برملا کہتا ہے کہ یہ جولڑائی عراق عرب میں مسلمانوں سے ہوئی مذہبی لڑائی تھی اور اب ہم نے بیت المقدس ان سے پاک کردیا ہے۔ وغیرہ وغیرہ۔

غرض ایسے وقت جب کہ اعداء اللہ نے اسلام کی عزت اور شوکت کی بیخ کنی میں کوشش کا کوئی دقیقہ اٹھا نہیں رکھا۔ عراق، فلسطین اور شام جن کو صحابہ اور تابعین رضی اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین نے خون کی ندیاں بہا کر فتح کیا تھا، پھر کفار کی حریفانہ حوصلہ مندیوں کی جولانگاہ بن گئے ہیں، خلیفۃ المسلمین دشمنوں کے نرغے میں پھنس کر بے دست و پا ہو چکا ہے، لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کہنے والے اپنے گھروں (تھریس سمرنا وغیرہ) اور زرخیز علاقوں سے زبردستی نکالے جارہے ہیں اور مسجدوں پر زبردستی قبضہ کرلیا جاتا ہے اور مسلمانوں کے علماء قرآنی احکام ڈرتے ڈرتے بتاتے ہیں۔

جہاد کا تو نام ہی منہ پر آنا بس قیامت ہے۔ کیا ایسے وقت میں اسلامی حمیت وغیرت یہ چاہتی ہے کہ کوئی نہ کوئی ایسا مسئلہ نکل آئے جس سے انگریز افسر خوش ہوجائیں اور مسلمان تباہ ہوجائیں۔ مسٹر حکیم علی نے ایک پالیسی سے انگریز پرنسپل اور دوسرے انگریز آفسروں اور غدار مسلمانوں کو خوش کرنے کے واسطے حضور سے ایک عجیب طرز میں فتویٰ پوچھا اور حضور نے اس کے مضمون کے مطابق صحیح صحیح فیصلہ جواب میں بھیج دیا، یہ بالکل درست ہے کہ موالات و مجرد معاملات میں زمین و آسمان کا فرق ہے، لیکن دین کا نقصان کرکے دنیوی معاملت کہاں جائز ہے۔

حضور نے بہت سی شرائط سے مشروط کر کے گول مول جواب عنایت فرمایا ہے۔ لیکن اس وقت ضرورت ہے ایسے فتوے کی جو صاف صاف لفظوں میں حالات حاضرہ پر نظر کر کے بغیر کسی شرط کے لکھا جائے، تا کہ ہر ایک عالم و جاہل جو آپ کا پیرو ہے فوراً پڑھ کر جان لے کہ اسی کے واسطے اب ایسا کرنا ضروری ہے، حالات حاضرہ حضور پر بخوبی روشن ہیں اور کچھ تھوڑے سے میں نے اوپر بیان کئے ہیں، کیا مسلمانوں کا بھرتی ہو کر فوج میں مسلمانوں کو ان کے گھروں سے نکالنے اور غلام بنانے کے لئے جانا اور دوسرے کلرکوں کا ان کی امداد کے لئے عراق و عرب و شام وغیرہ میں ملازم گورنمنٹ ہو کر جانا جائز ہے اگر جانا جائز نہیں، تو پھر آپ جیسے بزرگ کیوں چپ چاپ بیٹھے ہیں، کیوں نہیں ایسے فتوے شائع کرتے اور اظہار حق میں دنیوی طاقت سے کیوں ڈرتے ہیں۔

موجودہ وقت کھینچ تان کر کفار سے تعلق رکھنے اور ان کی عنایت کرنے کا جواز ثابت کرنے کا نہیں ہے بلکہ سینہ سپر ہو کر بے خوف و خطر لوگوں کو صراط مستقیم بتانے کا ہے۔ حضور نے جو لکھا ہے کہ الحاق اور اخذ امداد جائز ہے۔ اگر امر خلاف اسلام ومخالف شریعت سے مشروط نہ ہو۔

عالی جاہ گورنمنٹ جو امداد اسکولوں کالجوں میں دیتی ہے وہ خاص اغراض کو مدنظر رکھ کر دی جاتی ہے اور میرا خیال ہے کہ حضور کو سب حال روشن ہوگا، لیکن اگر اس بارے میں ناواقفیت ہو تو میں عرض کرتا ہوں کہ اول تو امداد میں اس قسم کی شرط ضرور ہوتی ہے کہ کالج کا پرنسپل اور ایک دو پروفیسر انگریز ہوں، دوسرے مقررہ کورس پڑھائے جائیں، جن میں اکثر دیکھا گیا ہے کہ خلاف اسلام باتیں ہوتی ہیں، بلکہ بعض میں

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شان میں گستاخانہ الفاظ لکھے ہوئے ہیں۔

تیسرے دینی تعلیم لازمی نہیں، کوئی پڑھے یا نہ پڑھے، لیکن جہاں دینی تعلیم پڑھائی جائے خاص وقت سے زیادہ نہ دیا جائے۔ کیونکہ یونیورسٹی کی تعلیم کے لئے چار گھنٹے وقت ضرور خرچ ہوں، اگر چار گھنٹے سے کم ہوگا تو امداد نہیں ملے گی، پھر جو استاد دینیات پڑھائے گا اس کو امداد نہیں دی جائے گی۔

پھر فلاں فلاں مضمون ضرور طالب علم کو لینے چاہئیں، ورنہ امتحان میں شامل نہیں ہوسکتا، پھر ڈرل وغیرہ اور کھیلوں کی طرف دیکھو، جن میں ہر ایک طالب علم کو حصہ لینا ضروری ہوتا ہے، آج کل جو ڈرل سکھائی جارہی ہے اس میں عجیب مخرب اخلاق باتیں کی جارہی ہیں، امداد لینے اور الحاق یونیورسٹی سے رکھنے کے لئے ضروری ہے کہ وہی ڈرل تمام اسکولوں میں کرائی جائے، کھیلوں میں آپ دیکھتے ہیں کہ عجیب بے پردہ لباس پہنا جاتا ہے، فٹ بال اور ہاکی میں جو نیکر پہنے جاتے ہیں وہ ٹخنوں سے اوپر تک ننگا رکھتے ہیں۔

غرض کی کیا عرض کروں اس الحاق و امداد کی خاطر معلمین و متعلمین کی یہی کوشش ہوتی ہے کہ قرآن شریف و دینیات کا جو گھنٹہ رکھا ہوا ہے اس میں بھی انگریزی کا سبق یاد کرادوں، کیونکہ انسپکٹر نے انگریزی تو سننی ہے، قرآن شریف تو نہیں سننا، جماعتوں میں جو ترقی دی جاتی ہے اس میں بھی اسی بات کا خیال رکھا جاتا ہے کہ انگریزی لڑکا جانتا ہے یا نہیں قرآن شریف خواہ ناظرہ بھی نہ پڑھ سکتا ہو، نماز کا ایک حرف بھی نہ جانتا ہو، لیکن دسویں اور ایف، اے، اور بی اے، پاس کرتا چلا جائے گا، یہ میں اسلامیہ اسکولوں اور کالجوں کا ذکر کررہا ہوں، دوسرے اسکولوں اور کالجوں سے

ہمیں کوئی تعلق نہیں، یہ سب کس واسطے ہو رہا ہے۔

اسی واسطے کہ ہم یونیورسٹی سے الحاق رکھنا چاہتے ہیں اور سرکاری امداد لینا چاہتے ہیں، اگر یہ خیال نہ ہو تو بالکل حالت بدل جائے، طالب علم پکے مسلمان ہو جائیں، ان میں حمیت اسلامی و غیرت مذہبی پیدا ہو جائے، ان کے اخلاق درست ہو جائیں، نیچریت اور دہریت کا اثر ان کے دلوں سے دور ہو جائے، انگریزوں کی غلامی سے آزاد ہو جائیں اور لباس اور فیشن وغیرہ ہر بات میں تقلید نصاری کر رہے ہیں اس سے چھوٹ جائیں۔ غرض کی ہزاروں طرح کی برکات حاصل کریں۔ میرا کچھ لکھنا چھوٹا منھ بڑی بات ہے۔ حضور پر سب حال روشن ہے، میں حضور سے یہ فتوی مانگتا ہوں۔ برائے مہربانی جواب باصواب سے خاکسار کو مشکور و ممنون فرما کر عنداللہ ماجور ہوں۔

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس بارے میں کہ حالات حاضرہ پر نظر کرتے ہوئے گورنمنٹ سے ترک موالات (عدم تعاون) کرنا اسلامی حکم ہے یا نہیں اور گورنمنٹ سے اسلامیہ اسکولوں اور کالجوں کو امداد لینی اور یونیورسٹی سے الحاق کرنا اندریں حالات چاہیے یا نہیں؟ جواب باصواب سے عند اللہ ماجور اور عند الناس مشکور ہوں۔ فقط

والسلام

(چودھری عبدالعزیز عفی عنہ)

(فتاوی رضویہ مع تخریج و ترجمہ طبع لاہور ۱۴/ ۴۲۶ تا ۴۲۸)

جناب سید اعجاز احمد اسٹیشن ماسٹر، ریلوے ٹیلی گراف ٹریننگ اسکول، او، آر

ازاو، آر، (۱)

۲۰؍رمضان المبارک ۱۳۳۷ھ

میرے تاجدار آقا حضور کی رحمت میں حق سبحانہ وتعالیٰ اس کمینہ کو امان عطا فرمائے، ایک صاحب کہتے ہیں کہ جس کا ماحصل یہ ہے کہ اعمال صالحہ کرنے سے کبھی کبھی جنت میں جائے گا، اگرچہ کسی نبی یا خود حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر ایمان نہ لائے، اس پر یہ آیت پیش کرتا ہے، پارہ لایحب اللہ سورۂ مائدہ رکوع ۱۰:

انّ الذین آمنوا والذین ھادوا والصابؤن والنصاری من آمن باللہ والیوم الآخر وعمل صالحاً فلاخوف علیھم ولاھم یحزنون[۱]۔

گویا کہ نصاریٰ یہود وغیرہ اگر اللہ اور روز آخرت پر ایمان لاویں اور نیک عمل کریں، اگرچہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر ایمان نہ لاویں، تب بھی جنت کے مستحق ہیں۔ میں نے اس شخص کو آمنوا باللہ ورسولہ اور نیز بعد کی آیت پڑھ کر سمجھایا کہ اول ایمان وعقیدہ ہے، بعد کو اعمال صالحہ۔ اگر عقائد ٹھیک نہیں، اللہ تعالیٰ کے محبوبوں کی عظمت دل میں نہیں لاکھ اعمال صالحہ کرے جنت کا مستحق نہیں۔ اس کے جواب میں وہ آیت پیش کرتا ہے، حضور سے گذارش ہے کہ فوراً ہی اس کا رد اور اس آیت کے واضح معنی نیز بغیر مسلمان ہوئے لاکھ اعمال صالحہ کرے کسی طرح جنت کا مستحق نہیں ہوگا، اس کا ثبوت کلام مجید کی آیات سے ہو، ہدایت دینا اللہ تعالیٰ کا اختیار ہے گویا اس شخص کا ماحصل یہ ہے کہ جو شخص مشرک نہیں اگرچہ کسی نبی پر ایمان نہ لائے، اس کے اعمال صالحہ اس کے کام آویں گے یعنی وہ جنت کا مستحق ہے، ورنہ کلام سے ثبوت مانگتا ہے۔ (سید اعجاز احمد)

(فتاویٰ رضویہ مع تخریج وترجمہ طبع لاہور ۱۴/ ۶۹۸، ۶۹۹)

---

[۱] القرآن الکریم ۵/ ۶۹

جناب علی رضا خاں فٹر مستری، آرمرڈ کا ٹینک کور نمبر ۹۴۰ بغداد شریف

(۱)

از بغداد شریف،

۸؍رمضان المبارک ۱۳۳۹ھ

''تقویۃ الایمان'' کا پڑھنا بعض لوگ برا بتاتے ہیں اور بعض اچھا کہتے ہیں۔ برا بتانے والے حضور کا حوالہ دیتے ہیں، ہم مشکوک ہیں جواب سے مطلع فرمائیں۔

(محمد علی رضا خاں عفی عنہ)

(فتاویٰ رضویہ مع تخریج وترجمہ طبع لاہور ۱۵/۱۶۵)

جناب محمد علی بخش صاحب (پتہ درج نہیں)

(۱)

۹؍ربیع الاول ۱۳۰۸ھ

جناب عالی! کیا فرماتے ہیں آپ اس مقدمہ میں کہ ایک جائداد بقیمت مبلغ تین ہزار روپیہ کے خریدتا ہوں اور یہ شرط ٹھہرتی ہے کہ جب اس کا جی چاہے اسی قیمت کو یا کچھ روپے زیادہ دیکر مجھ سے پھر خرید لیں، میں بلا عذر ان کو دے دوں گا، اگر یہ جائز ہو تو حکم فرمائیے۔

(محمد علی بخش عفی عنہ)

(فتاویٰ رضویہ مع تخریج وترجمہ طبع لاہور ۱۷/۱۵۶)

جناب علی رضا صاحب محلّہ متصل دروازہ انگوری باغ، رام پور،

(۱)

از رام پور،

۱۱ر محرم الحرام ۱۳۲۳ھ

بعد ادائے آداب بزرگاں گذارش ہے کہ ہندہ شب کو اپنے والد کے مکان سے نکل کر زید کے مکان پر آئی اور زید سے برضائے خود نکاح کرلیا، ہندہ کے باپ نے استغاثہ فراری دختر کا کیا اور ہندہ بحکم سرکار اپنے باپ کے سپرد کردی گئی اور زید نے نالش مفتی صاحب کے یہاں کی، مفتی صاحب نے دعویٰ فسخ کردیا، عرضی دعوی اور جوابی دعوی اور جواب تنقیح عدالت وثبوت مدعی وصفائی مدعا علیہا واظہارات گواہان وفیصلہ عدالت سب کی نقلیں حاضر ملاحظہ ہیں، اس ثبوت پر مفتی نے خارج کردیا ہے، اب علماء دین کی خدمت میں عرض ہے کہ بعد ملاحظہ کاغذات حکم شرعی سے معزز فرمائیں۔

علی رضا خاں برادر حسن رضا خاں صاحب، ساکن رام پور،

(فتاوی رضویہ مع تخریج وترجمہ طبع لاہور ۳۱۹/۱۸)

حضرت مولانا شاہ ابوالرجا غلام رسول قادری، صدر جمعیۃ الاحناف، صدر بازار کراچی

(۱)

از کراچی،

۲۸ رمضان المبارک ۱۳۳۷ھ

جناب تقدس مآب مجمع مکارم اخلاق منبع محاسن اشفاق، سراپا اخلاق نبوی، مظہر اسرار مصطفوی، سلطان العلماء اہلسنت، برہان الفضلاء الملۃ، قدوہ شیوخ الزمان، مولانا المخدوم بحر العلام اعلی حضرت امام الشریعت والطریقت، مجدد مائۃ حاضرہ، متع اللہ المسلمین بطول بقائھم ودامت علی رؤس المسترشدین فیوضاتکم وبرکاتکم۔

بعد سلام مسنون واشتیاق روز افزوں آنکہ بحکم ''شاوروا'' حضرت سے التماس ہے، ایک عرصہ ہوا، غرباء اہل سنت کراچی کی صدائے محزون نے تا حال کوئی اثر پیدا نہیں کیا، جمعہ وجماعت کی جیسی کچھ تکلیف ہے نا قابل بیان ہے، لہٰذا دعا فرمائیے۔

اس وقت حضور پر نور وارث سجادہ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم ہیں، اللہ تعالیٰ جناب کی دعا کی برکت سے ہم فقیروں کے لئے جامع اہل سنت پیدا کردے کہ صدر کے مسلمانان اہل سنت فریضہ جمعہ ادا کر سکیں، صدر میں دو مسجدیں ہیں، اس وقت دونوں پر تصرف ایسی طاقتوں کا ہے کہ جن کے نزدیک دین داری اور مذہب معاذ اللہ

جنون ہے یا اہل سنت کی موجودہ مشہور و متعارف صورت کے جس پر ہم اور ہمارے شیوخ کرام ہیں والعیاذ باللہ تعالیٰ شرک و بدعت ہے۔

لہٰذا تمام مع احباب و متعلقین تراویح و فرائض ایک کرایہ کے مکان میں جو وسیع اور قابل انعقاد محافل ہے ادا کرلیا کرتے ہیں۔ جمعہ جاکر ایک مسجد جو صدر سے قریباً میل بھر کے فاصلہ پر ہوگی، یا کم و بیش جاکر ادا کر لیتے ہیں۔ لیکن بعض کو یہ مسجد قریب پڑ جاتی ہے اور بعض کو دقت ہوتی ہے۔ کیا ایسا ہو سکتا ہے کہ ایک ایسے مکان میں جو کرایہ کا مکان ہو جمع ہو کر جمعہ و عیدین ادا کر سکتے ہیں، جناب مجددیہ سے جو فرمان ہو خواہ ہاں یا نہ، قوم کو اور میری تسلی ہو جائے گی۔

(غلام رسول قادری عفی عنہ)

(فتاویٰ رضویہ مع تخریج و ترجمہ طبع لاہور ۴۴۸/۸، ۴۴۳)

حضرت مولانا شاہ غلام گیلانی شمس آباد، کیمبل پور، صوبہ سرحد، پاکستان

(۱)

از شمس آباد،

۱۱ محرم الحرام، ۱۳۳۰ھ

القاب سے مستغنیٰ بلکہ القاب جن کی چوکھٹ چھینکے پڑے ہیں۔ مجدد الملۃ و الاسلام والدین، دین کے جھنڈے بلند اور کفار بدعتی حضرات فساق اور گمراہ لوگوں کے اصول وقواعد کو مٹانے میں مسلمانوں کے مددگار کی خدمت میں اللہ تعالیٰ قیامت تک ان کے فیوض کے سایہ کو رہنمائی حاصل کرنے والوں کے سروں پر پھیلائے رکھے۔ امابعد:

آپ کا جواب مستطاب مطلوبہ قرآن واحادیث وکتب کے حوالوں پر مشتمل موصول ہوا۔ حجاب اور پردے اٹھ گئے۔ اللہ تعالیٰ آسمان اور زمین کی مخلوقات کی تعداد کے برابر آپ کو جزائے خیر عطا فرمائے۔ لیکن مدرسہ دیوبند سے اس کا خلاف لکھا گیا۔ لہٰذا ضروری ہے کہ اس کا رد مفصل طور پر کیا جائے جو شکوک کو ختم کردے۔ تاکہ خطا کار کے دل کے خیالات پراگندہ ہو جائیں اور اس کو مٹی میں دفن کردے اور اس خلاف کو یہاں سے مقبول اور پسندیدہ امور کے سبب ختم کردے۔ رسوا لوگوں کی ذلت اور محبوب اصحاب حجت لوگوں کی رونق وشباب کے دن (قیامت) تک حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر اللہ تعالیٰ کی رحمتیں ہوں۔

(العبد المذنب القاضی غلام گیلانی شمس آبادی)

(فتاویٰ رضویہ مع تخریج وترجمہ طبع لاہور ۵۷۲/۱۳)

(۲)

از شمس آباد

۱۸ رجب ۱۳۳۱ھ

حضرت مجدد المائۃ الحاضرۃ الفاضل البریلوی غوث الانام مجمع العلم والحلم والاحترام امام العلماء مقدام الفضلاء لازوال بالافادۃ والافاضۃ والعز والاکرام!

زید ایک مسجد کا امام تھا، بعد اس کی موت کے اس برادر حقیقی ایک مدت تک امام رہا، جب وہ بھی انتقال کر گیا تو زید کا بیٹا بکر امام ہوگیا، چونکہ وہ دوسری مسجد میں امامت کرتا تھا، اس مسجد میں اس نے برضائے مقتدیان اپنا خلیفہ مقرر کیا اور اس کے لئے معلومات امامت سے ایک شئی قلیل مقرر کی اور باقی کا خود لینا ٹھہرایا۔

چنانچہ کئی برس تک جو خلیفہ ایک بعد دیگرے آیا اسی شرط کا پابند رہا۔ یہاں تک کہ خالد نام مولوی زید کے شاگرد علم دینی نے اپنے استاد زادے بکر سے کہا کہ مجھ کو اس مسجد میں آپ امام مقرر کیجئے، میں آپ کا خلیفہ رہوں گا اور آپ کے وظائف مقرر معہودہ میں کوئی نقصان نہ کروں گا۔ پس بکر نے خالد کو اس اقرار پر خلیفہ مقرر کیا اور تخمیناً ۱۷ / ۱۸ برس تک خالد یہ پابندی شرط مذکور امامتی کراتا رہا اور امور مقررہ میں کبھی چوں وچرا نہ کی، اب چونکہ بکر کا بیٹا بالغ ہوگیا ہے اور علم امامت سے بہرہ مند ہے، لہٰذا بکر خالد کو برطرف کر کے اپنے بیٹے کو امام کرنا چاہتا ہے اور ابتدائے تقرر خالد کے وقت خالد نے تسلیم کرلیا تھا کہ آپ کے بیٹے جب بالغ قابل امامت ہوں اور کسی امر سے جب کبھی آپ مجھ کو موقوف کردیں گے تو مثل خلفا سابقین کے

مجھ کو عذر نہ ہوگا۔

اب خالد اپنے اقرار سے فرار کر کے کہتا ہے کہ میں تمہارا کوئی خلیفہ نہیں، کیوں کہ جب میں نماز فرض وتر اویح وعید وغیرہ خدمات مسجد ومراعات اہل محلّہ ختم دعا درود سب بذات خود کرتا رہا، تو میں امام مستقل ہوگیا، تم کو میرے عزل کا کوئی اختیار نہیں اور قبل ہی سے جو کچھ میں نے تم کو دیا یا لینے دیا وہ شرم وحیا کی وجہ سے تھے، ورنہ تمہارا کوئی استحقاق نہیں ہے کہ امامت تو میں کراؤں اور منافع تم لو، خلافت اور اصالت کے کیا معنی؟۔

پس بکر علمائے اطراف کو جمع کیا، تاکہ خالد سے تحقیق کرے اور فہمائش کر کے اس کو برطرف ہونے کا حکم دیں۔ مگر خالد ذرا چالاک آدمی ہے، علما سے کبھی امامت کی تعریف، کبھی خلیفہ کے معنی، کبھی وظیفہ امامت کا معنی دریافت کرتا ہے کبھی کہتا ہے کہ امام کی تعریف میرے پر صادق آتی ہے یا کہ بکر پر۔ عرض کہ ایسی باتوں میں وقت ٹال دیتا ہے، یہاں کے علما کو یہ مسئلہ مصرح طور پر اور مفصل کسی کتاب میں نہیں ملتا اور ایسی طاقت نہیں کہ اجزائے مسئلہ کو ابواب مختلفہ ونظائر متفقہ سے استنباط کر کے فیصلہ کریں۔ چونکہ حضور پرنور بفضلہٖ تعالیٰ مذہب مہذب حنفی کے بلکہ جمیع مذاہب حقہ کے مجتہد ہیں اور موافق ومخالف سب کے مسلم ہیں۔

لہٰذا التماس کہ خالد باوجود دینے وظائف امامت کے بکر کو تا بہ اقرار خلافت سولہ، سترہ برس تک مثل خلفائے پیشین کے شرعاً مستقل امام متصور ہوگا، حالانکہ مقتدی لوگ کل سوائے دو، چار آدمیوں کے خالد کے اس اقرار عن الاقرار سے سخت ناخوش

ہیں، یا مثل خلفائے پیشین کے خالد بھی خلیفہ ہی ہوگا۔

واضح ہو کہ اس ملک میں کئی جگہ دستور ہے کہ ایک شخص ایک مسجد کا امام ہوتا ہے اور باقی مساجد میں خود امامت کا مباشر تو نہیں ہوتا، مگر ایسا تصرف رکھتا ہے کہ ان مساجد کے عمدہ عمدہ منافع خود لے لیا کرتا ہے اور معمولی قسم کی آمدنی خلیفہ کو دیا کرتا ہے اور چاہتا ہے، تو اسے موقوف کر دیتا ہے اور دوسرا اس کی جگہ قائم کر دیتا ہے اور چونکہ اول ہی سے یہ بات قرارداد بین الاصل والخلیفہ ہوا کرتی ہے اور مقتدی لوگ بکر کے اس تصرف پر کسی طرح کے معترض نہیں ہوتے۔ کچہری انگریزی میں بھی ایک آدھ مقدمہ اس امر کا کیا گیا، جس میں اصل ہی کامیاب نہیں۔ (غلام گیلانی عفی عنہ)

(فتاویٰ رضویہ مع تخریج وترجمہ طبع لاہور ۱۶/۳۴۳)

(۳)

از شمس آباد

(۱۳۳۲ھ)

بحضور لامع النور حضرت عالم اہل سنت و جماعت مجدد مائۃ حاضرہ بسطہ اللہ اظلال فیوضہم علی رؤس العالمین۔

بعد نیاز مندی فراواں معروض حضور فیض گنجور کا فتوی مبارک مع دیگر وسائل کے فقیر کو مشرف فرمایا سبحان اللہ! حضور کی تحقیق انیق حق یہی ہے جو کہ ارشاد ہوا ہے فقیر نے بھی وہ اشتہار تقسیم کردیئے اور خود اسی ارشاد پر عامل ہے اور یہاں کے ولایتی علما سمجھدار اس آذان کے ارشاد میں احیاء سنت سنیہ کا حضور کے لئے شکریہ ادا کرتے ہیں۔

فقیر کو اب اس امر کا بہت ہی زیادہ افسوس ہے کہ مولوی عبدالغفار وغیرہ باوجودیکہ حضور کے فیض یافتہ اور ہزارہا مسائل میں مستفیض ہوکر مخالف ہوگئے۔ یہ مخالفت شرع شریف پروردگاران کو ہدایت فرمائیں۔ آمین اور حضور فیض النور کو اس احیاء سنت سنیہ اور اس کے امثال کا اجر عظیم عطا فرمائے۔ آمین

(فقیر قاضی غلام گیلانی از موضع شمس آباد)

(ہفت روزہ ''دبدبہ سکندری'' رام پور ۲ر نومبر ۱۹۱۴ء ص: ۶)

ازلاہور   (۴)

۵؍ربیع الاول شریف ۱۳۳۸ھ

بجناب مستطاب حضرت عالم اہل سنت و جماعت مجدد مائۃ حاضرۃ زید فضلہم۔

بعد نیاز مندی عقیدت مندانہ...... درمختار باب الولی میں ہے:

وللولی الاعتراض فی غیر الکفو مالم تلد لئلا یضع الولد[۱]

طحاوی وابوالمکارم، حاشیہ شرح وقایہ وبنایہ علی الہدایہ وحاشیہ شبلی علی الزیلعی وہندیہ میں لکھا کہ بعد ولادت بھی بناء بر ظاہر الروایات ولی کو اعتراض ہے فسخ کے لئے اور امام حسن رحمۃ اللہ علیہ کی روایت مفتی بہا پر ابتدا ہی سے بطلان نکاح کا حکم باقی ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ولادت حق اولیا کی مسقط نہیں اور یہی خادم الاخدام کا مقصود بھی ہے۔ اس بارے میں حضور کو تکلیف تو ہوگی مگر حضور کے تو کل اوقات ہی اس کام کے لئے وقف ہیں۔ ثبوت تفریق واعتراض بعد الولادۃ کے لئے حضور سے جہاں تک توفیق ہو سکے بہتر ہے۔ بشرطیکہ خادم کا اعتقاد خدام عالیشان کے اعتقاد سے مطابق ہو ورنہ خیر۔ خادم نے ثبوت تفریق کا دعویٰ کیا ہے ''وان ولدت'' اور دوسرے جانب کے مولوی لوگ اس کے عدم پر ہیں۔

آج ۲۶؍اس مہینے انگریزی اور آئندہ دسمبر مہینے کی ۸؍لاہور میں جج کے پاس مقرر ہے۔ فقیر کو بھی جانا ہوگا، سیدزادی کو ایک مرد غیر سید، غیر قریش نے نکاح کرلیا ہے اور مقدمہ بازی میں اس کا بچہ بھی ہوگیا ہے۔ دوسری جانب کے مولوی کہتے

---

[۱] درمختار   باب الولی مطبع مجتبائی، دہلی ۱؍۱۹۱

ہیں کہ علویات کا نکاح مع تراضی اولیا یا بلا تراضی باطل کہنا شیعہ کا مذہب ہے اور بنایہ کی عبارت سے مستند ہے:

وفی البسیط ذهب الشیعة الی ان نکاح العلویات ممتنع علی غیرهم مع التراضی قال السروجی وهماقولان باطلان [۱]۔

اس ''قولان باطلان'' سے کون سے دو قول مراد ہے یہ عبارت تفسیر طلب ہے۔ حضور فیض النور اس عریضہ کا جواب اس پتہ پر ارشاد فرمائیں۔ ۸ر تاریخ سے اگر ایک دو روز اول پہنچے، تو فقیر اس تحریر منیر کو جلسہ علما میں پیش کر دے۔ امید تو پختہ ہے کہ علما بھی مان لیں گے، ورنہ حاکم فیصلہ تسلیم کرلے گا۔ ایسی حالت میں کہ مقدمہ ہوتے ہوتے اولاد پیدا ہوگئی اور چند روز میں مرگئی، تو اب بھی حق اعتراض للاولیاء ہے یا نہ؟۔

(فقیر غلام گیلانی عفی عنہ)

(فتاویٰ رضویہ مع تخریج وترجمہ طبع لاہور ۲۶۳/۱۱، ۲۶۴)

---

[۱] البنایہ فی شرح الہدایہ　فصل فی الکفأت　المکتبۃ الامدادیہ مکۃ المکرمۃ　۱۰۱/۲

از شمس آباد　(۵)

۱۹؍ جمادی الاولیٰ ۱۳۳۸ھ

بحضور لامع النور موفور السرور، قاطع الشرور، والنفس الفجور، حضرت عالم اہل سنت والجماعت، مجدد مائۃ حاضرۃ زید مجدہم

بعد نیاز بے آغاز حضور نے فرمایا تھا کہ کتب خانہ فیض نشانہ میں عینی ہدایہ نہیں۔

لہٰذا دو ورق بقدر حاجت ارسال خدمت فیض درجت ہیں۔ مسئلہ خطبہ ونکاح بغیر کفو میں اس ملک کے علما سخت مختلف ہیں۔ بعض کتب عربیہ فارسیہ، قلمی غیر مشہور میں لکھا ہے کہ تقسیم فواکہ وشکر یا فاتحہ خوانی بلا ایجاب وقبول یا وعدہ کہ میں تم کو اپنی بیٹی دوں گا یا اس ارادہ پر کوئی تحفہ خوردنی یا پوشیدنی لیا تو بھی مثل ایجاب وقبول کے موجب انعقاد نکاح ہوگیا اور حدیث "تحرم الخطبة علی خطبة اخیه" [۱] سے ان عبارتوں کو اور بھی تاکید دیتے ہیں اور عینی شرح ہدایہ کی عبارت کتاب النکاح میں لان الخطبة التزوج [۲]، ان کے مدعا کی پوری مثبت ہے۔ ان کے نزدیک ایجاب وقبول لفظی یا کوئی قول وفعل اس پر دال ہو موجب نکاح ہے اگرچہ فتاویٰ مہدیہ وغیرہ کی عبارتیں ان کو بار ہا دکھائی گئیں۔ مگر وہ لوگ قاصر الفہم اپنی ہٹ سے باز نہیں آتے اور اس کا نام احتیاط فی الفروج رکھا ہے۔ حضور نے ایک بار فرمایا تھا کہ قلم ناسخ کی غلطی معلوم ہوتی

---

[۱] صحیح مسلم باب تحریم الخطبة علی خطبة اخیه　قدیمی کتب خانہ کراچی، ۱/۴۵۴

[۲] عینی شرح ہدایہ، فصل فی الحداد　مکتبہ امدادیہ مکہ مکرمہ　۲/۴۳۴

ہے اور صحیح عبارت لان الخطبۃ للتزوج معلوم ہوتی ہے۔ حضور یہ دور فشانی نہایت اوفق واوجہ ہے۔ مگر عرض یہ ہے کہ اس مسئلہ خطبہ کے متعلق کل مالہا وما علیہا مع ازالہ اوہام وابانۃ مرام ابحاث کے ساتھ بقدر چار پانچ ورق کے بزبان عربی حضور ارشاد فرمائیں۔

دوسری عبارت عینی کی:

وعنہ فی الرجل یشرب الشراب اوھو حائک یفرق بینھا وفی البسیط ذھبت الشیعۃ الی ان نکاح العلویات ممتنع علیٰ غیرھم مع التراضی ، قال السروجی وھما قولان باطلان [1] ا۔ انتہیٰ۔

اور عبارت تو اس سے پہلے صاف ہے، ہما کے مرجع ہی میں شبہ ہے۔ اگر اس قاعدہ اکثریہ پر کہ اصل مرجع میں مذکور قریب ہے، قریب کے دو قول لئے جائیں، جو ایک شارب و حائک کا، دوسرا شیعہ والا ہے، تو اگرچہ شیعہ کے قول کا بطلان ظاہر ہے کہ ظاہر روایت میں بغیر تراضی اولیا بھی نکاح درست ہے، باوجود ثبوت اعتراض للولی اور بروایت نوادر نادرست ہے۔ **لفساد الزمان فلم یکن ممتنعاً،** مگر الشراب اشراب یا حائک سے اگر اعلیٰ قوم کی عورت نے بغیر تراضی اولیاء کے نکاح کرلیا تو ظاہر روایت ہی کی رو سے تو تفریق کی جائے گی۔ جیسا کہ کل متون وشروح وفتاویٰ میں مذکور ہے۔ پس اس کے بطلان کی وجہ کیا ہے۔ سروجی حنفی مذہب کا ہے یا کہ غیر اور کس طبقہ کا ہے اور اس کی عبارت کا صاف مطلب کیا ہے؟ ملک خراسان کے اکثر حصص میں اکثر علمائے احناف اس کے قائل ہیں کہ سیدزادی کا نکاح ہر شخص شریف ورذیل کے ساتھ درست ہے، ولی راضی ہو یا خفا اور فقہ کی کتابوں سے

---

[1] عینی شرح ہدایہ فصل فی الکفارۃ مکتبہ امدادیہ، مکہ مکرمہ ۱۰۲/۲

اغماض کر کے صرف دو عبارتوں پر مصر ہیں، ایک آیت سورہ احزاب کے اول رکوع میں: النبی اولیٰ بالمومنین من انفسھم وازواجہ امھاتھم [۱]۔ کہ تحریم ازواج مطہرات کی رسول اللہ وازواج کی بنات واخوات وخالات کی طرف متعدی نہیں، جیسا کہ مدارک وخازن واحمدی وروح البیان وغیرہ میں ہے:

اور دوسری عبارت قال السروجی الخ جو کہ ابھی عینی سے نقل ہوئی ان کو دیا گیا ہے کہ ظاہر روایت ونوادر سے یہ عبارت مخالف نہیں، کیوں کہ ظاہر روایت میں بھی درست ہے مع اعتراض ولی، اور نوادر میں جو نادرست ہے، تو وہ بوجہ فساد زمانہ ہے، فلا تعارض ولا تصادم اس کے متعلق بھی حضور لامع النور کچھ تحریر فرمائیں۔

(فقیر غلام گیلانی عفی عنہ)

(فتاویٰ رضویہ مع تخریج وترجمہ طبع لاہور ۱۱/۳۰۵، ۳۰۶)

---

[۱] القرآن ۳۳/۶

حضرت مولانا سید غلام امام صاحب سہسوانی، بدایوں

(۱)

از بدایوں

۳/ جمادی الاخرہ ۱۳۰۸ھ

بخدمت مولوی صاحب سر جمیع اہل فضل وکمال ومسلم الشرف والعلا ابقاہم اللہ دائم البقا، علی الطریق المسنون السلام علیکم

بطریقے مرادے ہزاروں دعا وثنائے خلق عالم نواز وسلام مخلصانہ کے بعد کچھ تصدیع ہے آپ کے روبرو، ایک جمعہ کی نماز کے بعد میں نے ذکر فضیلت عمامہ کا جو آپ سے کیا تو آپ نے فرمایا کہ ایسا ہی ہے اور کچھ عربی فقرہ بھی پڑھا تھا۔ لہذا میں چاہتا ہوں کہ اگر میری یاد صحیح ہے تو اس کو لکھ کر عنایت فرمائیں، میں نہایت ممنونی موروثی کے ساتھ شکر عنایت عالی کو اچھا ضمیمہ کروں گا۔ فقط (سید غلام امام عفی عنہ)

(فتاوی رضویہ مع تخریج وترجمہ طبع لاہور ۶/ ۲۰۳)

حضرت مولانا سید غلام محمد صاحب قادری رضوی امام مسجد میٹھی، راجکوٹ شہر پور بندر، کاٹھیاوار گجرات

(۱)

از کاٹھیاوار

۵ر رمضان المبارک ۱۳۳۹ھ

امام العلماء المحققین مقدام الفضلاء المدققین حضرت سیدنا ومخدومنا ومولانا ومولوی حاجی قاری احمد رضا خاں صاحب قبلہ قادری برکاتی مدظلہ ودام فیضہ،

یہاں ملک کاٹھیاوار میں اکثر مقامات پر یہ رواج ہے کہ جمعہ کے روز خطبہ میں سلطان المسلمین کے واسطے دعا مانگی جاتی ہے، تو خطیب بروقت دعا مانگنے کے منبر پر سے ایک سیڑھی نیچے اترتا ہے اور بعد دعا مانگ کر ایک سیڑھی اوپر چڑھتا ہے اور بعض مقامات پر اس طرح نہیں کیا جاتا ہے یعنی خطیب ایک سیڑھی نیچے اترتا، تو زید اس سے اعتراض کرتا ہے اور کہتا ہے کہ سلطان کے لئے دعا مانگنے کے وقت ایک سیڑھی اترنا چاہیے۔ عرض یہ ہے کہ یہ فعل کیسا ہے؟۔ (سید غلام محمد)

(فتاویٰ رضویہ مع تخریج وترجمہ طبع لاہور ۴۶۴/۸، ۴۶۵)

جناب شاہ غیاث اللہ صاحب دبیر انجمن تعلیم الدین والقرآن علی مذہب النعمان محلّہ پیران والہ فیروز پور۔

(۱)

از فیروز پور

۷/رمضان المبارک ۱۳۳۹ھ

مشہور ہے کہ حضور پرنور شافع یوم النشور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ولادت باسعادت بارہویں ربیع الاول کو ہوئی ہے۔ چنانچہ تواریخ حبیب الہ اور مولود برزنجی میں یہی لکھا ہے اور ''اذاقۃ الاثام'' کے ص:۱۰۱ پر لکھا ہے کہ: ''مولانا رفیع الدین خاں مرادآبادی اپنے سفر کے حالات میں تحریر کرتے ہیں کہ بارہویں تاریخ ربیع الاول کو حرمین شریفین میں یہ مجلس منعقد ہوتی ہے۔ مگر زید کہتا ہے کہ دراصل پیدائش کی تاریخ ۹/ربیع الاول ہے اور سال فیل کے حساب کرنے سے ۹/تاریخ ربیع الاول کی آتی ہے۔ اس لئے بارہ ربیع الاول جو روز وفات ہے عید میلاد کرنی ممنوع ہے اور ایک کتاب رحمۃ اللعالمین ایک شخص نے پٹیالہ میں حال میں لکھی ہے اس میں بھی ۹/تاریخ ولادت بحساب سال فیل تحریر کیا ہے اور شبلی نعمانی نے اپنی سوانح عمری میں ایسا درج کیا ہے، تو اب ان میں صحیح اور معتبر کون سی تاریخ ہے اور اگر دراصل ۹/تاریخ ولادت تو کیا عید میلاد ۹/کو کی جایا کرے۔

(غیاث اللہ)

(فتاویٰ رضویہ طبع بمبئی ۱۲/۲۹۵)

جناب غلام محمد صاحب چوبکہ ڈاک خانہ تحصیل وضلع مٹر پور موہرہ کنیہالال

از چوبکہ (۱)

۲۸ صفر ۱۳۲۸ھ

مسند نشین شریعت غرا جناب مولانا صاحب دام ظلکم،

بعد حصول سعادت قدمبوسی عرض یہ ہے کہ جو کہ کمترین کے آباء واجداد تھے وہ سب گاؤں کے امام تھے اور قدیم ایام سے امامت کرتے چلے آئے ہیں اور کمترین کے جناب دادا صاحب بھی خود گاؤں کے استاد تھے اور کمترین کے جناب والد بزرگوار بھی استاذی اور امامت کرتے تھے اور ان کے بعد میں بھی استادی طریقہ رکھتا ہوں کہ گاؤں کے بہت سے لڑکوں کو قرآن مجید کی تعلیم اور کتابوں وغیرہ کی بھی دی ہے اور پانچ نماز بھی امام ہو کر پڑھواتے رہے ہیں اور اب گاؤں کے ایک شخص زمین دار نے کہا اگر مرضی ہو تو امام رکھیں، ورنہ نہ رکھیں کہ امام نوکر کی جگہ ہوتا ہے۔ خواہ نوکر کے پیچھے نماز ادا کریں یا نہ کریں اور غرضیکہ اس نے بہت بے ہودہ گالی بھی نکالی ہے اور بے ادب لفظ بولے ہیں۔

اور اب کمترین جناب کی جانب دراز دست ہے، اس شخص کی نسبت فتویٰ حدیث اور شریعت کے تحریر کر کے ارسال فرمائیں کہ اس کو تعزیر لگائی جائے۔ از حد مہربانی ہوگی اور کمترین کا حق گاؤں پر ہے یا نہیں اور شریعت میں اس کے واسطے کیا حکم ہے، وہ اب امامت سے برخاست کرنا چاہتے ہیں۔ فتویٰ مع آیات واحادیث کے ارسال فرمائیں۔ (غلام محمد)

(فتاویٰ رضویہ مع تخریج وترجمہ طبع لاہور ۶/ ۵۳۸)

جناب غلام محمد صاحب، دھام پور محلہ موچیاں ڈاکخانہ خاص ضلع بجنور

(۱)

از دھام پور

۸؍شعبان ۱۳۳۹ھ

جناب مولوی صاحب رہنمائے گمرہان دام افضالہ

بعد ادائے نیاز مندانہ کے معروض خدمت ہے۔ یہاں قصبہ دھام پور میں زمرہ خلافت نے نماز میں ایک نیا طریقہ نکالا ہے وہ یہ ہے کہ پانچوں وقت کی نماز میں اخیر فرض میں رکوع کر کے کھڑے ہوجاتے ہیں اور امام صاحب دعا بآواز بلند پڑھتا ہے اور مقتدی بآواز بلند کئی مرتبہ آمین کہتے ہیں، بلکہ بیس بیس مرتبہ سے زیادہ مقتدی آمین کہتے ہیں، بعدہ سجدہ میں جا کر سلام پھیرتے ہیں۔

عالی جاہ! ہمارے امام صاحب حنفی کے طریقہ میں یہ نماز جائز ہے یا ناجائز؟ یا کہ کسی اصحاب نے یا کہ امامین میں سے کسی نے پڑھی ہے؟ اور اس طریقہ سے نماز ہوتی ہے یا کہ فاسد ہوجاتی ہے؟ ہم کو اس نماز میں شریک ہونا چاہیے یا نہیں؟۔

(غلام محمد عفی عنہ)

(فتاویٰ رضویہ مع تخریج وترجمہ طبع لاہور ۷/۵۳۰)

جناب غلام مصطفےٰ صاحب قریب مسجد محلہ بارہ، ضلع گیا، بہار

از گیا　　(۱)

مظہر انوار شریعت حضرت مولانا دامت برکاتکم وفیوضاتکم

بعد سلام باکرام آنکہ ایک مسئلہ جو رمضان کی تیس تاریخ پیش آیا تھا وہ دریافت طلب ہے، امید کہ جواب باصواب زود تر ارسال فرما کر سرفراز وممتاز فرما کر عنداللہ ماجور ہوں بصورت فرصت ومہلت حدیث ماخذ وحوالہ کتاب بھی ارشاد فرمادیجئے گا۔ فقط زیادہ آفتاب ہدایت تاباں ودرخشاں باد۔

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ایک قصبہ میں جس روز رمضان شریف کی تیس تاریخ تھی اسی روز ایک شہر کے مختار کچہری کے آئے اور انہوں نے کہا کہ آج ہم جس شہر سے آئے ہیں وہاں آج عید کی نماز ہوگی۔ سامان نماز کا ہو رہا تھا آپ لوگ بھی پڑھیئے۔ مختار صاحب مذکور کسی عالم کے فرستادہ میں سے نہ تھے اور نہ کسی عالم صاحب کا خط لائے تھے۔ اب قطع نظر امور خارجہ کے اور اس بات کے کہ آئندہ کیا متحقق ہوگا صرف یہ ارشاد ہو کہ اس قصبہ میں از روئے شریعت کے اس روز مختار صاحب موصوف کی خبر معتبر تھی یا نہیں اور مختار صاحب کی خبر کا اعتبار کر کے نماز عید کے واسطے فتویٰ دینا صحیح ہوگا یا نہیں؟ ارشاد فرما کر عنداللہ ماجور وداخل حسنات ہوں اور اس قصبہ کا ہندو تار بابو خبر دیتا تھا کہ تار آیا ہے، آج عید فلاں شہر میں ہوگی۔ اب تار بابو کا خبر دینا معتبر تھا یا نہیں؟۔　　(غلام مصطفےٰ عفی عنہ)

(فتاوی رضویہ مع تخریج وترجمہ طبع لاہور ۱۰/۴۰۰/۴۰۱)

جناب شیخ غلام احمد صاحب محلّہ کھوسیاں، لال کرتی بازار، میرٹھ

(۱)

از میرٹھ

۴ ر رمضان المبارک ۱۳۱۵ھ

جناب مولانا! بعد تقدیم سلام عرض یہ ہے کہ اس مسئلہ کی ضرورت ہے، جلد مشرف فرمائیں۔

بعض شخصوں نے کچھ روپے زید کو دیئے کہ ان کی کتابیں دینیہ لے کر طالب علموں کو دے دو۔ زید کے پاس خود وہ کتابیں دینیہ موجود تھیں اس نے اپنے پاس سے حسب نرخ بازار کتابیں لے کر طالب علموں کو تقسیم کر دیں اور وہ روپے اپنی کتابوں کی قیمت میں آپ رکھ لئے اور یہ سمجھا کہ میں یہ بیع اصالۃً اور خرید وکالۃً کی ہے اور مقتضائے حال سے قطعاً معلوم ہے کہ مالکوں کو ہرگز کچھ غرض اس متعلق نہ تھی کہ بازار ہی سے کتابیں خریدی جائیں۔ اسی واسطے انہوں نے معاملہ میں یہ قید نہیں لگائی، ان کا اصل مقصد تقسیم کتب سے تھا وہ زید نے بخوبی کر دیا۔

اب سوال یہ ہے کہ یہ کتب مالکوں کی طرف سے ہوگئی یا نہیں؟ اور اگر نہیں ہوئی تو اب کیا کیا جائے؟ کتابیں واپس نہیں ہو سکتیں۔ بالکل یاد نہیں رہا کہ وہ طالب علم کون کون تھے، زیادہ زمانہ گذر گیا اور مسئلہ میں شبہ اب پڑا اور وہ روپے بھی باقی نہیں رہے۔

(شیخ غلام احمد عفی عنہ)

(فتاویٰ رضویہ مع تخریج وترجمہ طبع لاہور ۱۹/۹۳)

حضرت مولانا ابوالمنظور محمد غوث بخش صاحب مقیم بیت العلم والحکم

پروچڑاں موضع کوٹلہ مدھوڈاکخانہ غوث پور تحصیل خان پور ریاست بہاول پور

(۱)

از بہاول پور

بعالی خدمت اسم درجت مدراء سجال العلوم علی العموم حضرت مولانا ومخدومنا قبلہ آمال وآمال اخیار عباد اللہ المتعال حضرت احمد رضا خان صاحب مدظلہ،

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ،   مزاج شریف عنصر شریف!

خدمت میں ضروری عرض ہے، توجہ سے سن کر جواب بتدقیق وغور تمام بعجلت عطا فرمائیں ایک استفتا متعلق ہبہ مشاع وطلاق صبی بمعہ ٹکٹ کچھ عرصہ سے خدمت میں بھیجا تھا۔ مولانا امجد علی صاحب اعظمی کے خط سے معلوم ہوا کہ نہیں ملا۔ پس حسب الایماء ان کے دوسری نقل ارسال ہے کرم نوازان من!

عدالت ڈسٹرکٹ ججی خان پور میں دعوی رجوع عن الھبہ کا گذرا ہے کہ جس کا رجوع شرع مقدس کی طرف ہے علماء علاقہ ہذا آپس میں مختلف ہیں۔

حضرت اعلیٰ کی خدمت اقدس میں فتویٰ مع الجواب ارسال ہے براہ کرم بخشی وحسبۃ للہ تعالیٰ بامعان نظر فتویٰ مرسلہ پر دستخط ومہر بالشمولیت جماعت علمائے کرام ثبت فرمادیں۔ بمعہ مزید تائید جواب اس کے کہ واقعات صورت حال از کتاب القضاء ومخالفت دعویٰ وغیرہ وغیرہ رجوع عن الھبہ سے مانع ہے، اپنی ذات باحسانات سے اضافہ فرمادیں۔

جناب والا! ایک نقل دیوبند بھی ارسال کی گئی تھی، مگر مفتی دیوبند نے بڑی بے غوری سے جواب مختصر لکھ کر استفتا واپس کر دیا ہے۔ جس پر بڑی حیرت دامن گیر ہے کہ یہ کیا جواب ہے کہ کتاب القضا ومخالفت دعویٰ وغیرہ پر کچھ بھی غور وتوجہ نہیں کی۔

مرکز فتاویٰ جناب اقدس میں التجا ہے کہ بجنسہ استفتاء جس پر مفتی دیوبند کا جواب ہے، غور فرما کر جواب مفصل بحوالہ صفحہ کتاب وغیرہ معزز فرمائیں اور چند پیشی پہلے گذر گئی ہیں۔ فقط (ابوالمنظور غوث بخش عفی عنہ)

۱۰ ارشعبان المعظم ۱۳۳۷ھ ۱۱ ارمئی ۱۹۱۹ء

(فتاویٰ رضویہ مع تخریج وترجمہ طبع لاہور ۱۹/ ۳۷۰، ۳۷۱)

جناب محمد غلام فرہاد صاحب، ہاٹ ڈاکخانہ ہٹ تلا بڑا صاحب کلکتہ

(۱)

از کلکتہ

۱۳؍ذوالقعدہ ۱۳۳۴ھ (بروز چہارشنبہ)

مکرمی معظمی جناب مولانا شاہ عبدالمصطفےٰ احمد رضا خاں صاحب

بعد آداب وتسلیم معروض آنکہ ہم لوگ احاطہ بنگال ضلع فرید پور تھانہ پالنگ موضع لاکرتلہ میں سب لوگ اہل سنت والجماعت کا ہوں، مگر ان میں سے بعض لوگ ایسے حنفی کہلاتے ہیں مگر عقیدہ وہابیت کا ہے، یعنی دیوبند کا چونکہ وہ لوگ دیوبند کی کیفیت سے اچھی طرح واقف نہیں اور ہمارے بنگال کا ہادی جون پور کے مولانا کرامت علی صاحب کا اولاد ہیں وہ لوگ بھی دیوبند کے عقیدہ پر چلتے ہیں، یعنی قیام وفاتحہ وثانی جماعت وغیرہ کو ناجائز کرتے ہیں۔

لہٰذا ہم لوگوں نے حضور کی کتاب ''کوکبۃ الشہابیہ'' اور چند پرچہ کلکتہ منشی لعل خاں صاحب سے منگا کر دکھلایا کہ تم لوگوں کی عقیدہ اہل سنت وجماعت کے خلاف ہے، بہر حال ہم لوگ سے اختلاف کرتا رہا، مگر اس وقت مسئلہ قدمبوسی اور سجدہ تحیہ میں ہم لوگوں کو بہت مجبور کیا، ہم لوگ قادریہ شریف میں سلسلہ بھاگل پور کے مریدان اسلام آباد بنگال کے مولانا شاہ محمد عبدالحی صاحب سے دست بیعت کیا ہوں، انہوں نے سجدہ تحیہ کو جائز رکھتے ہیں اور دیوبندی خلاف ہیں۔ اب ہم لوگوں نے کہا کہ یہ مسئلہ ایسے آدمی سے دریافت کرنا چاہیے جو کہ متوسط سنت

والجماعت کا ہے۔

لہٰذا ہم لوگ حضور کو بمقابلہ مقتدا اسلام اور حامی سنت والجماعت کا جانتا ہوں، اب یہاں سے دو فتویٰ جاتا ہے، ہم لوگ سجدہ تحیہ کو جائز رکھتا ہوں اور مقتدا دیوبندی کفر اور حرام و ناجائز کہتے ہیں۔ خیر گزارش ضروری یہ ہے، حضور اگر جائز کرتے ہیں تو بہت خوب اور اگر ناجائز کریں بسر تسلیم مان لیتا ہوں، مگر امید کرتا ہوں کہ جواب اس طرح ہونا چاہیے کہ فتوی دیوبندی ہم پر غالب نہ ہو جائے۔

والسلام (محمد غلام فرہاد)

(فتاویٰ رضویہ طبع بمبئی ۹/۳۹۶)

حضرت مولانا غلام ربانی صاحب شمس آباد ضلع کیمبل پور، پنجاب

(۱)

از شمس آباد

۱۰ ر جمادی الآخرہ ۱۳۳۹ھ

ایک عالم سنی حنفی المذہب نے اپنے وعظ میں کہا کہ اللہ جل جلالہ نے ایک سو چار کتاب نازل فرمائی اس کی تفصیل یہ ہے کہ سب میں پروردگار نے فرمایا ہے: واطیعوا اللہ واطیعوا الرسول [1] الخ۔

اے مسلمانو! آپ لوگوں کو سمجھانے کے لئے ایک مثال دیتا ہوں، اس کے بعد آپ لوگ خیال کریں کہ قوت ایمانی میں کہاں تک ضعف ہو گیا ہے۔ دیکھو کسی حاکم کا چپراسی سمن لے کر آتا ہے تو اس کا کس قدر خوف ہوتا ہے۔ حالانکہ حاکم ایک بندہ مثل ما و شما، سمن پیسہ آدھے پیسہ کا کاغذ جس میں معمولی مضمون ہوتا ہے۔ چپراسی پانچ چھ روپئے کا ملازم ہوتا ہے، مگر یہ حالت ہوتی ہے کہ اس کے خوف کے مارے لوگ روپوش ہو جاتے ہیں لاچاری سے لینا ہی پڑتا ہے، بعدہ وکیل کی تلاش اور روپئے کا صرف کرنا وکذا وکذا اور اللہ تعالی احکم الحاکمین کہ دم بھر میں تہ و بالا کر سکتا ہے، اس کا حکم نامہ یعنی قرآن پاک و مقدس کہ جس کے ایک ایک حرف پر دس بیس تیس نیکی کا وعدہ ہے وہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم لائے کہ جن کی خاطر زمین و آسمان پیدا ہوا۔

---

[1] القرآن الکریم ۴/۵۹

اب بتاؤ کہ اس احکم الحاکمین اور اس قرآن مجید اور اس کے رسول پاک کا فرمان ہم مسلمان لوگ کہاں تک بجالاتے ہیں۔ ہمیشہ وعظ سنتے ہیں، عمل نہیں کرتے۔ الخ۔ اس پر ایک دوسرے عالم نے کہا کہ حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو چراسی کہنا دین کا یا اس سے مثال دینا یا اس سے تشبیہ تینوں صورت میں کفر ہے اور کہنے والا سابی ہے، اس کی توبہ قبول نہ ہوگی۔ اب عرض ہے کہ یہ تشبیہ ہے یا تمثیل اور مثال وتشبیہ کا فرق پورے طور سے بیان فرمائیے۔ یہ سوال اگرچہ کوتاہ ہے مگر بڑا اہم اور ضروری ہے، جس کے سبب سے ایک بڑا فتنہ وفساد برپا ہو رہا ہے۔

(غلام ربانی عفی عنہ)

(فتاویٰ رضویہ مع تخریج وترجمہ طبع لاہور ۱۵/۱۵۰)

جناب غلام نبی صاحب موضع میانہ ٹھٹہ، ڈاکخانہ ضلع گوجرانوالہ، پاکستان

از گوجرانوالہ (۱)

۲/ربیع الاول ۱۳۳۵ھ

ایک شخص مسمی چراغ دین امام مسجد نے ایک بکر ذبح کیا اور اس کا چمڑا مسمی حاکو قوم خاکروب نے اتارا اور گوشت بنایا اور گوشت مذکور کو چند مسلمانوں نے مل کر تقسیم کرلیا اور اپنے گھروں میں پکا کر کھایا۔ کیا وہ گوشت کھانا جائز ہے یا نہیں؟ اس بات کا خلاصہ حال مع ثبوت حدیث وقرآن شریف ارسال فرمائیں اور اس مسئلہ کو اخبار ''دبدبہ'' سکندری میں شائع کرادیں۔ (غلام نبی عفی عنہ)

(فتاوی رضویہ مع تخریج وترجمہ طبع لاہور ۲۰/۳۰۸/۳۰۹)

جنابِ غلام محمد دوکان دار، کٹڑہ پرجہ، امرتسر، پنجاب

(۱)

از امرتسر

۲۷ ربیع الاول ۱۳۲۷ھ

ثبوت مولود شریف پر سو روپیہ انعام۔ آج کل جس رسم مجلس مولود کا رواج ہے ہمارے علم میں یہ بے ثبوت بات ہے، اس کے ثبوت دینے پر انجمن ہذا کی طرف سے یکم ربیع الاول کو ایک اشہار انعامی ۱۰ روپیہ شائع ہو چکا، مگر میاں فیروز الدین صاحب سوداگر آنریری مجسٹریٹ فرماتے ہیں کہ یہ انعام کم ہے۔ اس مسئلہ کا فیصلہ ہونا ضروری ہے، اس لئے میاں صاحب موصوف مروجہ مولود کا ثبوت قرآن یا حدیث یا فقہ میں سے دینے والے کو یکصد روپیہ انعام دینے کا اعلان کرنے کی ہم کو اجازت دیتے ہیں امید ہے، حامیان مولود شریف ضرور توجہ کر کے انعام مرقومہ کے علاوہ ثواب دارین بھی حاصل کریں گے۔

نوٹ: واضح رہے کہ ایچ پیچ کا کام نہیں، صرف حوالہ کتاب مع عبارت شائع کر دینا کافی ہے، جس میں لکھا ہو کہ ربیع الاول کے مہینے میں مجلس مولود کیا کرو، مجلس مولود کرنا ثواب ہے۔ ہماری طرف سے اجازت ہے کہ امامان دین میں سے کسی ایک امام کا قول دکھا دیں جو کسی مستند کتاب میں ہو، اگر اتنا بھی ثبوت نہیں تو پھر ایسی بے ثبوت بات کو چھوڑنے میں ذرا دیر نہ کریں۔ ورنہ خدا کے سامنے جواب دہی ہوگی۔

والسلام۔ خاکسار محمد ابراہیم، شال مرچنٹ، نائب سکریٹری انجمن اہل حدیث امرتسر

(فتاویٰ رضویہ طبع بمبئی ۱۱/۷۸)

جناب غلام محمد صاحب حنفی محلّہ بلوچ پاڑہ، قصبہ نائٹ ضلع متھرا

از متھرا

(۱)

۲۰ر نومبر ۱۹۰۹ء

جناب مولانا صاحب!   السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

کمترین کا سن اکیاون سال کا ہے اور گیارہ لڑکیاں ہیں، پیشہ وثائق نویسی کرتا ہوں اور دوسرا کوئی کام نہیں جانتا ہوں، مسلمانوں کی سودی دستاویزات لکھنے سے اجتناب کرتا ہوں، حتیٰ کہ اس وقت تک میرے قلم سے کسی مسلمان کی کوئی دستاویز نہیں لکھی گئی۔ آج ایک مولوی صاحب کی زبانی یہ مسئلہ سنا کہ کفار کے سودی دستاویزات کہ جس میں فریقین کافر ہوں ہندوستان میں بھی یہ جائز نہیں ہے اور جیسا گناہ سود کھانے والے کو ہے، ویسا ہی کاتب کو اور گواہوں کو ہے۔

پس یہ بات سن کر مجھ کو خوف الٰہی نے اس بات پر مجبور کیا کہ جناب سے اس مسئلہ کو دریافت کروں اور اگر فی الحقیقت جیسا کہ مولوی صاحب موصوف نے فرمایا ہے حضور بھی فتویٰ دیں تو اللہ پر توکل کر کے اس پیشہ کو چھوڑ دوں اور اللہ تعالیٰ کے حضور میں توبہ واستغفار کروں، تاکہ اللہ تعالیٰ گذشتہ کو معاف فرمادے۔ حضور بھی میرے حق میں دعائے خیر فرمائیں اور فتویٰ عطا فرمائیں۔ جمیع حاضرین کی خدمت میں سلام عرض کرتا ہوں۔

(خاکسار غلام محمد)

(فتاویٰ رضویہ طبع بمبئی ۹/۲۷)

مولانا شاہ سید فخر الحسن مدرسہ عربی قدیم محلہ میاں سرائے، خیر آباد، سیتاپور، یوپی

(۱)

از خیر آباد

۱۲/ ذی قعدہ ۱۳۲۶ھ

(۱) خطبہ جمعہ و اعیاد کا سوائے زبان عربی خواہ فارسی ہو یا دیگر زبان میں ہو پڑھنے کی نسبت جناب مفتی سعد اللہ صاحب مرحوم اپنے فتاوی سعدیہ میں فرماتے ہیں: نزد امام ابو حنیفہ جائز و مکروہ بکراہت تنزیہی است۔

اور اسی جواب میں اختتام عبارت میں ہے:

اگر کسے خطبہ بقدر واجب کہ نزد صاحبین بقدر تشہد است بعربی ادا کردہ باشد خواندن ما ورائش در فارسی وغیر آں نیز در ایشاں مزایقہ ندارد کما فی منح الغفار وشرح تنویر الابصار۔

جناب مولوی عبد الحئی صاحب اپنے مجموعہ فتاوی کے جلد دوم میں بہت شد و مد کے ساتھ خطبہ کو زبان عربی میں سنت مؤکدہ اور غیر زبان میں پڑھنے کو مکرہ تحریمی و بدعت ضالہ تحریر فرماتے ہیں۔ مگر اسی فتاوی کہ جلد سوم میں مکروہ تنزیہی تحریر فرماتے ہیں۔ لہٰذا جو خطبہ کلاً غیر زبان میں ہو یا بعضاً مخلوط بزبان عربی و زبان دیگر میں ہو پڑھنا مکروہ تحریمی ہے اور بدعت ضالہ یا مکروہ تنزیہی یا جائز بلا کراہت؟ جو حکم ہو اس سے ہدایت فرمائی جائے۔

(۲)   خطبہ جمعہ مصنفہ حضرت مخدوم سعد الدین عرف مخدوم شیخ سعد قدس سرہٗ خیر آبادی، خلیفہ حضرت مخدوم شاہ پنا میاں لکھنوی قدس سرہ العزیز جو منسلکہ ہٰذا ہے، من جملہ عبارت خطبہ مذکور کے:

جب حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے بارگاہ خداوندی میں عرض کیا: اے اللہ! اگر میں کملی سر پر لیتا ہوں ہوں تو آپ فرماتے ہیں: **یاایھا المزمل قم اللیل الا قلیلا نصفهٗ** ۱؎ اگر میں باہر آتا ہوں، تو آپ فرماتے ہیں: **واھجرھم ھجراً جمیلاً** ، ۲؎ مجھے کیا کرنا چاہئے، اللہ تعالی کی طرف سے ارشاد ہوا کہ اے محمد! آپ راحت کے طلب گار ہیں اور ہم آپ سے محنت و پریشانی چاہتے ہیں، آپ چاہتے ہیں کہ میری نیکیوں کا حساب ہو اور گوشہ نشیں رہوں اور ہم چاہتے ہیں کہ ہم تیرے ساتھ اور تم ہمارے ساتھ سو ہزار قسم کا حساب رکھیں۔ آپ کون ہیں جو دل کا اطمینان چاہتے ہیں۔ ہم نے تو سابقہ انبیاء کو پریشانی کا حکم دیا، اگر میں تجھے خوش دیکھوں گا تو کہوں گا، **ان اللہ لا یحب الفرحین** ۳؎، اور اگر تیرے دل کو تنگ پاؤں، تو کیوں ہوگا، **ولقد نعلم انک یضیق صدرک بما یقولون** ۴؎، وہ پریشانی کتنی اچھی ہے جو مشت خاک کو حاصل ہوئی ہے۔ کون ہے جو اس معاملہ میں ماتم و مصیبت اظہار کرے۔ محمد کی طرف سے یہ فریاد ہوئی ہے، اے رب محمد! کاش محمد کو پیدا ہی نہیں کرتا، عشاق کی فریاد اسی طرح کی ہوتی ہے، کاش اس کائنات میں کوئی ماں بیٹا ہی نہ جنتی، یا خدا میرے باپ کا نام و نشان تک نہ ہوتا۔ اس مکار و غدار دنیا کے پاؤں تو نہیں باندھ سکتا، جب کے رسولوں کے

۱؎ القرآن الکریم   ۲؎ القرآن الکریم   ۳؎ القرآن الکریم   ۴؎ القرآن الکریم

سربراہ صلی اللہ علیہ وسلم کا تھا۔

اس عبارت پر ایک صاحب کو جو بنظر حالت زمانہ حال ذی علم خیال کئے جاتے ہیں یہ اعتراض ہے کہ اس عبارت میں اہانت و بے حرمتی حضرت نبی کریم علیہ افضل الصلوٰۃ والتسلیم ہے، جو باعث تکفیر قاری وسامعین خطبہ ہے، کیوں اس مضمون کا استنباط نہ کسی آیت قرآنی سے ہے، نہ کسی حدیث سے یہ اعتراض معترض صحیح ہے یا غلط؟ اور اگر غلط ہے تو معترض کے اعتراض کا کیا جواب ہے؟ (سید فخر الحسن عفی عنہ)

(فتاویٰ رضویہ مع تخریج وترجمہ طبع لاہور ۸/۸۸، ۳۸۷)

(۲)

از خیر آباد

۱۹ر شوال المکرم ۱۳۲۷ھ

شریعت پناہ جناب مولانا مولوی احمد رضا خاں صاحب، ادام اللہ تعالیٰ فیوضکم۔ تسلیم۔

اپنی بے استعدادی کو مجبوری میں اگر جائے پناہ نظر آتی ہے تو صرف ذات بابرکات قدسی صفات عالی ہے۔ لہٰذا باوجود وقوف عدم الفرصتی کے تکلیف دہی والا پر مجبور ہو کر نہایت ادب سے معافی کا مترصد ہوں، استفتا منسلک عریضہ ہٰذا اولاً حضور اقدس میں بھیجا تھا۔ دیرسی جواب کی وجہ سے اس کی نقل رام پور بھی بھیجی تھی، پیش گاہ والا سے جواز صورت مسئولہ کا حکم پا کر سائل کو ہدایت تدبیر فراہمی روپیہ کی گئی تھی کہ:

قسمت کی خوبی دیکھئے ٹوٹی کہاں کمند　　دو چار ہاتھ جب کہ لب بام رہ گئے

پورے روپے کی تدبیر نہ ہو پائی تھی کہ رام پور سے جواب خلاف حکم والا ملا۔ یہ امر میرے عرض کرنے کا محتاج نہیں ہے کہ امور خیر و اصلاح کار میں بھی کچھ وساوس و ابلیس آدم رو مانع پیش آتے ہیں، صاحب معاملہ کے خیالات و جوابات رام پور سے ایسے کئے گئے کہ وہ کہتا ہے کہ جب تک رام پور کی تائید میں براہین قاطعہ و دلائل مستحکم از روئے ملت حنفیہ نہ دیکھوں گا کسی طرح جواز تحویل کو تسلیم نہیں کر سکتا، مجھ ہیچ مداں کو بجز اس کے کہ ذات بندگان عالی سے پناہ چاہوں کوئی چارہ کار نہیں ہے۔

لہٰذا نقل جوابات مرسلہ علماء رام پور ارسال خدمت کر کے گذارش ہے، جس قدر جلد ممکن ہو کمترین کو اس ضغطہ سے نجات دلائیں۔

پناہ جو بدرت آمدم بعجز و نیاز　　کہ آستانہ تو حاجت روائے من باشد

زیادہ بجز تمنائے حصول قدم بوسی کے کیا عرض کروں۔

(عریضہ ادب کمترین فخر الحسن عفا عنہ)　از خیر آباد، ۱۹ر شوال ۱۳۲۷ھ

(فتاویٰ رضویہ مع تخریج و ترجمہ طبع لاہور ۱۷/۶، ۵۰۵)

حضرت مولانا فضل الرحمٰن صاحب امام جامع مسجد صدر بازار، فیروز پور پنجاب

(۱)

از فیروز پور

۱۰؍شوال المکرّم ۱۳۰۵ھ

بخدمت بابرکت حضرت مولانا وبالفضل والکمال اولانا مخدوم مکرم معظم

حضرت مولانا احمد رضا خاں صاحب سلمہ الرحمٰن،

سلام مسنونہ بہ نیاز مقرون کے بعد عرض ہے کہ للہ اس استفتاء کا جواب مرحمت فرمائیں کہ عند اللہ ماجور و عند الناس مشکور ہوں...... مولوی غلام نبی صاحب امام مسجد قصابان خورد جو شاگرد مولویان لکھنو کے علاقہ فیروز پور کے ہیں، اول انہوں نے رسالہ ''شاہ طہور''، جس میں حضرت ابن عربی اور مولانا روم و مولانا عبدالرحمٰن جامی علیہم الرحمۃ کی تکفیر درج تھی اور وہ رسالہ مطبع فیروز پور میں حافظ محمد صاحب لکھنوی نے چھاپا تھا اس کی تصدیق پر اپنے دستخط کردیئے تھے، جس کے شاہد بہت لوگ موجود ہیں اور اس کا کسی قدر ذکر رسالہ ''تصریح ابحاث فرید کورٹ'' کے صفحہ ۱۴۱ کے متن وحاشیہ میں مندرج ہے۔

پھر جب ریاست فرید کورٹ میں علماء مقلدین کا مناظرہ ہوا تھا، تب بھی یہ مولوی صاحب بشمول علماء غیر مقلدین کے تھے اور ان کے زمرہ میں ریاست سے رخصت نامہ لے کر واپس آئے تھے، جیسا کہ اشتہار ۱۱؍فروری ۱۸۸۳ء مطبوعہ ریاست فرید کورٹ اس بات پر شاہد ہے اور رسالہ کے صفحہ ۷؍ میں بھی اس کا نام بر زمرہ

غیر مقلدین شامل ہے، پھر مسائل اور واقعات ان کے بھی صریح غیر مقلدی کی دلیل ہیں، جس کا نمونہ ایک یہ ہے کہ مسماۃ فاطمہ بنت امام الدین خان کو جب اس کے شوہر نے مطلقہ کیا اور طلاق نامہ تحریر ہوا، تو ۲۲ / روز بعد ازاں عدت کے اندر ہی مولوی مشار الیہ نے اس مطلقہ کا نکاح بابومین ملازم سکوٹ لال کرتی سے منعقد کر دیا اور اس کی دلیل مولوی جمال الدین امام مسجد بوچڑاں کلاں کو دکھلائی کہ حدیث ترمذی سے ثابت ہے کہ خلع کی عدت ایک حیض ہوتی ہے، اس پر جواب دیا گیا کہ دینی کتابوں میں مثل فتح القدیر وغیرہ کے صریح لکھا ہے کہ خلع طلاق ہے، بسند حدیث بخاری وغیرہ کے اور جمہور اماماں سلف وخلف کا یہی مذہب ہے، کما فصل فی باب الخلع اور باب عدت میں بھی مذکور ہے کہ طلاق اور خلع اور لعان سب کی عدت تین حیض ہیں۔ اھ مترجماً

پس یہ نکاح عدت کے اندر حنفی، مالکی، شافعی سب کے نزدیک ناروا ہے، جو شخص غیر مقلد ایسے اطوار کا طور رکھے اور حرام کو حلال بتا دینے تک کی نوبت پہنچائے، تو اس کے پیچھے اقتدا روا ہے یا نہیں؟۔　　(فقیر محمد فضل الرحمٰن)

امام جامع مسجد فیروز پور پنجاب، ۱۰ / شوال ۱۳۰۵ھ

(فتاویٰ رضویہ مع تخریج وترجمہ طبع لاہور ۶ / ۴۳۸، ۹)

(۲)

از فیروز پور

۴؍جمادی الاولی ۱۳۰۷ھ

بخدمت حضرت فیض درجت مظہر علوم دینی ومصدر فیوض دنیوی جناب مولانا بالفضل والکمال اولانا جناب مولوی محمد احمد رضا خاں صاحب فاضل بریلوی دام فیضہ القوی، السلام علیکم

(۱) زید نے ہندہ سے جو اپنے فعل شنیع قبیح سے تائب ہوئی غیر ضلع میں جا کر نکاح کیا۔ تا کہ کوئی مخل اور مانع اس کارِ خیر کا نہ ہو، اہل ضلع نے جب ان سے استفسار کیا کہ تمہارا نکاح ہوا ہے؟ تو انہوں نے یہ پاسخ دیا کہ اس قدر مہر پر ہمارا نکاح ہوا ہے، آیا یہ صورت نکاح صحیح ہے؟۔

(۲) اگر زاہد نے اقرار کیا کہ یہ میری بیوی ہے اور ہندہ نے بیان کیا کہ یہ میرا خاوند ہے، یہ قیل وقال محضر شہود میں بیان کی گئی، کیا ان الفاظ سے نکاح ہوتا ہے؟ اس صورت میں ذکر مہر نہیں آیا، بعد توفیق وتطبیق روایات کے جواب مزین بمہر ودستخط فرما کر للہ عطا فرمایا جائے تا کہ آئندہ کسی جاہل کو مجال مقال باقی نہ رہے۔

والسلام مع الاکرام (فقیر محمد فضل الرحمٰن)

(فتاویٰ رضویہ مع تخریج وترجمہ طبع لاہور ۱۱؍۱۲۱)

(۳)

از فیروز پور

۲۱/ربیع الآخر۱۳۱۶ھ

بخدمت حضرت مخدوم و معظم مقبول السبحان حضرت مولانا مولوی احمد رضا خاں صاحب ادام اللہ فیضہ القوی، السلام علیکم وعلی من لدیکم،

مصدع خدمت خدام والا ہوں کہ ایک مسئلہ کی دو صورتیں ارسال خدمت شریف کر کے گذارش کہ بتفصلات کریمانہ جواب باثواب سے معزز و ممتاز فرمائیں۔ جزاکم اللہ خیر الجزاء۔ نیاز مند قدیمی فقیر محمد فضل الرحمٰن

مبسملاً حامدً ومصلیاً ومسلماً، امابعد! پس واضح رہے کہ بحدیث آمدہ بخطبہ جمعہ ہر کہ دیگر رامی گوید کہ خاموش باش، باسنگ ریزہ رامس کرد اور ثواب جمعہ نباشد او عبث ولغو کرد۔

نیز خطبہ جمعہ میں حاظرین نے آپ سے کہا کہ بارش کی دعا کیجئے۔ آپ نے ہاتھ اٹھا کر دعا کی تھی اور تمام حاضرین نے بھی ہاتھ اٹھائے تھے، تو آئندہ جمعہ کو تمام حاضرین نے کہا کہ بند ہونے بارش کی دعا کیجئے، آپ کے دعا کرنے سے فوراً مینہ بند ہو گیا تھا، بخاری ومسلم۔ تو دونوں مقاموں سے معلوم ہوا کہ عبث کام کے لئے بولنا، ہاتھ ہلانا، جمعہ کے خطبہ میں مکروہ ہے اور نیک کام کے لئے مکروہ ہر گز نہیں، اس استدلال کی اگر سمجھ نہ آئے، تو بفتاوی عالمگیریہ نقلاً عن المحیط وغیرہ موجود ہے کہ بخطبہ جمعہ:

اذا لم یتکلم بلسانہ لکنہ اشار بیدہ او برأسہ او بعینہ نحو ان

رای منکراً من انسان فنهاه بیده او اخبر بخبرٍ فاشار براسه الصحیح انه لا باس بہ اما دراسة الفقه و کتابته عند البعض مکروه وقال البعض لا باس به[1] (ملخصاتقدماً وتاخراً) انتھی۔

پس ان سب روایتوں کے استدلال سے جوکوئی خطبہ اولی بقدر سنت سن کے باقی کوسنتا رہے اور حاضرین کو جوگرمی میں ہوا کی حاجت وضرورت ہوتی ہے سب کو ہوا کرنے لگے، تاکہ اطمینان سے خطبہ سنے لا باس بہ۔ بے شک یہ شخص ثواب جمعہ سے محروم نہ رہے گا۔

اذالمقصود من الانصات ملاحظة معنی الخطبة واشتغال قلوب السامعین بالحریفوت ذلک کذا یستفاد من فتاوی حموی۔

دیکھو جنت میں بروز جمعہ سب مومنوں کو ایک مکان میں جمع کر کے باری تعالی بھی ہوا شالی چلائے گا، تاکہ باطمینان دیدار حق وسبحانہ تعالی سے شرف ہوا کریں گے۔ اس ہوا کا نام میسرہ ہے، کہ کستوری کی خوشبو کا اثر رکھتی ہوگی۔

ثانیاً! اس ہوا کنندہ قوم کو خطبہ جمعہ گرمی کے مارے خود ہوا کی سخت حاجت وضرورت ہوتی ہے، تو اس نے اپنی اس راحت پر راحت قوم کو مقدم کیا، ویوثرون علیٰ انفسهم ولو کان بهم خصاصة،[2] کے گروہ میں داخل ہو کے

---

[1] فتاوی ہندیہ الباب السادس عشر فی صلوٰۃ الجمعہ مطبوعہ نورانی کتب خانہ، پشاور ۱/۱۴۷

[2] القرآن الکریم ۹/۵۹

درجہ مفلحون کا پایا، یہ آیت سورہ حشر کی بخاری واشباہ وفتاوی حموی میں موجود ہے اور کتاب وسنت کا حکم عام ہے۔

لانّ العبرۃ لعموم اللفظ لالخصوص المورد کما قرء فی الوصول،

خطبہ جمعہ بقدر ایک تسبیح کے فرض اور تین آیات قصیرہ یا ایک آیت طویلہ پڑھنا وشہادتین ودرود پڑھنا اور پند ونصیحت قوم کو کرنا خطیب پر سنت اور خطبہ ثانیہ نیز سنت ہے اور بعضوں کے نزدیک خطبہ اولی بقدر تمام التحیات کے فرض ہے، فتدبر۔

راقم دعا گو خیر خواہ فقیر غلام النبی عفی عنہ

(فتاوی رضویہ مع تخریج وترجمہ طبع لاہور ۸/۲۸، ۳۲۷)

جناب فیاض حسین صاحب ٹھیکے دار پتھر، محلّہ رکاب گنج، فیض آباد یوپی

(۱)

از فیض آباد

۲۳؍رمضان المبارک ۱۳۳۱ھ

حضور والا دستہ بستہ سلام مسنون کے بعد عرض ہے تابعدار بخیریت ہے، خوشنودی مزاج اقدس درکار ازراہ سفقت مربیانہ معاف فرمایا جاؤں کہ آج سے پہلے عریضہ نہ لکھ سکا اور آج پھر جو موقع ملا وہ خاص ضرورت سے، براہ کرم شرع شریف کے مقدس قانون کے مطابق رائے صائب وحکم مناسب سے اطلاع بخشی جائے، میرے وطن اٹاوہ میں ایک بزرگ مفتی قوم میں سے ازراہ خیر وبرکت ختم قرآن شریف کے دن بیسویں رکعت میں الم تا مفلحون، پڑھنے کے بعد چند آیات مختلف ماکان محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) وغیرہ کے ساتھ تراویح ختم کرنے کی ہدایت فرمایا کرتے ہیں۔ لیکن اس زمانے کی نئی روشنی اس کے خلاف ہے۔

لہٰذا اس کے جواز کے متعلق جو آیات شریفہ کتب احادیث سے پائی جائیں۔ ان سے اطلاع بخشی جائے، تاکہ مخالفین کو سمجھا دی جائیں، براہ کرم وشفقت مربیانہ بواپسی ڈاک جواب باصواب عریضہ ہذا سے شاد فرمایا جائے، کیونکہ اس کی یہاں فوری ضرورت ہے۔

فقط (فیاض حسن)

(فتاویٰ رضویہ مع تخریج وترجمہ طبع لاہور ۷/۴۶۹)

جناب فضل حق صاحب چشتی ملتانی دروازہ بھیرہ، ضلع شاہ پور، پنجاب

(۱)

از شاہ پور،

۵؍رمضان المبارک ۱۳۳۹ھ

بخدمت جناب سلطان العلماء المتبحرین برہان الفضلاء والمتصدرین کنز الهدایة والیقین شیخ الاسلام والمسلمین مولانا مفتی العلامہ شاہ احمد رضا خاں صاحب مد ظلہ العالی

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ،

مولود خوانی مسجد میں جائز ہے یا نہیں؟ کیونکہ مرزائی وغیرہ اعتراض کرتے ہیں کہ مسجد میں راگ منع ہیں اور حتی الامکان منع ہیں، چونکہ کہ مولود بھی راگ ہیں اس لئے یہ قطعاً ناجائز ہے۔ (فضل حق چشتی عفی عنہ)

(فتاویٰ رضویہ مع تخریج وترجمہ طبع لاہور ۸؍۱۲۳)

(۲)

از شاہ پور

۵؍رمضان المبارک ۱۳۳۹ھ

بخدمت جناب سلطان العلماء المتجرین برہان الفضلاء والمتصدرین کنز الہدایۃ والیقین شیخ الاسلام والمسلمین مولانا المفتی العلامہ الشاہ احمد رضا خاں صاحب مدظلہ العالی،

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ،

گیارہویں شریف کس چیز پر دینی افضل ہے، چاول یا حلوہ وغیرہ اور کن کن لوگوں میں بانٹنی چاہیے؟ آپ بھی تبرک چکھنا چاہیے یا نہیں؟ اور کسی پیر صاحب یا سید صاحب کو اس میں حصہ دینا چاہیے یا نہیں؟ ایک مسجد میں چند ایک اصحاب مل کر گیارہویں شریف پکاتے ہیں، تو کیا وہ گیارہویں شریف پکی ہوئی مسجد کے نمازیوں میں بانٹنی چاہیے یا نہیں؟۔

(فضل حق چشتی عفی عنہ)

(فتاویٰ رضویہ مع تخریج و ترجمہ طبع لاہور ۹/۶۱۲)

جناب فتح محمد ورحیم بخش نعلبند، محلہ مہاوت دوڑی، اودے پور، میواڑ،

(۱)

از اودے پور

۱۴ر رمضان المبارک ۱۳۳۸ھ

میرے آقا میرے ہادی حضرت مولانا دام اقبالہ،

(۱) متوفی کے نام پر دونوں وقت مساکین کو کھانا کھلانے اور خیرات کرنے سے مرحومہ کو ثواب ملے گا یا نہیں؟

(۱) مرحومہ کے نام پر ایک پانی کا برتن پرندوں کے پانی پینے کے لئے رکھا ہے اور انہیں اناج بھی ڈالنا اور مرحومہ کے نام پر کتے کو بھی روٹی ڈالنا اس کا بھی ثواب پہنچے گا یا نہیں؟

(۳) بیس روپئے کے ہدیہ میں تیس پارے علیحدہ علیحدہ منگا کر مرحومہ کے نام مسجد میں نمازیوں کے پڑھنے کے لئے رکھے ہیں اور فقیر ومساکین کو جوڑا کپڑا بھی دیا جائے، تو ان کا بھی مرحومہ کو ثواب ہوتا ہے یا نہیں؟

(۴) مرحومہ کی قبر پر دونوں وقت پھول چڑھانا اور اگر بتی جلانا اور فاتحہ پڑھنا اس کا بھی ثواب ملے گا؟ اور میرے قبر جانے کا حال مرحومہ کو معلوم ہوتا ہے یا نہیں؟

(۵) اور میلاد شریف مرحومہ کے نام سے کرانا اس کا بھی ثواب ملے گا؟

(۶)　ربیع الاول کے ماہ ختم ہونے کی پنجشنبہ چاندرات کی صبح کو انتقال ہوا اور دو بجے دفن ہوئی اور بعد مغرب تک قرآن پڑھنے والے کو جمعہ کو سپرد کرنے کے لئے بٹھا رکھا اور یہ جمعہ میں شریک ہوئے یا نہیں؟

(۷)　مرحومہ کو شروع نو ماہ کا حمل تھا، خون جاری ہو کر انتقال ہوا اور کفن پر بھی خون کا داغ تھا، گو میت کو غسل دے دیا تھا مگر وقت دفن بھی خون کا داغ نظر آیا اس کی نسبت کیا حکم ہے؟

(۸)　مرحومہ میرے خواب میں آئیں، ایک کرسی پر بیٹھے ہوئے چھوٹے چھوٹے بچوں کو پڑھاتے ہوئے نظر آئیں اور کسی روز خواب میں بنگلے باغیچے میں بیٹھے ہوئے خوش وخرم دیکھنا اور مجھے صبر کے لئے کہنا اور مجھ سے اپنا حال ظاہر کرنا یہ معاملہ کیا ہے، کوئی دن خواب میں نہیں ٹلتا۔

(فتح محمد ورحیم بخش)

(فتاویٰ رضویہ مع تخریج وترجمہ طبع لاہور ۹/۵۹۶)

جناب فیض محمد تاجر، کرایہ روڈ، ۱۰۱، پالی گنج، کلکتہ

از کلکتہ،

(۱)

حضور قطب الاقطاب سیدنا و مولانا محبوب سبحانی غوث الصمدانی رحمۃ اللہ علیہ نے جو اپنے رسالہ ''غنیۃ الطالبین'' میں مذہب حنفیہ کو گمراہ فرقہ میں مندرج فرمایا ہے، اس کو اچھی طرح سے حضور واضح فرما کر تسکین و تشفی بخشیں، کہ وسوسہ و خطرات نفسانی وشیطانی رفع ہو جائیں، عبد العظیم نامی غازی پور کے باشندے نے ایک رسالہ تصنیف کیا ہے، جس میں رسالہ ''تقویۃ الایمان'' عرف ''تفویۃ الایمان'' کے مضمون کو مکتوبات مخدوم الملک علیہ الرحمہ و مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ اور بھی بزرگان دین کے مکتوباتوں سے دکھلایا ہے، وثابت کیا ہے کہ ان بزرگوں نے اپنے مکتوباتوں میں ''تقویۃ الایمان'' سے بھی سخت الفاظ نام بنام لکھا ہے، اللہ چاہے تو فلاں کو مردود کرے، وفرعون ونمرود کو چاہے مقبول کرے، سینکڑوں کعبہ تیار کر دے وغیرہ۔

اب خاکسار عرض کرتا ہے کہ یا تو کوئی رسالہ ان کے جواب میں شائع فرمایا ہوا ہو تو بذریعہ ریلوے ڈاک یا پارسل ارسال ہو، یا واضح وخلاصہ جواب ارقام ہو، ''غنیۃ الطالبین'' کے مضمون سے زیادہ اس لئے انتشار ہے کہ دونوں حضرات سے تعلق ورشتہ ایمان وایقان کا سلسلہ ملحق ہے، حنفی اگر مذہب ہے تو قادری مشرب ہے، اگر ذرا بھی ان دونوں پیشوا کی طرف سے ریب وشک دامن گیر ہوا کہ بہت بڑا حملہ ایمان پر ہونے کا خوف وڈر ہے، للہ میرے حال زار پر رحم فرمائیں، اس وقت میرے لئے بہت بڑا امتحان مدنظر ہے۔ والسلام مع الاکرام زیادہ حد ادب (فیض محمد تاجر)

(فتاوی رضویہ طبع بمبئی، ۶۱/۱۱)

جناب فتح محمد بن نور محمد جمعدار تائی باڑی، مانگ رول کاٹھیاوار، گجرات

(۱)

از مانگ رول

۲۴ ربیع الاول ۱۳۳۶ھ

حضرت قبلہ گاہ مولانا صاحب سلمہم اللہ تعالیٰ

از حد آداب وتسلیمات کے واضح ہو کہ میں نے میری عورت کو پڑوسی کے ساتھ تکرار کرنے میں منع کرنے سے نہ ماننے کے سبب غصہ میں طلاق فارقتی لکھ کے اس کی والدہ کے اس کو فارقتی بھیج دی۔ پھر بہت پچتایا اور ایک بچہ بھی صغیر برس روز کا ساتھ ہے۔ اس کے بعد دونوں کو تڑپ بیحد ہے۔ وہ رات روز رو رہے ہیں اور فارقتی لکھ کے دی ہے اور منہ سے کچھ بھی نہیں کہا ہے۔ آخر اسی کے رونے پر اور میرا بچہ چھوٹا ساتھ ہونے پر پھر میں گھر میں لانے کا خیال کیا ہے۔ ہمارے یہاں کے عالموں میں مولوی احمد سے دریافت کیا تو فرماتے ہیں کہ سوائے حلالہ کے درست نہیں ہو سکتی اور مولوی محمود انتقال کر گئے۔ اب آپ اس میں جو حکم فرمایئے سو کیا جائے گا۔

سوال: ایک مرد نے اپنی زوجہ کو بباعث کسی منازعت کے حالت غصہ میں اس کے والدین کے گھر جانے کے بعد ایک ورقہ میں مبہم بلا عدد لفظ طلاق کے یوں لکھا کہ طلاق دے کر فارقتی دیتا ہوں۔ جواب بحوالہ کتب مرحمت فرمائیں۔

فدوی خاکسار (فتح محمد بن نور محمد جمعدار)

(فتاویٰ رضویہ مع تخریج وترجمہ طبع لاہور ۱۲/۵۶۸/۵۶۹)

محمد فصاحت اللہ خان محلہ جگدل نگر متل ریلوے اسٹیشن، شاہ جہاں پور، یوپی

(۱)

از شاہ جہاں پور

۷ر رمضان ۱۳۲۳ھ

بعد ادائے آداب کے عرض پرداز ہوں کہ ایک اشتہار مولوی اعظم شاہ صاحب نے بابت افطار و سحری رمضان المبارک و نیز چند مسائل روزے کے جو اوپر نقشہ اور پشت پر نقشہ لکھے ہیں شائع کر کے تقسیم کرائے ہیں۔ جو کہ شاہ جہاں پور میں سال گذشتہ میں بابت چاند عید الضحیٰ نزاع ہو چکا ہے۔ اس خیال سے اسی نقشہ کی بابت تحقیقات کرنا ضروری ہے۔ آج کے روزے کا نقشہ دیا ہوا، بابت افطار و سحری اور نقشہ مولوی اعظم شاہ اور نقشہ مولوی ریاست علی خاں صاحب کا مقابلہ کیا گیا، جو اعظم شاہ کے نقشہ اور آپ کے نقشہ سے بہت فرق آیا، بابت سحری کے اور آپ کا نقشہ اور مولوی ریاست علی خاں کا نقشہ قریب قریب ہے، جو کہ اب ایسی حالت میں بڑا نقصان کم علموں کا ہو رہا ہے اور ہوگا۔

کیوں کہ کل کے روز ایک عورت نے چار بج کر چالیس منٹ پر سحری کھائی اور جب اس کی حالت مولوی اعظم کو معلوم ہوئی، تو انہوں نے فرمایا کہ روزہ جاتا رہا، اس پر اس نے روزہ توڑ ڈالا۔ جب مولوی ریاست علی خاں صاحب سے دریافت کیا گیا تو فرمایا کہ اس کا روزہ تھا، کیوں کہ وہ وقت سحری کھانے کا تھا اور نیز اس اشتہار میں جو مسائل بابت رمضان المبارک اور وقت افطار و وقت سحری اور مسائل

تراویح کے لکھے وہ بھی معلوم ہونا چاہیے کہ صحیح لکھے ہیں یا نہیں؟

بندہ اشتہار مذکور روانہ خدمت عالی کرتا ہے اور بعد ملاحظہ جملہ اشتہار کے اس کے صحیح اور غیر صحیح پر توجہ فرمائی جائے اور اگر غلط ہے تو جس جس مسئلہ میں غلطی ہو اس کا جواب بحوالہ کتب ارقام فرمادیجئے۔ اگر نقشہ غلط ہو تو بابت نقشہ کے اسی قدر کافی ہے کہ نقشہ غلط ہے اور اس اشتہار کے بھیجنے کی بابت جناب مخدوم ومکرم مولوی ریاست علی خاں صاحب نے بھی تاکید فرمائی تھی۔ جب میں نے عرض کیا تھا کہ اس اشتہار کو بریلی روانہ کروں گا تو فرمایا کہ ضرور بھیج دو۔ تاکہ وہاں سے جواب آنے کے بعد اس اشتہار کی صحت اور غلطی کا اعلان کرادیا جائے۔ فقط　(محمد فصاحت اللہ خاں عفی عنہ)

(فتاویٰ رضویہ مع تخریج وترجمہ طبع لاہور ۱۰/۵۶۷/۵۶۸)

جناب سید فردوس علی صاحب، سہاور ضلع ایٹہ، یوپی

(۱)

از سہاور

۲۱؍رمضان المبارک ۱۳۲۸ھ

بعد آداب وتمنائے قدمبوسی گذارش ہے کہ پانچ رمضان شریف یوم شنبہ مطابق ۱۰؍ستمبر کو افطار روزہ ایک مسجد میں ریلوے ٹائم کے پونے سات بجے رزہ افطار کیا جاتا تھا۔ آپ مطلع فرمائیے کہ اس روز ریلوے ٹائم سے کس قدر فرق ہے۔

زیادہ حد ادب، فقط (سید فردوس علی)

(فتاویٰ رضویہ مع تخریج وترجمہ طبع لاہور ۱۰/۶۲۶)

جناب فدا حسین صاحب سادہ کار بڑا بازار نینی تال، یوپی

(۱)

از نینی تال،

۱۶؍رمضان المبارک ۱۳۳۱ھ

بعالی خدمت جناب مولانا احمد رضا خاں صاحب!

جناب من! یہاں مسجد میں نینی تال میں گیس کی لال ٹین روشن کی گئی ہے۔ خاص اندرونی مسجد جس وقت وہ روشن کی جاتی ہے اسپرٹ شراب ڈال کر گرم کی جاتی ہے تب وہ روشن ہوتی ہے اور ایک ہندوان کو جلانے کے واسطے اندر جا کر جلاتا ہے۔ جس کے پیر دھلائے جاتے ہیں اور ناپاکی سے اس کی کچھ مطلب نہیں۔ یہ کام جائز ہے یا ناجائز؟ (فدا حسین)

(فتاویٰ رضویہ مع تخریج وترجمہ طبع لاہور ۱۶/۳۴۷)

جناب قاضی فراست علی صاحب بیسل پور، پیلی بھیت، یوپی

(۱)

از بیسل پور

۱۳ر جمادی الاولی ۱۳۱۴ھ

مسماۃ کا بیان ہے کہ میرے نکاح کو تخمیناً اٹھارہ برس ہوئے۔ مسمی عبدالرحیم کے ساتھ ہوا، عرصہ دوڈھائی ماہ کے ہوا کہ میرے خاوند نے یہ دو مرتبہ کہا کہ تجھ کو طلاق ہے کہ جو تو اس بات کو صحیح نہ کرادے۔ بعد اس کے چند شخصوں نے طرفین کو سمجھا کر جھگڑا دور کرادیا۔ پھر دوبارہ کے عرصہ بارہ روز کا ہوا صندوق مجھ سے میرے خاوند نے مانگا، میں نے ان کو منع کیا، وہ صندوق مجھ سے لیتے تھے اور میں نہیں دیتی تھی۔ میرے شوہر نے یہ لفظ کہا کہ مجھ کو طلاق جو تو کچھ کرنہ گذارے، پھر مجھ سے کہا کہ تجھ کو طلاق ہے، تجھ کو طلاق ہے، تجھ کو طلاق ہے۔

اس وقت میاں محمد امین اور میری والدہ موجود تھیں اور زوجہ حسین بخش کے میرے اور ان کے درمیان میں ایک دیوار ہے اس پر کھڑی ہوئی تھیں، سوائے اس کے اور کوئی موجود نہ تھا۔ محمد امین میرے ماموں کا لڑکا ہے اور یہ جھگڑا میری والدہ کے مکان میں ہوا۔ فقط۔ .... [۱] بعد سلام التماس ہے کاغذ ہذا واسطے طلب فتویٰ کے ارسال خدمت ہوتا ہے۔ تصدیع خدمت ہے کہ کل مراتب مندرجہ بالا ملاحظہ فرما کر فتویٰ طلاق خواہ عدم طلاق کا تحریر فرما کر ابلاغ فرمائیے۔ عنداللہ ماجور و عند الناس مشکور ہوں گے۔

فقط راقم قاضی محمد فراست علی

(فتاویٰ رضویہ مع تخریج و ترجمہ طبع لاہور ۸/۱۱۱/۱۱۲)

---

[۱] یہاں گواہ وغیرہ کے بیانات ہیں۔ (شمس مصباحی)

حضرت مولانا محمد قاسم صاحب پیش امام جامع مسجد گونڈل، کاٹھیاوار، گجرات

(۱)

از گونڈل

۱۲ محرم الحرام ۱۳۳۵ھ

اس ملک کاٹھیاوار میں ایک مجلس بنام ''کاٹھیاوار مسلم ایجوکیشنل کانفرنس'' اعنی کاٹھیاوار کے مسلمانوں کی تعلیمی مجلس قائم ہوئی ہے۔ جن کے محرک ومختار تبعین ومتعلقین علی گڈھ کالج ہیں۔ ۲/اکتوبر ۱۹۱۶ء کوان کا پہلا جلسہ جونا گڈھ (کاٹھیاوار) مقام پر ہوا۔ جن کا صدر ڈاکٹر ضیاء الدین احمد پروفیسر علی گڈھ کالج وسکریٹری منشی غلام محمد بیرسٹرایٹ لا کاٹھیاواری ایجنٹ علی گڈھ کالج ومؤید آل انڈیا محمڈن ایجوکیشنل کانفرنس اور واعظ مولوی سلیمان پھلواری جان جاناں ندوہ مخذولہ قرار پائے۔

اس کانفرنس کا مقصد بھی آل انڈیا محمڈن ایجوکیشنل کانفرنس کا ہے۔ جن میں بلارعایت سنی ہر کلمہ گو رافضی، وہابی، نیچری، قادیانی، چکڑالوی وغیرہم رکن (ممبر) ہوسکتا ہے۔ ایسی مجلس (کانفرنس) کو بعض مسلمان اپنی دینی ودنیوی ترقی کا سبب جان کر جان ومال سے امداد کرتے ہیں اور دینی مفسدہ ومضرت سے آگاہ نہیں اور بلا تفریق ورعایت اہل سنت تمام بے دینوں، مرتدوں، مدعیان اسلام کو مسلمان سمجھ کر رکن (ممبر) بنائیں۔ بلکہ ان کے صدر اور سکریٹری اور واعظ بنانے میں بھی خوف خدا نہ

لائیں اور کوئی نصیحت کرے کہ ایسی پچرنگی مسلم کانفرنس خلاف شرع شریف ہے تو یہ بہانا بتائیں کہ دینی کانفرنس کہاں ہے، یہ تو دنیوی ترقی کے لیے قائم کی گئی ہے جو ہمارا ملک تعلیم میں سب سے پیچھے ہے۔

آیا سنیوں کو ایسی کانفرنس کا قائم کرنا اور جان و مال سے اس کی مدد کرنا، اس کے جلسے میں شریک ہونا، بددین مرتدوں کو مسلمان سمجھنا اور ان سے میل جول پیدا کرنا اور ان سے ترقی کی امید رکھنا شرع شریف میں کیا حکم رکھتا ہے؟ یہ ہمارے ائمہ دین (رحمہم اللہ تعالیٰ) وضاحت سے بیان کرکے ان سیدھے سادھے مسلمانوں کو گمراہی کے گڈھے اور بددینوں کے ہتھکنڈوں سے بچاکر نعمائے دارین حاصل کریں۔ جواب آنے پر انشاء اللہ تعالیٰ اس استفتا کو چھپوا کر اس ملک کاٹھیاوار گجرات و برما وغیرہا جگہ پر بغرض اشاعت مسلمانوں میں عام طور سے تقسیم کیا جائے گا۔ فقط

راقم اثم خادم، قاسم میاں عفی عنہ　از گونڈل، علاقہ کاٹھیاوار

۱۲؍محرم الحرام ۱۳۳۵ ہجریہ مقدسہ پنجشنبہ

(الدلائل القاہرہ علی کفرۃ النیاشرۃ، ص: ۳-۴ طبع ادارہ افکار حق بائسی پورنیہ بہار)

(نوٹ: یہ رسالہ فتاویٰ رضویہ مع تخریج و ترجمہ طبع لاہور ۱۵؍۱۰۳ تا ۱۳۹ میں شامل ہے)

حضرت مولانا ابوالحسن محمد قطب الدین صاحب واعظ علی گڈھ، یوپی

از علی گڈھ

(۱)

۱۵رشوال ۱۳۱۴ھ

جناب محترم بندہ اجل فاضل اتم کامل مولانا محمد احمد رضا خاں صاحب زید مجدہم۔

بعد سلام مسنون، علی گڈھ میں ندوہ کی طرف سے کتاب ''جلاء العیون'' اور یہاں ندوہ کے اتباع کرنے والے بھی ہیں۔ آپ برائے خدا ندوۃ العلماء کے رد کی کل کتب جن میں سب کیفیت ہو ارسال فرمائیے۔ (ابوالحسن محمد قطب الدین عفی عنہ)

(مکتوبات علماء وکلام اہل صفا، طبع بریلی، ص:۸۶)

جناب سید قاسم علی قادری، اپلیٹا، کاٹھیاوار، گجرات

(۱)

از کاٹھیاوار

۴/ذی الحجہ ۱۳۳۵ھ

مخدومی ومطاعی بندہ قبلہ مولانا مولوی احمد رضا خاں صاحب مدظلہ،

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

میں قادریہ خاندان میں مرید ہوئے تھے۔ مگر چونکہ اب حضرات نقشبند کے بزرگ سرہند شریف سے یہاں آئے ہیں، جس کی وجہ سے یہاں کے لوگ خاندان نقشبند میں اب بیعت ہوتے جاتے ہیں اور سلسلہ عالیہ قادریہ روز بروز گھٹتا چلا ہے۔ مجھے بھی لوگوں نے مجبور کیا ہے کہ ہم بھی بیعت اس خاندان میں کروں۔ مجھے مکتوبات امام ربانی مجدد الف ثانی کی اردو تینوں جلدیں دی گئیں ہیں اس کو پڑھ کر میں اس کا خلاصہ آپ سے طلب کرتا ہوں کہ اس خاندان میں بیعت ہونا چاہیے یا نہیں؟ اور مکتوبات اور دیگر کتب خاندان نقشبندیہ پر اہل سنت والجماعت کا اتفاق ہے یا نہیں؟

(سید قاسم علی قادری)

(فتاوی رضویہ طبع بمبئی، ۱۲/۲۱۴)

جناب ایم قادر غنی صاحب صدر مدرس مسلم ایسوسی ایشن مونگ تلا، اسٹریٹ، رنگون

از رنگون   (۱)

۱۹ر مئی ۱۹۰۸ء

بخدمت جناب مولوی حاجی احمد رضا خاں صاحب محلّہ سوداگران بریلی، یوپی

مولانائے محترم! ہم سب آپ کی خدمت میں چند مذہبی امور کے بارے میں رائے عالی جاننے کے لئے یہ پیش کررہے ہیں اور مختصراً واقعہ کی طرف توجہ مبذول کراتے ہیں۔ یہاں ایک مسجد چولیاں مونگ تلا، اسٹریٹ میں واقع ہے جس کے چنے ہوئے پانچ متولیان ہیں، جو مسجد کا انتظام اس قانون کے تحت انجام دے رہے ہیں جس کو عدالت عالیہ برمانے مرتب کیا ہے۔ جس کے مطابق متولیوں کو یہ حق دیا گیا ہے کہ وہ امام، موذن اور عملہ کو برخاست کرسکیں۔ اس قانون کے مطابق متولیان نے ایک مجلس شوریٰ کے اندر سید مقبول امام مسجد کو ان کی بے ضابطگی، برے چال چلن اور حکم عدولی کے باعث برخاست کردیا۔ اس برخاستگی کے بعد متولیوں نے ایک مقدمہ استقراریہ اس امر کا عدالت عالیہ برما میں دائر کیا کہ امام کی برخاستگی مستقل کردی جائے۔ اب امام نے یہ باز پرس متولیوں کی مجلس قانون سے کی ہے، قانون کا ناجائز فائدہ اٹھایا گیا ہے۔ ان

لوگوں کو برخاست کرنے کا حق نہیں ہے۔

اس مختصر واقعہ کو پیش کرتے ہوئے نہایت ادب سے التجا کرتے ہیں کہ آپ اس کے متعلق اپنا فتویٰ مرحمت فرمائیں۔ کیا متولیان کو امام کی برخاستگی کا حق حاصل ہے کہ جب وہ چاہیں برخاست کردیں؟ یہ آج کل بہت بڑا مسئلہ ممبران چولیان سنی محمڈن کمیونٹی کا بنا ہوا ہے، ہم لوگ بے حد شکر گذار ہوں گے اگر آپ اپنا فتویٰ ماہ جون کے اوائل ہفتہ میں روانہ فرمادیں۔

فقط　آپ کا فرماں بردار خاکسار معتقد،

(قادر غنی) صدر مدرس ایسوسی ایشن رنگون (نوٹ ترجمہ انگریزی)

(فتاویٰ رضویہ مع تخریج و ترجمہ طبع لاہور ۱۶/۵۵۳)

جناب حاجی قدرت اللہ خاں صاحب، جوتا بازار نئی سڑک لکھنو، یوپی

(۱)

از لکھنو

۸؍جمادی الاولیٰ ۱۳۳۱ھ

حضرت اقدس مدظلہ العالی!

بعد از تسلیم بصد تعظیم گذارش ہے کہ قبل اس کے دو عریضہ خدمت اقدس میں روانہ کئے ہیں۔ مولوی عبداللہ صاحب ٹونکی، افسر مدرس مدرسہ ندوہ کی رائے یہ معلوم ہوئی کہ وہ منافع جائداد مرہونہ ملک مرتہن بتاتے ہیں اور کہتے ہیں کہ عالمگیری میں ایک جزئیہ موجود ہے۔ الاان یأذن الراھن۔

براہ دستگیری عاجزان اس کے متعلق جو تحقیق صحیح حضور والا کی رائے میں ہو آگاہ فرما کے سرفرازی بخشی جائے، بعید بندہ نوازی سے نہ ہوگا۔

زیادہ حد ادب، عریضہ قدرت اللہ خاں، از لکھنو نئی سڑک جوتا بازار

(فتاویٰ رضویہ طبع بمبئی، ۱۰؍۳۰۴)

جناب محمد قطب الدین موضع چاند پور، ضلع بجنور، یوپی

(۱)

از چاند پور

۹ر ربیع الاول ۱۳۳۴ھ

مخدوم مکرم و معظم دام ظلکم السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آبادی قصبہ چاند پور میں موازی ۶ ر بسوائے یعنی .... گز کل اراضی نمبری خسرہ ۲۴۸۲ واقع محلہ کوئلہ موقوفہ تھی، اس پر ایک دوکان بنی ہوئی تھی اس کی آمدنی صرف مسجد میں آتی تھی۔

چنانچہ بندوبست دہم یعنی ۱۸۶۷ء یا ۱۲۷۴ف میں دوکان مذکورہ بخانہ مالک زمین و مالک مکان (موقوفہ) تحریر ہے۔ اس کے کیفیت میں (دوکان تصرف مسجد) تحریر ہے، اس کے منتظم مولوی مجتبیٰ حسن صاحب دیوبندی ساکن چاند پور تھے۔ دوکان منہدم ہوگئی۔ اس پر ایک سہ دری بنائی گئی جو قیام مسافران اور درسگاہ کے کام آتی رہی اور مہتمم بدستور مولوی صاحب موصوف رہے۔

اب اس سال سے مولوی صاحب مذکور نے اس کے اوپر ایک بالاخانہ تعمیر کرلیا، اس کو زنانہ مکان کرلیا۔ نیچ کا سابقہ حصہ یعنی سہ دری اپنی نشست گاہ خاص بنادی۔ اللہ اللہ خیر صلا، مولوی صاحب کہتے ہیں، ہم مکان کے مالک ہیں، ہمارا تعمیر کردہ ہے تمادی بارہ سال عارضی ہے، وغیرہ وغیرہ اور سب چیزیں خدا کی ملک میں

اور ہم اس کے بندے ہیں۔ رضامندی سے وہ چھوڑنے پر رضامند نہیں ہوتے، مجبوراً عدالتانہ کاروائی کرنا ہوگی۔ چونکہ مولوی صاحب موصوف اور ان کے بھائی مولوی مرتضیٰ حسن صاحب سب مولوی ہیں (مولوی عالم، فاضل ہیں) سب لوگ ان کا ادب کرتے ہیں بچتے ہیں، کوئی دعویٰ کرنے یا مدعی بننے پر رضامند نہیں ہوتا۔

یہاں ہم صرف دو آدمی حق کی حمایت کر سکتے ہیں، البتہ واقعات کے بابت شہادت دے سکتے ہیں۔ اگر ان کو مدعی بنالیا جائے، تو گواہ کون رہے، سوائے اس کے نالش ہونے پر لوگوں سے توقع ہوسکتی ہے۔ بالفعل یہ خیال ہے کہ مولوی پر ہاتھ ڈالنا گناہ کبیرہ ہے حتی کہ مولوی عبدالواسع صاحب و میر سجاد حسین صاحب وکلاء بجنور وکیل بننے سے گریز کرتے ہیں۔ اس قحط الرجال میں آپ پر نظر پڑتی ہے اور گذارش کی جاتی ہے کہ ہم کو کیا کاروائی کرنا چاہیے اور اس صورت میں شرع شریف کا کیا حکم ہے اور اگر آپ کا نام نامی بھی زمرۂ مدعیان میں شامل کر دیا جائے تو نامناسب تو نہیں ہے؟ یا کسی اور شخص کا لکھا جائے، جیسی رائے عالی ہو کیا جائے۔ جواب بواپسی ڈاک مرحمت ہو۔　فقط (محمد قطب الدین عفی عنہ)

(فتاویٰ رضویہ مع تخریج و ترجمہ طبع لاہور ۱۶/۱۶۲/۱۶۱)

جناب قادر علی صاحب (پتہ درج نہیں ہے)

(۱)

۴؍جمادی الآخر ۱۳۳۸ھ

بحضور عظیم البرکت اعلیٰ حضرت مدظلہ!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ،

آج غریب اللہ صاحب تشریف لائے ہیں، فرماتے ہیں کہ مسماۃ سمی طوائف جس کی عمر اس وقت تخمیناً ۵۰؍ برس کی ہے۔ ۱۶؍ برس ہوئے میاں ناصر صاحب کی مرید ہو کر تائب ہوئی، کرایہ دوکانات سے گذر کرتی ہے۔ خواہش اس کی یہ ہے کہ جائداد ۳۰؍۴۰؍ روپیہ ماہانہ کے وقف کرنا چاہتی ہے اور حج کو جانا چاہتی ہے۔ جس جائداد کا تاحیات خود اور بعد کو مدرسہ مالک ہے، اس میں حضور کیا فرماتے ہیں؟

(کمترین قادر علی) محرر مدرسہ

(فتاویٰ رضویہ مع تخریج وترجمہ طبع لاہور ۱۶/۱۱۸)

حضرت مولانا محمد قاسم کھوکھر مدرس مدرسہ دتانو، تحصیل ڈسکہ ضلع سیالکوٹ پاکستان

(۱)

از سیالکوٹ

۱۹ر صفر المظفر ۱۳۳۴ھ

نسب نامہ امام اعظم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا صحیح تحریر فرما کر ممنون فرمائیں۔

(محمد قاسم کھوکھر)

(فتاویٰ رضویہ طبع بمبئی ۱۲/۱۲)

(۲)

از سیالکوٹ

۲۷ر ذی قعدہ ۱۳۳۵ھ

سوال رفع اشتباہ کے لئے مطلع فرمادیں کہ دن رات کی تبدیلی کا موجب گردش ارضی ہے، یا سماوی؟ جواب سے بتفصیل مشکور فرماویں۔ اللہ تعالیٰ جزائے خیر وتوفیق نیک عطا فرماوے۔

(محمد قاسم علی قریشی)

(فتاویٰ رضویہ طبع بمبئی ۱۲/۲۱۳)

جناب مرزا قاسم بیگ عنایت بیگ محلہ نقاری ٹولہ، متصل تحصیل، الموڑہ، یوپی

(۱)

از الموڑہ

۴؍ ذی قعدہ ۱۳۲۰ھ

جناب مولانا صاحب مخدوم و مطاع بندہ زاد اللہ اشفاقہم۔

بعد از تسلیم مع التکریم مدعا یہ ہے کہ ایک لڑکی ہے اس نے اپنے نام کا دعویٰ کیا ہے اور اس لڑکی کو اس کے خاوند نے مار کر نکال دیا ہے۔ اس نے اپنے نان و نفقہ کا دعویٰ کیا ہے، مگر اس میں یہ ہے کہ لڑکی کا دعویٰ کیا فوجداری میں صاحب مجسٹریٹ نے یہ حکم دیا کہ بڑے سول سرجن کا ملاحظہ کراؤ، تو اس میں یہ ہے کہ اگر بڑا ڈاکٹر ملاحظہ کرے تو اس میں نکاح سے باہر ہوگی یا نہ ہوگی، دیکھنا بڑے ڈاکٹر کا جائز ہے یا نہیں؟۔

(مرزا قاسم بیگ عنایت بیگ)

(فتاویٰ رضویہ طبع بمبئی ۹؍ ۲۱۷)

حضرت سید شاہ کریم رضا قادری، کٹرہ پرگنہ، ضلع گیا، بہار

از گیا

(۱)

۲۵ محرم الحرام ۱۳۱۴ھ

بجناب مولانا صاحب تابع شریعت غرا منقاد ملت بیضا جامع فضائل صوریہ ومعنویہ جناب مولوی احمد رضا خاں صاحب ادامہ اللہ بالافادۃ۔

بعد السلام علیکم کے عرض ہے، ان دنوں اس طرف غیر مقلدوں کا بڑا ازدہام ہے۔ ادنیٰ ادنیٰ مسئلہ خلافیہ میں لوگوں کو بے تکلف جہنمی اور مردود کہہ دیتے ہیں۔ چنانچہ آج کل ایک رئیس المفسدین نے یہ فتویٰ لکھا ہے کہ جو کوئی بعد نماز عیدین اور جمعہ صبح اور عصر اور بعد وعظ کے مصافحہ کرے یا بروز عیدین معانقہ کرے وہ جہنمی ہے۔

اس لئے آپ کو تکلیف دیتا ہوں کہ جواز مصافحہ اوقات مذکورہ بحوالہ کتب عبارات فقہیہ مصرحاً تحریر فرمائیے کہ مخالفین کو اصلاً چون وچرا کی گنجائش نہ ہو، علاوہ اس کے جو جو عمدہ رسالہ علماء کے درباب ابطال مذہب فرقہ نجدیہ اور ثبات تقلید وغیرہ ہوں ان کے نام سے بھی آگاہ فرمائیے کہ وہ سب مول لئے جائیں۔ بلکہ اگر کوئی رسالہ آپ یا آپ کے والد بزرگوار نے اس امر میں تصنیف فرمایا ہو تو اس کو روانہ فرمائیے۔ جس سے بوجہ احسن استیصال مخالفین ہو جائے۔

جواب خط مع جواب استفتاء مزین بمہر اس نشان سے روانہ فرمائیے۔

(موضع کٹرہ پرگنہ، منورہ، ضلع گیا، مکان میں سید ابو صالح صاحب کے پہنچ کر مکتوب الیہ کو ملے، فقط)

راقم، کریم رضا عفی عنہ

(ماہنامہ "تحفہ حنفیہ" پٹنہ شمارہ محرم ۱۳۱۷ھ ص: ۳۴)

از ضلع گیا (۲)

یکم ماہ ربیع الاول ۱۳۱۴ھ

مولانا صاحب قدوہ العلماء الاعلام عمدۃ الفضلاء الکرام ماحی بدعت حامی سنت مولانا مولوی احمد رضا خاں صاحب، ادامہ اللہ بالافادۃ۔

بعد السلام علیکم عرض ہے، عطوفت نامہ سامی مع رسائل متعلقہ رد ندوہ وارد فرما کر ممنون فرمایا۔ آپ نے جو اشاعت سنت اور استیصال بدعت میں سعی مشکور فرمائی ہے، اس کا شکر کس زبان سے ادا کروں جزاکم اللہ خیر الجزا۔

جب بڑے بڑے علما اس امر خیر کی طرف اپنی ہمتیں مصروف فرمارہے ہیں تو اس فقیر کی تحریر کی کیا حاجت؟ ہاں! عزم مصمم ہے کہ اپنے اطراف کے علما کو یہ تحریریں دکھاؤں اور ان کو اس امر خیر پر رغبت دلاؤں اور نیز احباب اور رؤسا کی عنان عزیمت کو اس امر جلیل القدر کی اعانت پر پھیروں۔

ستر سوال آپ کے جو ندوہ میں بھیجے گئے اور اب تک ان کا جواب نہیں آیا۔ اگر چھپے ہوں، تو ضرور اس کو روانہ فرمایئے تا کہ اس کے مطالعہ سے ندوہ کی خرابیاں زیادہ تر ظاہر ہو جائیں۔

(سید کریم رضا)

(مکتوبات علماء و کلام اہل صفا، طبع بریلی ص:۸۸)

از گیا　　(۳)

۱۴ر جمادی الاولیٰ ۱۳۱۴ھ

بجناب مولانا صاحب حامی سنت ماحی بدعت ادامہ اللہ بالافادۃ

بعد السلام علیکم عرض ہے، عطوفت نامہ سامی مع رسائل ''سوالات حقائق نما'' وارد ہوا کمال خوشی ہوئی، واقعی جو الزامات کہ ندوہ کو دیئے گئے ہیں صحیح ہیں۔ جزاکم اللہ عنی وعن سائر المسلمین خیر الجزا۔

انشاء اللہ تعالیٰ اشاعت میں پوری سعی کروں گا، اللہ تعالیٰ مشکور فرمائے۔ بعض بعض رسالے ندوہ کے بھی ہاتھ آگئے ہیں اس کے مطالعہ سے اور بھی اس کی اشاعت پورے طور پر ظاہر ہوگئی۔　(سید کریم رضا)

(مکتوبات علماء وکلام اہل صفا، طبع بریلی ص:۸۹)

(۴)

از گیا

رجب ۱۳۱۵ھ

بملاحظہ اقدس مولانا صاحب راس العلماء، تاج الفضلاء، جامع کمالات صوریہ و معنویہ جناب مولانا و مولوی احمد رضا خاں صاحب، ادام اللہ تعالیٰ بالافادۃ۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ،

عرض ضروری یہ ہے کہ مولوی محمد اسماعیل، مولوی نذیر حسن صاحب دہلوی کے بھانجے اور شاگرد جو ایک مدت سے قصبہ نرہٹ میں اقامت رکھتے ہیں غیر مقلد ہیں اور بے چارے غیر مقلدین کو اپنے مذہب میں لانا چاہتے ہیں۔ چنانچہ فی الحال ایک رئیس کی لڑکی مرگئی، تو ان کے اصرار سے دوبارہ نماز جنازہ پڑھی گئی۔ انہوں نے علی رؤوس الاشہاد کہدیا کہ تین روز تک جتنی بار جی چاہے، نماز پڑھے۔

اس لئے حضور کو تکلیف دیتا ہوں کہ جواب استفتا تحریر فرمائیے کہ افحام واسکات مخالفین ہو اور ترجمہ عبارات بھی تحریر فرمایئے کہ جس مقام میں یہ فتویٰ بھیجا جائے گا، وہاں کے لوگ اردو فارسی جانتے ہیں۔

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ ولی میت نے ایک بار نماز جنازہ کی لوگوں کے ساتھ پڑھی، پھر دوسری بار انہی لوگوں کے ساتھ اور دوسرے لوگوں کے ساتھ بامامت شخص آخر نماز جنازہ پڑھی تو یہ تکرار نماز جنازہ جائز ہے یا نہیں؟ اور اگر ولی اس مسئلہ سے ناواقف ہے اور بسبب اصرار کسی عالم کے اس نے دوبارہ نماز پڑھی، تو وہ گنہ گار ہوگا یا وہ عالم یا دونوں میں کوئی نہیں؟ اور نماز جنازہ تین روز تک جائز ہے یا نہیں؟۔

(سید کریم رضا)

(فتاویٰ رضویہ مع تخریج وترجمہ طبع لاہور ۲۶۹/۹، ۲۷۰)

حضرت مولانا شاہ کرامت اللہ صاحب دہلی

از دہلی

(۱)

۴ محرم الحرام ۱۳۱۴ھ

جناب مولانا مخدوم جامع کمالات ظاہریہ و باطنیہ جناب مولانا مولوی احمد رضا خاں صاحب دام ظلہم العالی

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

واقعی بندہ نے جلسہ ندوۃ العلماء میں وعظ نہیں کیا اور دوسرے روز جلسہ دوم تھا احقر رام پور چلا آیا۔ چونکہ احقر کو وہاں کا طریقہ ناپسند تھا اور سب مولوی عبدالحق صاحب سے بہت کچھ گفتگو ہوئی۔ حافظ عزیز الدین صاحب وکیل سمجھ دار شخص ہیں۔ اس وقت انہوں نے داد دی اور اس وقت احقر کی جانب ہو گئے، اس گفتگوئے لا طائل کو کیا تحریر کروں۔ غرض احقر اسی روز چلا آیا نہ وعظ کہا نہ شریک جلسہ ہوا۔ اب وہ جو چاہیں خلاف واقع تحریر کریں۔

(محمد کرامت اللہ خاں عفی عنہ)

(مکتوبات علماء و کلام اہل صفا، طبع بریلی ص: ۸۶/۸۷)

(۲)

از دہلی

۱۸ر مئی ۱۸۹۷ء

جناب مخدوم مکرم بندہ مولانا مولوی محمد احمد رضا خاں صاحب سلمہم اللہ تعالیٰ،

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ،

کتب مرسلہ مشعر بر حالات ندوہ پہنچیں۔ آپ کی طرف سے جس قدر تحریرات ہوئیں اہل انصاف کے واسطے کافی ووافی ہیں، میرٹھ میں جو جلسہ ہوا اس میں احقر شریک نہیں ہوا، اگر چہ مولوی محمد علی صاحب اور مولوی سلیمان صاحب کا دوسرا خط تاکیدی آیا، مگر دل نے نہ چاہا کہ جاؤں، مولوی مناظر حسن صاحب تشریف لے گئے تھے مگر وہ بھی ناخوش آئے، صدر صاحب نے ان کو بیان سے روک دیا۔ مولوی صاحب حلیم الطبع تھے، بردباری کو کام فرمایا، ورنہ اکثر شہر ان کا معتقد تھا، صورت بہتر نہ ہوئی۔ آئندہ کے حالات سے مطلع فرماتے رہیے۔

(محمد کرامت اللہ عفی عنہ)

(مکتوبات علماء وکلام اہل صفا طبع بریلی، ص: ۸۷)

حضرت مولانا محمد کریم اللہ خاں صاحب رام پور،

(۱)

از رام پور،

۳ر محرم الحرام ۱۳۱۴ھ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد اللہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علی سید المرسلین وعلیٰ آلہ واصحابہ الطیبین الطاہرین ۔

جناب مولانا و مکرمنا و معظمنا و مفخمنا مولوی احمد رضا خاں صاحب، دامت ہدایتہم وزادت ارشاداتہم   السلام علیکم وعلیٰ من لدیکم

عنایت نامی گرامی و نمیقہ نامی بنام فقیر احقر عباد آیا مرہون منت فرمایا، تحریر فرمایا تھا۔ ''کہ مولوی محمد کفایت اللہ خاں صاحب دہلی سے بطلب ندوہ آئے تھے مجھ سے ملاقات ہوئی تھی، مولوی صاحب نے فرمایا بے شک تو حق پر ہے اور ندوہ اصلاح نہ مانے گا تو میں شریک نہ ہوں گا اور دہلی واپس آجاؤں گا''۔

جناب والا مولوی محمد کرامت اللہ خاں صاحب میرے برادر زادہ حقیقی ہیں، قرارداد تواریخ ندوۃ العلماء کی دوسرے روز خانہ احقر پر تشریف لائے، میں نے سبب تشریف آوری دریافت کیا، تو فرمایا کہ بطلب ندوہ بریلی آیا اور دوسرا دن میرے وعظ کہنے کا ندوہ میں قرار پایا۔ میں نے وعظ کہنا مناسب نہ جانا اور رام پور چلا آیا۔ پھر مولوی صاحب موصوف اس دن یہاں تشریف فرما رہے اور دوسرے دن دہلی تشریف لے گئے۔

(کریم اللہ خان غفرلہ)

(مکتوبات علماء وکلام اہل صفا طبع بریلی، ص: ۸۷/۸۸)

حضرت مولانا حافظ کریم بخش صاحب قادری، موضع بلونہ ضلع علی گڈھ، یوپی

(۱)

ازعلی گڈھ

۲۷/ذوالحجہ ۱۳۱۴ھ

حضرت مخدوم مطاع بندہ مولانا مولوی احمد رضا خاں صاحب دام مجدکم

مکرمت نامہ نے مع چند مسائل کے شرف صدور لاکر معزز فرمایا، اس موقع میں اکثر صاحب مقلد سید احمد علی گڈھی خاں صاحب جن کے دولت کدہ پر فقیر ٹھہرا ہے علی گڈھ تشریف لے گئے ہیں۔ بعد ملاحظہ ورسالے جات اعلیٰ حضرت عجب نہیں کہ انصاف کو ہاتھ سے نہ دیں اور کچھ ادھر بھی متوجہ ہوجائیں۔

عاجز کریم بخش از بلونہ ضلع علی گڈھ

(مکتوبات علماء وکلام اہل صفا، طبع بریلی، ص:۸۸)

سید کرامت علی محرر منشی محمد امین صاحب ٹھیکیدار ندی پاربتی باور ریلوے علاقہ گوالیار

از گوالیار

(۱)

۴؍ رمضان المبارک ۱۳۲۵ھ

بخدمت فیض درجت جناب مولانا و مرشدنا مولوی احمد رضا خاں صاحب دام اقبالہ۔

بعد سلام علیک واضح رائے شریف ہو کہ بوجہ چند ضروریات کے آپ کو تکلیف دیتا ہوں کہ بنظر توجہ بزرگانہ جواب سے معزز فرمایا جاؤں۔

اول یہ کہ جس مکان میں کوئی شخص شراب پیئے اس میں نماز پڑھنا چاہیے یا نہیں؟

دوسرے یہ جائے نماز برابر کسی شخص کی چارپائی کے بچھا کر نماز پڑھنا درست ہے یا نہیں، اس صورت میں کہ اس چارپائی پر وہ شخص سوتا ہو یا بیٹھا۔ (سید کرامت علی عفی عنہ)

(فتاویٰ رضویہ مع تخریج و ترجمہ طبع لاہور ۳۴۵/۵)

از گوالیار

(۲)

۴؍ رمضان المبارک ۱۳۲۵ھ

بخدمت فیض درجت جناب مولانا و مرشدنا مولوی احمد رضا خاں صاحب دام اقبالہ

السلام علیک

بعد سلام علیک واضح رائے شریف ہو کہ بوجہ چند ضروریات کے آپ کو تکلیف دیتا ہوں کہ بنظر توجہ بزرگانہ جواب سے معزز فرمایا جاؤں۔

وظیفہ یا درود شریف بلند پڑھنا درست ہے یا نہیں؟ ان معاملات میں کچھ شبہ ہے اور کچھ دلیل بھی ہوئی ہے۔ لہذا دریافت کی ضرورت ہوئی۔ (سید کرامت علی عفی عنہ)

(فتاویٰ رضویہ مع تخریج و ترجمہ طبع لاہور، ۲۳۳/۶)

جناب کلن خاں جمعدار، جیل، کان پور، یوپی

(۱)

از جبل پور

۱۲ر شوال ۱۳۳۱ھ

حضرت اقدس مدظلہ العالی!

بعد عرض تسلیم بصد تعظیم گزارش ہے کہ جیل میں جہاں پانچ چھ سو آدمی قیدی وحوالاتی اور ملازمین رہتے ہیں نماز جمعہ ادا کی جاسکتی ہے یا نہیں؟ جہاں پر صوم وصلوٰۃ کی جماعت کو عام اجازت ہے، اس میں روک ٹوک نہیں، مگر باہر کے لوگ بغیر اجازت روز نہیں آسکتے، نہ اندر کے باہر جاسکتے ہیں۔ پس جو مہمان اندر جیل کے ہیں اور جن کی تعداد سو سے زائد ہے، جمعہ کے روز جماعت سے نماز جمعہ ادا کریں یا نماز ظہر کی؟ امید کہ بواپسی ڈاک جواب سے سرفرازی بخشی جائے۔

زیادہ حد ادب (کلن خاں)

(فتاوی رضویہ مع تخریج وترجمہ طبع لاہور، ۳۹۷/۸)

جناب سید کفایت حسین صاحب ولیر نگل لاج، شملہ کوہ

(۱)

از شملہ

۱۶؍ذی الحجہ ۱۳۳۴ھ

مخزن علوم، معدن فنون، علمائے دین شرع متین، جناب مولوی صاحب قبلہ دام ظلکم۔

یہ مسئلہ حضور کی خدمت میں پیش کیا جاتا ہے کہ خالہ زاد دو بھائی ہیں، ایک کی بی بی دوسرے بھائی کے لڑکے سے یعنی اپنے بھتیجے سے فعل ناجائز کرتی تھی، سامنے شوہر کے، جب کہ شوہر فوت ہوگیا، تو اسی بھتیجے کے ساتھ عقد کرلیا تو وہ عقد جائز ہے یا ناجائز؟۔ (سید کفایت حسین)

(فتاوی رضویہ مع تخریج وترجمہ طبع لاہور، ۱۱؍۲۸۷)

سید شاہ محمد کمال الدین صاحب محلہ لودی کٹرہ، پٹنہ، بہار

(۱)

از پٹنہ

۲۱ ربیع الاول شریف ۱۳۱۶ھ

حضرت مولانا صاحب قبلہ!

اگر کسی مرد نے اپنی رضاعی ساس اور رضاعی سالی کے ساتھ ایک دفعہ یا دو دفعہ زنا کیا ہو سہواً یا عمداً، تو اس حالت میں بی بی کا نکاح باقی رہے گا یا نہیں؟ اور اگر نکاح نہیں رہا تو پھر اس بی بی سے کس طرح نکاح یا وہی بی بی اپنے شوہر پر پھر حلال ہوسکتی ہے یا نہیں؟ مگر قبل اس فعل کے اس مرد کو اس مسئلے سے واقفیت نہ تھی۔

(سید محمد کمال الدین)

(فتاوی رضویہ مع تخریج و ترجمہ طبع لاہور، ۳۷۰/۱۱)

جناب کفایت علی صاحب وحمایت علی صاحب موضع مانیاوالا ضلع بجنور

از بجنور

(۱)

۲رشوال ۱۳۳۹ھ

حضورِ والا! بعدِ سلام عرض ہے کہ غلام کی بیوی اطاعت نہیں کرتی، سمجھانا اثر نہیں کرتا، والدین بھی ناخوش ہیں، والدین کی خوشی ہے کہ طلاق دے دو، تو حضور اس کو کس طریقہ سے طلاق دی جائے؟ خاکسار اور والدین میں ایک کوڑی مہر دینے کی طاقت نہیں۔ مہر دوسو پانچ اشرفیاں میں نے قبول کرلیا تھا، عورت معاف نہیں کرتی مگر مہر کی ایک کوڑی کا گورنمنٹی کا غذ اسٹامپ نہیں ہے۔ کچہری سے بھی عورت کا ولی ایک کوڑی نہیں لے سکتا۔ یہاں کے مولوی سے دریافت کیا تو یہ کہا کہ شرعاً اسے ساڑھے بارہ روپے دینے چاہئیں۔

(کفایت علی وحمایت علی)

(فتاویٰ رضویہ مع تخریج وترجمہ طبع لاہور، ۱۲/۳۶۱، ۳۶۲)

جناب شیخ کریم اللہ و منشی الہ دین و معین الدین و سعدی شیخ معیت زمیندار و بندو خاں و واحد مکھیا و غلامی، پرسونہ پرگنہ، بریلی۔

(۱)

از بریلی

۲۶ ربیع الآخر شریف ۱۳۳۸ھ

جناب عالی!

گزارش ہے کہ مسمی میڈو نورباف نے نکاح کیا تھا، اس کی بی بی کے ساتھ ایک لڑکی آئی تھی، اس کے ساتھ مسمی میڈو مذکور نے حرکت ناشائستہ کی اور ایک لڑکا بھی پیدا ہوا ہے، اب اس کو علیحدہ کر دیا ہے، وہ اپنی خطا معاف کرانا چاہتا ہے۔ حضور پرنور اس امر میں کیا فتویٰ فرماتے ہیں؟ فقط　　(شیخ کریم اللہ)

(فتاویٰ رضویہ مع تخریج و ترجمہ طبع لاہور، ۱۱/۴۶۱)

جناب گلاب خلیفہ صاحب، لاہور، پاکستان

(۱)

از لاہور

۱۱ رصفر المظفر ۱۳۳۴ھ

بخدمت شریف جناب عالی خاندان دام اقبالکم!

بعد ادائے آداب کے عرض کمترین یہ ہے کہ جو شخص اس ماہ رمضان میں روزہ نہ رکھے اور بعد میں پورا روزہ رکھے، جس طرح حکم رسول ہو، تحریر فرمائیں، کیوں کہ اس ماہ میں طاقت نہیں ہے رکھنے کی، کمزوری ناطاقتی بدن میں ہے۔ جناب کو اس وجہ کر تکلیف دیتا ہوں صاف تحریر فرمائیں۔ اور ایک شخص روزہ نہیں رکھتا ہے، اپنے عوض ایک عورت کو روزہ رکھاتا ہے، آپ فرمائیں مرد کا مرد کو لازم ہے یا عورت کا عورت کو؟ غیر عورت ہے جس کو روزہ رکھاتا ہے۔ فقط

(گلاب خلیفہ)

(فتاویٰ رضویہ مع تخریج وترجمہ طبع لاہور، ۵۲۰/۱۰)

جناب گل محمد میاں، موضع نڈوا مہواڈاکخانہ بکھر بازار ضلع بستی، یوپی،

(۱)

از بستی،

۱۴ رجب المرجب ۱۳۳۷ھ

ایک شخص ساکن مہنداول میں اپنی سگی بھتیجی عاقل بالغ کو ایک شخص ساکن امرڈوبھا کے حوالے کردی، چونکہ اس لڑکی کا باپ مدت سے انتقال کر گیا ہے اور لڑکی کا چچا اس کا مربی تھا، وہ لڑکی جس شخص کے حوالہ کردی گئی اس کو کہا گیا کہ تم اپنے گھر جا کر اس لڑکی سے نکاح کرلو، جمعہ کے روز روبرو گواہان معتبران کے نکاح کرلیا گیا، بعد چند یوم کے چچا کو اس کے عزیزوں نے بہکا دیا، انہوں نے جھگڑا ڈال کر کے ایک مولوی بلایا، مولوی صاحب نے یہ حکم دیا کہ جمعہ کی نماز ادا کرنے سے پہلے نکاح جائز نہیں ہوتا ہے، اس واسطے یہ عریضہ آپ کی خدمت میں روانہ کر رہے ہیں کہ یہ مسئلہ سچ ہے کہ جمعہ کے روز نکاح ناجائز ہے؟ برائے مہربانی یہ مسئلہ لکھ کر روانہ فرمادیں۔

(گل محمد میاں)

(فتاویٰ رضویہ مع تخریج و ترجمہ طبع لاہور، ۲۴۱/۱۱)

حضرت مفتی لطف اللہ صاحب، رام پور، یوپی

(۱)

از رام پور،

۱۸ر شوال المکرّم ۱۳۱۳ھ

جناب مولوی صاحب قدرداں خلوص کیشاں صمیم جناب مولوی احمد رضا خاں صاحب دام فضلہم وفیضہم،   بعد السلام علیکم،

ملتمس ام برحمایت اسلام فرمودن صادق ومصداق ولا یخفون لومة لائم، گردیدن بساخوشیدل شدم کہ دریں وقت مخمصہ وشیوع دجالون کذابون بس مغتنمات است چوں سال اول ندوہ بحالت ناواقفیت مکائدآں فقیر بمکان کانپور رسید فقط صورت وحال شبلی نائب شیخ نجد رادیدہ ازشرکت آں مجتنب شدم وبجائے دیگر قیام پذیر شدم تادیگر برمکائدآنہا آگاہ تمام شاید نفع بخشد بخدمت ہم نام وخودوشاہ صاحب رام پوری رسیدہ التماس ساختم مفید نیفتاد، بلکہ ہمہ جمع شدہ مراافہام وتفہیم بالعکس می نمودند چہار طرف بدیدہ حسرت وتاسف بدیدم کہ کدامی شخص حق بین وحق پژدہ ومعین مددگار نحیف میسر آید، مگر میسر نہ آرد معاونان نہ بہ راصدر نشینی وحب ریاست مثل احبار یہود ونصاری نمی گذاشت کہ بسمع قبول شنوند اچار برکردہ شان آں کار نمودہ درد کردہ مراجعت کردم الحمد اللہ کہ قادر ذوالجلال آنجناب راماحی کفر وضلال پیدا فرمودہ فی قلوبھم مرض راشافی مطلق بدست سامی شفا بخشد۔

ملتمسہ محمد لطف اللہ ۱۸ر شوال المکرّم ۱۳۱۳ھ

(مکتوبات علماء وکلام اہل صفا طبع بریلی ص: ۸۹)

(۲)

از رام پور،

۱۴؍ ذیقعدہ ۱۳۲۶ھ

بخدمت مبارک جناب مولانا مخدوم و مکرم ذی المجد والکرم جناب مولوی احمد رضا خاں صاحب، دامجدکم!

بعد سلام مسنون کے التماس ہے کہ ایک شخص نے دعوی عاریت زیور کا کیا ہے، اس میں صفت وزن اور قیمت کا اظہار کیا ہے، شہود نے مطابق گواہی دی ہے، لیکن وزن نہیں بیان کیا ہے، اسی نقصان کی نظر سے شہادت مقبول نہیں ہوئی ہے، مدعی عذر دار نے روایت ذیل فتاوی عالمگیری میں پیش کی ہے:

وان وقعت الدعوی فی عین غائب لایدری مکانه بان ادعی رجل علی رجل انه غصب منه ثوباً او جاریةً ولایدری انه قائم او هالک ان بین الجنس والصفة والقیمة فدعوٰه مسموعة وبینته مقبولة۔[۱]

ظاہر ہے کہ روایت ہذا متعلق بہ غصب ہے کیا یہی حکم عاریت میں بھی جاری ہوسکتا ہے، یعنی مثل غصب کے عاریت میں بھی اگر شہود وزن کا ذکر نہ کریں گے جب بھی شہادت مقبول ہوگی، چونکہ نظر عالی نہایت وسیع ہے، اور محققانہ مسلک ہے لہذا آپ کی خدمت باعظمت میں تصدیعہ دیا جاتا ہے کہ جواب باصواب سے آگاہ فرمایا جائے، مقدمہ کی تاریخ ۱۱؍ دسمبر ۱۹۰۸ء مقرر ہے، امید کہ ورود جواب سے قلیل میعاد شرف حاصل ہوگا۔ خاکسار نیاز مند دیریں محمد لطف اللہ سمیع از ریاست رام پور، ۸؍ دسمبر ۱۹۰۸ء

(فتاوی رضویہ مع تخریج و ترجمہ طبع لاہور، ۱۸/۶، ۵، ۴)

---

[۱] فتاوی ہندیہ کتاب الدعوی الباب الثانی الفصل الثانی نورانی کتب خانہ، پشاور، پاکستان ۴/۵

حضرت مولانا محمد لعل خاں صاحب، مدراسی، زکریا اسٹریٹ کلکتہ

(۱)

از کلکتہ،

۱۹/ربیع الاول ۱۳۳۱ھ

قبلہ وکعبہ حضرت مرشدی ومولائی دام ظلم العالی!

تمنائے قدمبوسی کے بعد مودبانہ گذارش ہے کہ الموید کے پرچہ برائے ملاحظہ مرسل ہیں، ارشاد ہو کہ آج کل مسلمانوں کو کیا کرنا چاہئے اور امداد طرق کا کیا طریقہ ہے؟۔ (منشی لعل خاں)

(فتاوی رضویہ مع تخریج وترجمہ طبع لاہور، ۱۴۱/۱۵)

(۲)

از کلکتہ،

۲۰/ربیع الاول ۱۳۳۱ھ

قبلہ وکعبہ حضرت مرشدی ومولائی دام ظلم العالی!

تمنائے قدمبوسی کے بعد مودبانہ گذارش ہے کہ ایک شخص جو اہل وعیال رکھتا ہے اپنی ماہانہ یا سالانہ آمدنی سے بلا افراط وتفریط اپنے بچوں پر خرچ کر کے بقایا خدا کی راہ میں دیتا ہے، آئندہ کو اہل وعیال کے واسطے کچھ نہیں رکھتا، دوسرا اپنی آمدنی سے بچوں پر ایک حصہ خرچ کر کے دوسرا حصہ خیرات کرتا ہے اور تیسرا حصہ آئندہ ان کی ضرورتوں میں کام آنے کی غرض سے رکھ چھوڑنے کو اچھا جانتا ہے، ان دونوں میں افضل کون ہے؟۔ (منشی لعل خاں)

(فتاوی رضویہ مع تخریج وترجمہ طبع لاہور، ۳۱۱/۱۰)

حضرت مولانا لطف الرحمٰن صاحب، مرشد آباد، بنگال

(۱)

از مرشد آباد،

جناب فخر المحققین امام المدققین مولوی احمد رضا خاں صاحب دام مجدکم، تسلیم،

افواہاً شنیدہ شد کہ ندوی کلکتہ رسیدہ برای انعقاد ندوۃ العلماء ترغیب می نمایند مصلحت ہمیں کہ بحکم سرچشمہ شاید گرفتن، بمیل چو پر شد نشاید گذشتن بہ پیل برائے انسدادش سعی بلیغ نمودہ آید، دردلم می گذرد کہ جناب باچند نامی علما بمکالم تشریف آرند، بعد ازاں فقیر و جناب با حضرات علماء کلکتہ رویم و برای انسداد ندوۃ العلماء جناح سعی افشانیم۔

(محمد لطف الرحمٰن)

(مکتوبات علماء و کلام اہل صفا، طبع بریلی ص: ۸۹، ۹۰)

جناب محمد لطف علی، محکمہ سروے آف انڈیا رام نگر منڈی، ضلع نینی تال،

از نینی تال،

(۱)

۹؍ رجب المرجب ۱۳۳۴ھ

جناب مولانا صاحب، السلام علیکم!

بعد ادائے آداب کے عرض یہ ہے کہ کمترین محکمہ سروے میں ملازمت سرکار ممتاز ہے، اور اپنی زندگی کا بیمہ مبلغ چار ہزار روپے کے واسطے محکمہ ڈاکخانہ میں کیا ہے، شرح ماہوار چندہ تیرہ روپیہ سات آنہ ہے، کمترین نے شروع یکم اگست ۱۹۱۳ء کو کیا تھا، اور شرط یہ تھی کہ اگر کمترین ۴۵ ؍سال کی عمر تک زندہ رہے گا تو کمترین کو چار ہزار روپے دئے جائیں گے اور اگر کمترین کا اس سے پہلے انتقال ہوا، تو انتقال ہونے پر کمترین کے عزیزوں کو چار ہزار روپے دئے جائیں گے۔

اب التجا یہ ہے کہ مہربانی فرما کر آپ فتویٰ دیں کہ یہ شرعاً درست ہے یا نہیں، اور اگر شرعاً درست ہے تو اسکی زکوٰۃ واجب ہے یا نہیں؟ عنایت فرما کر مفصل تحریر فرمائیے گا۔ عین نوازش ہوگی۔ فقط (محمد لطف علی)

(فتاوی رضویہ مع تخریج وترجمہ طبع لاہور، ۵۰۲/۱۹)

حضرت مولانا شیخ لعل نور عالم، امام مسجد گوجرانوالہ، ضلع وزیر آباد پاکستان

(۱)

از وزیر آباد،

۱۶ر شعبان المعظم ۱۳۳۴ھ

بخدمت حامی سنت، قامع بدعت، عالم اہلسنت و جماعت، مرجع علما و فضلا جناب مولانا مولوی احمد رضا خاں صاحب، سلمہ اللہ تعالیٰ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ،

ہماری مسجد بسبب کہنہ ہونے کے شہید کرا کر از سر نو تعمیر کرائی جارہی ہے، بعض اصحاب کا خیال ہے کہ نیچے دوکانیں اور اوپر مسجد تعمیر ہو، تاکہ دوکانوں کا کرایہ مسجد کے مصالح ومصارف پر وقتاً فوقتاً خرچ ہوتا رہے اور بعض اس کے مخالف ہیں اور کہتے ہیں کہ مسجد کا احاطہ تحت الثریٰ سے عرش معلی تک قابل احترام ہے، دکانیں بنانے میں احترام نہیں رہتا، کیونکہ مسجد کا گرداگرد ابھی قابل احترام ہے۔ ہاں! اگر ابتداء بناء میں دکانیں بنائی جاتیں تو جائز تھا جیسا کہ لاہور میں مسجد وزیر خاں اور سنہری مسجد، مجوزین کہتے ہیں کہ فقہ کی کتابوں میں لکھا ہے کہ مسجد کے اوپر امام کے لئے بالاخانہ جائز ہے اور مسجد کا احترام جیسا کہ نیچے کا ویسا ہی اوپر کا، جب بالاخانہ بنانے سے احترام میں فرق نہیں آتا تو دکانیں بنانے میں کیا حرج ہے، حالانکہ فائدہ ہے، نیز مسجد تنگ ہو تو راہ کا کچھ حصہ اس میں ملالینا اور راہ تنگ ہو تو

مسجد کا کچھ حصہ راہ میں ملا دینا جائز ہے، جب ضرورت کے وقت بلالحاظ احترام ایسا تغیر وتبدل جائز ہے تو دکانیں بنانے میں بھی چونکہ مسجد کے مصلحت کی ضرورت ہے کیوں جائز نہیں ہے اور عدم جواز کی کیا وجہ ہے؟

اور آج کل ضلع گوجرانوالہ میں ایک مسجد شہید کرا کر نیچے دکانیں بنائی گئی ہیں، اکثر علما نے جواز کا فتویٰ دے دیا ہے، حتی کہ فیصلہ عدالت میں بطور نظیر رکھا گیا ہے اور فتوی جواز عند العلماء مسلم ہو چکا ہے، غیر مقلدین جواز کے قائل ہیں، مگر ہمارا اطمینان نہیں ہوتا، کیونکہ کتابوں میں عدم جواز ہی دیکھا ہوا ہے، البتہ تذبذب وتشتت ہو گیا ہے۔

لہٰذا خدمت میں گذارش ہے کہ خدا کے واسطے مطابق کتاب وسنت اس مسئلے کی تحقیق فرما کر جلد مرحمت فرمائیں۔ تاکہ اس جھگڑے سے ہمیں نجات ملے، جواز یا عدم جواز جو حق ہو دلائل قاطعہ سے مدلل فرما کر جلد روانہ فرمائیں کیوکہ عمارت رکی ہوئی ہے اور دیر ہونے میں حرج ہوتا ہے، جزاکم اللہ فی الدنیا والآخرہ۔

(شیخ لعل نور عالم)

(فتاویٰ رضویہ مع تخریج وترجمہ طبع لاہور، ۴۳۱،۳۲/۱۶)

جناب سید شاہ مہدی حسن صاحب، سرکار کلاں، مارہرہ مطہرہ، ضلع ایٹہ

(۱)

از مارہرہ مطہرہ

۳ ربیع الاول ۱۳۱۶ھ

عالی جناب مولانا صاحب، زید مجدکم!

اپنا شرعی خیال عورات کے لکھنے کے نسبت ظاہر فرمائیے، یہاں عرصہ سے یہ امر موضوع بحث ہے۔

(سید مہدی حسن)

(فتاوی رضویہ طبع بمبئی، ۹/۱۵۴)

(۲)

از مارہرہ مطہرہ

۷ ذی الحجہ ۱۳۲۹ھ

اعلیٰ حضرت محترم! سلام خادمانہ عرض ہے، فقیر رضوی کی عمر گیارہ سال کچھ ماہ کی ہے، زیور اس کے پاس غالباً ساٹھ روپئے کا ہے، بالغ نہیں ہے، قربانی اس کے ذمہ واجب ہے یا نہیں؟ پیر برکات عمر سترہ سالہ خلف بھائی جان مرحوم بے ماں باپ کا ہے۔ لیکن اس کی والدہ کا زیور وظروف مسمی وپارچہائے پوشیدنی ہیں جو بغصب ایک شخص کے پاس ہیں، جن کے ملنے کی کسی قسم کی امید اس کو کسی زمانے میں نہیں ہے، وہ مالک ووارث ان چیزوں کا ضرور ہے، مگر اس کے قبضہ سے قطعی باہر ہیں اور صحیح طور سے یہ بھی نہیں معلوم کی ان چیزوں کا وجود ہے یا نہیں، اس کے ذمے قربانی ہے یا نہیں؟۔

(سید مہدی حسن)

(فتاوی رضویہ مع تخریج وترجمہ لاہور، ۲۰/۳۶۸)

(۳)

از مارہرہ مطہرہ

۹؍مارچ ۱۹۱۴ء

اعلیٰ حضرت مدظلہ العالی! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ،

صحیفہ مقدسہ مع اشتہارات وارد ہوا، ایک گدا کی ہی تسکین نہیں، بلکہ خاندان عالیہ کے جو افراد کہ شیدائے جناب کی تبحر علم دینی ہیں ان سب کی ہمت بلند ہو گئی اور خبیث منافق پر اثر ڈالنے کا موقع مل گیا۔ (دعا گو فقیر گدائے قادری)

(ہفت روزہ ''دبدبہ سکندری'' رام پور ۲۰؍جولائی ۱۹۱۴ء ص:۳)

حضرت مولانا عبد الرسول محبّ احمد صاحب، مولوی محلّہ، بدایوں، یو پی

(۱)

از بدایوں،

۲۳/جمادی الاولی، ۱۳۱۰ھ

مولانا المجد زاد مجدکم ادائے ما یجب مستعد بودہ شرف انداز معروضات ام کہ استفتا حمد ست حامل ابلاغ والا خدمت است، صورت ہکذا،

اصل المسئلہ: زید میت

مادر   خواہر   ابن ابن ابن عم جد الاب

قال فی الدر ثم العصبات بانفسھم اربعة اصناف جزء المیت ثم اصله ثم جزء ابیه ثم جزء جده ،الخ،قال العلام الشامی قوله ثم جزء جده اراد بالجد مایشمل اب الاب ومن قوله الی آخرھا والله اعلم الساطر الوارد محب احمد عبد الرسول عفی عنه ،

فریق مخالف را دریں مسئلہ مخالفتے ست میگوید کہ مراد از جزء جدہ فقط عم اب وعم جد ست نہ آنہا کہ فوق اینہا اند ونزد شامی علیہ الرحمۃ از من قولہ صرف ہمیں دو اہل قرابت مراد اند چنانکہ مثال برظاہر ست بو اپسی حامل جواب مطلوب والسلام خیر خدم۔

افقر البرایا عبد الرسول محبّ احمد عفی عنہ،

(فتاوی رضویہ طبع بمبئی، ۱۰/۴۲، ۳۴۱)

حضرت مولانا شاہ محرم علی صاحب چشتی، صدر ثانی انجمن نعمانیہ لاہور

(۱)

از لاہور

۱۵؍جمادی الاخری، ۱۳۳۰ھ

جناب مخدوم معظم من حضرت مولانا صاحب، ادام اللہ فیوضکم، بعد ہدیہ سلام سنت الاسلام گذارش والا نامہ رجسٹری شدہ پہنچا، مولانا مولوی حاجی خلیفہ تاج الدین احمد صاحب وہ افتخار نامہ لے کر غریب خانہ پر تشریف لائے، باوجودے کہ حضرت مولانا مولوی محمد اکرام الدین صاحب بخاری کی طبیعت پندرہ بیس روز سے سخت ناساز ہے، اسی وقت ان کو تکلیف دی گئی اور وہ بھی تشریف لائے۔

عریضہ ہذا لکھنے کے وقت پر دو صاحبان غریب خانہ پر موجود ہیں، جناب نے جس روشن ضمیری اور امداد باطنی سے قلم برداشتہ اس قدر عجلت میں ایسا بے نظیر و مستند فتویٰ [۱] بنصوص صحیحہ رقم فرمایا ہے، اس کو دیکھ کر میرے دونوں ہم جلیس حاضر وقت تا حال حالت وجد میں ہیں اور بار بار اللھم بارک فی عمرھم واقبالھم ومجدھم وایمانھم وعلوشانھم فی الدارین، کا وظیفہ کر رہے ہیں، مجھے تا حال بغور مطالعہ کا موقع نہ ملا، کیونکہ دونوں حضرات اس کو حرز جان بنائے ہوئے ہیں اور دو دن تک اپنے پاس رکھنے کا اصرار کر رہے ہیں، اب آنجناب براہ عنایت میرے سوالات کا بھی جواب ارشاد فرمائیں۔

---

[۱] یعنی فتویٰ مسمی بہ ''الجلی الحسن فی حرمۃ ولد اخی اللبن'' کہ کتاب النکاح میں ہے

(۱) کیا اس مسئلہ میں جو غلطی فتویٰ دینے والوں کو ہوئی وہ بہت کھلی اور فاش ہے یا بہت باریک قسم کی غلطی ہے، جہاں اعلیٰ درجہ کے علما بھی مغالطہ میں پڑ سکتے ہیں۔

(۲) بریلی بدایوں اور پیلی بھیت وغیرہ کے مستند علما اور ان کے فیض یافتوں پر کس حد تک آنکھیں بند کر کے اعتماد کرنا چاہئے، یہ سوال ان بے چارے حنفی مسلمانوں کی طرف سے ہے. جو میری طرح علم کی آنکھیں نہیں رکھتے ہیں اور جن کی تعداد کثیر ہے۔

(۳) ہمارے ہم اعتقاد حنیف حنفیوں کے علماء و مدرسین کا مصالحہ ہمیں کہاں سے فراہم کرنا چاہئے؟۔

(۴) یہ کہ انجمن نعمانیہ کو تا حال جناب کی خدمت میں اس قدر خصوصیت حاصل نہیں ہوئی کہ کم از کم آنجناب کی تصانیف مبارکہ طبع شدہ انجمن کے کتب خانے کے لئے باوجود متواتر تحریری تقاضوں کے اور خود جناب خلیفہ تاج الدین صاحب کی زبانی تقاضوں کے بھی ارسال کی جاتیں، حالانکہ انجمن ان کا ہدیہ ادا کرنے پر بھی ہمیشہ تیار رہی ہے، اگر اس فتویٰ کے وقت ''سیف المصطفیٰ علی ادیان الافتراء'' اور نقد البیان لحرمۃ ابنۃ اخی اللبان'' ''کاسر السفیہ الواہم'' کتب خانہ موجود ہوتیں تو یہی خاکساران کو نکال کے......کی خدمت میں پیش کر دیتا۔

(۵) کیا جناب کی رائے میں حنیف حنفیوں کا مجموعہ مرکز بنانے اور ان کو تقویت دینے کی ضرورت ہے یا نہیں، اگر ہے، تو اس کی کیا تدبیر اور سامان جناب کے خیال میں ہیں؟۔

(۶) لا مذہبوں کے پنجاب میں بالخصوص اور مذہبوں کے بالعموم حملوں کی مدافعت کی کیا تدبیر جناب کے خیال مبارک میں ہے؟۔

(۷) عقائد حنفیہ کے متعلق جناب مولانا مولوی محمد حامد رضا خاں صاحب کی خدمت میں بالمشافہ گفتگو ہو کر قرارداد ہونے کے بعد بھی مسودہ عقائد حنفیہ آنجناب کی طرف سے نہ بھیجا اور اس کے نہ پہنچنے پر مجبوراً یہاں سے مسودہ تیار کر کے آنجناب کی خدمت میں بھیجا گیا، جس کی ترمیم واصلاح یا تصدیق تو درکنار اس کی رسید بھی مرحمت نہ ہوئی، اس کم توجہ کی اصل وجہ کیا بات ہے؟ اب عقائد حنفیہ جو حسب مشورہ علماء ہم لوگوں نے شائع کیا ہیں ارسال خدمت ہیں، وہ بھی اس عریضہ کے ساتھ منسلک ہیں، اگر وہ صحیح ہیں تو اس پر دستخط تصدیق فرما کر واپس فرمادیں، دوسری زائد کاپی اپنے پاس رکھیں، ورنہ اصلاح فرما کر واپس فرمائیں۔

(۸) لامذہب یا بدمذہب کے ساتھ اگر زبانی مباحثہ کی ضرورت پڑے تو آنجناب کون کون سے علماء کو اس قابل سمجھتے ہیں جو علاوہ قابلیت کے تکلیف سفر بھی خالصاً للہ اٹھانے کے لئے آمادہ ہوں۔

(۹) ایک فہرست ایسے علمائے کرام کی جو بالکل آپ کے ہم خیال اور مستند ہوں، مع ان کے پورے پتہ کے کس لئے تاحال باوجود جناب مولانا مولوی محمد حامد رضا خاں صاحب کی خدمت میں گذارش کرنے کی نہیں پہنچی اور کب تک وہ بہم پہنچ سکتی ہے۔

(۱۰) باوجود انجمن نعمانیہ کی آنجناب کے ساتھ ہندوستان میں خصوصیات مشہور ہو جانے، اور ارکین انجمن کو آپ کے ساتھ ایسا دلی خلوص اور نیاز ہونے کے جناب کی طرف سے کسی خاص التفات کا اس کی نسبت ظاہر نہ ہونا کون سی وجوہات پر مبنی ہے، اگر انجمن میں کوئی امور قابل اصلاح ہیں تو وہ کیا ہیں؟۔ (محرم علی عفی عنہ)

(فتاوی رضویہ طبع بمبئی، ۱۲/۲۹، ۱۲۸)

حضرت مولانا محمد صاحب محمدی، دائرہ شاہ اجمل صاحب، الہ آباد، یوپی

(۱)

از الہ آباد

۱۳ر جمادی الآخر ۱۳۱۴ھ

بعالی خدمت جناب مولانا المجد دام فضلہم! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ،

جو فتوی آپ نے مرحمت فرمایا اس میں عبارات ذیل ہیں۔

"بسبب علالت طبیعت میں استخراج عبارت مذکورہ من الکتب کی طرف متوجہ نہ ہو سکا اور لڑکوں کی تلاش سے وہ عبارتیں کتاب میں نہ ملیں"۔

مجبورانہ خدمت گرامی میں بکمال تمنا ملتمس ہوں کہ براہ عنایت کریمانہ تحریر فرمائیے کہ عبارات مذکورہ کس باب وفصل میں ہیں ممنون منت ہوں گا، والتسلیم۔

فی الدرالمختار الدین المشترک بسبب متحد کدین موروث اذا کان قبض احدھما [۱] الخ (ملخصا) فی الھندیہ ولو اشتری بنصیبہ ثوبا فلشریک ان یضمنہ [۲] الخ۔

(محمد محمدی)

(فتاوی رضویہ مع تخریج وترجمہ طبع لاہور، ۲۸۹/۱۷)

---

[۱] الدرالمختار　کتاب الصلح　فصل فی دعوی الدین　مطبع مجتبائی دہلی　۱۴۴/۲

[۲] فتاوی ہندیہ　کتاب الشرکۃ　الباب السادس　نورانی کتب خانہ، پشاور　۳۳۷/۲

حضرت مولانا مولی بخش، چاہ بگان، ڈاکخانہ، لتاکوڑی باڑی، ضلع ڈونگ

ازڈونگ

(۱)

۷رشعبان المعظم ۱۳۳۳ھ

جناب مولانا احمد رضا خاں صاحب، مصدر اشفاق فراواں، ومخزن الطاف بے کراں برحال بے کساں، بعد سلام مسنون اسلام مشہود، ضمیر مبیں باد کے عرصہ بعید منقضی ہوتا ہے کہ خاکسار نے حضور کے گوش گزار کیا تھا کہ کوئی مشرک یا کافر کسی جانور کو کالی یا بھوانی کے بھوک چڑھاوے اور بلی دینے کو لے جاوے اور بلی نہ دے یعنی گردن نہ مارے، صرف کان کاٹ کر چھوڑ دے، یہ کہہ کر کے "یا بھوانی یا کالی یہ تمہاری بھوگ ہے" تو اس جانور کو ذبح کرنا اور کھانا مسلمانوں کو جائز ہے یا نہیں؟ ہم نے ان کو بموجب آیت شریفہ وماااھل به لغير الله[۱] منع کیا کہ جس جانور یا مٹھائی وغیرہ کو مشرک یا کافر اپنے بتوں کو چڑھائیں وہ نہ کھانا چاہئے۔ تو وہ لوگ کہتے ہیں کہ عالموں نے فتویٰ دیا ہے کھانے کے لئے، اس وجہ سے ہم لوگ چڑھائے ہوئے جانور کو کھاتے ہیں۔ چونکہ اس زمانے میں بہت سا اختلاف ہورہا ہے اور لوگوں نے کئی ایک طریقہ اختیار کیا ہے، اس لئے آپ سے التجا ہے کہ آپ گویا اس وقت کے امام ہیں یا ہادی گمراہان سمجھ کر درخواست کرتے ہیں، شاید ہم غلطی پر ہوں اور آپ کے باعث ہم کو راہ راست نصیب ہو، للہ جواب خط سے ضرور سرفراز فرمائیں۔ اس کا اجر اللہ تعالیٰ آپ کو ضرور فرمائے گا۔ جواب کے لئے لفافہ شامل خدمت والا میں ارسال کرتا ہوں۔ (مولی بخش عفی عنہ)

(فتاویٰ رضویہ مع تخریج وترجمہ طبع لاہور، ۲۶۰/۲۰)

---

[۱] القرآن الکریم ۱۹۱/۲

حضرت مولانا ممنون حسین خاں صاحب، ڈپٹی کلکٹر، بنارس، یوپی

(۱)

از بنارس

۱۶ر شعبان المعظم ۱۳۳۰ھ

ہادی راہ شریعت جناب مولانا مولوی احمد رضا خاں صاحب، دامت برکاتہم

، بعد سلام علیک وآداب عرض ہے کہ عرصہ سے خیریت جناب مقدس کی دریافت نہیں، اس وقت ضرورت التماس یہ ہے کہ ایک مسئلہ دریافت طلب ہے، جس کو ئی شق ہیں کر کے گذارش کرتا ہوں، امید کہ جواب سے جلد سرفراز فرمایا جائے۔

مصنوعی دانت کا استعمال جائز ہے یا نہیں؟ یہ مصنوعی دانت اس طرح بنتے ہیں کہ دانت دیگر ممالک غیر اسلام سے بن کر آتے ہیں، مگر ان کی ترکیب کن کن اجزا سے بنتے ہیں مجھ کو معلوم نہیں ہے۔ مگر تاہم اب تک میرے علم میں کوئی ایسی چیز ان کی ترکیب میں نہیں آئی ہے جس کے داخل ترکیب ہونے کی وجہ سے ان کو میں حرام یا ناجائز خیال کروں۔

ان دانتوں کو ہندوستانی کاریگر ہر شخص کے منھ اور تالو کی صورت کے مشابہ تالو بنا کر اس میں لگا دیتے ہیں، جو منھ میں لگا لیا جاتا ہے اور یہ حقیقت مصنوعی دانتوں کی ہے۔ دریافت طلب یہ امر ہے کہ مندرجہ بالا تالو اگر سونے کا یعنی زر کا ہو یا کسی اور معدنیات کا مثل ایلومینیم کے تو مردوں کے لگانے کے واسطے کہاں تک جائز ہے؟ ایلومینیم وہ معدنیات میں سے ہے جس کے زمانہ حال میں ہلکی ہلکی دیگچیاں اور ظروف وغیرہ بنتے ہیں۔ مردوں اور عورتوں کے واسطے اور زر اور ایلومینیم کے واسطے اگر شریعت کا حکم جدا جدا ہے تو مفصل جواب سے مطلع فرمایئے۔ چونکہ ضرورت اشد ہے، اس لئے جواب سے جلد مطلع فرمایا جائے۔ (ممنون حسن)

(فتاوی رضویہ طبع بمبئی، ۹/ ۳۰۷)

حضرت مولانا مظہر حسین صاحب، سنبھل، ضلع مراد آباد، یو پی

از سنبھل

(۱)

۲۹/ذی الحجہ ۱۳۱۳ھ

حامی سنت وجماعت ماحی بدعت وضلالت ذوالمجد والایقان مولانا احمد رضا خاں صاحب، متع اللہ المسلمین بزیادۃ افاداتہم، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ،

کتب مرسلہ وصول ہوگئیں، مضامین کتب رد ندوہ کی اشاعت کو اپنا فخر ووسیلہ نجات جان کر کمر بستہ ومستعد ہوں اور دل سے دعا چاہتا ہوں، اللہ تعالیٰ آپ کو اس کام نیک انجام کی جزا سے خیر دنیا وعقبیٰ میں عطا فرمائے۔ آمین، فقیر اور مولوی رحیم اللہ صاحب دونوں مبتدعین کی ہدایت کے واسطے جہاد لسانی کیا کرتے ہیں۔

(فقیر مظہر حسین عفی عنہ) از سنبھل ضلع مراد آباد۔

(مکتوبات علماء وکلام اہل صفا، طبع بریلی ص:۹۶)

حضرت مولانا حکیم محمد میاں صاحب، میرٹھ، یوپی

(۱)

از میرٹھ،

۱۰ر مارچ، ۱۸۹۷ء

مخدومی مطاعی جناب مولوی احمد رضا خاں صاحب، مدظلہ العالی!

بعد سلام نیاز عرض پرداز ہوں یہاں رام پور ضلع سہارنپور میں ندوہ کی جانب سے چند خطوط لوگوں کی طلبی میں آئے تھے۔ میں نے اس کے متعلق کما حقہ بیان کر دیا، لوگوں کے قصد شرکت سست ہو گئے، مولوی محمد یوسف خاں گنگوہ سے آئے ہوئے ہیں ان سے بھی تذکرہ کیا گیا وہ گنگوہ میں بیان کریں گے۔

(محمد میاں عفی عنہ)

(مکتوبات علماء وکلام اہل صفا، طبع بریلی ص: ۹۵)

حضرت مولانا محمد الدین صاحب، افضل المدارس، تاجر خیل، شاہ جہاں پور

از شاہ جہاں پور،

(۱)

۷/ذی الحجہ ۱۳۲۹ھ

تاج العلماء افضل الفضلا حضرت ! یہ استفتا نہایت ضروری ہے، مخالفین کا مقابلہ ہے، بہت جلد جواب سے مطلع فرمایئے گا۔

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں، بعض جگہ دستور ہے چند گائے جمع کرلی گئیں، اور ان میں حصے مقرر کردیئے اور مالک حصص سے کہدیا کہ یہ گائے تمہاری طرف سے کی جاتی ہے اس شرط پر کہ چرم فلاں مدرسے میں دینا ہوگا، فلاں کام میں صرف کرنا ہوگا، اس قسم کے شرائط عندالشرع جائز ہیں یا ناجائز؟۔

(محمد الدین عفی عنہ)

(فتاوی رضویہ مع تخریج وترجمہ طبع لاہور، ۲۰/۵۰۷/۵۰۶)

سید مجید الحسن صاحب، موضع غازی ناڑہ، ضلع جہلم، پنجاب، پاکستان

(۱)

از جہلم،

۵/ ذی القعدہ ۱۳۳۹ھ

مشہور خدمت جناب صاحب حجت قاہرہ، مجدد مائۃ حاضرہ، مولانا مولوی احمد رضا خاں صاحب، دام ظلکم علی راس المستر شدین،

بعد سلام سنت الاسلام عرض ہے کہ اس ملک میں جنازہ کے آگے مولودخوانی میں اختلاف اور جھگڑا ہے، ایک طائفہ بحرالرائق ومراقی الفلاح وقاضی خاں وعالمگیری وغیرہا کی عبارات سے مکروہ تحریمی کہتی ہے اور دوسری جماعت جائز ومستحب کہتی ہے، آپ کی تحریر پر جملہ مسلمانوں کا فیصلہ ہے، کئی ماہ کے تنازع کا فیصلہ ہوگا۔ عبارت فریق قائل کراہت، ردالمحتار:

قیل تحریما وقیل تنزیھا کما فی البحر عن الغایۃ وفیہ عنھا وینبغی لمن تبع الجنازۃ ان یطیل الصمت وفیہ عن الظھریۃ فان اراد ان یذکر اللہ تعالیٰ یذکر فی نفسہ بقولہ تعالیٰ انہ لایحب المعتدین ای الجاھرین بالدعاء قلت اذا کان ھذا فی الدعاء والذکر فما ظنک بالغناء الحادث فی ھذ الزمان [1]، بحر الرائق، ینبغی لمن تبع الجنازۃ ان یطیل الصمت ویکرہ رفع الصوت بالذکر وقراءۃ القرآن، الخ [2]

---

[1] ردالمحتار، باب صلوۃ الجنائز، مطبوعہ ادارۃ الطباعۃ المصریہ، مصر ۱/ ۵۹۸

[2] بحرالرائق کتاب الجنائز، فصل السلطان احق بصلوتہ، مطبوعہ ایچ ایم کمپنی، کراچی ۲/ ۱۹۲

عبارت فریق قائل بحلت:

عن ابن عمر رضی الله تعالیٰ عنهما لم یکن یسمع رسول الله صلی الله تعالیٰ علیه وسلم وهو یمشی خلف الجنازة الاقوال لااله الاالله اخرجه ابن عدی فی ترجمة ابراهیم بن ابی حمید وضعفه تخریج احادیث الهدایة لابن حجر [۱]، یعنی اس سے ادنیٰ جہر ثابت ہوتا ہے وغیرہ۔

(سید محمد مجید الحسن)

(فتاویٰ رضویہ مع تخریج و ترجمہ طبع لاہور، ۹/۴۰، ۱۳۹)

---

[۱] الکامل فی ضعفاء الرجال ترجمہ ابراہیم بن احمد کے تحت مطبوعہ، دارالفکر، بیروت ۱/۲۶۹
صحیح بخاری کتاب الحیض مطبوعہ کتب خانہ کراچی ۱/۴۴

جناب سید مظہر حسن صاحب، عیسی نگر، ضلع کھیری، اودھ

(۱)

ازکھیری

۱۵ ؍صفر المظفر ۱۳۲۰ھ

جناب مولوی صاحب!   ہم لوگ ساکنان عیسی نگر ضلع کھیری

وڈاکخانہ خاص عیسی نگر کے ہیں اور جناب کا نام سنا ہے کہ بریلی میں جناب مولوی احمد رضا خاں صاحب محلہ سوداگران میں بہت بڑے مولوی ہیں اور بہت اچھا حکم شریعت کا دیتے ہیں، ہمارے یہاں ایک شخص نے تھوڑے دنوں سے واہی بات مچائی ہے کہ محمدی جھنڈا مت کھڑا کرو اور تعزیہ مت بناؤ اور تعزیہ پر جو مٹھائی چڑھاتے ہیں اسے کھانے کو منع کرتا ہے اور خدائی رات میں ڈھول بجانے کو منع کرتا ہے اور مولود شریف رنڈی اور بھانڈوں کے یہاں پڑھنے کو نہیں جاتا، کہتا ہے کہ مزدوری کر کے لاؤ شیرینی تو پڑھ دوں گا، یا شیرینی مت لاؤ میں تمہارے یہاں ویسے ہی پڑھ دوں گا، تو مولوی صاحب ہم شیرینی بغیر ثواب کیوں کریں اور ہم تعزیہ بنانا چھوڑ دیں تو یہاں مسلمان کا نام بھی نہ رہے گا، اب ایک مولوی صاحب آئے ہیں وہ مولود اور گیارہویں کو بھی منع کرتے ہیں، تو مولوی صاحب اور احمد کا جھگڑا خوب ہوا اور جھگڑا ہو کر یہ بات ٹھہری کہ وہ دو دو تین تین آدمی مل کر غزلیں سر ہلا کر نہ پڑھا کریں اور قصہ ہرنی کا نہ پڑھیں، صحیح کتاب کی روایات پڑھا کریں اور کھڑے نہ ہوویں، جب سے احمد ویسے ہی کھڑا ہو کر مولود پڑھتا ہے اور مولوی صاحب بھی ویسے ہی کھڑے رہتے ہیں اور

جوڑ کے خمسہ پڑھنے ان کے پڑھنے کہتے ہیں اور جو غزل خود پڑھتے ہیں۔

اب یہ بات ٹھہری کہ جن بات کو تحریر مذکورہ بالا میں اچھا لکھ دیں گے۔ مولوی احمد رضا خاں صاحب بریلی کے وہ ہم سب مل کر کریں گے اور بات کا جھگڑا نہیں ہے، جو باتیں اس کاغذ میں اوپر درج ہیں ان میں سے جو بات بہتر ہو اور ثواب زیادہ جس کے کرنے میں ہو وہ تحریر کر دیجئے گا اور گیارہویں کی بابت یہ فیصلہ ہو گیا ہے چاہے جس تاریخ میں فاتحہ کرو اور اس کا ثواب نظر اللہ کر کے حضرت بڑے پیر صاحب کی یہ مت خیال کرو کہ گیارہویں کو نہ کریں گے تو ہم کو کچھ نقصان ہوگا، جس کا دل چاہے گیارہویں کرے، جس کا دل چاہے دسویں نویں کرے ہر وقت ثواب ہے۔ اب ایک بات کو اور منع کرتے ہیں کہ غازی میاں سالار کے بیاہ میں مت جاؤ بہرائچ اب ہمارے کچھ لوگ وہاں کو بھی نہیں جانا چاہتے ہیں، یہاں تک کہ ان کے نشان تک کو بھی منع کرتے ہیں اور ہماری آپس میں شادی ہے، آپ کے جواب آنے کے بعد شادی میں شریک ہوں گے، صاف صاف جواب لکھ دیجئے گا، بہت ثواب کے مرتکب ہوں گے۔ جواب کے واسطے ارسال خدمت منسلک ہے۔

پتہ یہ ہے: ڈاکخانہ عیسی نگر خاص، ضلع کھیری ملک اودھ بر مکان سید مظہر حسین،

(فتاوی رضویہ طبع بمبئی، ۹/۸۹،۱۸۸)

جناب سید مشتاق علی، جلال پور ڈاکخانہ خداگنج ضلع شاہ جہاں پور، یوپی

(۱)

از شاہ جہاں پور

۱۶ر جمادی الاولیٰ ۱۳۳۰ھ

ذات فیض سمات قبلہ ارباب علم وکعبہ اصحاب علم کی ہمیشہ فدویں کے سروں پر سایہ انداز ہے۔

بعد سلام نیاز وشوق قدمبوسی کے عرض پرداز ہوں کہ ایک مسئلہ میں ضرورت جناب کے حکم کی بموجب شرع شریف وحدیث نبوی کے ہے کہ اس میں ہم لوگوں کو کیا کرنا چاہیے۔ ذیل کے سوال کا جواب بواپسی ڈاک، ہم لوگوں کو روہیت اور گناہ سے بچایئے۔

وہ یہ ہے کہ ایک صاحب نے نماز جمعہ پڑھاتے وقت مقتدی کا لقمہ درمیان قراءت لے لیا اور پھر سجدہ سہو کیا، تو اس حالت میں نماز ہوئی یا نہیں؟ وجہ شک کے پیدا ہونے کی یہ ہوئی ہے کہ ایک دوسرے صاحب بمقام لکھنؤ میں نماز جمعہ پڑھانے کے لئے کھڑے ہوئے، جو کہ کسی اسلامیہ اسکول کے غالباً منتہی طالب علم تھے۔ اتفاق سے قرات میں بھول گئے، لہٰذا میں نے فوراً لقمہ دیا۔ معاً انہوں نے نماز سلام کے ساتھ ترک کر کے دوبارہ نماز پڑھائی اور کہا کہ فرضوں میں لقمہ دینا ناجائز ہے۔ فرضوں میں لقمہ دینے سے سجدہ سہو کیا جائے تو بھی نماز نہیں ہوتی ہے۔ میری غلطی یہ ہوئی کہ میں نے ان صاحب سے بالتشریح نہ دریافت کیا کہ اس کا کیا ثبوت؟۔

علاوہ اس کے ان صاحب نے یہ بھی کہا کہ بجز تراویح کے دوسری نماز فرض یا واجب کسی میں لقمہ دینا بھی جائز نہیں۔ لہٰذا اس کی بابت بواپسی جواب جلد سرفراز فرمایئے۔

(سید مشتاق علی عفی عنہ)

(فتاویٰ رضویہ مع تخریج وترجمہ طبع لاہور، ۷/۲۸۸)

جناب شاہ محمد مختار احمد صاحب ردولوی، فیض آباد

(۱)

از فیض آباد

۲۰ ربیع الاول ۱۳۱۴ھ

ہمدرد خالص اسلام واجب التکریم والاکرام مولانا احمد رضا خاں صاحب مدفیضہ،

بعد سلام مسنون آنکہ جلسہ ندوۃ العلماء میں شیعان کی شرکت مجھ کو ہمیشہ سے کھٹکتی تھی، مگر میں تعجب اور حیرت کی نگاہوں سے اپنے صاف باطن علماء کی طرف دیکھ دیکھ کر رہ جایا کرتا تھا۔ طبیعت کی الجھن ترقی ہی کرتی جاتی تھی اور بعض مشاغل دنیاوی کچھ ایسے سدراہ ومانع رہے کہ اس کا اظہار بذریعہ تحریر بھی نہ کر سکا اور جب وقت فرصت کا آیا تو اصلاح کرنے والے اپنی پاک اور پرزور کوششوں سے ثواب مالامال حاصل کر چکے تھے۔ اللہ تعالیٰ اصلاح کن حضرات کو اپنے اپنے خلوص کے موافق اجر عظیم دے۔

(مختار احمد احمدی)

(مکتوبات علماء وکلام اہل صفا، طبع بریلی ص:۹۵)

جناب منشی محمد مظہر الحق صاحب ردولوی، عثمان پور

(۱)

از عثمان پور

۱۵ محرم الحرام ۱۳۱۴ھ

حامی اسلام والمسلمین ماحی الفتن والمبتدعین حضرت مولانا عالم اہل سنت مدظلہ العالی

احقر محمد مظہر الحق نعمانی رودلوی ممبر جلسہ ندوۃ العلماء بعد سلام خدمت عالی میں مکلّف ہے۔ بعض تحریریں حضرت کی مجھ تک پہنچیں ہیں ان سے مشرف ہوا۔ انصاف یہ ہے کہ اپنے بہت اس فتنہ کی خبر لی ورنہ قہر ہو جاتا۔ ایک عالم نیچیریت میں پھنس جاتا، میں مشتاق ہوں کہ حضرت اپنی تحریریں جو متعلق ندوہ ہیں مرحمت فرمائیں اور نیز دیگر علماء اہل سنت کی جو اس کے متعلق ہوں۔ اکثر میرے ہموطن آپ کی تحریر کو دیکھ کر اس جلسہ سے اجتناب کا قصد کرتے ہیں۔ میں نے یہ بھی سنا ہے کہ کوئی مجلس قاضی اہل سنت کی مقرر کی گئی ہے میں اس کے دستور العمل کا مشتاق ہوں اور اس کی ممبری کو اپنا مسرت وعزت سمجھتا ہوں۔ میں ایک عریضہ رجسٹری شدہ مولوی ناظم صاحب کی خدمت میں بھی آج روانہ کیا ہے، جو کچھ ان کا جواب آئے گا اسے ارسال خدمت بابرکت کروں گا۔ مجھے امید ہے کہ حضرت میرے خط کو جو بنام مولوی ناظم صاحب روانہ کیا گیا ہے اور اس کے جواب کی سرگذشت ندوہ میں طبع فرمائیں اور ایک تحریر میں نے حیدر آباد بغرض دریافت کیفیت فتویٰ مفتی صاحب ایک معزز شخص کے نام روانہ کی ہے اس کی کیفیت بھی عقب سے روانہ کردوں گا۔

(محمد مظہر الحق)

(مکتوبات علماء وکلام اہل صفا، طبع بریلی ص: ۹۶)

از عثمان پور　(۲)

محی الملۃ والدین وارث سید المرسلین مولانا المفخم والمعظم حضرت مولوی احمد رضا خاں صاحب عالم اہل سنت دامت برکاتہ وزاد مجدہ،

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

حضرت کا مفاوضہ شریفہ مع رسائل مرحمت شدہ صادر ہوکر باعث اعزاز وافتخار ہوا۔ جواب ابلاغ خدمت معلی کرنے میں یہی انتظار تھا کہ میرے معروضات کا جواب ناظم صاحب کے یہاں سے آئے، تو ساتھ ہی اپنے عرائض اور مولوی ناظم صاب کے جوابات بغرض ملاحظہ ارسال حضور کیے جاویں۔ چنانچہ جناب موصوف نے میرے عریضہ مورخہ ۱۴ر محرم الحرام کا جواب اپنے نامی نامہ رقم زدہ ۲۲ر محرم الحرام ۱۳۱۴ھ میں مجملا جس سے بالکل مجھ سے کم فہم کی تسکین وتشفی نہ ہوسکے مرحمت کیا، بعد اس کے جو عریضہ ۲۴ر محرم ۱۳۱۴ھ کو بصیغہ رجسٹری جوابی ناظم صاحب کی خدمت بابرکت میں روانہ کیا گیا اس کا جواب ہی قلم انداز فرمایا۔ ہمارے واجب التعظیم ناظم نے اس میں بھی کوئی مصلحت سوچی ہوگی، ورنہ علمائے ربانی کی شان سے بعید ہے کہ سائل کو محروم فرمائیں اور تسکین نہ کریں۔

مولانا بہت ہی خوب ہوا کہ حضرت نے اس کی طرف توجہ تام مبذول فرمائی اور ندوہ کے عیوب پر خاص وعام کو مطلع فرمادیا، ورنہ آفت آجاتی، اب ندوہ شتر بے مہار ہوکر نہ رہے گا۔ اس وقت جو حضرات مخالف کے وجوہ سے ماہر نہیں ہیں وہ اس کو محض نفسانیت پر محمول کرتے ہیں اور جن لوگوں کو تفصیل حالات معلوم ہوتے جاتے

ہیں وہ ہٹ دھرمی کو چھوڑ کر اکثر اتفاق رائے فرماتے ہیں اور حضرت کی کارروائی کی داد دیتے ہیں۔

رسائل عطیہ آنجناب میں نے بعد معائنہ بعض معززین کے پاس بغرض ملاحظہ بھیج دیئے۔ رسالہ ''اتمام الحجہ علی مخالفی الندوہ'' جو دفتر ندوہ سے وصول ہوئے، وہ بغرض ملاحظہ عالی حضور میں پیش کش کرتا ہوں۔ مؤلف رسالہ نے بعض مقامات پر گستاخی و بیہودہ گوئی سے کام لیا ہے۔ جہاں تک مجھے ان حضرات کے حالات سے واقفیت ہے میں کہہ سکتا ہوں کہ یہ کوئی عالم نہیں ہیں، بلکہ رائے بریلی کے معمولی لوگوں میں ہیں۔

(محمد مظہر الحق)

(مکتوبات علماء و کلام اہل صفا، طبع بریلی ص: ۹۶/۹۷)

ازعثمان پور (۳)

ذوالمجد والکرم صاحب الفضل والہم حضرت مولانا مولوی احمد رضا خاں صاحب دام فضلہ وعم فیضہ،

پس از آداب ادب ملتمس ہے، پارسل عطیہ محمود ارسال عطیہ بندگان عالی صادر ہوکر باعث اعزاز ہوا۔ بعض علماء واکثر روسا کے خدمت میں روانہ کی گئی ،ملازمان جناب جو رسالہ باشتہار اس کے متعلق طبع ہو، بنام نامی حضرت شاہ التفات احمد صاحب رئیس وسجادہ نشیں ردولی شریف براہ راست روانہ فرمادیا کریں۔ جناب ممدوح بھی آپ حضرات سے اتفاق رائے فرماتے ہیں۔

(محمد مظہر الحق)

(مکتوبات علماء وکلام اہل صفا،طبع بریلی ص:۸۹)

ممتاز الفصحاء قاضی محمد ممتاز حسین صاحب ممتاز، پیلی بھیت، یوپی

(۱)

از پیلی بھیت

۲۶ / مارچ ۱۸۹۶ء

جناب مولانا مخدوم ومکرم مولوی احمد رضا خاں صاحب دام ظلہ،

بعد سلام و نیاز عرض ہے، دو نسخہ مرسلہ جناب میرے پاس پہنچے۔ عزیزی خلیل الدین کے پاس آئے، دونوں نسخے لاجواب ہیں، جملہ مخالفین اگر متفق ہو کے جواب لکھیں تب بھی غالباً مغلوب ہوں گے۔

(محمد ممتاز حسین عفی عنہ)

(مکتوبات علماء وکلام اہل صفا، طبع بریلی ص: ۹۸)

(۲)

از پیلی بھیت

۲ / اپریل ۱۸۹۶ء

جناب مولوی صاحب مخدوم ومکرم مولوی احمد رضا خاں صاحب دام ظلہ،

بعد سلام و نیاز التماس ہے کہ جناب مولوی لطف اللہ صاحب کیا وہی ہیں جو جناب مفتی عنایت احمد صاحب کے شاگرد تھے۔ میں نے عربی پڑھتے ہوئے دیکھا تھا، اب صورت بھی یاد نہیں ہے۔ میں نے ان کو نیاز نامہ بھیجا ہے کہ انجمن ندوۃ العلماء میں رافضی یا مقلد وہابی اور نیچری کو شریک کرنا جائز ہے یا نہیں؟ مگر ابھی جواب نہیں آیا۔

(محمد ممتاز حسین عفی عنہ)

(مکتوبات علماء وکلام اہل صفا، طبع بریلی ص: ۹۸)

(۳)

از پیلی بھیت

۱۸/اپریل ۱۸۹۶ء

جناب مولوی صاحب مخدوم مکرم مولوی احمد رضا خاں صاحب دام ظلہ،

بعد سلام و نیاز التماس ہے، آغاز انجمن ندوہ کے ختم تک آپ کی تحریرات میں نے نہیں دیکھیں، ان کا مشتاق ہوں۔ ایک آخری تحریر ندوہ کی میں نے دیکھی، جس میں لکھا تھا کہ ندوہ جواب دینے کو تیار ہے۔ میں نے (عبدالجمیل) صاحب بریلوی رکن ندوہ سے اسی دن شام کو کہا کہ پھر یہ از جانب ندوہ یہ تحریر ہوئی کہ ہم اعتراض کے جواب دینے سے سکوت نہ کریں گے، جملہ اعتراضات کے جواب دیں گے، پھر یہ تحریر کی کہ ہم سکوت کریں گے، پھر بعد ختم انجمن یہ مشتہر کیا کہ تحریری جواب دینے کو ہم تیار ہیں، مگر کچھ جواب نہیں دیا۔ علمائے ندوہ کچھ چلے گئے، کچھ جانے کو ہیں۔ قاضی صاحب نے کہا کہ انجمن ندوہ نے جیسا مناسب جانا کیا۔

میں نے ایک خوش عقیدہ الہ آبادی کو لکھا تھا کہ وہاں کے علما کی کیا رائے ہے۔ جواب دیا کہ یہاں کے علما بحیثیت موجود ندوۃ العلماء ناجائز کہتے ہیں۔

(محمد ممتاز حسین عفی عنہ)

(مکتوبات علماء و کلام اہل صفا طبع بریلی ص: ۹۹)

(۴)

از پیلی بھیت

جناب مولوی صاحب مخدوم مکرم مولوی احمد رضا خاں صاحب دام ظلہ،

بعد سلام نیاز التماس ہے، مولوی شاہ محمد سلیمان صاحب پیلی بھیت تشریف لائے، مسجد میں وعظ فرمایا، میں نے ان سے خلوت میں کہا کہ بابت اصلاح ندوہ بھی کچھ فرمایئے۔ مگر قبول نہ فرمایا اور فرمایا کہ نیچری وغیرہ شامل مشورہ ندوہ نہیں۔ شبلی پکے حنفی ہیں، سید احمد خاں کے پیرو نہیں، مگر شبلی نے ایک رسالہ میں لکھا ہے کہ میں ہر مسلک میں سید احمد خاں کا پیرو ہوں۔

(محمد ممتاز حسین عفی عنہ)

(مکتوبات علماء و کلام اہل صفا، طبع بریلی ص: ۹۹)

(۵)

از پیلی بھیت

۹ رمئی ۱۸۹۶ء

جناب مولوی صاحب مخدوم مکرم مولوی احمد رضا خاں صاحب دام ظلہ،

بعد سلام و نیاز التماس ہے کہ فتاویٰ القدوہ اور تین پرچے بابت اصلاح ندوہ پہنچے، جن سے بے حد فیض حاصل ہوا، جناب مولوی صاحب (مخالف ندوہ) نے کل مسجد میں خوب ہی وعظ فرمایا اور سب کو بے حد پسند ہوا اور معتقد ہوئے، مجھ کو شام کو معلوم ہوگیا تھا کہ بریلی سے کچھ تحریک ان کے وعظ کے روکنے کی ہوئی ہے، مگر کل صبح ہی خیر خواہان اسلام کی طرف سے انتظام کی فتح رہی، ندوہ کا یہ قول کہ رفتہ رفتہ اصلاح ہوگی، اس رفتہ رفتہ کی کچھ حد بھی ہوگی۔ سنا ہے مولوی شاہ سلیمان صاحب آنریری مجسٹریٹ بھی ہیں، کچھ تصور کر کے قبول فرمائی ہوگی۔

(محمد ممتاز حسین ممتاز عفی عنہ)

(مکتوبات علماء و کلام اہل صفا، طبع بریلی ص: ۹۹/۱۰۰)

جناب مرزا محمد بیگ عرف محمد میاں وکیل سنٹرل سیہو رانڈیا نرسنگڈھ، بنگلہ دیش

از نرسنگڈھ

(۱)

۸ر شعبان ۱۳۲۷ھ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حامدا و مصلیا و مسلما، ہدیہ تسلیم بالوف التعظیم قبول ہو

مزاج عالی! الحمد للہ علی احسانہ راقم بخیریت دعا گوئے عافیت مزاج سامی ہے۔ نرسنگڈھ میں انگریزی تعلیم کے ملحدانہ اثر کو بڑھتا ہوا دیکھ کر نیاز مند نے اور یہاں کے مسلمانوں نے ایک مدرسہ اسلامی جاری کیا ہے، فی الحال بیس روپے ماہوار کا ایک مدرس نوکر رکھا ہے۔ جس وقت بہت سے لوگوں کی درخواست خلف مولوی عنایت رسول جو خود کو جناب کا شاگرد اور مرید کہتے ہیں صرف جناب سے نسبت رکھنے کے سبب یہاں مقرر کیے گئے ہیں، مگر حیرت ہے ان کی بعض باتوں پر قرآن شریف بالکل صحیح نہیں پڑھ سکتے اور مجھ سے فرمانے لگے کہ میں نے سنا ہے کہ آپ اشارہ بہ سبابہ التحیات میں نہیں کرتے، میں نے کہا کہ مجھ کو یقین نہیں آسکتا کیونکہ ''الکوکبۃ الشہابیہ'' میں اس کی مفصل بحث بحوالہ کتب امام ربانی موجود ہے، چنانچہ جناب والا نے مجھ کو جب میں ۱۸۹۹ء میں حاضر خدمت ہوا تھا دو رسالے عطا فرمائے تھے اور میں نے وہ رسالہ مولوی شفاعت رسول کو دکھایا قاضی ریاض

الدین جو مارہرہ شریف کے رہنے والے ہیں کہنے لگے بڑی حیرت کی بات ہے اگر مولوی احمد رضا خاں صاحب مدظلہ العالی انگلی سے اشارہ کرتے ہوں۔

چنانچہ جناب والا کی خدمت اقدس میں مکلّف ہوں کہ اس باب میں جناب والا کا کیا معمول ہے بواپسی مستفید فرمائیں۔ میں نے اس باب میں مولوی عبدالحی مرحوم کا رسالہ ''نفع المفتی والمسائل'' اور دیگر کتب مشکوٰۃ شریف وہدایہ سب کو دیکھا ہے، لیکن میں تو مقلد ہوں اور جمہور امت کا جس پر اجماع واتفاق ہے، وہی میرا مسئلہ مختار ہے۔

جناب والا کے ارشاد امت سے اور مضبوطی ہوجائے گی اور یہ تعجب جو اجتماع نقیضین کے قبیل سے ہے رفع ہوجائے گا کہ جناب والا کتابوں میں ایسا لکھیں اور عمل اس کے خلاف ہو۔

(مرزا محمد بیگ عرف محمد میاں)

(فتاویٰ رضویہ مع تخریج وترجمہ طبع لاہور، ۱۸۶/۶-۱۸۷)

جناب محمد مصطفٰے، ناتھورام گلی، چورامن، کاسگنج ضلع ایٹہ، یوپی

از کاسگنج (۱)

۲۶ر شعبان ۱۳۳۷ھ

عالم نبیل فاضل جلیل وفقہ اللہ الجمیل بمتابعۃ سید الانبیاء صاحب الکوثر والسلسبیل،

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ،

معروض حدیث ہے کہ قبل اس کے ایک عریضہ دربارۂ حصول فتویٰ مسئلہ ذیل روانہ کیا تھا، جواب سے مشرف نہیں ہوا، مغموم ہوں۔ امید کرتا ہوں کہ امر حق ظاہر کرنے میں توقف نہ فرمایئے گا اور بندہ کے استقامت وحسن خاتمہ کی واسطے بدرگاہ خدا ہو جیئے گا۔

مسئلہ پاک (جس کی طہارت میں قطعی یقین حاصل ہو، جیسے نیا) جوتا پہن کر کوئی سی نماز نوافل یا فرائض ادا کرنا جائز ہے یا نہیں؟ فقہ وحدیث کی مطولات کا حوالہ دیں تو بہت خوب ہے۔ (محمد مصطفٰے غفرلہ)

(فتاویٰ رضویہ مع تخریج وترجمہ وطبع لاہور، ۲۲۰/۶، ۲۲۱)

جناب مفخر حسین صاحب، محلہ سرائے چودھری، بدایوں، یو پی

(۱)

از بدایوں

۱۶/ جمادی الاولی ۱۳۳۲ھ

جناب مخدوم مکرم بندہ مولوی صاحب دام ظلکم

بعد سلام سنت الاسلام کے عرض خدمت بابرکت میں ہے کہ ایک مسئلہ دریافت کرنے کی ضرورت پڑی ہے۔ وہ یہ ہے کہ جس شخص کے والدین اس شخص سے کہیں کہ میرے جنازے پر بھی ہرگز ہرگز نہ آئے اس شخص کو امام کرنا چاہیے یا نہیں؟ اور مقتدی اس شخص کے پیچھے نماز پڑھیں یا نہیں؟۔

زیادہ حد ادب فقط (مفخر حسین غفرلہ)

(فتاوی رضویہ مع تخریج و ترجمہ وطبع لاہور، ۶/ ۵۵۸/ ۵۵۹)

جناب شیخ مراد علی صاحب مجسٹریٹ، کلانور ضلع گورداس پور، پنجاب

(۱)

از گورداس پور

۲۱ صفر ۱۳۰۹ھ

بشرف خدمت باعظمت حضرت من مولانا فیاض دارین حضرت مولوی احمد رضا خاں صاحب مقیم بریلی زاداللہ فیضانہ،

بعد السلام علیکم وتمنائے زیارت خدمت شریف میں عرض یہ ہے کہ نماز جمعہ کی فرضیت میں اختلاف چلا آتا ہے اس سے اطمینان حاصل نہیں، بعض عالم فاضل قابل فتوی کے فرماتے ہیں کہ نماز جمعہ کی عین فرض ہے، کوئی کوئی امر حالات موجودہ سلطنت سے اس کی فرضیت کا مانع نہیں، خالصاً بلا شک وشبہ میں عین فرض یقیناً نماز جمعہ پر آمنا وصدقنا سے یقین رکھنا چاہیے اور جو بعد نماز جمعہ کے احتیاطی فرض نماز پیش کے پڑھے جاتے ہیں یہ نہیں پڑھنے چاہییں اور بعض بعض عالم فاضل لائق فتوی کے بنظر حالات سلطنت وقت کے فرماتے ہیں کہ نماز جمعہ واقعی عین فرض تھی۔ مگر اس وقت بوجہ نہ ہونے سلطنت اسلام کے وہ فرضیت جو دراصل تھی اب وہ نہیں رہی نماز جمعہ کی بجائے فرضیت کے بمنزل مستحب کے فرماتے ہیں اور فتوی دیتے ہیں کہ نماز جمعہ کی ایک بڑا بھاری رکن اسلام کا ہے اس کا ترک اوران کا مطلقاً چھوڑنا اچھا نہیں، بہر حال پڑھنا نماز جمعہ ثواب اوراچھا ہے اور ساتھ اس کے یہ بھی فتوی فرماتے ہیں کہ

بعد نماز جمعہ کے احتیاطاً نماز سب پیشین کی مع فرضوں کے پڑھ لینا ضرور چاہیے۔

اس واسطے جناب میں التماس پیش کیا جاتا ہے کہ جناب اس میں کس طرح فرماتے ہیں۔ آیا مطابق فرقہ علمائے اول کے جو عین فرضیت کا فتویٰ فرماتے ہیں، یا برخلاف اس کے اور مطابق فرقہ علماء گروہ ثانی کے جو مستحب فرماتے ہیں اور پیچھے نماز جمعہ کے جملہ نماز پیش مع فرضوں کے احتیاطاً پڑھ لینا فرماتے ہیں۔ جناب بالتشریح اسے درخواست کے محاذ پر مفصل حال جو جناب کے فتویٰ سے بہتر اور اولیٰ ہو تحریر فرمادیں۔ تاکہ ان دونوں فریق کی مبحث مختلف سے ایکسو اطمینان حاصل ہو۔ فقط

(شیخ مراد علی غفرلہ)　　۲۲؍ستمبر ۱۸۹۱ء

(فتاویٰ رضویہ مع تخریج و ترجمہ وطبع لاہور، ۸/۲۷۸، ۲۷۹)

(۲)

از گورو داس پور

۲۵ رشوال ۱۳۱۰ھ

حضرت من مولانا فیاض دارین جناب مولوی محمد احمد رضا خاں صاحب خاص مقیم بریلی زاداللہ فیضانہ،

بعد السلام علیکم وتمنائے زیارت قدمین شریف کے التماس ہے کہ ایک صورت مسئلہ کی عرض کیا چاہتا ہے جناب اس کے مقابلہ میں تحریر مسئلہ کی فرمائیں۔ ایک شخص کا ایک قبیلہ یعنی عورت زوجہ اور ایک اس زوجہ کا فرزند ہے، اس کے سوا اس شخص کا دوسرا زوجہ ہے، اس کا بھی ایک فرزند ہے اور دو دختر ہیں۔ اس شخص نے بخاطر زوجہ ثانی کے اول قبیلہ کے فرزند کو محروم الارث کرنا چاہتا ہے اور اس کی والدہ کو اخراجات دینے سے دست بردار ہے اور جس فرزند اول قبیلہ کو محروم کرنا چاہتا ہے بالغ اور جوان ہے، ابتدا میں یہ اپنے باپ کے ساتھ کمانے میں بصورت تجارت کے شامل رہا اور پورا مددگار۔

پھر کچھ عرصہ علیحدہ ہو کر چند سال نوکری میں مصروف رہا، بحالت نوکری اس کے باپ نے بہت خواہش سے نوکری سے جدا کر دیا، وجہ اس کی یہ ہے کہ اس شخص کے باپ کے زراعت کا کام بہت ہے اور مع سوا اس کے تنازعات اس کے لوگوں کے ساتھ بہت رہے ہیں۔ جب وہ نوکری سے بموجب خواہش باپ کے الگ ہوا تو مقابلہ بھی لوگوں سے کرتا رہا، غرض اس نے کل کارروائی باپ کی بخوبی انجام دیا،

باپ الگ ایک جگہ دوسرے شہر میں دوکانداری کرتا رہا۔ باپ نے پیداوار زمینداری سے جو زیر اہتمام اس فرزند کے تھا چہارم حصہ پیداوار کا بلا خرچہ (خرچہ اپنے ذمہ رکھ کر) دیتا گیا، کچھ عرصہ تک وفا کیا۔ اب بالکل بپاس خاطر زوجہ دوسری کے اور اس زوجہ کے فرزندان ودختران کے پہلے قبیلہ اور اس کے فرزند بالغ کو جواب دے دیا اور اپنے خدمات سے الگ کر دیا۔ اب اس کے پاس کوئی اثاثہ نہیں ہے اور نہ توفیق ہے کہ باہر جا کر تلاش نوکری کرے۔ باپ کے قبضہ میں دو قسم کی جائیداد ہے، ایک وہ جو جدی ہے، دوسری وہ جو شمولیت اس فرزند بالغ کے خود پیدا کیا ہے۔

اس کے بارے میں شرع شریف کا کیا حکم ہے کہ آیا فرزند بالغ کچھ لے سکتا ہے کہ نہیں اور اگر باپ محروم کرنا چاہے تو کر سکتا ہے یا نہیں؟۔

(شیخ مراد علی غفرلہ)

(فتاویٰ رضویہ مع تخریج وترجمہ طبع لاہور، ۱۶۶/۱۲۵/۱۸)

جناب مظہر حسین صاحب آزاد سکریٹری، بھاجی بازار شہر

از بھاجی بازار (۱)

۸ر شوال ۱۳۳۹ھ

بعالی خدمت فیض درجت شریعت پناہ فضیلت دستگاہ عالیجناب مولانا احمد رضا خاں صاحب زاد مجدہم

کیا فرماتے ہیں ان مسائل میں:

(۱) قاضی وخطیب شہر گورنمنٹ کا خطاب یافتہ ہے اور اس کے متعلق اس کو معاش زمانہ شاہی سے ملی ہوئی ہے، اس نے ذاتی رنجشوں، عداوتوں کی وجہ سے خطاب وغیرہ ترک موالات کے سلسلے میں واپس نہیں کیے، ویسے خلافت کا ہمدرد اور قولاً وفعلاً امداد کی اور کرنے کو تیار ہے۔ بوجہ خطیب ہونے کے عیدین میں خطبہ پڑھتا ہے، کیا شرعاً ایسے شخص کا خطبہ سننا جائز ہے؟۔

(۲) جامع مسجد اور عیدگاہ میں ایک شخص حافظ قاری جو دو حج بھی کر چکا ہے اور خطاب یافتہ نہیں ہے من جانب قاضی وخطیب مذکور امامت کے لئے عرصہ دراز سے مقرر ہے۔ اسکی امامت میں نماز جائز ہے یا نہیں؟۔

(۳) ایک شہر میں دو خطاب یافتہ مسلمان ہیں، خلافت کمیٹی بھی قائم ہے، اس کمیٹی نے ایک خطاب یافتہ کی جانبداری اختیار کر رکھی ہے، اس کو خطاب

وغیرہ چھوڑنے پر مجبور نہیں کرتی اور اس کی تولیت میں جو مسجد ہے اور اس میں اسی خطاب یافتہ کی جانب سے امام مقرر ہے، اس کا خطبہ سننا اور اس کے پیچھے نماز پڑھنا جائز قرار دیا ہے اور دوسرے خطاب یافتہ کا خطبہ سننا اور اس کے مقرر کردہ امام کے پیچھے نماز پڑھنا ناجائز قرار دیا ہے۔

کیا کمیٹی کا یہ فعل فتاوی علمائے کرام اور احکام خدا و رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہے اور احکام شرعیہ میں کوئی تفرقہ ہے، یا سب مسلمانوں کے لئے یکساں اور عام ہیں؟

(مظہر حسین عفی عنہ)

(فتاوی رضویہ مع تخریج و ترجمہ طبع لاہور، ۸/۲۶۷، ۲۶۸)

جناب محمد محفوظ الحق قادری مدرسہ احمدیہ چھتاری بلند شہر یوپی

(۱)

از بلند شہر

۲۹ ربیع الآخر ۱۳۳۴ھ

حضرت مولانا! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

معروض خدمت شریف ہے کہ جناب کا ایک مختصر سا پرچہ جس پر جناب کی مہر لگی ہوئی ہے اور ایک سطر میں یہ عبارت مرقوم ہے۔ ''میرے سامنے شہادتیں گذر گئیں، کل جمعہ کو عید ہے'' خاکسار کو موصول ہوا، اس کے متعلق فتوی شرعی دریافت طلب ہے کہ جس جگہ پر یہ پرچہ پہنچے تو وہاں کے لوگوں کو جمعہ کو عید کرنا لازم تھی یا نہیں اور روزے توڑ دینا ضروری تھے یا نہیں اور اس کی عام تشہیر اور دیگر بلاد میں اشاعت سے کیا مفاد تھا؟

(محمد محفوظ الحق عفی عنہ)

(فتاوی رضویہ مع تخریج وترجمہ طبع لاہور، ۱۰/۳۷۵، ۳۷۶)

جناب محمد مقصود علی، گوتار، گوالیار

(۱)

از گوالیار

۶/ جمادی الاولیٰ ۱۳۳۴ھ

بحضور واقفان طریقت وعالمان نکات شریعت، پیشوائے دین احمدی ورہنمائے احکامات محمدی، ظلہ۔

بعد آداب نیاز دست بستہ گذارش ہے کہ میں عقد تزویج سلطان احمد خاں میں عرصہ ایک سال کا ہوا آئی۔ اس کا بھائی سلیمان خاں، ۷/ ماہ تک میرے والدین کے پاس رہا، اس کی بدچلنی واوباشی سے میرے والدین نے اس سے کہا کہ چلن اپنا سنبھالو، کاش میں ایسا چلن تمہارا خیال کرتا، اپنی عورت کو تمہارے سامنے آنے کی اجازت نہ دیتا، اس نے کہا میں ابھی جاؤں، والد نے کہا جاؤ سلام، وہ چلا گیا، میری والدہ کو والد نے یہ حکم دیا کہ آج سے تم جس وقت اس کا منھ دیکھوگی نکاح سے خارج سمجھنا، میرا شوہر اس کو لایا، میری والدہ نے پردہ کیا، میرے شوہر نے مجھ سے کہا کہ میرے بھائی کو تمہارے والدین نے علیحدہ کیا، میں آج سے تم کو علیحدہ کرتا ہوں، تمہارا مجھ سے کچھ واسطہ نہیں، میں روتی ہوئی اندر آئی، وہ چلے گئے، صبح کو کریم خان کو شوہر کے پاس بھیجا، بلایا تو کہا میں چھوڑ چکا، اب کیا واسطہ اب اگر کعبہ بھی اس طرف ہو، تو سر نہ جھکاؤں گا، گواہوں کے روبرو کہدیا، اس دن سے قریب چھ ماہ کے

منقضی ہوئے بالکل متروکہ پڑی رہی، اب اس کی ہمشیر نے آکر اول یہ تجویز کیا کہ کسی صورت سے گھر میں لائے، پھر کہا طلاق کا قصور ہو گیا ہے، اس کی تجویز اچھی طرح کرلیں گے کہ ہم اپنے دوسرے بھائی سے نکاح کرا کر طلاق دلا کر پھر تیرا نکاح پڑھادیں گے، کسی کو کچھ معلوم نہ ہوگا، یہ میں نے منظور نہیں کیا اور نوٹس زرمہر کا دیا، تو اب دعویٰ رخصت کا کرتا ہے۔

لہٰذ دست بستہ ملتجی ہوں کہ میرا عقد سلطان احمد سے قائم رہا یا ساقط ہوا، زرمہر موجل کی میں حقدار ہوں یا نہیں؟ ایام عدت میرے ختم ہو چکے یا باقی ہیں؟ میں شوہر سابقہ سے اب تعلق ازدواج سابقہ کا رکھوں تو جائز ہے یا نہیں؟ عنداللہ جواب باصواب سے آگاہی بخشی جائے کہ جس سے دین محمدی کے احکام میں کوئی قصور اس عاصیہ سے سرزد نہ ہو، اس کا اجر حضور کو اللہ تعالیٰ دے گا، یہ ریاست ہندوستان ہے، کوئی اس قدر لیاقت نہیں رکھتا جو شرعاً حکم دے، ویسراج کا برتاؤ ہے۔

(محمد مقصود علی غفرلہ)

(فتاویٰ رضویہ مع تخریج وترجمہ طبع لاہور، ۱۱/۲۶۸، ۲۶۹)

جناب محمد سید مختار احمد صاحب محلہ میاں صاحب نہٹور، بجنور، یوپی

(۱)

از بجنور

۵ر شعبان ۱۳۳۴ھ

مکرم معظم صاحب قبلہ مولانا صاحب! زاد ظلکم، السلام علیکم۔ مزاج شریف
زید کی دو زوجہ۔ زوجہ اول کا انتقال ہوگیا، اس سے اس کے ایک نواسہ، زوج دوم کی ایک لڑکی، اب زوجہ دوم کی لڑکی سے زوجہ اولیٰ کے نواسہ کا نکاح درست ہے یا نہیں؟ گویا سوتیلی خالہ سے یعنی اپنی ماں کی سوتیلی بہن سے جو دوسری ماں سے پیدا ہو کوئی شخص اپنا نکاح کر سکتا ہے، یا نہیں؟ سبب یہ ہے کہ ناکح کا باپ اور منکوحہ کا باپ اور ماں دونوں علیحدہ ہیں، کیونکہ بعض شخص کچھ ایسی حجت پیدا کرتے ہیں کہ چچازاد یا تائی زاد یا خالہ زاد بہن بھائی حقیقی کا نکاح جائز ہے، جب کہ ناکح اور منکوحہ کے ماں اور باپ کا ایک باپ اور ایک ماں ہیں۔ جزئیت کس طرف سے شمار ہوتی ہے، کسی ایسی عام فہم صورت میں جواب صاف اور کسی مستقل حوالہ کے ساتھ تحریر فرمائیں۔

(سید محمد مختار احمد غفرلہ)

(فتاویٰ رضویہ مع تخریج وترجمہ طبع لاہور، ۱۱/۵۱۶)

جناب محمد محمود الرحمٰن صاحب محلّہ ملوکپور، شہر بریلی، یوپی

(۱)

از بریلی،

۲ رصفر ۱۳۳۹ھ

فتویٰ حضور والا کا دربارۂ شرکت جلوس مسٹر شوکت علی وغیرہم فدویان نے مطالعہ کیا اور دوسرے لوگوں کو ہدایت کی، مگر بعض آدمی جواب کے الفاظ پر یوں شبہ پیش کرتے ہیں، ایسے جلوس میں شریک مولانا شوکت علی ومحمد علی صاحبان دو مسلمان ہیں اور مقاصد حال بھی مسلمانوں ہی کے ہیں، پس تعظیم ہندو کے جلوس کی کیوں کر ہوئی؟ نیز لفظ فہو منہم (پس وہ انہیں میں سے ہیں) بتلاتا ہے کہ شریک ہونے والے کافی ہوجائیں گے۔ کیا یہ الفاظ حقیقت پر محمول ہیں؟ مہربانی فرما کر ان دونوں شبہوں کا اور جواب عنایت فرمادیجئے تا کہ حیلہ گروں کو حیلہ کا موقع نہ رہے۔

(محمود الرحمٰن عفی عنہ)

(فتاویٰ رضویہ مع تخریج وترجمہ طبع لاہور، ۹۹/۱۵)

جناب مخلص الرحمٰن صاحب مدرسہ حافظ پور ڈاکخانہ نہروی ڈھاکہ، بنگلہ دیش

(۱)

از ڈھاکہ

بخدمت شریف جناب مولانا مولوی احمد رضا خاں صاحب دام ظلہ،

السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ

عرض یہ ہے کہ ہمارے ملک بنگال میں ایسی ہستیاں ہوا کرتی ہیں کہ ہر ایک میں متعدد پارہ یعنی حصے ہوتے ہیں اور ہر ایک پارہ جدا جدا نام سے موسوم ہے، ایک پارہ سے دوسرے پارہ علیحدہ اور اس قدر فاصلہ بسا ہے کہ گویا قریہ صغیرہ مستقلہ ہے اور پاروں کے درمیان مواضع منفصلہ میں مزارع اور میدان اور کہیں بانس اور دیگر ادنیٰ جنگل ہوا کرتے ہیں۔ موسمی برسات میں ایک پارہ سے دوسرے پارہ میں جانے کے لئے کشتی کی ضرورت کم ہی ہوا کرتی ہے۔ مگر جوتی پہن کر نہیں جاسکتے کہیں کہیں درمیانی فاصلہ میں زانوں تک پانی ہوتا ہے اور اکثر جگہ میں اس سے کچھ کم۔ ایک پارہ سے دوسرے پارہ میں جانے کے لئے سوائے کھیتوں کی حد بندی اور چھوٹے چھوٹے راستوں کے اور کوئی بڑا راستہ نہیں ہے، یعنی دو آدمی محاذی ہو کر ایسے راستہ سے چلنا دشوار ہے، ہاں کہیں کہیں مویشی کے چلنے کے لئے ''گوپاٹ'' یعنی کچھ زمین افتادہ مثل بڑے راستے کے فراخ چھوٹی ہوئی ہے، وہ بھی مثل سڑک کے اونچے نہیں، ہر ایک پارہ کے ابنیہ بھی متصل نہیں بالکل غیر منظم حالت پر ہیں۔

ان پاروں کا ایک بڑا نام ہوا کرتا ہے، جس سے خط و کتابت وتمسک وقبالہ وگورنمنٹی کاغذات میں مشہور ہوتا ہے۔ اکثر ان گاؤں میں نہ ڈاکخانہ ہے، نہ تھانہ ومسلک واسواق، روزانہ بالکل نہیں ہاں ہفتہ میں دو ایک مرتبہ بعض گاؤں کے کنارے میں بازار (ہاٹ) لگتا ہے، جس میں لوگ اشیائے خوردنی بیچتے اور خریدتے ہیں۔ مگر بازار کے معین وقت کے سوا وہاں شاذ و نادر ہی کچھ ملتا ہے، مگر ایسے دوکان دو ایک سے زیادہ نہیں ہوتا، ایسے گاؤں کے پاروں میں نماز جمعہ کے لئے مسجدیں بنی ہیں، ان مسجدوں میں جو نہایت بڑی ہوتی ہے، اس میں بمشکل چالیس آدمی سما سکتے ہیں، ہر گاؤں یعنی (مجموعہ چند پاروں میں) دو ڈھائی ہزار لوگ ہندو مسلمان بستے ہیں، اس تعداد میں بالغ نابالغ مرد و زن سب شامل ہیں۔

الحاصل سوائے کثرت مردم کے شہر و محکمے کی دوسری علامت ان پاروں میں نہیں ہے، نماز پنجگانہ کی جماعت نہیں ہوتی، اتفاقیہ دو چار آدمی کہیں جمع ہوتے ہیں، تو جماعت پڑھتے ہیں، ورنہ کچھ جماعت راتبہ نہیں، اب سوال یہ ہے کہ ایسے گاؤں میں نماز جمعہ پڑھنی مطابق مذہب حنفی کے درست ہے یا نہیں؟ بر تقدیر ثانی پڑھنے والے گنہگار ہوں گے، یا نہیں؟ ایسے گاؤں کو جو متعدد پارہائے منفصلہ سے بنا ہے اور جس میں دو ڈھائی ہزار لوگ بستے ہیں قریہ کبیرہ کہہ سکتے ہیں، یا نہیں؟ زیادہ والسلام،

(مخلص الرحمٰن عفی عنہ)

(فتاویٰ رضویہ مع تخریج و ترجمہ طبع لاہور، ۴۵۳/۴۵۲/۸)

حضرت مولانا سید محمد رضا صاحب سنڈیلہ، یوپی

(۱)

از سنڈیلہ

۳/ذی الحجہ ۱۳۱۳ھ

جناب مولانا احمد رضا خاں صاحب ادام اللہ و برکاتہ، تسلیم

اکثر صاحبان ندوہ لکھنو نے کئی خط قبل از جلسہ خدمت میں جناب احمد میاں صاحب کے بھیجے، احمد میاں صاحب برائے شرکت ندوہ جو کہ ایک جلسہ لکھنو میں ہو چکا ہے، جس کو قریب ایک سال کے ہوا، اجازت کے لئے حضور میں جناب مولانا صاحب دادا میانی حضرت شاہ فضل الرحمٰن صاحب قدس سرہ کے تشریف لے گئے، جناب مولانا صاحب نے طلب اجازت کی جواب میں فرمایا کہ ندوہ معاملات نفس ہیں، لہذا وہاں جانے کی ضرورت نہیں، واسطے اطلاع کے عرض کیا گیا۔

ملتمسہ سید محمد رضا سنڈیلوی ۳/ذی الحجہ ۱۳۱۳ھ

(مکتوبات علماء و کلام اہل صفا، طبع بریلی ص: ۹۳)

جناب محمود صاحب چھپا بخشا، بڑا بازار، اودے پور، راجستھان

از اودے پور   (۱)

۸ر رمضان ۱۳۳۹ھ

بعالی خدمت فیض درجت غوث دوراں قطب زماں، مجدد ہذا الاوان، حضرت مولانا الحاج مولوی مفتی احمد رضا خاں صاحب مدظلہ العالی،

(۱) کفار ہنود کو ہزار دو ہزار یا کم زیادہ کا دو مہینہ کے وعدہ پر قرض کپڑا فروخت کیا، کپڑا دیتے وقت اس سے یہ ظاہر کر دیا گیا کہ اگر دو مہینے کے وعدہ پر روپیہ نہ ادا کیا تو میں تجھ سے فیصد ایک روپیہ نفع زیادہ لوں گا، یا یوں کہہ دیا جائے کہ مثلاً دو مہینے کے وعدے پر اس کپڑے کی قیمت سو روپئے اور اگر اس وعدہ پر نہ آئے تو ایک سو ایک روپیہ ہوں گے، یہ اس لئے کہ کفار مسلمانوں کے روپیوں کا وعدہ پر ادا کرنے کی فکر نہیں رکھتے جائز ہوگا یا ناجائز؟۔

(۲) نوٹ سو سو روپیہ کے مثلاً روپیہ یا بارہ آنہ زیادتی پر یعنی ایک سو ایک ایک سو بارہ آنہ پر ایک مہینہ کے بعد واپس روپیہ لینا کر کے دیئے گئے۔ وہ نوٹ تو اس کے کام میں آ گئے، مگر مہینہ ہونے پر وہ بدلے میں روپیہ نہ دے اور نوٹ دے، تو لینا جائز ہے یا روپیہ ہی لیا جائے؟

(محمود چھپا بخشا)

(فتاویٰ رضویہ مع تخریج و ترجمہ طبع لاہور، ۱۷/۳۴۹)

جناب ممتاز مسیح صاحب ایم اے، دارا گنج ضلع بجنور، یو پی

(۱)

از بجنور

۳ رذی قعدہ ۱۳۳۵ھ

ہادی دین جناب مولانا صاحب!

عرض مدعی یہ ہے کہ اہل سنت وجماعت حنفی مذہب میں گھوڑا اوراقسام اوراس کے مثل خچر وگدھے کے حلال ہیں یا حرام؟ یا ان تینوں جانوروں میں سے کون سا جانور حلال ہے؟ مہربانی فرما کر بحوالہ حدیث شریف یا قول علماؤں کے جواب سے مشرف فرمایئے۔

(ممتاز مسیح غفرلہ)

(فتاوی رضویہ مع تخریج وترجمہ طبع لاہور، ۲۰/۳۱۲)

جناب منشی مشرف احمد صاحب سررشتہ دار کلکڑی سیتاپور، یوپی

(۱)

از سیتاپور

۲۶ رصفر المظفر ۱۳۱۴ھ

عالی جناب مولانا صاحب مخدوم ومطاع نیاز کیشاں زام مجدکم وافضالکم،

بعد بجا آوری تسلیم عرض یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اور جناب سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ جب گھر میں داخل ہو تو سلام کرے حدیث شریف میں ہے کہ باعث برکت ہے، اگر گھر میں سوا اہلیہ کے نہ ہو تو زوجہ پر سلام علیک کرے یا نہیں؟ ایک صاحب اس بارے میں حجت کرتے ہیں کہ ازواج مطہرات پر سلام علیک کرنا کہیں حدیث سے ثابت نہیں ہوا ہے، حالانہ سیاق اس امر پر وارد ہے کہ اہلیہ پر بھی سلام علیک کرنا چاہیے۔ اس کا جواب ان آیات واحادیث سے جن میں گھر جانے کے وقت سلام کرنے کا حکم ہے اور جن سے حضور اقدس کا سلام ازواج مطہرات سے کرنا ثابت ہو ارقام فرمائیں۔ فقط (مشرف احمد عفی عنہ)

(فتاویٰ رضویہ طبع بمبئی، ۹/۸۹)

(۲)

از سیتاپور

بوا پسی ڈاک،

بعد بجا آوری تسلیم دست بستہ گزارش ہے، فتوی عطیہ حضور ملاوہ صاحب یہ چاہتے ہیں کہ کسی حدیث میں خاص تصریح ہے کہ حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ازواج مطہرات پر سلام کہا، زیادہ بجز آں کیا عرض کروں۔ خاکسار، (مشرف احمد عفی عنہ)

(فتاویٰ رضویہ طبع بمبئی، ۹/۹۰)

جناب سید منظور حسین صاحب بتوسط احمد حسن خاں رضوی نجیب آباد، بجنور

(۱)

از نجیب آباد

۲۵ / جمادی الاولیٰ ۱۳۳۴ھ

اعلیٰ حضرت عظیم البرکت مجدد دین وملت صاحب حجت قاہرہ مؤید ملت طاہرہ

جناب مولانا صاحب! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ،

حضور کا کیا ارشاد ہے، حضور کا فضل ہمیشہ رہے، دربارۂ مسئلہ ذیل میں۔

کل یہاں قصبہ نجیب آباد کے بازاروں، گلی کوچوں میں مسلمانوں کی ایک جماعت (جس میں پڑھے لکھے بلکہ متعدد ذی اثر ومقتدر شرفا قصبہ میں شامل تھے اور جن میں سے بعض تو عامی عوام کی زبانوں پر معاذ اللہ دین کا جھنڈا، اسلام کا رکن واسلام کا پایہ وغیرہ وغیرہ ناموں سے مشہور ہیں) یہ معیت ایک ہجوم کفار ہنود رنگ پاشی کرتی مغلظ وشرمناک ہولیاں گاتی، جے جے کے نارے بلند کرتی، دونوں پر سے مسلمانوں کو ہول بازی میں حصہ لینے کے لئے بالجبر کھینچتی اور ہر سامنے آنے والے ہندو مسلمان پر رنگ برساتی ہوئی گذری۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ۔

مسلمانوں کی داڑھیاں (جنکے تھیں) چہرے کپڑے گلال ورنگ میں شہڈوب تھے باؤلوں دیوانوں کی طرح بے ہوش آپے سے باہر کودتے پھاندتے چیختے چلاتے پھرتے تھے، غرض ہر باغیرت مسلمان کے پیش نظر ایک ہولناک وحشت خیز منظر تھا، جماعت مذکورہ نے بعض غیور مسلمانوں کے مطالبہ کرنے پر یہ جواب دیا کہ یہ حرکت شنیعہ بدیں وجہ کی گئی ہے کہ اس طرح (ان کے زعم میں) ہندو مسلمان باہم

متحد و متفق ہو جاویں اور کہ ایسا کرنے میں کوئی دینی مضرت نہیں ہے۔ مسلمان پہلے بھی کھیلا کرتے تھے، بلکہ ایک مقام پر کسی مولوی صاحب نے بھی شرکت کی تھی، ہم ہنود کے کندھوں پر تعزیے رکھا کر بدلہ لیں گے جو (ان کے زعم میں) دین کا نفع عظیم ہے، اب دریافت طلب امور ذیل ہیں:

(۱)　معاذ اللہ اگر کسی مسلمان نے حرکت مذکورہ جائز جان کر کی۔

(۲)　اس کا ارتکاب کیا (جیسا کہ ظاہر ہے کہ جماعت مذکورہ نے کیا اگر وہ نہ چاہتے، تو کفار مذکور ہرگز ایسا نہ کرتے، نہ پیشتر کبھی یہاں ایسا ہوا، چنانچہ امسال بھی شہر کے اکثر باحمیت مسلمان بحمدہ تعالیٰ اس ناپاک وخفیف حرکت سے مجتنب ومحفوظ رہے۔

(۳)　یا اگر کسی مسلمان جماعت مذکورہ کے فعل کو بجائے رنج ونفرت وحقارت کی نگاہ سے دیکھنے کے بنظر مسرت وعظمت واستحسان دیکھا، بلکہ غیور معترضین سے الٹا معارضہ کیا اگر چہ خود شریک نہیں ہوا۔

(۴)　یا اگر کوئی مسلمان جماعت مذکورہ قبل از علانیہ توبہ رکن اسلام سمجھے یا حرکت مذکورہ کی تعریف کرے یا کسی طرح اس کا ساتھ دے، تو ہر چہار اشخاص کے ایمان ونکاح وبیعت پر کسی قسم کا ناقص اثر تو نہیں پڑتا ہے، اگر ناقص اثر پڑتا ہے، تو ان سے کس طرح توبہ کرائی جائے؟

(۵)　اور کیا ایسا اتحاد جائز ہے؟ جواب مدلل ومفصل وآسان عبارت میں اور حتی الامکان جلد عطا ہو تا ہر مسلمان سمجھ سکے اور بروز جمعہ مساجد میں اعلان کر کے مسلمانوں کو اس قبیح حرکت سے ڈرایا اور بچایا جاوے ورنہ معاذ اللہ ممکن ہے کہ

رسم ناپاک نجیب آباد میں ہمیشہ کے لئے قائم ہو جائے اور ملعونہ کی تقلید تمام ضلع دور دور شہروں میں کی جائے۔

(۶)　نیز ارشاد فرمایئے کہ اگر جماعت مذکورہ جناب کے حکم شرعی پر عمل کر کے تائب نہ ہو، تو عام مسلمان ان سے سلام وکلام کریں یا نہیں؟ جواب دستخط ومہر شریف سے مزین ہو، ہم مستفتیان اچھی طرح جانتے ہیں کہ حضور بباعث ہجوم کام نہایت عدم الفرصت ہیں، لیکن امر ہذا اگر حضور سے (کہ صدی موجودہ میں واحد ناخدا اسلام ہیں) نہ عرض کیا جائے؟ تو اور کہاں جائیں۔ اللہ تعالیٰ حضور کو ہم غریبوں کے سروں پر تا عرصہ دراز باعافیت وعزت صحت سلامت باکرامت اعداء دین اللہ پر نمایاں طور پر مظفر ومنصور مع جمیع متبعین قائم رکھے اور شب وروز اپنی بے انتہا برکات نازل فرماتا رہے بطفیل حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وآلہ واصحابہ اجمعین، برحمتک یاارحم الراحمین۔

(سید منظور حسین عفی عنہ)

(فتاویٰ رضویہ طبع بمبئی، ۳۸۶/۹، ۳۸۷)

جناب مرزا محمود بیگ صاحب وکیل وسکریٹری انجمن اسلامیہ گونڈہ، یوپی

ازگونڈہ

(۱)

۳؍رمضان المبارک ۱۳۳۲ھ

خدمت مبارک میں نقل دستاویزات مورخہ ۶؍فروری ۱۹۰۸ء و۱۲؍جنوری ۱۹۰۹ء بھیج کر مستدعی ہوں کہ براہ مہربانی مطلع فرمایئے کہ آیا دستاویزات جائز ہیں، بموجب دستاویزات مذکور الصدر کے انجمن اسلامیہ گونڈہ نے مکانات سید مقبول احمد وسید منظور احمد بیع بالخیار لئے ہیں اور قبضہ انجمن کا اس طور پر ہے کہ علیحدہ سرخط کرایہ نامہ لکھالیا ہے اور کرایہ مبلغ.......... ماہ بماہ انجمن وصول کرتی آئی ہیں، جو کرایہ وصول ہوتا ہے وہ مصارف انجمن پر خرچ ہوتا ہے۔ آیا یہ رقم کرایۂ شرعاً جائز ہے اور انجمن اس کو جائز طور پر صرف کرسکتی ہے؟۔   (مرزا محمود بیگ)

(فتاویٰ رضویہ مع تخریج وترجمہ طبع لاہور، ۸۹/۱۷)

جناب محمد مہدی حسن قادری مبارکی

(۱)

۱۹؍ رمضان المبارک ۱۳۳۶ھ

اس طرف دیوبندیوں کے امام درباطن بلکہ بعض مقام پر کھلے بند مولوی محمد علی کانپوری سابق ناظم ہیں، جو ظاہراً صوفی کہلاتے ہیں، ایک شخص ایک صاحب دل پیر طریقت کا مرید تھا۔ دیوبندیوں یعنی ناظم صاحب کی ذریات نے ان کے پیر کو فاتحہ کی وجہ سے بدعتی بتا کر دوبارہ بیعت مولوی محمد علی سے کرادیا، مگر جب آپ حضرات کے نام لیواؤں نے اس مرید کو سمجھایا کہ دوبارہ مرید ہونا پیر طریقت سے پھر جانا گناہ ہے، اس پر اس نے اول پیر کے پاس جا کر توبہ کی، تو دیوبندیوں اور ناظم صاحب کی ذریات نے یہ فساد مچایا کہ اب وہ مرید مسلمان نہ رہا، کیونکہ محمد علی کے ایسے شخص سے مرید ہو کر پھر پیر اول کے پاس چلا گیا، تو درحقیقت کیا ہے، مکرر یہ کہ مولوی محمد علی سابق ناظم ندوہ کس عقیدہ کے بزرگ ہیں حضور جواب جلد مرحمت فرمائیں۔　　والسلام

(محمد مہدی حسن قادری مبارکی)

(فتاویٰ رضویہ مع تخریج وترجمہ طبع بمبئی ۱۲/۲۲۵)

جناب مصطفےٰ خاں بارہ دری، شہر کنیہ

از شہر کنیہ　　(۱)

۱۲؍رجب ۱۳۳۵ھ

جناب مولوی صاحب! بعد ادائے آداب کے گذارش یہ ہے کہ آپ کی خدمت میں آدمی بھیجتا ہوں، مہربانی فرما کر سوالوں کا جواب عنایت فرمادیجئے۔

(۱) کنکیا اگر آ کر گھر پر گر جائے اور معلوم نہ ہو کہ کس کی ہے؟ لے لینے سے گناہ تو نہیں اور کنکیا اڑانا گناہ ہے یا نہیں؟

(۲) اور بلی تکلیف دیتی ہو تو اس کو بستی میں چھوڑوانا گناہ تو نہیں ہے؟

(مصطفےٰ خان عفی عنہ)

(فتاوی رضویہ طبع بمبئی، جلد ۹؍۲۱۱)

جناب مہر باز خان بن محمد خاں متصل مسجد دادی بی، محلّہ جمال پور کھاڑیہ، احمد آباد

(۱)

از احمد آباد

۲۵/ جمادی الثانی ۱۳۳۰ھ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الرؤف الرحیم

امابعد! سوال از فاضل اجل عالم بے بدل حضرت مولوی محمد احمد رضا خان صاحب ساکن بریلی عم فیضہ الصوری والمعنوی۔

مخدومی مکرمی معظمی مفخمی حضرت حامی دین متین مولانا مولوی محمد احمد رضا خاں صاحب دام محبتکم

بعد

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

واضح رائے عالی ہو کہ ہمارے یہاں شہر احمد آباد میں ایک رسالہ آٹھ صفحہ کا مطبع پریس واقع احمد آباد بازار کالو پور میں چھپ کر شائع ہوا، اس کے مشتہر مولوی شیر محمد بن شاہ محمد ساکن احمد آباد محلّہ مرزا پور متصل قصابان گاؤں ہے، اوراس میں رسالہ کی اشاعت کی تاریخ یہ لکھی ہے "مورخہ ۲/ جمادی الاخرہ ۱۳۳۰ھ روز شنبہ" اوراس رسالہ کے صفحہ ۵/ سے ۷/ تک ایک فتوی لکھا ہے، اور وہ فتوی تاریخ ۱۱/ جمادی الاولی یوم الاربعا ۱۳۲۴ھ کو لکھا گیا ہے۔

جناب مولانا صاحب !   دست بستہ خدمت میں عرض یہ ہے کہ چھپاہوا فتویٰ آپ کی خدمت میں رجسٹرڈ حاضر کیا جاتا ہے۔ یہ فتویٰ آپ نے تحریر فرمایا ہے یا نہیں؟

یہاں بعض حضرات یہ فرماتے ہیں کہ مولانا احمد رضا خاں صاحب نے یہ فتوی نہیں لکھا، یہ فتویٰ مولانا کی طرف منسوب کردیا ہے، مولانا اس فتویٰ کے لکھنے سے انکار فرماتے ہیں، یہ فرمانا ان حضرات کا صحیح ہے یا غلط؟ (اور یہ فتویٰ آپ نے چھ سال پہلے لکھا ہے یا نہیں اور ہم نے آپ کا قلمی مہر کیا ہوا فتویٰ بھی مولوی شیر محمد صاحب کے پاس دیکھا ہے، اس کو ہم سچا سمجھیں یا نہیں؟ آپ ہم کو سمجھا دیجئے رب العالمین آپ کو اجر عظیم وثواب جزیل عطا فرمائے۔ رقیمہ آپ کا مہر باز خان بن محمد خاں ساکن احمد آباد محلہ جمال پور کھاڑیہ متصل مسجد دادی بی۔

(فتاویٰ رضویہ طبع بمبئی، جلد ۱۲/ ۱۲۵)

جناب منظور حسن صاحب قادری رضوی، محلہ کٹرہ چاند خاں، شہر

(۱)

از شہر

۱۳؍ رمضان ۱۳۳۸ھ

اس وقت حضور کا دیوان پیش نظر ہے، اس میں اس شعر کا مطلب سمجھ میں نہ آیا۔ فرماتے ہیں، یہ دونوں ہیں سردار دو جہاں   اے مرتضیٰ عتیق وعمر کو خبر نہ ہو۔

(منظور حسن قادری عفی عنہ)

(فتاویٰ رضویہ طبع بمبئی جلد ۱۲/ ۲۶۸)

پیرزادہ محمد معصوم شاہ صاحب ڈیسہ اسحاق اللہ گجرات

(۱)

از ڈیسہ

۱۷/جمادی الاولیٰ ۱۳۳۱ھ

بخدمت جناب مجدد ہند مولانا مولوی صاحب احمد رضا خاں صاحب

بعد تسلیم کے گذارش حال یہ ہے کہ آپ کے نام پیر ڈیسہ سے فتویٰ لکھا ہے۔ وہ شخص مولوی اشرف علی کا پیرو ہے اور یہاں پر چارسو مکان سنت جماعت کے ہیں ان کو مولوی اشرف علی کے سپرد کرنا چاہتا ہے، یعنی ہمارے پر دستور ہے کہ شادی میں نکاح کے وقت تاشہ بجایا کرتے ہیں، اس کا سبب یہ ہے کہ غیر مقلد ہماری جماعت میں نہ آنے پائیں، مگر یہ شخص اشرف علی کے پیرو ہو کر تاشہ بجانا منع کرتا ہے اور جس شئی میں گناہ نہ ہو اس کو بھی منع کرتا ہے۔ اس واسطے آپ اسحاق اللہ کے نام پر لکھنا تاکہ ہم ان شیطانوں کے پھندوں سے بچیں، اگرچہ یہاں پر تاشہ بجنا بند ہوئے تو ہم کو اپنے مذہب سے پھر جانے کا خوف ہے۔

(پیرزادہ محمد معصوم شاہ عفی عنہ)

فتاویٰ رضویہ طبع بمبئی، جلد ۹/۳۲۹)

حضرت شاہ میر خاں قادری رضوی پیلی بھیت، یوپی

(۱)

از پیلی بھیت

۳ر محرم ۱۳۴۰ھ

اعلیٰ حضرت مدظلکم العالی السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

اس میں شک نہیں، آپ کی خدمت میں بہت سے جواب طلب خطوط موجود ہوں گے۔ لیکن عریضہ ہذا بحالت اشد ضرورت ارسال خدمت ہے، امید ہے کہ بواپسی جواب سے شرف بخشا جائے۔

(۱) آیت کریمہ: والذین یدعون من دون اللہ لایخلقون وھم یخلقون، اموات غیر احیاء وما یشعرون ایانا یبعثون ۰[۱]

یہ ظاہر کرتی ہے کہ ماسوا اللہ تعالیٰ کے جس کسی کو خدا کہا جاتا ہے وہ خالق نہ ہونے اور مخلوق ہونے کے علاوہ مردہ ہے، زندہ نہیں۔ بنابریں عیسیٰ علیہ السلام کو بھی جب کہ نصاریٰ خدا کہتے ہیں، تو کیوں نہ ان کو مردہ تسلیم کیا جائے اور کیوں ان کو آسمان پر زندہ مانا جائے۔

(۲) صاحب بخاری بروایت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ارقام فرماتے ہیں (منقول از مشارق الانوار، حدیث ۱۱۱۸): لعن اللہ الیہود والنصاریٰ اتخذوا قبور انبیاء ھم مساجد ۔ص:۲۔[۲]

اس سے ظاہر ہے کہ بنی یہود حضرت موسیٰ و بنی نصاریٰ حضرت عیسیٰ علیٰ نبینا وعلیہما الصلوٰۃ والسلام کی قبریں پوجی جاتی تھیں۔

حسب ارشاد باری تعالیٰ عز اسمہ: فان تنازعتم فی شیئی فردوہ الی اللہ والرسول[۳] آیات الٰہیہ، احادیث نبویہ ثبوت ممات عیسیٰ علیہ السلام میں موجود ہوتے ہوئے کیوں کر ان کو زندہ مان لیا جائے۔ میں ہوں حضور کا ادنیٰ خادم

شاہ میر خان قادری رضوی غفرلہ ۳ محرم ۱۳۴۰ھ

(فتاویٰ رضویہ مع تخریج وترجمہ طبع لاہور، ۶۱۲/۶۱۱/۱۵)

---

۱ القرآن الکریم ۱۶/۲۰، ۲۱

۲ صحیح البخاری کتاب الجنائز، باب ما یکرہ من اتخاذ المسجد علی القبور ۱/۱۷۷، قدیمی کتب خانہ کراچی،

۳ القرآن الکریم ۴/۵۹

مولانا مظاہر الاسلام صاحب نبیرہ نواب ممتاز علی خاں دروازہ خیر نگر میرٹھ

(۱)

از میرٹھ

۲۹ر شوال ۱۳۳۷ھ

مجدد مائۃ حاضرۃ حضرت مولانا بالفضل اولانا جناب مولوی احمد رضا خاں صاحب دامت برکاتہم

سلام و آداب کے بعد گذارش خدمت کہ ۲۸ر جون، ۲۹ر رمضان المبارک کو رسالہ ''نظام المشائخ'' خدمت والا میں روانہ کرکے استدعا کی گئی تھی کہ براہ کرم سجدہ تحیت کے جواز و عدم جواز کی بابت شرع شریف کے مطابق اپنی قیمتی رائے سے اس خادم کو مطلع فرمایا جائے، تاکہ یہ بے بضاعت جناب کے احسان و کرم کی وجہ سے اس عظیم الشان مسئلہ میں تشفی و اطمینان حاصل کر سکے۔

چند روز ہوئے کہ جناب کی معرکۃ الآراء تصنیف، جو تقویۃ الایمان کے ردو ابطال میں تحریر ہے خادم کی نظر سے گذری، اس کے صفحات ۴۳ پر سجدۂ تحیت کے جواز میں جو عبارت مزین ہے، وہ حسب ذیل ہے:

''واذقلنا للملائکۃ اسجدو الآدم فسجدو الاابلیس۔ اور جب ہم نے فرشتوں سے فرمایا کہ آدم کو سجدہ کرو، سب سجدہ میں گر گئے سوائے ابلیس کے،

ورفع ابویہ علی العرش وخروالہ سجداً۔ یوسف علیہ السلام نے اپنے ماں باپ کو تخت پر بلند کیا اور وہ سب یوسف کے لئے سجدہ میں گرے، یہ خاک

بدہن گستاخ اللہ تعالیٰ ملائکہ آدم ویعقوب ویوسف علیہم الصلوٰۃ والسلام سب کا شرک ہوا۔ اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ملائکہ نے سجدہ کیا، آدم راضی ہوئے، یعقوب ساجد، یوسف رضا مند"۔

پھر جناب والاتحریر فرماتے ہیں:

"اور یہاں نسخہ کا جھگڑا پیش محض جہالت ہے، شرک کسی شریعت میں حلال نہیں ہوسکتا، کبھی ممکن نہیں کہ اللہ تعالیٰ شرک کا حکم دے، اگرچہ اسے پھر کبھی منسوخ بھی فرمادے"۔

اگر جناب براہ کرم اپنی محققانہ رائے سے اس ناچیز کو مطلع فرمائیں گے تو یہ درحقیقت ایک بہت بڑی اسلامی خدمت متصور ہوگی، جناب کی مذکورہ بالاتحریر کے صریح معنی تو یہی سمجھ میں آئے کہ سجد تحیت جائز ہے۔　　والسلام مع الاکرام

(مظاہر الاسلام)

(فتاویٰ رضویہ مع تخریج وترجمہ طبع لاہور، ۴۷۷/۶،۹۷۲)

صدر الافاضل حضرت مولانا نعیم الدین صاحب مراد آباد، یوپی

(۱)

از مراد آباد

۲۸ رصفر المظفر ۱۳۳۲ھ

حضورِ عالی! سلام نیاز!!

میں جمعہ کی نماز قلعہ کی مسجد میں پڑھاتا ہوں، اس مسجد کا وسیع صحن ہے، مسجد سے باہر راستہ ہے، جو ایک بانس کے قریب مسجد کے فرش سے نیچا ہے۔ کوئی جگہ ہی نہیں، جہاں موذن کھڑا ہو سکے سخت حیرانی ہے، یا بعض ایسی مسجدیں ہیں کہ ان میں بھی بعد صحن کے کسی دوسرے شخص ہند و وغیرہ کی دیواریں ہیں کہ ان دیواروں پر منبر نہیں بنایا جا سکتا، ایسی صورت میں کیا کیا جائے؟۔ (نعیم الدین)

(فتاوی رضویہ مع تخریج وترجمہ طبع لاہور، ۸/۴۰۵)

از مراد آباد   (۲)

سیدی دامت برکاتہم

سلام نیاز کے بعد گذارش حضور سے رخصت ہو کر مکان پہنچا، یہاں آ کر میں نے اتمام حجت تامہ کا مطالعہ کیا۔ فی الواقع یہ سوالات فیصلہ ناطقہ ہیں اور یقیناً اس سوالات نے مخالف کو مجال گفتگو اور راہ جواب باقی نہیں چھوڑی۔

میں سچ عرض کرتا ہوں اور بقسم عرض کرتا ہوں کہ اس مکالمہ میں ایسی بین اور زبردست فتح ہوئی ہے جس کی کبھی تصور ہی نہیں تھا۔ وہ بے معنی پر جوش مجمع ہوگا جو گاندھی اور شوکت علی کے خلاف کوئی بات سننا گوارا ہی نہیں کرتا۔ محمد علی جناح اور لاجپت رائے کو یہ میسر نہیں ہے کہ ایک کلمہ کا خلاف زبان سے نکال سکیں، ناگپور میں شوکت علی کو مولانا نہ کہنے اور مسٹر کہنے پر محمد علی جناح کو شیم شیم اور غیرت شیم کے آواز سننے پڑے اور بریلی کے جلسے کے لئے تو تمام ہندوستان میں شور مچایا گیا تھا اور اخباروں، اشتہاروں کے ذریعہ سے بہت جوش پھیلا دیا گیا تھا، ہزار مولوی ہوتے، تو ممکن نہ تھا کہ اس مجمع میں روبرو کھڑے ہو کر خلافت کمیٹی کے تمام اراکین کا ایسا صریح خلاف کر سکتے۔ اگر یہ جلسہ بریلی میں ہوتا تو یہ بات میسر نہ آتی، مگر بے شبہ یہ حضرت کی کرامت اور حضرت کے فیض وکمال کی ہیبت تھی کہ ابوالکلام جیسے زباں آور شخص کو مجمع میں یہ سب کچھ سننا پڑا۔ میرا خیال ہے کہ ضرور ابوالکلام کو اتمام حجت کے مطالعہ کا موقع مل چکا تھا اور اسی نے ان میں ہمت

باقی نہ چھوڑی تھی۔ حقیقت الامر یہ ہے کہ یہ لوگ ترک موالات کو حکم شریعت سمجھ کر نہیں مانتے ہیں۔ یہ تو مسلمانوں کو اپنے موافق کرنے کے لئے آیتیں تلاوت کرلیتے ہیں۔ مانتے تو ہیں گاندھی کا حکم سمجھ کر، یہی وجہ ہے کہ ترک موالات کے ساتھ ہنود سے موالات فرض سمجھتے ہیں۔ آج تمام ہندوستان جانتا ہے کہ خلافت کمیٹی صرف گورنمنٹ سے ترک موالات بتاتی ہے اور ہنود سے موالات بلکہ ان کے رضا میں فنا ہوجانا ضروری قرار دیتی ہے اور پھر مجمع میں زور دیئے جاتے ہیں۔ اخباروں میں اس پر مضامین کس شد و مد سے لکھے جاتے ہیں اور یہ خلافت کمیٹی کا مقصود اعظم اور پہلا نصب العین ہے۔ خلافت کمیٹی گاندھی کی بدولت تو جود ہی میں آئی، اس کے اشاروں پر تو چل رہی ہے، پھر ہنود سے ترک موالات حرام وکفر نہ ہو تو کیوں نہ ہو۔

کیا یہ حیرت انگیز بات نہیں ہے کہ ابوالکلام نے بھرے مجمع میں صاف الفاظ میں اقرار کیا کہ بے شک موالات تمام کفار ومشرکین سے ممنوع وحرام ہے۔ جیسے نصاریٰ سے ناجائز، ایسے ہی ہنود سے ناجائز، کون کہتا ہے کہ آیت ممتحنہ سے موالات غیر محاربین کا جواز نکلتا ہے، کس ذمہ دار نے ایسا کہا ہے۔ اگر ہندوستان کے ۲۲ کروڑ ہندو سب کے سب گاندھی ہوجائیں اور مسلمان ان کو اپنا رہنما بنالیں، تو یہ بت پرست ہیں اور وہ سب کے سب بت۔ یہ تقریر پر زور الفاظ کے ساتھ ابوالکلام نے اس مجمع میں کی جہاں ہندو بکثرت موجود تھے۔ مگر ان پر ایسا خوف غالب تھا کہ وہ ان کی دلداری بھول گئے اور یہ ان کی کہنے لگے اور اگر کچھ نہ ہوتا صرف اتنی ہی بات ہوتی، جب بھی میں کہہ سکتا تھا کہ ہماری زبردست فتح

وکامیابی اوران کی حد درجہ کی ذلت وشکست ہوئی ۔ مجمع کو یہ باور کرانے کے لئے کسی دلیل کے کیا معنیٰ، اشارہ کی بھی ضرورت نہیں ہے کہ خلافت کمیٹی محبت ہنود کو جزوایمان سمجھتی ہے، وہ مجمع ہندوؤں سے ترک موالات کی فرضیت ابوالکلام کی زبان سے سن کر کیا اس بات کا اندازہ نہ کرسکا کہ ان پر کیسا خوف غالب ہے۔ اب جب کہ یہ خلافت کمیٹی کے اصل اصول اور سنگ بنیاد ہی کو اکھاڑ پھینک دیتے ہیں جو منظر میری آنکھوں نے دیکھا حضرت کے سامنے اس کی تصویر پیش کرنے سے عاجز ہوں۔ اس ایک ہی اقرار نے ان کی اور جمیعۃ العلماء کے تمام مجمع کی عزت وآبرو تو خاک میں ملادی، پھر کفریات کا شمار اور قربانی کے مسئلہ میں خلافت کمیٹی اور جمیعت العلماء دونوں کو مجرم قرار دینا، مولوی عبدالماجد صاحب کے شانہ پر ہاتھ رکھ کر یہ کہنا: کہو میاں تمہاری بھی کہہ دیں۔ پھر ان کے مذکر بنانے کا ذکر کرکے اس پر کفر کا حکم لگانا، مولوی عبدالباری صاحب پر کفر کا حکم لگانا، کفریات کا ذکر کرنا اور ابوالکلام کا سب سے جان چرانا، کسی کا جواب نہ دینا، یہ ان کے مبہوت اور حواس گم کردہ ہونے کی دلیل نہیں، ان کے عجز تام اور لاجواب محض ہوجانے کا اصل ثبوت نہیں تو کیا ہے ؟ کیا وہ ایسا ہی خاموش ہوجانے والا شخص ہے، کیا کسی دوسرے مقام پر بھی ان کو ایسا ہی دبا سکتے تھے۔

بریلی میں جمیعۃ الوہابیہ کے جلسے میں اس اعلان کے ساتھ ابوالکلام اور تمام جمیعت کے منہ پر ان کے کفر کے حکم لگائے جائیں اور وہ سب دوختہ وہاں ہوں، یقیناً یہ حضرت کی کرامت اور حق کی شاندار عظیم الشان فتح ہے۔

فتح میں کیا کسر رہ گئی کیا ابوالکلام اپنے منہ سے یہ بھی کہتے کہ میں ہار گیا۔ جس وقت ابوالکلام تقریر کررہے تھے میں ان کے برابر بیٹھا تھا۔ میں دیکھ رہا تھا کہ ان کا بدن بید کی طرح لرز رہا ہے۔ یہ میں نہیں کہہ سکتا کہ یہ اس مقابلہ کا اثر تھا یا ان کی

ایسی عادت ہی ہے۔ مجمع مولوی سلمان اشرف صاحب کی تقریر کو دل لگا کر سن رہا تھا، لوگوں کی شکایت ہو رہی تھی کہ مولانا بلند آواز سے تقریر فرمائیں، یہاں تک کہ اچھی طرح آواز نہیں پہنچتی۔ اللہ اکبر کے نعرے لگائے جاتے تھے، یہ اثر دیکھ کر خود ابوالکلام سبحان اللہ اور جزاک اللہ کہے جاتے تھے۔

دوسرے روز اگرچہ جمعیۃ العلماء کا جلسہ نہ تھا، کانگریس کا جلسہ تھا، وہ دوسری چیز ہے۔ مگر جو مقرر ہندو ہو یا مسلمان، وہ کل کی خفت مٹانے اور بگڑی ہوئی بات کو بنانے کے درپے رہا اور کوئی صورت بات بنانے کی خیال میں نہ آئی بجز اس کے کہ ہم مسرت کا اظہار کرتے ہیں کہ وہ حضرات آئے اور انہوں نے شرکت فرمائی اور صلح ہوگئی۔ روانگی کے وقت بریلی کے اسٹیشن پر ایک تاجر صاحب نے مجھ سے کہا کہ ابوالکلام جس وقت بریلی سے جارہے تھے میں ان کے ساتھ تھا، وہ یہ کہتے جاتے تھے کہ ان کے جس قدر اعتراض ہیں حقیقت میں سب درست ہیں، ایسی غلطیاں کیوں کی جاتی ہیں جن کا جواب نہ ہوسکے اور ان کو اس طرح گرفت کا موقع نہ ملے۔ میں اپنی اس مسرت کا اظہار نہیں کرسکتا، جو مجھے اس فتح سے حاصل ہوئی۔ میدان مولوی سلمان اشرف صاحب کے ہاتھ رہا۔ حضرت کے غلاموں کی ہمت قابل تعریف ہے، حضرت مولانا حامد رضا خاں صاحب نے ابوالکلام سے فرمایا کہ آپ توبہ کیجئے۔ انہوں نے کہا کس چیز سے، فرمایا اپنے کفریات سے، وہ یہ سن کر بھونچکا ہوگئے اور کہنے لگے میں نے کیا کفر کیا ہے۔ اس وقت کسی کی نظر میں ابوالکلام ایک طالب علم کے برابر بھی نہیں معلوم ہوتے تھے۔ ایک طرف سے مولانا برہان میاں اعتراض کرتے ہیں۔ ایک طرف سے مولوی حسنین رضا خاں صاحب الزام دیتے ہیں، وہ سوائے

قسمیں کھانے اور اپنے اوپر لعنت کرنے کے اور کچھ جواب ہی نہیں دے سکتے۔
یہ تمام کارروائی کر کے مولانا حامد رضا خاں صاحب ان سے دستخطی تحریر چاہی، انہوں نے روداد میں چھاپنے کا وعدہ کیا، انہوں نے فرمایا کہ جب تک ہمارے ان ستر سوالوں کے جواب نہ ملے اور ہر شخص اپنے کفریات سے توبہ نہ کرے ، اس وقت تک ہماری اور آپ کی صلح نہیں ہوئی۔

یہ نہایت زبردست باتیں تھیں اور حضرت کے صدقے میں ابوالکلام صاحب کو بالکل دبا لیا تھا اب ضرورت ہے کہ جلد از جلد ان کی اشاعت کی جائے۔ اگرچہ وہ مضمون بڑھ گیا ہے، لیکن روداد جلسہ کی صورت میں چھاپی جائے اور آخر میں مطالبہ کیا جائے کہ جن باتوں کا ابوالکلام نے اقرار کیا ہے مثلاً ہنود سے ترک موالات اس پر عمل کر کے دکھائیں اور اپنی تحریر میں اس اقرار کو شائع کریں اور جن کفریات سے مجمع عام کے اندر سکوت کیا گیا ہے، وہ سب کے مسلم کفر ہوئے ۔ اگر جواب ہوتا مجلس مناظرہ میں کسی دن کے لئے اٹھا رکھا جاتا، نیز یہ کہ مولوی حامد رضا خاں صاحب نے ستر سوالوں کے جوابات کو جو مطالبہ کیا تھا اس کا جلد سے جلد جواب دیا جائے۔ یہ روداد کثیر تعداد میں بہت جلد شائع ہو، تو نہایت بہتر۔

والسلام (حضور کا حلقہ بگوش، نعیم)

(الف، رودادِ مناظرہ، مطبع قادری پریس بریلی ص: ۱۷؍۲۰)
(ب، دوامغ الحمیر ۵۴ تا ۵۷، مطبع حسنی پریس بریلی)

حضرت مفتی شاہ نذیر احمد خاں رامپوری مدرس اعلیٰ احمد آباد

(۱)

از احمد آباد

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

جناب مولانا المعظم والمفخم مولانا مولوی محمد احمد رضا خاں صاحب عم فیضہم

بعد! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

جلسہ چارم کیمپ میرٹھ کے متعلق جانبین سے جو کچھ وقوع میں آیا اس سے وقوف کی توقع آں جناب کی طرف سے ہے۔ مولوی عبدالسمیع صاحب نے کیمپ میرٹھ سے تحریر فرمایا تھا کہ ندوہ میں کون رافضی ونیچری ہیں، مفصل لکھنا چاہیے۔ تین چار کی اسامی بندہ نے اور اس کے حالات سے کسی قدر اطلاع دی تھی، وہاں سے آج بتاریخ ۱۱ر شوال روز شنبہ رپورٹ کارڈ آیا۔ آج ہی جواب روانہ کیا کہ اس قسم کے اقرارات ووعدات جلسہ بریلی میں بھی ناظم صاحب وحقانی صاحب نے کیے آخر الامر ثابت نہ رہے۔ یہ دونوں صاحب اگر صادق ہیں کہ شبلی توبہ نامہ لکھ دینے کو تیار ہے تو شبلی پر نیچر کے عقائد کفریہ کے تصریح کر کے ان کا کفریہ ہونا اور اپنی برات وتوبہ ان سے طبع کرا دیئے۔ بندہ راقم اور جو صاحب ناظم وحقانی کے حال سے واقف ہیں۔ وہ بمقتضائے المومن لا یلدغ من جرح مرتین۔

ان کے اس قسم کے اقرارات کا اعتبار اور ان کے اقوال کا کیونکر کر سکے

ہیں۔ روافض کے خوش کرنے کو سنیہ کا نکاح رافضی تبرائی سے جائز کردیا، تنبیہ کی گئی کہ فلاں کتاب میں موجود ہے کہ جن کے نزدیک یہ کافر نہیں ان کے نزدیک بھی نکاح کا انعقاد مع الکراہت والحرمت ہے نہ بلا کراہت وحرمت اس کی تصریح کردینا چاہیے۔ ناظم صاحب ومفتیان دارالافتاء ندوہ نے قبول نہ کیا۔ اس قسم کا جواب بندہ راقم نے لکھنو کو روانہ کردیا۔ آں جناب نے کیا تحریر فرمایا اور رائے ناقص بندہ کی یہ ہے کہ چھوٹا اشتہار کہ جن میں اسامی فقط ان شرکائے ندوہ کے ہوں جو رافضی ونیچری ووہابی ولامذہب ہیں۔ ان کے یہاں مذاہب وحالات وتصریح اس امر کی کہ یہ شرکاء ندوہ اس مذہب کے ہیں مطبوع کرادیا جائے کہ عام طور پر سب کو خبر ہوجائے اور ندوہ کے بارے میں جو کچھ جدید تحریر یا تجویز ہوئی اس سے بھی مطلع فرمائیں۔

(رقیمہ نیاز نذیر احمد خاں عفی عنہ)

(مکتوبات علماء وکلام اہل صفا، طبع بریلی ص:۱۰۱)

(۲)

از احمد آباد

ارمحرم الحرام ۱۳۱۴ھ

بخدمت عالی مرتبت قاطع بنیان ملحدین، قامع اساس تبعین، جامع کمالات علمیہ وعملیہ، حاوی علوم اصولیہ وفروعیہ جناب مولانا احمد رضا خاں صاحب عم فیضہم

بعد السلام علیکم وعلی من لدیکم! واضح رائے عالی باد کہ کل بتاریخ ۳۰ ر ذی الحجہ ۱۳۱۴ھ بروز یکشنبہ پلندہ رسائل مع پوسٹ کارڈ وصول ہوا۔ حسب الارشاد جناب مولوی عبید اللہ صاحب، منشی امیر علی صاحب کو بھی ارسال کیے جائیں گے اور بندہ راقم نے جو مولوی عبد السمیع صاحب کو دربارہ اشاعت تبریہ لکھا تھا اس کے جواب میں جوانہوں نے تحریر فرمایا ہے، اس کی نقل یہ ہے:

''السلام علیکم ورحمۃ اللہ، عنایت نامہ دربارۂ حالات ندوہ پہنچا۔ واقعی میری شرکت کی وہی صورت ہے جو جناب نے تحریر فرمائی ہے۔ دوسری بات یہ ہے کہ مجھ سے ناظم صاحب نے اقرار فرمایا کہ ہم غیر متعلق اور پیر نیچری کو ہرگز رکن ندوہ نہ کریں گے۔ تیسری بات یہ ہے کہ جو کوئی غیر آدمی شریک تھا وہ خارج کیا گیا۔ چوتھی بات یہ ہے کہ بیس پچیس آدمیوں میں مولوی شبلی صاحب نے اپنی خطائے ماسلف سے توبہ کی اور ندوہ میں علی الاطلاق نیچیریت کو رد کیا اور لباس نیچری چھوڑ کر صدری وعمامہ وجبہ عربی لباس پہن کر داخل ندوہ ہوئے۔ پانچویں یہ ہے کہ مولوی عبد الحق حقانی نے مجھ سے یہ کہا کہ ہمارے رسائل کا مضمون ہم نے

اور سمجھ کر لکھا ہے مخالف شرع نہیں اور اس کا وہی مضمون رکھا جائے۔ جس پر اعتراضات ہیں تو ہم اس سے تائب ہیں۔ آپ کو جو محبت میرے ساتھ ہے میں اس کا شکریہ ادا کرتا ہوں اور اشتہار چھاپنے کو جو فرمایا ہے اس کی صورت یہ ہے کہ میرا آخری دن دو گھنٹہ شریک ہو جانا ندوہ کا جس طرح پر ہوا ہے سب جانتے ہیں، اس میں کوئی مجھ کو دھبہ نہیں لگا سکتا۔ آپ ہرگز غم نہ فرمائیں، ہاں کسی نے کچھ طبع کرایا، اس وقت مجھ کو چھاپنا جواب کا ضرور ہوگا''۔

باوجودیکہ بندہ چند تحریرات میں حقانی و ناظم صاحب وغیرہما کے ایسے فریبوں اور چالوں کا اظہار کر چکا تھا اور بعض اغراض ندوہ مخالف شرع ہونا لکھ چکا تھا۔ اس پر کچھ خیال مولوی صاحب نے نہ فرمایا، تو پھر ارسال خط کو طبیعت بندہ نے نہ چاہا، آئندہ جو رائے مبارک ہو وہ تحریر فرمائیے، ویسا عمل میں لایا جائے۔ جناب کی رائے مبارک میں مناسب معلوم ہو تو آں جناب و بندہ پھر ایک بار یا دو بار دوستانہ (دباؤ) اور مولوی صاحب پر ڈالیں، اس سے بندہ کو مطلع فرمائیے۔

الراقم نذیر احمد خاں مدرسہ طیبہ احمد آباد گجرات

(مکتوبات علماء و کلام اہل صفا، طبع بریلی ص: ۱۰۲/۱۰۱)

حضرت مولانا سید نذیر الحسن صاحب ایرایانی بدایوں، یوپی

(۱)

از ایرایانی، بدایوں

۲۸ رشوال ۱۳۱۳ھ

حضرت مولانا مولوی احمد رضا خاں صاحب، ہدیہ سلام قبول فرمائیں

آج برادر مولوی حافظ محمد عبید اللہ صاحب الہ آبادی کے شفقت نامہ سے ظاہر ہوا کہ ستر سوال اور خط کے جواب برائے نام ندوہ میں چھپے ہیں۔ خطوط کے جواب کا نام (اعلام تفہیم الاعلام) تجویز ہوا اور سوالات کے جواب کا نام (ہدایہ الالبا، کے ندوۃ العلماء) رکھا گیا۔ وہ تحریر فرماتے ہیں کہ جواب کیا ہے، تمسخر ہے۔ آخر شہیدوں میں تو داخل ہو گئے۔ جلسہ بریلی کی کیفیت اور وہاں کے حالات سے آگاہ ہونا چاہتا ہوں۔

(محمد نذیر الحسن عفی عنہ) ۲۸ رشوال ۱۳۱۳ھ

(مکتوبات علماء و کلام اہل صفا، طبع بریلی ص: ۱۰۳)

ازایرایانی، بدایوں　　(۲)

۱۰؍ذی قعدہ ۱۳۱۳ھ

معظم و مفخم جناب مولانا مولوی احمد رضا خاں صاحب،

ہدیہ سلام قبول فرمائیں

چند نسخے کتاب ''قطع الحجۃ'' اور چالیس جلد ''سد اللصوص'' ایک تحریر بجواب تحریرات مولوی حقانی و مولوی امجد علی صاحب آپ کی خدمت میں روانہ کی تھیں پہنچیں یا نہیں ؟ اب آئندہ ندوہ کی نسبت آپ کی کیا رائے ہے؟ عوام مسلمانوں کو خدا ہی سنبھالے تو سنبھلیں، اب خواب بھی لوگ دیکھتے ہیں، کشف سے بھی معلوم کرتے ہیں اور خدا جانے کیا کیا واہی تباہی باتیں عوام کے پھنسانے کو عمل میں لاتے ہیں۔

ایک صاحب حج کو بھی گئے ہیں، مگر تحقیق معلوم ہوا کہ حج کا تو نام ہی نام ہے مقصود علی علمائے حرمین شریفین سے تائید ندوہ میں دستخط کرانا ہے۔

(محمد نذیر الحسن ایرانوی)

(مکتوبات علماء و کلام اہل صفا، طبع بریلی ص:۱۰۳)

(۳)

از ایرایانی، بدایوں

۱۲/ذی قعدہ ۱۳۱۳ھ

جناب مولانا مولوی احمد رضا خاں صاحب دام ظلہ، وعلیک السلام

نامہ نامی کل تشریف لایا، الحمد للہ کہ علمائے اہل سنت نے فتح پائی۔ بے شک سچ ہمیشہ غالب رہتا ہے۔ مجلس علمائے اہل سنت ونیز مجمع اہل سنت قائم ہونے سے نہایت مسرت ہوئی، خدا کرے روز بروز ترقی نظر آوے اور انشاء اللہ ایسا ہی ہوگا۔ فرق باطلہ تو بہت چاہتے ہیں کہ اس جھلملاتے چراغ کو پھونک پھونک کر گل کردیں، مگر کہیں ایسا بھی ہوسکتا ہے، استغفر اللہ۔

تعجب ہے کہ مولانا لطف اللہ صاحب علیگڈھی بھی تشریف لائے اور کچھ نہ ہوسکا۔ اس طرح ممبران ندوہ کثرت سے ہیں، سچی باتوں میں ہزاروں تاویلیں کرتے ہیں، پورے گمراہ ہورہے ہیں۔ میں نے بہت خطوط تائید مجلس اہل سنت میں بمبئی، حیدرآباد، کلکتہ وغیرہ میں روانہ کئے ہیں اور ایک مضمون میرا عرصہ سے زمانہ اخبار میں شائع ہوا کرتا ہے۔

(محمد نذیر الحسن ایرانوی)

(مکتوبات علماء و کلام اہل صفا، طبع بریلی ص: ۱۰۳/۱۰۴)

(۴)

از ایرایانی، بدایوں

۶؍محرم الحرام ۱۳۱۴ھ

جناب مولانا مولوی احمد رضا خاں صاحب قبلہ دام مجدہ،

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

کل میں لکھنو سے واپس آیا، اشتہارات وگرامی نامہ وصول پایا، حضرت مولانا مولوی محمد ابوسعید صاحب دامت فیوضہم نے اس سفر میں حتی الامکان بہت کوشش فرمائی اور برائیاں ندوہ کی ہر شخص کے دل میں اچھی طرح جمادیں۔ تائید مطبع ومجلس اہل سنت کی پوری فکر کی گئی، ندوہ نے اپنی دوبرس میں بہت کو گمراہ کردیا، رفتہ رفتہ یہ گمراہی دفع ہوگی، سرگرمی کی جاتی ہے۔ وما علینا الا البلاغ۔ بادی النظر میں تو ندوہ سست معلوم ہوتا ہے۔ باطن کا حال خدا جانے۔ خیر ہمیں اپنے کام سے کام، ندوہ رہے یا نہ رہے، ہم سچ بات کہنے سے باز نہ آئیں گے۔ والسلام مع الاکرام (محمد نذیر الحسن ایرانوی)

(مکتوبات علماء وکلام اہل صفا، طبع بریلی ص:۱۰۴)

(۵)

از ایرایانی، بدایوں

۱۵؍محرم الحرام ۱۳۱۴ھ

جناب مولانا مولوی احمد رضا خاں صاحب قبلہ، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بہت ممبران ندوہ ندوہ سے علٰحدہ ہوئے، الحمد للہ کامیابی ہوئی۔ رسالہ ''شکوہ'' دوست عرصہ سے چھپ گیا ہے، میری عدم موجودگی کی باعث آپ کی خدمت میں پہونچ چکا، اس ندوہ سے قدیم مدارس اسلامیہ بالکل شکست ہوگئے، تعلیم میں ضعف آگیا۔ مدرسہ فیض عام کانپور کا بھی آج کل کایا پلٹ ہوگیا۔ (محمد نذیر الحسن ایرانوی)

(مکتوبات علماء وکلام اہل صفا، طبع بریلی ص:۱۰۴)

(۶)

از ایرایانی، بدایوں

۲ربیع الاول ۱۳۱۴ھ

جناب مولانا مولوی احمد رضا خاں صاحب قبلہ دام مجدہ،

وعلیکم السلام مع الاکرام۔

دو گرامی نامے اور پچاس نسخے وصول ہوئے، خدا آپ کی محنت ودلسوزی ٹھکانے لگائے۔ مطبع اہلسنت کے قائم ہونے سے بے حد مسرت ہوئی، خدا روز افزوں ترقی دے۔ رہی نصیب کہ میں اس مبارک انجمن کا رکن قرار دیا جاؤں، میں جان ودل سے اس کی شرکت منظور کرتا ہوں۔ رہی وکالت، تو مجھے وکالت کرتے عرصہ ہوا، میں تو خادم اہلسنت ہوں، جو ہوا وہ کیا اور جو ہوگا وہ کروں گا۔

حضرت قبلہ کی سعی بلیغ تو آپ پر روشن ہے۔ آج کل ایک فتویٰ اور تحریر فرمائی ہے قریب اختتام ہے۔

(محمد نذیر الحسن ایرانوی)

(مکتوبات علماء وکلام اہل صفا، طبع بریلی ص:۱۰۵)

ازایرایان   (۷)

۶؍ربیع الاول ۱۳۱۴ھ

جناب مولانا مولوی احمد رضا خاں صاحب قبلہ دام مجدہ،

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

پچیس نسخے سرگذشت ندوہ وصول ہوئے ،حق اچھی طرح سب پر ظاہر ہوگیا، بحمدہ قاعدہ سے یہ رسالہ لکھا گیا۔ منکر انکار کریں کیا مجال، روافزاآت ندوہ بھی جلد طبع ہوجائے تو اچھا ہے۔ غازی پوری، دو ورقی، بہاری درقی، اشتہار ۲۴؍شوال، اشتہار ۲۹؍شوال، اشتہار راقم ازکوہ قاف روہیل کھنڈ گزٹ، دارالسلطنۃ کلکتہ، وہ اشتہار جو حضرات ندوہ چلتے وقت مشہور کرتے گئے روانہ فرمایئے، ابھی تک یہ تحریریں نہ میں نے دیکھیں نہ حضرت مولانا کی نظر سے گذریں۔

(محمد نذیرالحسن ایرانوی) ازایرایان ۶؍ربیع الاول ۱۳۱۴ھ

(مکتوبات علماء وکلام اہل صفا، طبع بریلی ص:۱۰۵)

ازایرایان، بدایون   (۸)

جناب مولانا مولوی احمد رضا خاں صاحب قبلہ دام مجدہ،

بعد سلام سنت الاسلام عرض ہے کہ حضرات ندوی مذہبی چھیڑ چھاڑ سے گھبرا کر اب قانونی گورنمنٹی گفتگو کیا چاہتے ہیں۔ ایڈیٹر زمانہ کو کسی بزرگ نے خط لکھا ہے، کہ آپ ایسی تحریر نہ چھاپہ کریں یا تو کچہری کی راہ مسدود کی جاتی تھی یا اب خود ہی آمادہ ہوئے ہیں۔ خیر یہاں تک ایک خداوندی قانون سے مطلب ہے وہ گورنمنٹ سے مخاطب ہوں ہم خدا سے۔

(محمد نذیرالحسن ایرانوی)

(مکتوبات علماء وکلام اہل صفا، طبع بریلی ص:۱۰۵)

(۹)

از ایلایان

۱۳ ربیع الاول ۱۳۱۵ھ

جناب مولانا دام مجدہ، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

اب کلکتہ میں میرا قیام صرف چار دن ہے، علماء کلکتہ کے دستخط ارسال خد
مت ہیں، یہاں کے ہر کہ ومہ کو ندوہ سے پوری آگاہی ہوگئی ہے، امید نہیں کہ اس
طرف اس کا قدم آئے اور اگر آوے بھی تو ندامت وخرابی ہوگی۔ یہاں کے علماء فرما
تے تھے کہ ہر سال جلسہ ندوہ کے قریب ناظم صاحب کے خطوط طلبی کی غرض سے آیا کر
تے تھے، خیال تھا کہ کوئی مسلمان کے بڑے ہمدرد ہیں مگر یہ کتابیں تو اس خیال کو خیا
لی بتارہی ہیں۔

مجلس اہلسنت بریلی کا شکریہ ادا کرنا چاہیئے کہ ناواقفوں کو واقف کر کے
اچھی ہدایت کی ۱۵ محرم الحرام ۱۳۱۵ھ کو جناب مولوی احمد علی صاحب نے ایک
مجلس تائیدی مجلس اہلسنت بریلی قائم فرمائی ہے، جس کے صدر انجمن حضرت
مولانا شاہ صفی اللہ صاحب ہوئے اور منتظم مولوی الٰہی بخش صاحب مدرس اعلی مبا
رک پور، بہت بڑے مجمع میں حضرت شاہ صاحب موصوف نے محض بغرض عوام ببا
عث جوش مذہبی ندوہ کی شناعات کو رد فرمایا اور مجلس اہلسنت کے قائم رہنے کی
دعا فرمائی،

شاہ صاحب قبلہ عازم بغداد تھے۔ صرف اسی باعث تین یوم قیام فرمایا

،کتب ندوہ ملاحظہ فرمانے کے بعد مذہبی جوش نے روک دیا ''فتاوی السنۃ'' کی جن صاحبوں نے تصدیق کی ہے ان پانچ صاحبوں کے یہ نام ہیں:

(۱)　حضرت مولانا الحاج حافظ محمد حاتم صاحب متولی مسجد کولوٹولہ تلمیذ مولانا احمد علی صاحب محدث سہارنپور، ومولانا عبدالحق صاحب کانپوری۔

(۲)　جناب مولانا الٰہی بخش صاحب مدرس اعلیٰ تلمیذ جناب مولانا مولوی ولایت حسین صاحب مصری گنج۔

(۳) جناب مولوی نسیم الدین صاحب شاگرد مولانا ولایت حسین صاحب

(۴)　جناب مولانا مولوی عبد الجلیل صاحب تلمیذ مولانا حاجی محمد عبدالقادر صاحب۔

(۵)　حضرت مولانا مولوی شاہ محمد عبیداللہ صاحب حسنی حسینی بغدادی۔

(محمد نذیر الحسن ایرانوی)

(مکتوبات علماء وکلام اہل صفا، ص: ۱۰۶، ۱۰۷)

شمش العلماء حضرت مولانا محمد نعیم صاحب لکھنوی لکھنو، یوپی۔

(۱)

از لکھنو،

۱۱ر شوال المکرم ۱۳۱۴ھ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

لا الہ الا ھو العلی الرب الحکیم

عزیز جسم و جان فضائل و شمائل نشان مولوی احمد رضا خاں صاحب، دام فی ابتغاء رضاء الرحمٰن،

السلام علیکم و علی من لدیکم

سیما شفیقنا و صدیقنا محمود کل وارد و صادر الحاج الشیخ محمد عبدالقادر صانہٗ سبحانہٗ عما شانہٗ، فقیر حقیر اسیر ذنب کثیر کسی جلسہ ندوۃ العلما میں حاضر نہیں ہوا، بلکہ ہمیشہ ماعذرا عدیدہ خصوص پیری و گوشہ گیری و غوارض قدیمہ و جدیدہ قاصر رہا، اور جو جو اقوال و افعال و اعراض و اغراض مخالف طریقہ وثیقہ معمولہ و منقولہ حضرات رفیع الدرجات جماعت اہلسنت والجماعت ہمارے مقتداہادیان راہ خدا کے اذن سے اپنے حق میں اور اپنی جماعت دینی کی حق میں بارگاہ مسجود الجباہ میں لیل و نہار پناہ مانگتا ہوں اور آپ سے اور جملہ اعزہ واحباب سے بھی اس بارے میں استدعائے دعا کرتا ہوں۔ وقفنا اللہ وجمیع المسلمین لما یحبہ ویرضاہ بفضلہ المبین بحرمۃ خاتم النبین صلی اللہ علیہ وسلم اجمعین۔

برخورداران محامہ نشان منحبہ اطوار برادرزادگان و بیزگان خاک، سلام مسنون می رسانند، ہرچہ ہر فتوی ثبت نمودہ اند دیدہ اند مطالعہ فرمایند اللہ بس باقی۔

حررہٗ ابو الاحیا محمد نعیم، جعل من ورثۃ حبۃ النعیم یوم الثلثاء ۱۱/ من شوال المکرم ۱۳۱۴ھ من ھجرۃ حبیب اللہ المتعال،

(فتاوی السنۃ لالجام الفتنہ، طبع بریلی ص: ۵۰، ۵۱)

سیدنا شاہ سید محمد نور عالم صاحب، مقام ڈھولنہ ریلوے اسٹیشن کاسگنج، ایٹہ، از ایٹہ

(۱)

۲۸ر جمادی الاولی ۱۳۲۲ھ

حضرت مولانا الاعظم الافخم متع المسلمین بطول بقائکم۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مدت سے دولت دیدار سے محروم اور بے نصیب اور اقتباس انوار فوائد علمیہ سے بے بہرہ، تا آنکہ رسوم صوری مکاتبات اور دریافت خیریات سے بھی غافل وائے برمن، مع ہذا آپ کی یاد اور آپ کی محبت دل میں موجود، من دانم وخدایم، خدا یہاں وہاں اپنا خاص کرم مبذول رکھے آمین۔ ضروری تصدیع اوقات منتظمہ یہ ہے کہ مشہور کیا گیا ہے کہ مذہب حنفی میں جس وضو سے کہ جنازے کی نماز پڑھے یا پڑھائے اس سے دیگر نمازیں، صلوٰت مکتوبہ خمسہ، و دیگر نوافل وغیرہ نہیں پڑھتے ہیں، آیا پڑھتے ہیں یا حکم مذہب حنفی اور نمازوں کے پڑھنے کا اس وضو سے نہیں ہے؟ جو امر محقق ہو وہ لکھ کر ممنون فرمائیں اور یہ بھی فرمائیں کہ کسی نے احناف میں سے لکھا ہے یا نہیں اور اس کی اصل کیا ہے؟ باقی خیریت اور آپ کی عافیت مطلوب ہے۔

(سید محمد نور عالم)

(فتاوی رضویہ مع تخریج وترجمہ طبع لاہور، ۳/۳۰۵)

(۲)

از مارہرہ مطہرہ

ایک مسئلہ حل طلب ہے۔ شرم اس بات کی ہے کہ کوئی دینی مسئلہ جس میں مجھے ثواب ملتا اور آپ کا قیمتی وقت ضائع نہ ہوتا میں دریافت کرتا سو یہ دینی مسئلہ نہیں، دوسرے کوئی سوال آپ کے شایان شان ہوتا، تو مجھ کو پس و پیش نہ تھا، جو بات دریافت کرتا ہوں وہ بھی آپ کے مرتبہ علیا سے بہت دون وادون ہے۔ بہر حال آپ ہی ایسے ہیں کہ ہر فن کے اکمل و مکمل آپ سے فیضیاب ہو سکتے ہیں۔ لہذا بوجود اعتقاد وامید وو ثوق سودا کا مطلع کہ اس وقت زیر بحث اعزا ہیں اور مجھ سے دریافت کیا گیا ہے۔ پیش کرتا ہوں۔

ہوا جب کفر ثابت ہے یہ تمغائے مسلمانی ☆ نہ ٹوٹے شیخ سے زنار تسبیح سلیمانی

کچھ سمجھ میں نہ آیا، ہر چند اس ناچیز سوال میں آپ کے ہمایوں ساعات کو تلف کرنا بہت گستاخی ہے۔ مگر کیا کریں، آپ ہی ایسے ہیں جو ان مشکلات کو حل فرمائیں، میں تو آپ کو ہر فن میں امام اور علم الاعلام خیال کرتا ہوں، خداوند تعالیٰ آپ کے وجود با مسعود کو زندہ سلامت و با خیریت رکھے۔ **انہٗ علیٰ کل شئی قدیر بالاجابۃ جدیر** ۔ اس شعر کی شرح مختصر اور تھوڑی ترکیب عبارت اور خلاصہ اور نتیجہ مطلب خیز بذریعہ کسی طالب علم کے افادہ فرمایا جائے، ہم سب لوگ آپ ہی کے ارشاد و حل مطلب پر نظر کر رہے ہیں۔

ایک اعلیٰ حزین کا مطلع توحیدیہ جس کو بڑے بڑے ذہین و سخن سنج نہ حل کر سکیں گے۔ پہلے آپ نے آن کی آن میں حل فرما دیا تھا، یہ تو اس کے سامنے ہیچ معلوم ہوتا ہے۔ بہر حال متوقع ہو، جواب سے مسرور و مفخر فرمائیے۔ فقط (سید محمد نور عالم)

(الملفوظ طبع کتاب گھر بریلی، ۳۴/۱، ۳۵)

حضرت مولانا نور الدین احمد صاحب، محکمہ ڈاکخانہ دربار گوالیار لشکر گوالیار

(۱)

از لشکر گوالیار

۹ رصفر المظفر ۱۳۱۲ھ

مخدوم نیاز منداں بسط اللہ ظلکم ابداً

مسبوق سجدۂ سہو میں امام سے ملے یا نہیں یعنی اگر اس کو علم ہو کہ امام اور اس کے مقتدی سجدہ سہو کر رہے ہیں یا تشہد بعد سجدۂ سہو میں بیٹھے ہیں، باوجود اس علم کے اس کی اقتدا درست ہے یا نادرست؟۔

(نور الدین احمد)

(فتاوی رضویہ مع تخریج وترجمہ طبع لاہور، ۷/۲۳۶)

(۲)

از لشکر گوالیار

غرہ ذی الحجہ ۱۳۱۲ھ

نماز جمعہ کے بعد چار رکعت احتیاطی پڑھی جائیں یا نہیں؟ یعنی اگر جمعہ کے شرائط پورے ہوتے ہیں تو پھر یہ رکعتیں غیر ضروری ہیں اور اگر جمعہ بموجب حنفی ادا نہیں ہوتا ہے تو جمعہ کیوں پڑھا جاتا ہے، نماز ظہر پڑھی جائے۔ اگر احتیاطاً دونوں پڑھی جاتی ہیں، تو پھر ہم مقلد اور حنفی کہاں ہوئے، آمین بالجہر کرنیوالے اور فاتحہ خلف الامام پڑھنے والے بھی یہی عذر کر سکتے ہیں، مفصل طور پر ارشاد فرمائیے کہ سائل کو تسکین ہو۔

(زیادہ نیاز نور الدین احمد)

(فتاوی رضویہ مع تخریج وترجمہ طبع لاہور، ۷/۳۱۰)

(۳)

از لشکر گوالیار

۳/ذی القعدہ ۱۳۱۲ھ

مخدوم و مطاع نیاز مندانہ

آداب نیاز کے بعد عرض پرداز مسائل ذیل کے جواب عنایت فرمائے جاویں۔

(۱) داڑھی کا ارسال تا بہ یک مشت تو معلوم ہے، مگر اس کے حدود کہاں تک ہیں یعنی چہرہ پر کل بال خواہ آنکھوں تک کیوں نہ ہوں داخل ریش ہیں یا کہاں تک اور خط بنوانے میں کہاں تک احتیاط مناسب ہے۔

(۲) نیچے کے ہونٹ کے نیچے جو وسط میں ذرا سا بال چھوڑ کر ادھر ادھر منڈواتے ہیں، جیسے کہ اس شکل میں...... اس کا منڈوانا درست ہے، یا کچھ نہ منڈوائے خواہ لب زیریں کے نیچے سب بال ہی بال ہوں اور سوا منھ کے اور کوئی جگہ نہ بچی ہو۔

(۳) بال سر کے چھوڑنا تا بگوش خواہ دوش تک یا سارے سر کی حجامت کرانا تو معلوم ہے، لیکن چھوٹے چھوٹے بال بقدر تین چار حجامتوں کے رکھنا جیسا کے آج کل شائع ہے اور پھر گردن پر سے ان کی درستی اور گردن کی صفائی یہ کہاں تک جائز ہے۔

زیادہ نیاز (نورالدین احمد)

(فتاوی رضویہ طبع ممبئی جلد ۹/۸۶)

(۴)

از لشکر گوالیار

۳رذی القعدہ ۱۳۱۲ھ

مخدوم ومطاع نیازمنداں دام مجدکم

پس از اظہار نیاز گذارش کہ ان دنوں بوجہ ضرورت ملازمان ریاست وامداد وکلاء ایک رسالہ ترتیب دیا گیا ہے، جس میں فرائض، وصیت، ہبہ، وقف، نکاح، مہر، طلاق وغیر ہا کا بیان ہے اور وہ رسالہ چھپ رہا ہے۔ایک شبہ یہ پیدا ہوا ہے کہ آیا سوائے مادر حقیقی دیگر زوجات اب اور سوائے جدہ حقیقی دیگر زوجات جد میراث پاتی ہیں یا نہیں، اگر نہیں پاتیں، تو درمختار اور فرائض شریفی وغیر ہا میں جدہ کے آگے فصاعداً او اکثر سے کیا مراد ہے اور تصحیح کی مثالوں میں دو تین ام اور ۳، ۴، ۶، یہاں تک کہ پندرہ جدات کس بنا پر درج ہیں بالتفصیل اس کا جواب مطلوب ہے، بجر دملاحظہ نیاز نامہ مرحمت ہو۔

(زیادہ نیاز نورالدین احمد)

(فتاوی رضویہ طبع ممبئ، جلد ۱۰/۲۲۵)

حضرت مولانا نور احمد فریدی، فرید آباد، ڈاکخانہ غوث پور، ضلع بہاولپور

از بہاولپور

(۱)

۱۲ ربیع الاول ۱۳۳۶ھ   ھو الحق

بشرف ملاحظہ عالیہ عالی جناب حضرت مولانا مولوی احمد رضا خاں صاحب بریلوی مدظلہ العالی مجدد مائۃ حاضرہ، یا حضرت اقدس دام فیوضاتکم العالیہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

صد آداب نیاز مندانہ بجالا کر عارض ہوں کہ اس جگہ در بارہ مسئلہ وحدۃ الوجود، سماع علما میں سخت اختلاف ہے۔

زید کہتا ہے کہ مسئلہ وحدۃ الوجود حق ہے اور صحیح ہے، جو انبیائے کرام علیہم الصلوۃ والسلام و اولیاء عظام علیہم الرضوان کا مشرب ہے اور سماع لاہلہ شرعاً درست ہے۔

ہر دو مسائل کا ثبوت کتب اسلامیہ سے موجود ہے، بکر اس کے خلاف ہے اور فتوی دیتا ہے کہ مشرب وحدہ الوجود والے تمام کافر ہیں اور سماع بلا تخصیص مطلق حرام ہے اور اس کا مرتکب معاذ اللہ ملعون و کافر ہے اور ہر دو مسائل کا ثبوت کسی کتاب اسلامی میں نہیں ہے۔

فلہذا بکمال ادب معروض کہ بحوالہ کتب معتبرہ فتوائے خود سے امت محمدی علیہ الصلوۃ والسلام کو بواپسی جواب سرفرازی بخشیں کہ ان میں سے کون حق پر ہے اور کون کاذب؟ تاکہ تشویش اور خطرہ ایمانی بین المسلمین نہ آئے۔

(نور احمد فریدی عفی عنہ)

(فتاوی رضویہ مع تخریج و ترجمہ طبع لاہور، ۶۴۱/۱۴)

(۲)

از فرید آباد

۱۲ رمحرم الحرام ۱۳۳۷ھ

شرعاً قبل متارکہ وتفریق بین المحارم غیر مدخولہ سے کسی دوسرے کا نکاح درست ہے یا نہیں؟ اور قاضی شرعاً کون ہے؟ بوقت ضرورت فسخ وتفریق اس ملک ریاست بہاولپور اسلامیہ میں جو تحت قبضہ نصاری ہے کون حق فسخ وتفریق بالا رکھتا ہے؟ علما کا ہے، یا گرد آور قاضیان سرکار کا، یا محض حکام کا؟ اور حکام بعض صاحب اسلام ہیں، بعض اہل ہنود، ان میں کوئی امتیاز ہے، یا سب اس کا حق رکھتے ہیں؟ اسی ریاست اسلامی میں دو عورات ایک شخص سے یکے بعد دیگرے نکاح کر چکی ہیں اور بحکم شرعی وان تزوجھما علی التعاقب صح الاول وبطل الثانی۔

متارکہ یا تفریق ثانیہ کی ضرور ہے، لیکن ناکح متارکہ نہیں کرتا، تفریق لازمی ہے، دریافت طلب یہ ہے کہ اب کیا کیا جائے؟۔ (نور احمد فریدی)

(فتاوی رضویہ مع تخریج وترجمہ طبع لاہور، ۲۴۳/۱۱، ۲۴۴)

شاہ نعیم اللہ فخری چشتی نظامی قادری سہروردی، چار باغ بانسمنڈی، لکھنو

(۱)

از لکھنو

۲۹ر جمادی الاولیٰ ۱۳۳۶ھ

کتاب ارشاد الطالبین، فقیہ سید علی ترمذی رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے، جو بعینہ نقل کی جاتی ہے۔

بداں اے فرزند کہ ہر چہار مذہب حق اندو دانستن آں فرض است واختلاف بعداوت کہ الاختلاف راحت گفتہ اند وحنفی مذہب رانشاید کہ گوید مرا بشافعی چہ کار است، زیرا کہ در ہنگام ضرورت از مذہبے بمذہبے انتقال کردہ شود چنا ں کہ بحج رفتن پیادہ بمذہب ابوحنیفہ روانیست، پس عالمان حاجی ماشئی را بمذہب ما لک می سیر اند کہ در مذہب اوروا است، وچوں بعرفات حاضر شد باز بمذہب ابو حنیفہ می گرود ایضاً۔

چوں کسے مطلقے ثلاثہ راحیلہ بکند باید کہ او را از احکام وارکان ایمان پر سید تا تحلیل نکاح جدید کند واگر ہماں رانیز میداند باید کہ اورا در مذہب امام احمد آرد کہ در مذہب اوحق تعالیٰ رابذات وصفات شناختن فرض ست وگرآں رانمید اند نکاح جدید کند واگر آں رانمید اند ایں ہنگام تحلیل باید کر۔ عبارت ارشاد الطالبین ختم۔

یہ کتاب (ارشاد الطالبین) مولوی حافظ محمد جان صاحب فرنگی محلی معلم مدرسہ مولوی عین القضاۃ صاحب کی خدمت میں پیش کی گئی، انہوں نے کہا کہ جو کچھ کہ لکھا ہے وہ درست ہے۔ عندالضرورۃ شرعی ایک مذہب سے دوسرے مذہب میں انتقال کرنا جائز ہے۔ ایک جلسہ میں اگر تین طلاق دی جائے تو امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک طلاق ہو جاتی ہے مگر اور ائمہ کے نزدیک طلاق نہیں ہوتی، لہذا عندالضرورۃ دوسرے مذہب میں انتقال کرنے سے طلاق نہیں ہوگی۔ اس طریق پر اگر کسی عورت کا شوہر مفقود الخبر ہو جائے، تو امام ابوحنیفہ کے نزدیک ۹۰ برس کے بعد اس کا دوسرا عقد ہو سکتا ہے۔ مگر اور ائمہ کے نزدیک چار برس کے بعد اس کو عدت میں بٹھلا دیا جائے اور بعد گزرنے میعاد عدت کے اس کا دوسرا عقد کیا جا سکتا ہے، پس عندالضرورۃ شرعی جو عورت کہ پابند مذہب امام ابوحنیفہ ہے، دوسرے ائمہ کے مذہب میں انتقال کر کے اس طریق پر نکاح جدید کر سکتی ہے۔ پر انتقال کے معنی یہ ہیں کہ اپنے کو اس مذہب میں فرض کر لے اور ضرورت شرعی اسے کہتے ہیں کہ مثلاً مطلقہ کا عقد نہ ہونے پر خوف ہے کہ وہ ارتکاب زنا کرے اور اس طرح سے مبتلائے گناہ ہو جائے یا اس طرح کی کوئی اور خرابی پیش آئے۔ لہذا ایسی صورت میں مطلع صاف ہے، مذہب امام احمد میں لا کر عقد جدید کر سکتا ہے۔

(۱) مولوی صاحب نے جو فرمایا کہ وہ عورت جو کہ پابند مذہب امام ابوحنیفہ ہے اس کو دوسرے مذہب میں انتقال کرنا جائز ہے۔ مولوی حافظ محمد جان اور مولوی فقیہ سید علی کا قول کسی مذہب کے اصول سے ہے اور اصل مقصد کیا ہے؟

(۲) جو عورت کہ پابند نہ ہو کسی مذہب خاص کی رو سے کیا کرنا چاہیے،

حالانکہ وہ اپنے آپ کو گروہ اسلام سے سمجھتی ہے اور دعوی مذہب حنفیہ، باوجود اس دعوی کے سماع بالمزامیر مذہب شافعیہ سے گروہ خاصان میں سے انتخاب کر کے اپنے اوپر روا رکھا، ہم بریں بالائے طاق وہ گانا بجانا جس میں اشتعال نفسانی ہوا وہوس شیطانی پر ہیں اور ہر مذہب میں وہ سراسر حرام پایا گیا، اس کا بھی وہ ارتکاب کرتی ہو اور جہالت زمانہ سے رسوم گراں و کافراں برتتی ہے۔ کیسے پابندی مذہب حنفیہ ایسے پر نامزد ہوسکتی ہے۔ دعویٰ پابندی مذہب خصوصیت کا باطل ،لہٰذا ایسی عورت کو مذہب امام احمد میں فرض کر لینا جائز ہے، یا فی الواقع اتباع ضروری، چوں کہ فتویٰ یہاں خدمت میں جناب مولانا مولوی عبدالکافی صاحب مدظلہ العالی کے پیش کیا گیا ،مولانا موصوف نے فرمایا: حضور میں مولانا احمد رضا خاں صاحب کے بھیجا جائے ،لہٰذ مستدعی کہ جواب سے سرفراز فرمایا جائے۔

(نعیم اللہ فخری عفی عنہ)

(فتاوی رضویہ مع تخریج وترجمہ طبع لاہور، ۴۰۳ تا ۴۰۱/۳)

مولانا نور محمد عرف باوا میاں بن قاضی محمد ہاشم امام مسجد جامع جیت پور کاٹھیاوار

از جیت پور کاٹھیاوار　　(۱)

۳/ذی الحجہ ۱۳۲۹ھ

بخدمت اقدس عالی جناب فیض ماب اعلم اہل سنت و جماعت مجدد مائۃ حاضرۃ مؤید ملت طاہرۃ اعلی حضرت مولانا مولوی مفتی حاجی شاہ محمد احمد رضا خاں صاحب ادام اللہ برکاتکم و مد فیوضاتکم علینا۔ آمین

از جانب احقر العباد نور محمد بن قاضی محمد ہاشم کے، بعد السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ کے گذارش یہ ہے کہ قربانی کے چمڑوں کو یہاں کے مسلمان اپنے اپنے محلّہ کی مسجد میں للہ خیرات دیتے ہیں اور متولیان مسجد ان کو بیچ کر قیمت جمع رکھتے ہیں اور حسب ضرورت امام کی پگار اس رقم میں سے دیتے ہیں۔ پس یہ قربانی کے چمڑوں کا مسجد میں خیرات دینا اور اس پیسوں کا امام کو دینا یا دوسرے ضروری خرچ مسجد ڈول رسی وغیرہ میں صرف کرنا جائز ہے یا نہیں؟۔　　(نور محمد عفی عنہ)

(فتاوی رضویہ مع تخریج وترجمہ طبع لاہور ۲۰/۴۷۶)

جناب حافظ محمد نور الحق محلہ پنجابیاں پیلی بھیت، یوپی

(۱)

از پیلی بھیت

۲۵ رصفر المظفر ۱۳۳۱ھ

مخدومی ومکرمی جناب مولانا احمد رضا خاں صاحب دام مجدہ

بعد سلام مسنون التماس یہ ہے کہ ایک شخص مسمی وزیر نے انتقال کیا، من جملہ اور وارثوں کے دو لڑکیاں نابالغ اس نے چھوڑیں، اس کے مال میں چار سو روپیہ نقدان لڑکیوں کے حصہ میں ملا، وہ کل روپیہ ایک شخص دیگر نے امانتاً اس سے اس وعدہ پر لیا کہ ہم تم کو پانچ روپیہ ماہوار اس روپیہ کا منافع دیتے رہیں گے اور اس روپیہ کے اطمنان کی غرض سے اس شخص روپیہ لینے والے نے اپنا مکان اس روپیہ کے بالعوض رہن کر دیا اور اس کا رہن نامہ لکھا گیا۔ مگر رہن نامے میں مضمون یہ ہے کہ مبلغ چار سو روپے معرفت مسماۃ بنے بیگم ہمارے پاس امانتاً یافتنی ہر دو نابالغہ کے جمع ہوئے ہیں، جو تابلوغ ہر دو نابالغہ کے ہمارے پاس جمع رہیں گے، چونکہ زر امانت کی کوئی تحریر باضابطہ بغرض اطمنان کے من جانب ہمارے کہ مسماۃ کے پاس نہیں ہیں۔ لہٰذا ہم بموجب تحریر ہذا کے اقرار کرتے ہیں کہ زر مذکورہ نابلوغ ہر دو مذکور نابالغان کے جمع رہیں گے اور اس کا سود بشرح فیصدی ۴ر ماہواری کے حساب سے نابالغان کو ماہ بماہ بلا عذر وحیلہ کے ادا کرتے رہیں گے اور واسطے اطمنان زر مذکور کے ایک مکان مستغرق ومکفول دستاویز ہذا کرتے

ہیں تا بیباق زر مذکور کے بجائے دیگر منتقل نہیں کریں گے، اگر کریں تو ناجائز ہو، لہٰذا یہ رہن نامہ سودی بحق نابالغان دختران وزیر کے لکھ دیں کہ سند ہو۔

تو اب امر دریافت طلب یہ ہے کہ شخص مذکور جس نے روپیہ لیا تھا، اس نے انتقال کیا اور ماہواری جو مقرر کیا تھا وہ نہیں دیا۔ اب وہ نابالغان اپنا روپیہ اس مکان سے لیں گے۔ مگر اصل کے چار سو روپیہ سے جو ایک سو روپیہ زائد اس وقت تک ہو گیا ہے وہ بھی لے سکتی ہیں یا نہیں؟ کیوں کہ ان نابالغان کو یا اس کے اور کسی وارث کو یہ معلوم نہ تھا کہ دستاویز کے اندر وہ پانچ روپیہ ماہوار سود دیا گیا ہے۔ وہ بھی سمجھی ہوئی تھیں کہ ہم کو پانچ سو روپیہ ماہوار کرایہ مکان یا اس روپیہ کے منافع میں سے دیا جائے گا۔

اگر وہ سو روپیہ جو اصل سے زائد ہے لے لیں تو کوئی مواخذہ تو ان کے ذمہ میں نہ ہوگا اور وہ عند اللہ گنہگار تو نہ ہوں گی؟ اور یہ بھی امر قابل تحریر ہے کہ وہ نہایت ہی غریب ہیں اور کوئی معاش بھی ان کے پاس نہیں ہے۔ اگر کوئی صورت ایسی ہو کہ وہ اسے لے سکتی ہیں اور ان کے ذمہ کوئی مواخذہ اخروی نہ ہو تو نہایت ہی بہتر ہوگا، کیونکہ ان کے بہت سے کام نکلیں گے۔　　(نور الحق عفی عنہ)

(فتاوی رضویہ مع تخریج و ترجمہ طبع لاہور، ۱۷/۳۳۹، ۳۴۰)

جناب حکیم سید نعمت اللہ صاحب محلّہ ایرانیاں فتح پور، یوپی

(۱)

از فتح پور

۱۱ر ذی الحجہ ۱۳۳۵ھ

مولانا المعظم! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آج کل اخباروں میں علما نے شائع فرمایا ہے کہ مصلحتاً ضرورت ہے کہ ہندوؤں سے اتفاق کیا جائے اور بجائے گائے کی قربانی کے بکری بھیڑ کی قربانی کی جائے۔ تو جناب والا اس کی نسبت کیا فرماتے ہیں کہ جو قربانی گائے کی کرتا ہے اس کو آج کل اس مصلحت سے گائے کی قربانی نہ کرنا کیسا ہے؟۔

(۲) اصل میں بکری بھیڑ کی قربانی افضل ہے یا گائے کی؟ فقط

(سید نعمت اللہ عفی عنہ)

(فتاوی رضویہ مع تخریج وترجمہ طبع لاہور، ۵۷۳/۱۴)

منشی نبی بخش دروازہ بھگتانوالہ، کٹرہ باسنگھ متصل مسجد کنجری والی، امرتسر، پنجاب

ازامرتسر   (۱)

۲۳/شعبان ۱۳۳۵ھ

حامی سنت ماحی بدعت مجدد زماں جناب مولانا صاحب بفضل اولانا دامت فیوضہم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ و برکاتہ و مغفرتہ

بعد سلام مسنون الاسلام کے خداوند کریم کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ آنجناب کا وجود مبارک واسطے گنہ گاروں کی ہدایت کے اور اشرار و دشمنان دین محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے مکروفریب کے ملیامیٹ کرنے کے لئے پیدا کیا۔ دعا ہر دم ہے کہ خداوند کریم تا زمانہ ابدالدہر آنجناب کو سلامت باکرامت رکھے۔ بعد ازاں خدمت بابرکت میں ملتمس ہوں کہ بندے کا نام نبی بخش ہے۔ چونکہ فرقہائے اشرار زمانہ خصوصاً گروہ وہابیہ میں یہ مرض ہے کہ مسلمانوں سے بات بات کی مخالفت کرتے ہیں۔ اگرچہ ان کا سراسر نقصان ہی ہوتا ہے۔ بندے کا نام تو پہلے ہی وہابیوں کے جلانے کے لئے کافی تھا، لیکن بندے نے اس کو اور بھڑ کانا چاہا یعنی اپنا نام بجائے نبی بخش کے عبدالنبی تبدیل کردیا۔

نام تبدیل کرنے سے پہلے بندے نے از حد غور کرلیا، جتنا کہ ہوسکا کہ کہیں ان کی مخالفت میں اپنا نقصان نہ ہو، یعنی کئی مسلمانوں کا نام عبدالحمد، عبدالنبی، عبدالرسول لکھا ہوا دیکھا، لیکن وہ سب مولوی عالم ہیں اور بندہ محض بے علم ہے اور سب سے بڑھ کر قولہ تعالیٰ: قل یا عبادی الخ پڑھ کر بے فکر ہوکر نام تبدیل کردیا، جو کہ ایک عرصہ تک لکھتا رہا۔ لیکن جناب شاہ صاحب جو کہ بندے کے دینیات کے استاذ ہیں کسی

شخص نے ان کی خدمت میں ذکر کیا کہ منشی نبی بخش جو خط وہابیوں کو لکھتا ہے اس میں ان کو جلانے کے لئے اپنا نام عبدالنبی لکھ دیتا ہے۔ پھر اس شخص نے بندے کو آکر کہا کہ جناب شاہ صاحب فرماتے تھے کہ نبی بخش از حد غلطی کرتا ہے۔ کیوں کہ خداوند کریم کا بندہ بننا تو آسان ہے، لیکن جناب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا بندہ ہو جانا از حد مشکل ہے۔ بلکہ ایسا نام لکھنا آں حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بے ادبی کرنا ہے اور انہوں نے یہ بھی فرمایا کہ جناب حضرت مولانا احمد رضا خاں صاحب باوجود مجدد زماں ہونے کے اپنا اسم مبارک عبدہ المذنب عبدالمصطفےٰ لکھا کرتے ہیں۔

جب سے بندے نے اس شخص سے یہ بات سنی اسی وقت سے عبدالنبی نہیں لکھا، کیونکہ جناب حضرت سید شاہ صاحب از حد فقیہ عالم فاضل تصوف میں کامل شریعت میں پکے ہیں۔ بندے کو ان کا فرمان ماننے میں ذرا بھی عذر نہیں، لیکن کہنے والا دوسرا شخص ہے۔ شاید اس نے سمجھنے میں غلطی کھائی ہو اور بندے میں باعث رعب شاہی کے اتنی جرات نہیں کہ جناب شاہ صاحب سے دریافت کر سکے۔

لہٰذا خدمت بابرکت میں مؤدبانہ ملتمس ہوں کہ جناب براہ بندہ نوازی ارشاد فرمادیں کہ بندہ اپنا نام عبدالنبی لکھ سکتا ہے یا نہیں اور جو شخص پہلے اپنا نام عبدالرسول، عبدالمحمد لکھتے ہیں وہ کیوں لکھتے ہیں؟ ایسے طور پر جواب تحریر فرمادیں کہ بندہ سمجھ سکے اور ہدایت پاوے اور جو اپنا نام بندہ عبدالنبی لکھ سکوں تو کس طرح لکھ سکتا ہوں، کوئی بغیر تبدل یا کوئی لفظ زیادہ کرنا پڑے گا یا نہیں؟ امید ہے آنجناب جلد ہی جواب ارسال فرمائیں گے۔   والسلام   (نبی بخش)

(فتاویٰ رضویہ مع تخریج و ترجمہ طبع لاہور، ۹/۴۱۵، ۴۱۶)

جناب نذیر حسن سندر یا پٹی

۱۰۹ر متصل نا خدا مسجد کتب دکان شیخ فخر الدین کلکتہ

از کلکتہ   (۱)

۲۳ر جمادی الآخرہ ۱۳۱۷ھ

بعالی خدمت جناب مولانا مولوی احمد رضا خاں صاحب دام افضالہ

پس از سلام مسنون الاسلام آں کہ زید نے اپنی سگی یعنی حقیقی بہن کی لڑکی کی لڑکی سے بحکم ایک عالم کے عقد کیا۔ یہ از روئے شرع شریف کے عندالاحناف جائز ہے یا ناجائز ہے؟ مفصل تحریر فرمائیے۔   (نظیر حسن عفی عنہ)

(فتاوی رضویہ مع تخریج و ترجمہ طبع لاہور، ۱۱/۴۰۶)

جناب نائک حبیب خاں دوارکا اوکھا، کاٹھیاوار، گجرات

(۱)

از کاٹھیاوار

۳ رجمادی الاخرہ ۱۳۳۵ھ

مصدر بوارق معانی، مظہر شوارق فیض رسانی، ادام اللہ عنایتکم   السلام علیکم

دست بستہ آداب، خیریت طرفین کا خواستگار ہوں۔

وہ لڑکی کہ جس نے بچپن میں میری اس ہمشیرہ کا دودھ ایک یا دو دفعہ نیند کی حالت میں پیا ہو کہ اس کی اور میری والدہ ایک ہے اور والد جدا، آیا وہ لڑکی میرے نکاح میں آسکتی ہے یا نہیں؟ اور اگر وہ لڑکی میری نکاح میں آچکی ہو اور دودھ پلانے کی واردات پیچھے ظاہر ہوئی، اس کے لئے کیا فتوی ہے؟ براہ نوازش بہت جلد مطلع فرما کر فخر بخشیں۔ (نائک حبیب)

(فتاویٰ رضویہ مع تخریج و ترجمہ طبع لاہور، ۵۱۸/۱۱)

جناب نیاز اللہ خاں محلّہ نواب پورہ، نجیب آباد، بجنور

(۱)

از نجیب آباد

۵ ربیع الاول شریف ۱۳۱۳ھ

حضور لامع النور عالم ظاہر و باطن و معقول و منقول جناب فیض ماب مفتی محمد احمد رضا خاں صاحب دام فیوضہم

عالیجاہ! عرض یہ ہے کہ ایک شخص نے ایک عورت سے زنا کیا۔ مدت تک پھر اسی کی زندگی میں اس کی بیٹی سے بھی حرام کیا۔ یہاں تک کہ دس برس تک اسے گھر میں ڈال کر پردہ میں حرام کرتا رہا۔ چار بچے پیدا ہوئے، تین لڑکیاں اور ایک لڑکا، وہ پرورش پا گئے اور یہ عورت منکوحہ جس کی یہ اولاد حرامی موجود ہے دوسرے شخص کی منکوحہ تھی، اس کے پاس سے بھاگ کر زانی کے پاس رہنے لگی، خاوند اس کو لینے آیا۔

خلق بیان کرتی ہے کہ خاوند نے اس فعل کو دیکھ کر برادری کے سبب سے طلاق دے دی۔ واللہ اعلم بالصواب والغیب عنداللہ، اب وہ شخص زنا سے توبہ کر کے نکاح میں لانا چاہتا ہے۔ آیا نکاح ہو سکتا ہے یا نہیں؟ اور در صورت ناجائز ہونے نکاح کے وہ عورت مع ان بچوں کے نکال دی جائے گی یا بچے اس سے وہ شخص پرورش کرنے کے لئے لے گا؟۔ (نیاز اللہ خان عفی عنہ)

(فتاویٰ رضویہ مع تخریج و ترجمہ طبع لاہور، ۱۳/ ۳۶۱، ۳۶۲)

جناب کالی داس نصیر الدین استاد دہلوی، پالن پور، گجرات۔

(۱)

از پالن پور

(۱) اللہ تعالیٰ نے کچھ مخلوقات کو نور سے پیدا کر کے ہماری نظروں سے چھپا دیا ہے، ختم ہوا۔ اس پر علماء اس جگہ آ کر (بہشتی زیور پہلا حصہ ص: ۳۸ میں لکھا ہے) اس کو خلاف سمجھتے ہیں اور اس جگہ باہم مسلمان لڑائی اور فساد پر قائم ہیں اور مرنے مارنے کو تیار ہیں اور مولوی اشرف اور بہشتی زیور کتاب کیسی ہے؟ اس کو پڑھنا چاہیے یا نہیں، کیوں کہ علما جو اس جگہ آتے ہیں وہ کہتے ہیں کہ وہ وہابی ہیں۔ لہذا اسلام پر رحم فرما کر جواب جلد فرمادیں۔

(۲) جس پر از حد تکرار ہے، وہ یہ ہے۔ بہشتی زیور پہلا حصہ ص: ۴۴ شرک کے بیان میں ''یوں کہنا کہ خدا اور سول چاہے گا تو فلانا کام ہو جائے گا'' آیا شرک ہے یا نہیں؟۔ واسطے خدا اور رسول کے جلد فدوی کو اس کے خلاصہ سے بذریعہ پوسٹ اطلاع فرمائیے گا۔

(نصیر الدین)

(فتاویٰ رضویہ مع تخریج و ترجمہ طبع لاہور، ۱۹/۱۱)

جناب نجم الدین احمد ہیڈ مولوی اسکول مہندر گنج ضلع گاروہیلس تورا، آسام

ازگاروہیلس تورا آسام   (۱)

۱۸ ربیع الاول شریف ۱۳۳۱ھ

حضرت قبلہ مولانا فاضل!   مجھ پر آپ کی مہربانی ہوگی۔

آپ کا کیا ارشاد ہے اس مسئلہ میں کہ میرے علاقہ میں شاہ کمال کے نام سے ایک درگاہ شریف ہے۔ وہاں دور دور سے لوگ آکر نذر و نیاز کے طور پر گائے یا بکری لاکر بسم اللہ پڑھ کر ذبح کرتے ہیں۔ وہاں کے خادم ذبح کرنے کے فوراً بعد اس کا چمڑا اتارتے ہیں اور رنگنے سے قبل یا بعد فروخت کرتے ہیں اور اس سے ان کی گذراوقات ہوتی ہے۔

اس علاقہ کے کچھ مولوی حضرات کہتے ہیں کہ غیر اللہ کے جانور کے چمڑے سے نفع جائز نہیں ہے۔ اگرچہ ذبح کے وقت اللہ تعالیٰ کا نام پڑھا جائے اور بعض علماء کرام فرماتے ہیں کہ بلاشبہ جائز ہے۔ کیونکہ اگرچہ یہ جانور مردار کی طرح حرام بھی ہو، تو اس کا چمڑا (دباغت) رنگنے سے پاک ہوجاتا ہے، یہی بحث و تکرار جاری ہے۔ لہٰذا آپ کی خدمت میں عرض ہے کہ غیر اللہ کے ذبیحہ کا چمڑا رنگنے سے پہلے یا بعد فروخت کرنا جائز ہے یا نہیں؟ دلیل اور حوالہ کتاب لکھیں اور دستخط و مہر لگائیں اور اللہ کے ہاں بھاری اجر حاصل کریں۔   (ترجمہ فارسی)   نجم الدین عفی عنہ

(فتاویٰ رضویہ مع تخریج و ترجمہ طبع لاہور، ۲۵۶/۲۵۵/۳)

جناب سید محمد نوازش علی سوائے جے پور ڈاکخانہ ہنڈون راج، رائے پور

(۱)

ازرائے پور

۱۸رشعبان ۱۳۰۵ھ

بعد سلام سنۃ الاسلام کے عرض یہ ہے کہ ایک سبو چہ سرکہ میں چھپکلی گر پڑی اور قریب چار پانچ منٹ کے سرکہ میں پڑی رہی، بعد ازاں اسے زندہ نکال لیا کہ بھاگ گئی۔ ایسی صورت میں اس سرکہ کو کھانا چاہیے یا نہیں اور حرام ہے یا مکروہ اور اگر سرکے میں مرجائے تو کیا حکم ہے اور وہ سرکہ کس طرح پاک ہوسکتا ہے؟ جواب سرفراز فرمائیں۔

(سید محمد نوازش علی عفی عنہ)

(فتاویٰ رضویہ مع تخریج و ترجمہ طبع لاہور، ۳۸۳/۴)

بابو محمد نیاز خان اسٹورس کلرک، جی آئی، پی ریلوے انجمن گودام چھاؤنی آگرہ

از آگرہ

(۱)

۳ رمضان المبارک ۱۳۳۴ھ

جناب مولوی احمد رضا خاں صاحب!   کو بعد سلام سنت اسلام ومحبت مشام

آں کہ معلوم ہو کہ حضور کو میں تکلیف دیتا ہوں کہ اس مسئلہ میں علما کرام کیا فرماتے ہیں۔ میرے ایک عزیز کا عقد ایک مسماۃ کے ساتھ ہوا اور اس مسماۃ کے والدین نے لڑکی کی رخصت ۵ ماہ کے بعد کی، مگر اس درمیان ایک نقص مسماۃ کے بعد تین ماہ کے خفیہ ظاہر ہوا ہے کہ مسماۃ کو سفید کوڑھ و برص کہتے ہیں وہ ہے اور اس مسماۃ کے والدین سے دریافت کرنے پر اب ظاہر کیا ہے کہ کچھ شکم کا داغ ہے، اول نکاح کے ظاہر نہ کیا۔ اگر مسماۃ کو رخصت کر کے نہ لایا جائے اپنے گھر پر ،تو وہ مہر کی مستحق ہو سکتی ہے یا نہیں؟ اور لڑکا اپنا خرچہ اس کے والدین سے لے سکتا ہے یا نہیں؟

فقط   (محمد نیاز خاں عفی عنہ)

(فتاوی رضویہ مع تخریج وترجمہ طبع لاہور، ۲۸۱/۲۸۰/۱۱)

جناب نظیر داد خاں، سوال نویس کچہری خفیفہ محلّہ بھان تلیا جبل پور

(۱)

از جبل پور

۲۰ رجب ۱۳۱۸ھ

منکہ علاء الدین ولد شیخ رجب قوم مسلمان ساکن جبل پور محلّہ گلگلا تالاب کا ہوں، چونکہ بوجہ دو عورتوں کے بیاہا تھا، عورت میری سے آپس میں تکرار ہوا کرتی تھی، سو آج کے روز روبرو گواہان ذیل یہ تصفیہ ہوا کہ میں بلا عذر کھانا کپڑا دیا کروں گا اور رات کے وقت مکان میں بھی رہا کروں گا اور بالفرض اگر میں ایک ماہ تک بلا وجہ کھانا کپڑا نہ دوں اور مکان میں رات کے وقت نہ رہوں تو روبرو گواہان یہ تصفیہ ہوا کہ عورت مذکورہ ہمارے نکاح سے باہر مثل طلاق کے ہوجائے اور میری لگت فسخ ہوجائے اور جو ڈگری عدالت سے ہمارے نام کی ہے وہ بھی باطل ہوجائے اور بیاہتا عورت کو اختیار ہے کہ وہ اپنے مکان میں جو اس کے باپ کا ہے رہے۔ میں بھی اس جگہ رہوں گا اور کھانا کپڑا دوں گا۔ اس میں کسی طرح کا عذر کروں تو جھوٹ۔ اس واسطے یہ چند کلمے بطریق اقرار نامہ کے لکھ دئے کہ سند رہے اور وقت ضرورت کام آئے۔

میری شادی علاؤالدین کے ساتھ عرصہ سات سال کا ہوا، ہوگئی تھی۔ اب میرے والدین قضا کر گئے اور میرا کوئی سرپرست نہیں رہا۔ میرے خاوند نے عرصہ چھ سال کا ہوا کہ ایک دوسرا نکاح کرلیا اور اس کے ہمراہ رہا کرتا ہے۔ میری کسی طرح

سے کفالت نہیں کرتا۔ ایک مرتبہ پنچایت میں اس نے میرے نان نفقہ کا اقرار کرکے ایک اقرار نامہ مورخہ ۱۷؍جون ۱۸۹۹ء کو تحریر کردیا تھا اور اقرار کیا تھا کہ اگر اقرار پورا نہ کروں تو طلاق ہوجائے۔ مگر اس نے اپنا عہد پورا نہیں کیا اور میری وہ کیفیت ہے جو سابق میں تھی، اب میں گذر اوقات کس طرح کروں اور میں نکاح سے باہر کیوں کر ہوسکتی ہوں، مجھے اس سے کچھ امید نہیں۔ مورخہ ۱۵؍اگست ۱۹۰۰ء عرضی مسماۃ بتول ولد بچن خاں۔

میاں نظیر داد خاں: باوجود ہونے پنچایت اور تحریر اقرار نامہ کے علاؤالدین مسماۃ بتول کی پرورش بالکل نہیں کرتا اور مخفی رہتا ہے۔ کیا بموجب تحریر اسٹامپ طلاق ہوگئی؟ اگر ہوگئی ہو تو مطلع کر و اس کا عقد ثانی کرا دیا جائے، تاکہ بلا سے نجات ہو، اس شخص نے کبھی کفالت نہیں کی اور نہ امید پائی جاتی ہے۔ مورخہ ۱۶؍اگست ۱۹۰۰ء۔

محمد خاں: بخدمت مولانا عبدالسلام صاحب زادفیضہ، چونکہ یہ مذہبی معاملہ ہے۔ میرے پاس یہ کاغذات آئے میں نے شروع سے اخیر تک دیکھا واقعی علاؤالدین اپنی بیاہتا عورت سے کسی قسم کا سروکار نہیں رکھتا اور نہ اس کی کفالت کرتا ہے، اس نے ایک دوسرا نکاح کرلیا ہے اس کی ہمراہی میں رہتا ہے۔ ایسی حالت میں اس کی زندگی پار ہونا بہت مشکل معلوم ہوتا ہے۔ آپ تحریر فرمایئے کہ یہ نکاح سے باہر ہوئی یا نہیں اور عقد ثانی ہوسکتا ہے یا نہیں؟ فقط، ۱۶؍اگست ۱۹۰۰ء محمد نظیر داد۔

خلاصہ جواب: صورت مستفسرہ میں ثبوت کتابت اقرار نامہ ہذا

بلا اکراہ از علاؤ الدین یا از جانب علاؤ الدین مع تحقیق خلاف اقرار نامہ یعنی ترک نان ونفقہ زوجہ وترک شب باشی با زوجہ تا یک ماہ معلق علیہا الطلاق مستلزم ترتب الجزاء علی الشرط یعنی وقوع طلاق کا ہے، بمجرد انقضائے مدت معینہ بلا شک اس کی زوجہ مذکورہ پر طلاق بائن واقع ہوگی اور وہ عورت اس کے نکاح سے باہر ہو جائے گی۔ فتاوی الخیریہ لنفع البریہ میں ہے:

لاشک اذا وجدت العیبة و الترک المعلق علیھما الطلاق انه یقع لوجود الشرط الموجب للجزاء۔ الخ [1]

بجنسہ کاغذات ہذا خدمت میں عالیجناب مولانا مولوی احمد رضا صاحب بریلوی کے مرسل ہو کر گذارش کی جائے کہ بعد ملاحظہ رائے مناسب سے اطلاع بخشیں۔

(نظیر داد خان عفی عنہ) المرقوم ۴ ستمبر ۱۹۰۰ء

(فتاویٰ رضویہ مع تخریج و ترجمہ طبع لاہور، ۱۳/ ۲۱۷، ۲۱۸)

---

[1] فتاویٰ خیریہ، کتاب الطلاق، دار المعرفۃ، بیروت ۱/ ۴۵

جناب مٹھو نورباف موضع درو ضلع نینی تال

(۱)

از نینی تال

۹؍جمادی الاولیٰ ۱۳۳۶ھ

اللہ تعالیٰ کا جو فرمان ہے، وہ کلام پاک ہے، اس میں سب فیصلے موجود ہیں، اس سے کوئی فیصلہ بچا نہیں ہے۔ اب اماموں کا جو اختلاف ہے وہ کس بنا پر ہے؟ ایک فعل حرام اور کسی کے یہاں وہی فعل حلال ہے اور کسی کے یہاں وہی فعل فرض اور کسی کے یہاں وہی فعل سنت بعض کے یہاں واجب اور جو شخص غیر مقلد ہے مثلاً ایک فعل امام شافعی کے یہاں جائز ہے اور ہمارے امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے یہاں ناجائز اور وہ لوگ اس فعل کو کرتے ہیں اور ہم بچتے ہیں اور یہ بھی سنا ہے کہ خدا کے حرام کو حلال جاننے والا کافر اور یہ بھی سنا ہے کہ غیر مقلد کے پیچھے نماز ناجائز نہیں ہے، بلکہ مکروہ ہے۔ حضور اس کی تسکین ہو۔ دوسرے یہ کہ جناب باری نے اپنے محبوب کو سب مراتب عنایت فرمائے ہیں اکثر وہابیہ کا جھگڑا سننے کو ملتا ہے، تو حضرت بی بی عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی مثال پیش کرتے ہیں، تہمت والی۔ میرے حضور یہ گذارش ہے کہ بعض موقع پر جناب باری کی طرف سے پردہ ہوتا تھا یا کیا؟

(مٹھو نورباف)

(فتاویٰ رضویہ طبع بمبئی، ۴۴/۱۱)

جناب حافظ نبی محمد محلّہ حیدر گنج لشکر گوالیار

(۱)

از لشکر گوالیار

۱۳ محرم الحرام ۱۳۳۸ھ

حضور سے کسی وقت میں ایک فتویٰ طلب کیا تھا، جواب آ گیا، مگر اس کے ساتھ ہی میرے نام پر اعتراض فرمایا تھا کہ یہ نام رکھنا حرام ہے اور وجہ کوئی تحریر نہیں فرمائی تھی، ہمارے شہر کے مفتی مقبول حسین صاحب فرماتے ہیں کہ ناجائز نہیں ہے۔ اس واسطے گذارش ہے کہ آپ اس جملہ کو بالتفصیل تحریر فرما دیجئے گا اور اس کے ساتھ ہی اسی ذیل میں نام بھی خاکسار کا تحریر فرما دیجئے، تا کہ اس کو گزٹ کرا کر عام لوگوں کو مطلع کیا جائے۔ مگر میرے نام میں محمد یا احمد ضرور ہونا چاہیے۔ چونکہ میرا نام بزرگوں نے نبی محمد رکھا ہے اور اسی نام سے پکارا جاتا ہوں۔ مگر حضور نے فرمایا ہے کہ نام تمہارا ناجائز ہے۔ شریعت کیوں اس نام کو ناجائز کر رہی ہے اس کا سبب حضور خلاصہ تحریر فرمائیں اور نام بھی دوسرا تجویز فرمائیں۔ حضور ہی جو نام تجویز فرماویں گے وہی مشتہر ہوگا، وہ یوں کہا جائے گا کہ نام میرا نبی محمد شریعت کے خلاف تھا، سو اب فلاں نام تجویز ہوا ہے۔

(نبی محمد)

(فتاویٰ رضویہ طبع بمبئی، ۵۳۶/۹)

حضرت علامہ شاہ وصی احمد محدث سورتی، پیلی بھیت

(۱)

از پیلی بھیت،

۲ رشعبان ۱۳۱۴ھ

امام الدہر وہمام العصر عالم ربانی وفاضل حقانی بحر العلوم مولانا سیدنا مولوی احمد رضا خاں صاحب دام ظلہم وعم فیضہم، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مطالعہ استفتا در بارہ ندوہ سے مستفیض ہوا، کیا لا جواب، جواب آپ نے افادہ فرمایا ہے۔ جزاکم اللہ عنی وعن سائر اہل السنہ خیر الجزاء میری تحریر کا کوئی اثر پڑنا بظاہر ممکن نہیں معلوم ہوتا۔ مگر آج میں نے بڑے شد ومد کی تحریر روانہ کردی ہے، آپ دعا کیجئے کہ حق تعالیٰ نتیجہ مطلوب مترتب کرے اور ان کی عنان کو حق کی طرف منعطف کرے۔ آمین یا الہ العالمین۔ وصی احمد ۲ رشعبان ۱۳۱۴ھ

(مکتوبات علماء وکلام اہل صفا، طبع بریلی ص: ۱۰۷)

(۲)

از پیلی بھیت،

۱۱رشعبان ۱۳۱۲ھ

امام المتکلمین وہمام الفقہا والمحدثین خیر اللحقہ بالمہرۃ السابقین بحر العلوم مولانا وبالفضل اولانا مولوی احمد رضا خاں صاحب عمت فیوضاتہم اہل المشارق والمغارب،

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

میں نے سابق کے عریضہ میں نظر فیض اثر سے گذارنا تھا کہ جناب ناظم صاحب پر میری تحریر کا کوئی اثر نہیں پڑے گا مگر میں ان کو متنبہ کروں گا۔ چنانچہ میں نے ایک عریضہ ان کی خدمت میں پیش کیا، انہوں نے یہ عنایت کی کہ فوراً جواب دیا الفاظ اس کے بعینہ مرقوم ذیل ہیں:

"عزیزی وصی احمد السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، محبت نامہ نے پہنچ کر مسرور کیا، آپ کا غصہ یا خفگی چونکہ خلوص کی وجہ سے ہے اس لئے مجھے مسرت ہوتی ہے۔ بریلی کی انجمن اسلامیہ نے دعوت جلسہ کی اور مولوی احمد رضا خاں صاحب کا خلاف ذکر کیا اور مولوی خلیل الرحمٰن صاحب وغیرہ نے بھی حالت دریافت کی ارا کین اب تک اسی بات پر ہیں کہ بریلی میں جلسہ ہونا چاہیے۔ دیکھئے کیا ہو۔ انتہی کلامہ بقدر الحاجۃ"۔

اصل حال یہ ہے کہ ناظم صاحب برائے نام ہیں، قابو اور ہی لوگوں کا ہے۔ ارا کین موجودین میں کوئی خوش عقیدہ نہیں، جو خوش عقیدہ تھے مانند شاہ محمد حسین صاحب الہ آبادی وغیرہ یہ لوگ بھی ندوہ کی حرکتوں سے متنفر ہو کر اب کی سال سے علیحدہ ہو گئے ہیں۔ اب باقی ماندہ ارا کین میں سب سے اول درجہ کے دخیل شبلی معتزلی ہیں اور دوسرے درجہ کے مولوی خلیل الرحمٰن صاحب سہارنپوری، مولوی شبلی نے ان کو لکھا ہے کہ جس طرح ہو ندوہ کا جلسہ بریلی ہی میں ہونا چاہیے۔ وصی احمد

(مکتوبات علماء وکلام اہل صفا، طبع بریلی ص: ۱۰۸)

(۳)

از پیلی بھیت،

۶ رمضان ۱۳۱۳ھ

امام المتکلمین وہمام المدققین فقیہ الدہر ومحدث العصر مولانا المکرم ومقتدانا المعظم مولوی احمد رضا خاں صاحب دام ظلہم وعم فیضہم   السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ،

کل ایک رکن رکین ندوہ تشریف فرمائے پیلی بھیت ہوئے، حضور کی اور امام المحققین مولانا عبدالقادر صاحب کی شان میں سخت ناجائز گستاخیاں کرتے ہیں۔ میں نے سبب پوچھا، تو کہنے لگے کہ وہ ندوہ کی مخالفت کرتے ہیں۔ میں نے کہا کہ آخر کیوں مخالفت کرتے ہیں؟ کوئی وجہ وجیہہ تو ضرور رکھتے ہوں گے۔ کہنے لگے کہ صرف نفسانیت کی وجہ سے تاکہ ہم مقتدا بنیں میں نے کہا یہ تو ایسے مولویوں کو منظور ہونا چاہیے، جو مولویت کے ذریعہ سے اوقات بسر کرتے ہیں اور جن کو خدا نے بندوں سے مستغنی کیا، ان کو ایسی نفسانیت کی کیا ضرورت اور یہ دونوں صاحب اللہ کی عنایت سے خلق اللہ سے مستغنی ہیں۔ ان دونوں کا منشا یہ ہے کہ امور ناجائز سے جلسہ پاک ہو، اللہ کی قدرت کہ اسی گفتگو میں ان کا مکنون خاطر اور انہیں کی زباں خطا بنیان سے ظاہر ہو گیا۔

کہنے لگے کہ ان کا منشا یہ ہے کہ غیر مقلد جلسہ سے الگ کر دیئے جائیں، سو یہ نہیں ہو سکتا۔ اس واسطے کہ آج تو غیر مقلدوں کو نکلوائیں گے اور کل ہم لوگ بدعت کا رد کریں گے تو اس وقت کہیں گے، ان کو بھی جلسہ میں شریک کرنا جائز نہیں۔ میں نے کہا کہ آپ اس کے کب مجاز ہیں، جو برسر جلسہ بدعت کا رد کریں۔ ندوہ کا نور ایماں یہی ہے کہ کوئی کسی کا رد نہ کرے۔ جب آپ کو یہ حق نہیں کہ رد بدعت کریں تو آپ لوگ کیوں نکالے جائیں گے۔ آپ مطمئن رہیں، آپ جلسوں کے لطف سے ضرور محظوظ ہوں گے۔ اس پر وہ مبہوت ہوئے بحمد اللہ کچھ جواب نہ دے سکے۔   (وصی احمد)

(مکتوبات علماء وکلام اہل صفا ص: ۱۰۸/۱۰۹)

(۴)

از کان پور،

۱۵رشوال ۱۳۱۳ھ

مولانا مقتدانا سید العلماء وسند الفضلا بحر العلوم، مولانا مولوی احمد رضا خاں صاحب لازال الدین متجدد فیضہم

بعد اہدای ہدیہ سنیہ میں نے حسب ارشاد صواب بنیاد محض بنظر خیر خواہی اسلام تدابیر اصلاح میں کوئی دقیقہ باقی نہیں رکھا۔ حتی کہ جناب مولانا مولوی محمد علی صاحب کو حضور کی ملازمت کے لئے آمادہ کیا۔ بلکہ ان سے عہد وثیق لیا، چنانچہ تاریخ روانگی سے بھی میں حضور کو اطلاع دے چکا۔ مگر افسوس کہ بوجوہ عدیدہ شاہد مقصود منصہ ظہور پر جلوہ گر نہ ہوا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون، وصی احمد ۱۵رشوال ۱۳۱۳ھ

(الف: مکتوبات علماء و کلام اہل صفا، طبع بریلی ص:۱۰۹)

(ب: تذکرہ محدث سورتی طبع کراچی، ص:۱۱۲/۱۱۳)

(۵)

از پیلی بھیت،

۱۶/ذی قعدہ ۱۳۱۳ھ

ناصر سنت وقامع بدعت امام المتکلمین وہمام الفقہا والمحدثین البحر المطمطم والنحریر المقدم مولانا وبالفضل اولانا سیدنا مولوی احمد رضا خاں صاحب عم فیضہم الواہب۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

گذشتہ جمعہ میں شاہ سلیمان صاحب بغرض اشاعت ندوہ مع چند ندویوں کے وارد پیلی بھیت ہوئے۔ پیشتر امام ودیگر خوش عقیدہ لوگوں نے مثل حکیم خلیل الرحمن خاں صاحب وغیرہ نے قبل از خطبہ ان کی فہمائش کی کہ ندوہ کے بارے میں آپ کچھ نہ فرمائیں، بندہ نے بھی اتنا کہا کہ مجھ کو ندوہ والوں سے ڈر معلوم ہوتا ہے۔ انہوں نے فرمایا کہ میں کچھ نہ کہوں گا، مگر بطور تدبیر ماتقدم کے میں حضور کے افادات اوران کا خط مطبوع اپنے ہمراہ لیتا گیا تھا کہ ان کا کچھ اعتبار نہیں، اگر کچھ خلاف گفتگو کی تو فوراً مواخذہ کروں گا۔ مگر بحمد اللہ صراحتاً تو کیا اشارہ بھی انہوں نے ندوہ کا کوئی ذکر نہ کیا۔ شاہ محمد شیر صاحب سے ملے انہوں نے بھی چٹکیاں لیں، چنانچہ شاہ صاحب سے ناخوش بھی ہوئے۔ وصی احمد ۱۶/ذی قعدہ ۱۳۱۳ھ

(مکتوبات علماء وکلام اہل صفا، طبع بریلی ص: ۱۰۹/۱۱۰)

(۶)

از پیلی بھیت،

حامی سنت قامع بدعت مجدد دہرنا مجدد عصرنا حضرت مولانا مولوی احمد رضا خاں صاحب عم فیضہم۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مولانا لکھنوی تشریف لائے تھے، مولوی پشاوری نے بعض میرے اعزہ سے کہا کہ ہم ندوہ کی طرف سے مامور ہیں کہ مولانا لکھنوی کو بیان نہ کرنے دیں۔ ایک بجے جس وقت ہم جامع مسجد پہنچے اسی وقت دوسرے دروازہ سے مولوی پشاوری کے بعض ندویوں کے پہنچے، عبداللہ خاں صاحب نے ان سے کہا، میں نے سنا ہے کہ آپ لوگوں کا کچھ ایسا ارادہ ہے۔ انہوں نے کہا ہاں، بے شک عبداللہ خاں صاحب نے کہا بہتر، جو آپ کی رائے میں آوے کیجئے، مگر پھر مجھ سے شکایت نہ کیجئے، تب مولوی پشاوری کے ہوش ہرن ہوئے، خجل ہوکر مولانا لکھنوی سے کہنے لگے۔ ندوہ میرا پیر ہے، میں ندوہ کا مرید ہوں، اس کو کوئی برا کہے گا، تو میں اپنی جان دے دوں گا۔ عبداللہ خاں صاحب نے کہا کہ اگر آپ نہیں سن سکتے ہیں تو آپ کیوں شریک بیان ہوں، نماز پڑھ کر چلے جائیے۔ بعد نماز کے مولانا لکھنوی ممبر پر بیٹھے اور کوئی دقیقہ باقی نہ رکھا۔

مولوی پشاوری وغیرہ صحن میں ٹہل رہے تھے۔ بعد بیان کے مولوی پشاوری نے خود ہی کہا کہ دو تین روز قیام فرمائیے، تاکہ بقیہ لوگوں کے شبہے رفع ہوجائیں اور ندوہ کیا ہے، صرف پلاؤ۔

وصی احمد از پیلی بھیت

(مکتوبات علماء وکلام اہل صفا، طبع بریلی ص: ۱۱۰)

(۷)

از پیلی بھیت،

۴ رصفر المظفر ۱۳۱۴ھ

حامی سنت واسلام ہادی خواص وعوام اعلم العلماء وافہم الفضلا فقیہ بے تمثیل ومحدث بے عدیل مجدد دین متین ناصر سنت قامع بدعت حضرت مولانا وہادینا مولوی احمد رضا خاں صاحب اعز اللہ الاسلام واہلہ بنصرتہ واعلیٰ کلمتہ لبیعہ وحمایتہ وبارک فی ارشادہم وشکر مساعیہم۔

پس از اہدائے السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ التماس آنکہ ندوہ نے ایک مختصر کیفیت طبع کرائی ہے اوراس کے دو حصے کر کے ایک حصہ کو جس میں بڑی بے تہذیبی کے شنیع کلمات لکھے ہیں محمد احسن بہاری کی طرف منسوب کیا ہے جو خاص ناظم صاحب کے ملازم ہیں اور ''تحفہ محمدیہ'' کا جو ناظم صاحب نے اپنے زرنقد سے اس کو جاری کیا ہے۔ اہتمام اور حساب وکتاب ان کے متعلق کیا ہے، حقیقت میں اس حصہ اول کے محرر میری رائے میں ناظم صاحب ہی معلوم ہوتے ہیں اور یہ محمد احسن وہی ہیں جو ایام ندوہ بریلی میں حاضر خدمت ہوئے تھے۔ جب حضور نے فرمایا کہ روداد کی عبارت ناظم نے نہیں لکھی، بلکہ کسی اور نے لکھی ہے، ناظم کی نظر غالباً اس پر نہیں پڑی ،توانہوں نے کہا نہیں، وہ ناظم ہی صاحب کی تحریر ہے، فقط اور دوسرا خط منشی نہال احمد کے نام لکھا ہے، جو خاص دفتر ندوہ کے محرر ہیں، اپنے یہاں کی تصنیف میں اس کیفیت کے اکاذیب کا رد ملحق کرنا مناسب ہے۔ وصی احمد ۴ رصفر ۱۳۱۴ھ

(مکتوبات علماء وکلام اہل صفا، طبع بریلی ص:۱۱۱)

(۸)

از پیلی بھیت،

۲۲ ربیع الاول ۱۳۱۴ھ

میں بعد فرض ظہر ومغرب وعشا کے سلام پھیرتے ہی یمین ویسار کی جانب رخ کر کے اللھم انت السلام ومنک السلام پڑھ کر سنتیں پڑھا کرتا ہوں۔ مولوی حبیب الرحمٰن سہارنپوری نے مجھ سے کہا کہ فقہا بعد ان فرضوں کے جن کے بعد تطوع ہے ترک استقبال قبلہ کو منع لکھتے ہیں اور لکھتے ہیں کہ ان فرضوں کے بعد اسی ہیئت پر رہے اور فوراً تطوع میں مصروف رہے۔ اس پر خلیل الرحمٰن نے یہ کہا کہ تعامل حرمین میں بھی یوں ہی ہے۔ میں نے کتابوں میں دیکھا، تو کہیں ممانعت نہ ملی، صرف اتنا ملا کہ جن فرضوں کے بعد تطوع ہے مقدار اللھم انت السلام سے زیادہ توقف نہ کرے، اس مسئلہ میں جو حضور کے نزدیک صواب ہو افادہ فرمائیے۔ تاکہ میں اس کے مطابق عمل کروں، بلکہ مناسب تو یہ ہوگا کہ عربی عبارت میں بطور اختصار اس کو قلمبند فرمائیے۔

(وصی احمد)

(الف: فتاوٰی رضویہ مع تخریج وترجمہ طبع لاہور، ۶/۴۵۵،۴۵۶)

(ب: تذکرہ محدث سورتی، طبع کراچی ص: ۳۴۳)

(۹)

از پیلی بھیت،

۱۶ ربیع الآخر ۱۳۱۴ھ

عالم سنت وامام اہل سنت حضرت مولانا مولوی احمد رضا خاں صاحب عم فیضہ

پس از ہدیہ تسلیم التماس آنکہ رغم الجہلہ مع غزوہ رسائل بحمد اللہ اعلی درجہ کی قبولیت پر فائز ہیں۔ ''رغم الجہلہ'' اور سطوہ اور غزوہ کی تحریر عالم طبائع کے نہایت پسند ہوئی، عبارتیں ایسی ملیں اور روزمرہ حال کے موافق ہیں کہ ہر قسم کا ناظران کے مطالعہ سے محظوظ ہوتا ہے اور بے اختیار واہ واہ کہہ اٹھتا ہے۔ آئندہ کو بھی اسی عنوان کی تحریر اگر ہوں گی تو نہایت موثر ہوں گی، ندوہ کے سب ہفوات کا بحمد اللہ قلع وقمع ہو گیا، اس کی بھی خبر لینا بہت ضرور ہے۔ خادم وصی احمد ۱۶ ربیع الآخر ۱۳۱۴ھ

(مکتوبات علماء وکلام اہل صفا، طبع بریلی ص:۱۱۱)

(از کان پور مسجد رنگیاں، مرسلہ مولوی شاہ احمد حسن صاحب مرحوم بوساطت جناب مولانا مولوی وصی احمد صاحب)

(۱۰)

از کان پور

۲۱ رجمادی الآخرہ ۱۳۱۴ھ

بخدمت سراپائے برکت مولانا مولوی صاحب مجدد مائۃ حاضرۃ، صاحب حجت قاہرہ، امام جماعت عالم سنت، مولانا وسیدنا المولوی محمد احمد رضا خاں صاحب تمت فیوضاتہم وعمت سکنۃ المشارق والمغارب، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ،

کان پوری مولوی احمد حسن صاحب سے ملاقات ہوئی، کہتے تھے کہ بالفعل ایک اشد ضرورت ہے، وہ کہ یہ جامع العلوم والوں نے ایک فتویٰ لکھا، مستفتی میرے پاس لایا، میں نے ان کے خلاف جواب لکھا۔ جامع العلوم والوں نے اس کو دیو بند بھیجا۔ انہوں نے اپنے ہم مذہبوں کے جواب کی تصدیق کی۔ مستفتی پھر میرے پاس آیا کہ اب میں کس کے قول پر عمل کروں؟ میں نے کہا کہ جو فیصلہ حکم کرے اس پر عمل کرو۔ حضرت مولانا سے بڑھکر حکم کون ہے؟۔

لہٰذا اس استفتا کو اپنے ہمراہ لیتے جاؤ اور مولانا سے جواب لکھوالاؤ اور فوراً روانہ کردو۔ چونکہ میرا ارادہ حاضری کا تھا، میں نے استفتا لے لیا اور اتفاق کہ میں حاضر نہ ہوسکا اور یہ بہت ضروری ہے۔ لہٰذا اس عریضے میں ہمراہ سید عبدالشکور صاحب حاضر خدمت کرتا ہوں، اسی وقت فیصلہ لکھ دیجئے اور سید صاحب ہی کے ہمراہ واپس فرمائیے کہ میں روانہ کردوں۔ مولوی احمد حسن صاحب انتظار میں ہوں گے۔

(وصی احمد)

(فتاویٰ رضویہ مع تخریج وترجمہ طبع لاہور، ۴۵۹/۴۵۸/۹)

(۱۱)

از پیلی بھیت،

۴/ذی الحجہ ۱۳۲۲ھ

حدیث صلاۃ تطوع او فریضۃ بعمامۃ تعدل خمسا وعشرین صلاۃ بلاعمامۃ وجمعۃ بعمامۃ تعدل سبعین جمعۃ بلاعمامۃ۔ [۱]

محدثین کے نزدیک موضوع یا ضعیف ہے؟ اور اگر کوئی شخص بسبب نفس پروری کے اس حدیث کو موضوع سمجھے اور کتب معتبرہ فقہیہ کی عبارات جو عمامہ باندھ کر نماز پڑھنے کے ثواب پر دال ہیں مثل عالمگیری وکنز وفتاویٰ حجہ وآداب اللباس مؤلفہ شیخ محدث دہلوی وقنیہ وغیرہا تسلیم نہ کرے اور اس حدیث کے بیان کرنے والے پر لعن وطعن کرے اور مفتری علی الاحادیث تصور کرے اور لوگوں کو تاکید اس امر کی کرے کہ عمامہ باندھنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے اور قصداً عمامہ اتروا ڈالے اور عمامہ باندھنے کو باوجود تاکید احادیث ثواب نہ جانے، تو وہ شخص قابل الزام شرعی ہوگا یا نہیں؟ جامع الرموز میں الفاظ ذیل کی حدیث ملی:

ونص عبارتہ تبغی ان یصلی مع العمامۃ فی الحدیث الصلاۃ مع العمامۃ خیر من سبعین صلاۃ بغیر عمامۃ کما فی المنیۃ۔ [۲]

اس حدیث کے حال سے بھی آگاہ فرمائیے اور یہ منیہ جس کا حوالہ جامع الرموز نے دیا ہے، یہی منیۃ المصلی مروج ہے یا اور کوئی منیہ ہے؟۔　　(وصی احمد عفی عنہ)

(فتاویٰ رضویہ مع تخریج وترجمہ طبع لاہور، ۲۰۸/۶)

---

[۱] مرقات المفاتیح شرح مشکوٰۃ المصابیح: الفصل الثانی من کتاب اللباس　مطبوعہ امدادیہ، ملتان ۲۵۰/۸

[۲] جامع الرموز فصل: مایفسد الصلوٰۃ، مطبوعہ مکتبہ اسلامیہ، گنبد قاموس ایران　۱۹۳/۱

حافظ شاہ ولی اللہ قصبہ میترانوالی ڈاکخانہ گھکر ریلوے ضلع گوجرانوالہ پاکستان

(۱)

از گوجرانوالہ

۷ محرم الحرام ۱۳۰۹ھ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

بخدمت عالی جناب قدسی القاب مولوی احمد رضا خاں صاحب دام برکاتہ،

از فقیر حافظ ولی اللہ شاہ، بعد از تسلیمات و آداب ماوجب معروض آنکہ عرصہ ایک سال کا گزرا ہے کہ بندہ حضور کی قدمبوسی سے مشرف ہوا تھا اور ایک مسئلہ حضور سے دریافت کیا تھا اور باب اقتداء مقیم کا مسافر کے ساتھ نماز رباعی میں اس حالت میں جو مسافر ایک رکعت ادا کر چکا ہو اور مقیم آ کر ملا، تو ایک رکعت مقیم نے امام مسافر کے ساتھ پائی، پھر وہ تین کس طرح پر ادا کرے میں نے آپ سے یہ مسئلہ دریافت کیا تھا، تو آپ نے فرمایا تھا کہ اول دو رکعت جو خالی قرات سے ہیں وہ ادا اس طرح کرے کہ بقدر الحمد کے قیام کرے اور اس میں قرات نہ پڑھے، بعدہ ایک رکعت جو مسبوقانہ ہے ادا کرے اور اس میں ثناء و فاتحہ و سورۃ پڑھے۔

اور یہی مسئلہ مسافر والے کا اس جگہ تنازع دو مولوی صاحبوں کا آپس میں پڑا ہوا ہے۔ بلکہ بہت عالموں سے یہ مسئلہ دریافت کیا گیا ہے، سب کے سب آپ کے برخلاف بیان کرتے ہیں اور یہی کہتے ہیں کہ سوا مستند کتابوں کے ہم نہیں مانتے اور دوسری جگہ ہمیشہ جب امام سے علیحدہ ہو کر مسبوقانہ ادا کرتا ہے، تو پہلے ابتدا سے شروع کرتا ہے، یعنی ثناء و فاتحہ و سورۃ شروع کرتا ہے۔

کیا وجہ ہے کہ مقیم نماز رباعی میں امام مسافر کے ساتھ مسبوق ہو جائے، تو

اول خالی دو رکعت ادا کرے، برخلاف ترتیب معمولہ کے، لہذا مہربانی فرما کر محض واسطے ثواب کے یہ مسئلہ مسافر والا مفصل معہ حوالہ کتب معتبرہ کے تحریر فرمائیں کہ تنازع رفع ہو جائے۔ مگر بجز حوالہ کتاب کے تسلی نہ ہوگی، کیوں کہ ہم نے اس جگہ بہت کتب سے معلوم کیا کچھ تسکین نہ ہوئی اور اگر پہلی خالی دو رکعت ادا کرے، تو اس میں قعدہ ایک پر کرے یا نہ؟ اور قرات وسجدہ سہو بھی ادا کرے یا نہ؟۔

از جانب نیاز مند امیر احمد اگرچہ بظاہر آپ سے ملاقات حاصل نہیں، مگر زبانی حافظ ولی اللہ شاہ صاحب سے آپ کی تعریف سن کر شائق ہوں کہ آپ جیسا شاید ہندوستان میں کوئی عالم حنفی مذہب موجود نہیں۔ جو مسئلہ حافظ ولی اللہ شاہ صاحب نے اوپر لکھا ہے آپ پورا پورا بعینہ حوالہ کتب معتبرہ تحریر فرمائیں، تا کہ اطمنان کلی حاصل ہو اور کوئی شک وشبہ باقی نہ رہے اور دوسرا صرف نیاز مند کو یہ شبہ واقع ہوا ہے کہ مسافر کے ساتھ مقیم نے نماز چہار گانہ میں دوسری رکعت میں آکر اقتدا کیا، تو اب پہلی رکعت جو بعد فراغ امام اٹھ کر پڑھے گا، کس طرح پڑھے گا؟ کیوں کہ اس کی تین رکعت باقی ہیں اور یہ جو رکعت امام کے ساتھ اس نے پائی ہے، مقتدی کی کونسی رکعت ہوگی؟ آیا بعموم قاعدہ کے جو رکعت امام کی وہی رکعت مقتدی کی، اس نماز میں تو یہ رکعت امام کی بلحاظ مسافر ہونے کے آخر کی ہے اور مقیم کی دوسری، اب وہ دوسری رکعت میں الحمد وقل پڑھے گا یا نہیں؟ ہر سہ رکعت میں جیسے قرات پڑھنی کتب سے ثابت ہو، تحریر فرمائیں۔ مکلف اوقات گرامی امیر احمد عفی عنہ مکرر عرض یہ ہے کہ قیاس یہ چاہتا ہے کہ جو رکعت امام کی قرات والی ہے اس کی بھی قرات والی رکعت اس کے ساتھ ملحق ہو جائے یا کہ پہلی دو رکعت وہ ادا کرے جو خالی سورۃ والی ہیں۔

فقط (حافظ ولی اللہ شاہ)

(فتاویٰ رضویہ مع تخریج وترجمہ طبع لاہور، ۲۴۴/۲۴۳/۷)

حضرت مولانا سید ولی اللہ صاحب محلّہ قافلہ، ٹونک

(۱)

از ٹونک

۲۱ر شوال ۱۳۰۹ھ

بعالی جناب فیض ماب حضرت مولانا و بالفضل اولانا قبلہ وکعبہ مولانا احمد رضا

خاں صاحب ادام اللہ فیضہ۔

پس از تسلیم نیاز معروض می دارد، نقل اقرار نامہ بذریعہ عریضہ ہذا خدمت شریف میں ابلاغ ہے۔ بروئے اس کے مدعیہ مسماۃ رقیہ بیگم کو اختیار حاصل ہے کہ بصورت ہونے تکلیف کے اپنے والدین کے مکان پر جا کر ہمیشہ رہے یا نہیں اور جواز اسکا شرع سے ہے یا نہیں؟۔

اول یہ تکلیف ہے نان نفقہ جو پہلے دیتا تھا نہیں دیتا، باوجود مقدوری کے۔

دوسرے سخت وسست بولتا ہے۔

تیسرے بد عہدی کرتا ہے کہ حق زوجہ ادا نہیں کرتا ہے۔

چوتھے والدین کے مکان پر حسب اقرار جانے نہیں دیتا۔

پانچویں وعدہ تھا کہ مہر معجّل دوں گا اور ڈگری بھی شریعت سے ہوگئی ہے، یکمشت دلانے کی، آج تک نہیں دیا۔ برخلاف اس کے ماہ...... دیئے ہیں۔ باقی ہنوز بے وصول ہیں اور یہ بھی مسماۃ کہتی ہے، اگر مکان مسکونہ جو متصل والدین کے ہے۔ اس میں تکلیف ہے، دیگر محلہ میں رہے، تو رہنے نہیں دیتا۔ یہ درخواست بھی قابل لحاظ ہے یا نہیں؟۔.........

امید کہ براہ عنایت بزرگانہ اس کا جواب تحریر فرما کر تابعدار کو سرفراز فرمایا جائے۔

عریضہ ادب

محمد ولی اللہ عفا عنہ مولاہ برادر حقیقی مولوی سید ظہور اللہ صاحب، ریاست ٹونک

(فتاویٰ رضویہ مع تخریج وترجمہ طبع لاہور، ۱۳/۴۱۵، ۴۱۶)

حضرت مولانا وحید اللہ صاحب نائب پیشکار کچہری دیوانی، رام پور

(۱)

از رام پور

۲۵ ربیع الاول ۱۳۲۱ھ

حضرت مطاع و محترم مد ظلہم العالی، تحیہ تسلیم بالوف تکریم

مشکلات کا حل آنحضرت کی ذات مجمع الکمالات کے ساتھ مخصوص ہے۔

ناچار گذارش کیا جاتا ہے، سراجی وغیرہا تمام کتابہائے فرائض وفقہ (جہاں تک حقیر نے دیکھیں) میں اخوات عینیہ وعلاتیہ کو بنات اور دفقط بنات الابن کے ساتھ میں عصبہ مع الغیر لکھا ہے: وان سفل سے سفلیات کو داخل نہیں کیا گیا ہے، جیسا اور مواقع مثلاً تفصیل اب میں ہے۔ ولبنۃ الابن کے بعد وان سفلت کو بھی شامل کرلیا اس سے خیال ہوتا ہے سفلیات کی نسبت عصوبت اخوات کی علت نہیں ہے۔ چنانچہ شارح بسیط رحمۃ اللہ کا یہ قول ہے:

اقتصر علی بنات الابن ولم یقل وان سفلن و کذافی غیرہ من کتب الفرائض فدل ذلک علی ان السفالۃ غیرہ معتبرۃ فی صیرورتھن عصبۃ انتھی۔

اس خیال کی تائید کرتا ہے، اطمینان کی غرض سے حضرت سے رجوع کیا جاتا ہے کہ اس کو صحیح خیال کر کے سوالات میں اس پر عمل درآمد کیا جائے یا کیا؟ امید ہے کہ آنحضرت کے عالمتاب آفتاب فیض سے یہ حقیر ذرہ بھی بہرہ یاب ہوگا۔

(وحید اللہ عفی عنہ)

(فتاویٰ رضویہ طبع بمبئی، ۱۰/۲۱۸، ۲۱۹)

جناب نواب وزیر احمد خان صاحب۔ قادری رضوی، محلہ بہاری پور، شہر بریلی۔

از بریلی

(۱)

۱۴/ جمادی الاولیٰ ۱۳۳۸ھ

بغرض عرض بندگان عالی متعالی خداوند نعمت می رساند

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

آداب فدویانہ معروض۔ لا^{۲}=۲ء۷۵ لا=۱۳۰x اگر یہ نمونہ صحیح ہوجاتا تو اسی نمونے پر یہ مساوات قائم ہوجاتی لا۲ ۷۵ (x۱۳۰۔لا) ۲ لا^{۲}=۷۵ (۳۰۔لام) ۲ یالام^{۲}=۷۵ (۹۰۰۔۶۰ لاxلا^{۲}) یالا^{۲} ۷۵=(۶۷۵۰۰۔۴۵۰۰ ل x۱ ۷۵ لا^{۲} یا ۴۔۷ لا^{۲}x۴۵۰۰ لا=۶۷۵۰۰ تقسیم ۲۔ سے ۳۷ لا^{۲}۔۲۲۵۰ لا= ۳۳۷۵۰ مربع کامل کیا ۳۷ لا۲۔۲۲۵۰ لاx۳۷ /۱ (۲/۲۲۵۰)=x۳۳۷۵۰ ۱/۳۷ (۲/۲۲۵۰) ۲۔یا ۳۷ لا^{۲}۔۲۲۵۰ لاx۳۷ /۱ (۱۱۲۵) ۲=x۳۳۷۵۰ ۱/۳۷ (۱۱۲۵) ۲ یا ۳۷ لا^{۲} ۲/ ۱/۳۷ (۱۱۲۵) ۲=x۳۳۷۵۰ ۱/۳۷ (۱۱۲۵) ۲۔

اس کو ملاحظہ فرمالیا جائے یہاں تک اگر صحیح ہو تو آگے عمل کیا جائے۔

(وزیر احمد خان)

فتاویٰ رضویہ جلد ۱۲ ص ۲۵۶، طبع بمبئی

جناب منشی محمد واحد علی صاحب پیشکار حاکم مال ریاست، رام پور، یوپی

(۱)

از رام پور

۲۸/ذی الحجہ ۱۳۱۶ھ

مطاع ومخدوم عالم جناب معظم ومحترم زید افضالہ،

بصد ادب تسلیم اوصاف حمیدہ جناب عالی مخدومنا جناب حافظ محمد عنایت اللہ صاحب سے سن کر عزم ہوا کہ خود ہی حاضر ہو کر اپنا ماجرا عرض کروں، لیکن ''ارادۃ اللہ غالبۃ علی ارادۃ العباد'' اسی وقت ایک تار ضروری لکھنو سے آگیا، جس سے اس وقت حاضری سے مجبور کر دیا، مجبوراً اپنے معتمد محمد رضا خاں صاحب کو خدمت عالی میں ضرورت حال کے لئے بھیجنا پڑا۔ ۶/فروری ۱۸۸۹ء کو ایک شخص کی حاضر ضمانت کر لی، ۱۸/فروری تک کے لئے، جس کے الفاظ بعینہ سوال فتوی میں درج ہیں۔

۱۸/فروری گزر گئی، نہ عدالت نے مکفول عنہ کو مجھ سے کسی وقت ۱۸ یا ۱۸ کے اندر طلب کیا۔ نہ مدعی نے اس مدت میں کسی قسم کی اطلاع عدالت میں کی۔ اب ڈھائی مہینے کے بعد ہنگام اجراڈگری مدعی مجھ سے روپیہ طلب کرتا ہے اور شرعاً مدعی کا وکیل یہ ثابت کرتا ہے کہ چونکہ ضمانت نامہ میں لفظ ''من'' نہیں درج ہے۔ لہٰذا بعد ۱۸/فروری بھی یہ ضمانت باقی رہی۔

حضور والا! اس زمانے میں ان قیود کے ساتھ الفاظ کسی جگہ ضمانت میں نہیں دیکھے گئے، عرف کے مطابق یہ نیت خالص صرف ۱۸ فروری تک کے لئے ضمانت کی تھی۔ مخدومی جناب حافظ عنایت اللہ صاحب کی خدمت میں ارادت ہے۔

میں نے سچی کیفیت اپنی عرض کی، فرمایا کہ جو کچھ یہاں ممکن ہے، لکھا جاتا ہے۔ لیکن ہندوستان میں اگر کوئی قوت ان جزئیات کی کرسکتا ہے، تو جناب مولوی احمد رضا خاں صاحب ہیں۔ بنظر رحم حضوری چشم کرم سے امید ہے کہ میری اس وقت کی پریشانی میں جوامداد ہو دریغ نہ فرمائیں گے۔ تابعدار محمد واحد علی عبارت ضمانت نامہ بعینہ درج ذیل ہے، جوکہ محمدی بیگم نے دعویٰ .... بنام سید محمد امیر دائر عدالت کیا ہے اوران سے ضمانت حاضری طلب ہے۔ لہذا اقرار کرتا ہوں کہ ۱۸ فروری ـــــ حال تک ان کا حاضر ضامن ہوں۔ ۱۸؍تاریخ تک مدعاعلیہ شہر سے نہیں بھاگیں گے۔ اگر بھاگ گئے تو مطالبہ مدعیہ کا میں ذمہ دار ہوں۔

(محمد واحد علی عفی عنہ)　۶؍فروری ۱۸۹۹ء

(فتاویٰ رضویہ مع تخریج وترجمہ، طبع لاہور ۱/۶۵۵-۶۵۶)

حضرت مولانا ولایت علی صاحب، دربھنگہ، بہار

از دربھنگہ

(۱)

معین الملۃ والدین جناب مولوی احمد رضا خاں صاحب زید مجدکم

پس از سلام علیکم گذارش کہ رسائل پہنچے۔ .... [1] منافقوں کے واسطے بھی کحل البصر ہے اور بھائی حنفیوں کے حق میں جو بوجہ طمع قلیل، الذین اشتروا الحیٰوۃ الدنیا بالآخرۃ کے مصداق ہوتے ہیں تازیانہ ہے اوراگراب بھی نہ سمجھیں تو مصداق تواس آیت کریمہ کے ہیں۔ قدجاء کم بصائرمن ربکم فمن ابصر فلنفسہ ومن عمی فعلیھا۔ اور منافقوں نے اپنے فروغ کے لئے یہ جلسہ کیا اور چند حنفی بھی شریک ہوگئے ورنہ ہرگز یہ جلسہ نہ چلتا اور فروغ نہ پاتا۔ خسر الدنیا والآخرہ ہم آپ کی رائے سدید کے شریک ہیں۔

(ولایت علی عفی عنہ)

(مکتوبات علماء وکلام اہل صفا، طبع بریلی، ص: ۱۱۱/۱۱۲)

---

[1] اس جگہ دو جملہ پڑھا نہیں گیا۔ (شمس مصباحی)

جناب حکیم وجیہہ احمد صاحب محلہ بارہ دری، ضلع سارن، بہار

(۱)

از چھپرہ سارن

۲/صفر ۱۳۳۵ھ

زبدۃ المحققین قبلہ نمائے آیات اولین عمدۃ الفواضل، تسلیم بپائے تعظیم پذیرفتہ خدمت فیض درجت ہو۔ مزاج شریف!

کچھ عرض ہے، نظر فیض اثر اگر اس طرف متوجہ فرمائی جائے، تو حکم العلماء ورثۃ الانبیاء سے مجھ عقیدت آور کو افادہ وامداد کامل پہنچے۔ اس علاقہ ملک شرقیہ شہر چھپرہ میں بہت لوگ مولوی وارث حسن بنارسی کے مریدان ہیں اور خود وہ مولوی رشید احمد گنگوہی کے مرید وخلیفہ ہیں، جو اپنا سلسلہ مولانا امداد اللہ مہاجر مکی کے ساتھ درست کرتے وصادق بتاتے اور مولوی اشرف علی دیوبندی جو فہو منہم ہیں، ان کی تصانیف سندو شیوع میں لاتے۔

ہم لوگ صوفیان مستند وصادقان واکابران بے جرم وداغ رہ سلوک وعرفان کے مقتدی وہدایت یافتہ اور وہ لوگ تصوف غیر مقلدانہ آمیز سے علم افزاشتہ، رموز قرآنیہ کا فہم ان کو آسان ہے۔ مطالب احادیث غوامض ان کے کم علم کے بر نوک زبان ہے، غرض عجب عنوان عمل وایقان ہے۔ یہ بات معلوم ہوئی کہ کوئی کتاب ''حسام الحرمین'' ہے جس میں مولوی رشید احمد گنگوہی کی ارتداد بیعت از جانب مولانا

امداد اللہ مہاجر مکی بمہر وسند درج ہے۔

آپ جناب اقدس نے اسے چھپوادیا ہے، پس یہ التماس خدمت شریف ہے کہ ایک جلد اس کی اس بندہ ناچیز کو بھی ارسال فرما کر مرہون منت فرمائیں اوراس کے علاوہ اور بھی کوئی رسالہ وغیرہ ان لوگوں کے عقائد یا انفساخ ونادرستی بیعت وغیرہ کے بارے میں ہو وہ بھی مرحمت ہو۔ دوسری بات یہ کہ اس ہیچ مداں کو شوق حصول علم جفر ہوا، نقوش وادعیات مرتبہ قاعدہ جفر زیادہ تر اثرات بروج وکواکب کے ساتھ مبنی ومحتوی ہیں۔

لہٰذا تھوڑا حصہ علم نجوم کا بھی معلوم کرنا لازمی ہوا۔ اوقات وساعات سبعہ سیارہ ومنازل وبروج سے واقفیت حاصل کرنا ضروری ٹھہرا۔ پس سلسلہ بندان گنگوہی نے یکدم سرے سے علم نجوم ہی کل کفر ٹھہرایا اور بوجوہ ایں کہ احوال مغیبات نجوم وجفر سے دریافت ہوتے، لہٰذا علم جفر کو اس کا چھوٹا بھائی بتایا اور ایک حدیث مشکوٰۃ کی ثبوت کفر میں پیش کیا کہ کاہن وساحر ومنجم ایک حکم رکھتے ہیں اور علم نجوم سیکھنا اور سکھانا دونوں ہی کفر۔

یہ کہا گیا کہ علم نجوم کل کفر ہونہیں سکتا، کیونکہ علماء وفضلا وحکما ومفسرین ومحدثین کوتھوڑی واقفیت حقیقت اشیاء وجزئیات امور علم نجوم کی بھی ضرور ہے۔ تاکہ استدلال وتردید مذاہب باطلہ کی وہ بخوبی کرسکیں اوراس کی حقیقت وماہیت وافعال وخواص سمجھیں اور بتائیں چنانچہ تمثیل وتطبیق میں مولانا روم علیہ الرحمہ دفتر اول مثنوی ومعنوی میں یوں فرماتے ہیں۔

ہر کرا با اخترے پیوستگی ست مرد را با اخترے خود ہمتگی ست

طالعش اگر زہرہ باشد باطرب میل کلی دارد آں عشق وطلب

در بود مریخی وخونریز خو جنگ وبہتان وخصومت جویدار

اگر بے وجود ہوتا وضلالت کی بات تھی تو مولانا نے اس پر کیوں واقفیت حاصل کیا اور مزید برآں دوسرے مسلمانان کے واقفیت عامہ کے لئے کیوں رقم فرمایا۔

علم نجو اور احکام نجوم جو منجمین پیش گوئیاں کہہ کر کماتے پھرتے یہ دونوں دو چیز ہے۔ یہ البتہ ضرور ہے اور بے شک ہم اس پر معمل ہیں کہ احکام نجوم پر ہم ایمان نہیں رکھتے کہ بالیقین یہی ہو کے رہے گا، ستاروں کو فاعل حقیقی ہم ہرگز نہیں سمجھتے۔ مصدر خیر وشر ستاروں کو ہم کبھی نہیں جانتے مگر ہاں تاثیرات ان کے بے شک مانتے ہیں۔

افعال اثر خوب یا خراب جو اللہ پاک نے ان میں دے کر متعین بکار عالم کیا ہے وہ بے شک. بمرضی اللہ پاک یوماً ولیلاً جاری ہوا کرتا۔ **وسخر لکم اللیل والنھار والشمس والقمر والنجوم مسخرات بامرہ، ان فی ذلک لایات لقوم یعقلون ٥**

تفسیر مولانا عبدالحق حقانی میں بہ تفسیر سورہ فاتحہ آیت، اہدنا الصراط المستقیم، در بیان وتشریح افراط وتفریط فی العبادات وافراط وتفریط فی العلوم کے آخر میں عبارت میں صاف درج ومستنبط ہے کہ علم نجوم وطلسم وتیرنجات وکیمیا وغیرہ علوم ودیگر فنون کا افراط منع ویکدم تفریط بھی ناجائز، حالت درمیانی بہتر اور اسی کو حکمت کہتے اور حکمت وجہ کمال انسان اور مصداق صراط مستقیم۔

جلد اول فتاویٰ میں مولانا مفسر دہلوی شاہ عبدالعزیز علیہ الرحمہ کے درج ہے۔

سوالات عشرہ جو شاہ بخارا نے ان کو لکھا تھا اس کے جواب سوال ہفتم میں علم منطق وعلم انگریزی وعلم فارسی وعلم فقہ وعلم نجوم ورمل وعلم قیافہ وسحر کے بارہ میں یہ تحریر کہ جو حکم صاحب آلہ کا وہی حکم آلہ کا اور تحصیل علم کی وجہ سے گنہ گار نہیں ہوسکتا الخ۔

اور اسی دفتر اول فتاوئی میں بحصہ آخر مرقوم کہ محدث دہلوی علیہ الرحمہ نے ایک شخص کو حفظ حرمت وعزت کے لئے انگشتری نقرئی پر اسم عزیز بقاعدہ تکسیر علم جفر کندہ کرانے کو بوقت شرف قمر فرمایا اور تحقیق ساعت شرف قمر اہل نجوم سے کرنے کو فرمایا۔ پس علم جفر اگر بحکم کفریہ تھا تو اس علم کے قاعدہ میں اسم الٰہی کا کیوں نقش بنایا اور علم نجوم بحکم کفریہ تھا تو اس کی ساعت اور اہل نجوم سے تحقیق کر لینے کو کیوں اجازت دیا اور بقول منکران سعد ونحس ستارگان کوئی چیز نہیں، تو تخصیص شرف قمر کیا چیز ٹھہری اور مولانا محدث ہو کر خود ان دونوں علم کفریہ کو کیوں سیکھا وجانا اور دوسرے اہل اسلام کو کیوں بتایا۔ اب آپ کی خدمت عالی میں بینوا وتوجروا کی عرض وتصدیع ہے کہ دربارہ امر متذکرہ جو کچھ بحکم آیاتؐ وحدیث ثابت ومستنبط ہوتا ہو وہ بدستخط ومہر اپنے زیب قلم فرمائیں۔ تاکہ معترضان عامل بالحدیثاں کو دکھلایا جائے اور بسا اکابران دین وعاملان شرع مبین جو ان دونوں علم مذکورہ کو جانتے تھے انہوں پر الزام بدیہ جو عائد ہو رہا ہے بطریق احسن دفع کر دیا جائے، وتوثیق وتصدیق کے لئے زیب قلم فرمودہ آنجناب چوں حرز جاں بحفاظت رکھا جائے۔ (وجیہہ احمد عفی عنہ)

(فتاوی رضویہ طبع بمبئی، ۹/۳۹۸ تا ۴۰۰)

جناب سید و میاں حالہ، قاسم پائیگاہ، بڑودہ، گجرات

(۱)

از بڑودہ

۱۹ ربیع الآخر شریف ۱۳۱۰ھ

قدوۃ العلما عمدۃ الفضلا اس مسئلہ کبیر میں کیا ارشاد فرماتے ہیں۔ ایک شخص نے ایک عورت سے نکاح کیا، چندروز کے بعد عورت نے اپنا مہر طلب کیا، خاونداس کا کہنے لگا: کچھ روپیہ اس وقت نقد مجھ سے وصول کرلے، باقی روپیہ جو رہا ہے مکان اورزمین نرخ بازار سے خرید لے اور جو اس سے بھی باقی رہے، قسط بقسط ماہ بماہ دیتا رہوں گا، تیرا مہر بہر حال ادا کردوں گا، عورت اس بات پر راضی ہوئی۔ شرع شریف میں یہ جائز ہے یا ناجائز ہے؟ مع مہر، سند کتاب عبارت عربی و ترجمہ اردو خلاصہ تحریر فرمایئے گا، اس کا صلہ آپ کو اللہ جل شانہ عطا کرے گا۔ فقط

راقم: سید و میاں حالہ از بڑودہ

(فتاویٰ رضویہ مع تخریج و ترجمہ، طبع لاہور، ۲۴۳/۱۷)

جناب ولی احمد قلعی گر، رانی کھیت صدر بازار، نینی تال، یوپی

(۱)

از رانی کھیت

۱۸؍ربیع الاول شریف ۱۳۳۵ھ

جناب پیر صاحب قبلہ،   السلام علیکم

بعد سلام علیک کے واضح ہو کہ جمعہ کا وقت جاڑے کے دنوں میں کتنے بجے تک رہتا ہے اور گرمیوں میں کتنے بجے تک رہتا ہے؟ خلاصہ حال سے براہ مہربانی اطلاع دیجئے اور عصر کا وقت کتنے بجے تک رہتا ہے یہ بھی اطلاع دیجئے۔ ایک شخص اعتراض کرتے ہیں جمعہ کے وقت کا اس وجہ سے آپ کو تکلیف دی۔ فقط والسلام

(ولی احمد)

(فتاویٰ رضویہ مع تخریج و ترجمہ طبع لاہور، ۳۳۱/۵)

جناب ولی محمد ابونوی والہ مقام دھوراجی متصل اسکول ملک کاٹھیاوار، گجرات

(۱)

از کاٹھیاوار

۲۲؍شعبان ۱۳۳۳ھ

حضرت مولانا مقتدانا جناب مولانا مفتی احمد رضا خاں صاحب، شمس العلماء دام افضالہ،

بعد ادائے آداب دست بستہ ملتمس میدارم کہ یہاں عام طور سے تمام شہر متفق ہے کہ درخت پپیتہ جس کو ارنڈ خریزہ کہتے ہیں مکان مسکونہ میں لگانا منحوس ہے اور منع ہے۔ چونکہ یہاں یہ بکثرت اور نہایت لذیذ ہیں، لہٰذا التماس ہے کہ اس بارے میں احکام شرع سے مع حوالہ کتب بالتشریح خبردار کیجیے، دیگر اگر خواب میں کوئی ریل میں سفر کرتا ہوا خود کو دیکھے، اس کی کیا تعبیر ہے؟   (ولی محمد ابونوی)

(فتاویٰ رضویہ طبع بمبئی، ۲۷/۹)

ہدایت یار خاں، رسالہ چھاؤنی ڈاکخانہ چک رسالہ براہ متلک شاہ پور جہلم

از شاہ پور جہلم (۱)

۹ر جمادی الثانی ۱۳۳۴ھ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم یا فتاح

بخدمت فضیلت پناہ، عالی دستگاہ، جناب فیض مآب پیر صاحب دام اللہ تعالیٰ فیضکم،

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

واضح رائے عالی ہو کہ ایک مسجد شریف ایک آبادی میں تھی۔ اب وہ لوگ وہاں سے چلے گئے اور وہ مسجد جنگل میں رہ گئی، اس مسجد قدیم کا اسباب اٹھا کر دوسری مسجد جو بنائی جائے درست ہے یا نہیں؟ بینوا توجروا، خدا تعالیٰ سایہ رحمت تا دیر برسر ما غریباں قائم رکھے۔ آمین ثم آمین۔ (ہدایت یار خاں عفی عنہ)

(فتاوی رضویہ مع تخریج وترجمہ طبع لاہور، ۵۲۹/۱۶)

حضرت مولانا حکیم محمد یوسف حسین صاحب بانکی پوری، پٹنہ، بہار

از بانکی پور (۱)

حضرت عالم اہل سنت امام ملت

بعد عرض سلام مسنون معروض ست کہ میلان ارباب ندوہ خروج از طریقہ مجمع علیہ لاہل سنت وجماعت ست، لہٰذا اطاعت ندوہ خروج وبغاوت با علمائے ربانی ست ایشاں درحق اہل سنت مار وشہد اند پولیسی فی الدین شعار شان ست ومذہب فروشی را از فی اسلام تامند، والسلام بالاکرام محمد یوسف حسین عفی عنہ

(مکتوبات علماء وکلام اہل صفا ص: ۱۱۲)

حضرت مولانا قاضی ابو محمد یوسف مدرسہ اسلامیہ لاہر پور، سیتا پور یوپی

(۱)

از سیتا پور
۱۲؍صفر المظفر ۱۳۳۴ھ

والا جناب مستطاب اعلیٰ حضرت مجدد مائۃ حاضرۃ لازال شموس افضالکم،
تسلیم مسنون کریم مشحون معظم مقرون،

گذارش ہے، بصدور والا نامہ فیض شمامہ عزت افزائی ہوئی، جواب استفتا بے حد تسکین بخش صادر ہو گیا۔ اللہ تعالیٰ جناب والا کی بزرگ ذات کو ہمیشہ سلامت رکھے اور اس فیض عام سے مسلمانان عالم کو فیضیاب فرماتا رہے۔ آمین، بحرمۃ النبی والہ الامجاد۔

جناب مولانا خلیل الرحمٰن صاحب مرحوم مغفور کی خبر رحلت دریافت ہو کر بہت رنج ہوا۔ صرف ایک بات اور دریافت طلب ہے، جو گذارش کی جاتی ہے۔ راہ شفقت بزرگانہ اس کے جواب سے بھی مطلع کیا جاؤں۔ بجواب استفتا مزامیر پر صرف ناجائز فرمایا، بہت درست و بجا ارشاد ہے، عین حکم شریعت ہے۔ صرف اس قدر عرض ہے کہ صرف کسی قوال سے کوئی قصیدہ یا غزل نعتیہ یا توحید وغیرہ یا سلام وغیرہ سن کر عین حالت سماع میں یا بوقت رخصت حسب شدائد قوانین سابق اوقات اوقاف سے بطور زاد راہ قلیل یا کثیر دینا جائز ہے یا نہیں؟ جیسا کہ مشائخ علیہم الرحمہ کی مجالس عرس میں بزرگوں کا دستور ہے، درانحالیکہ وہ مزامیر سے خالی ہوں اور اس پر حضور انور حیات رسالتماب صلی اللہ علیہ وسلم کے اس فعل سے سند لینا جو حضرت حسان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ثابت ہے کہ حضور نے حضرت حسان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو قصیدہ سن کر ردائے مبارک عنایت فرمائی تھی ٹھیک ہے یا نہیں؟۔

امید وار ہوں کہ اسی عریضہ پر یہ جواب بھی مرحمت ہو جائے، عین ذرہ نوازی ہوگی۔　　فقط　(قاضی ابو محمد یوسف)

(فتاویٰ رضویہ مع تخریج و ترجمہ طبع لاہور، ۲۱۸/۱۶)

(۲)

از سیتا پور

۲۱ صفر ۱۳۳۴ھ

وقف والے استفتا میں ایک لفظ ''ارصادات'' کا تحریر ہے جس کے معنی سمجھ میں نہیں آئے، اگر آپ کو معلوم ہوں تحریر فرمائیے۔ غیاث میں ''رصد'' کے معنی نگاہ رکھنا نکلے اور لفظ ''ارصادات'' نہیں نکلا۔ ''رصد'' کی اگر جمع ''ارصادات'' لئے جائیں تو بھی اس موقع پر کام نہیں دیتے۔ شاید لفظ تحریرات سلطانی میں کسی قسم کی تحریر کا نام ہو۔ جیسے ''سجل'' یا ''فرمان'' وغیرہ اگر ایسا ہے تو تحریر فرمائیے کہ یہ لفظ کس قسم کے اسناد کے واسطے مستعمل ہوتا ہے۔ اصل موقع اس لفظ کا شاید آپ کے خیال میں نہ باقی ہو۔ اس لئے میں ابتدائے مضمون استفتا کا نقل کئے دیتا ہوں۔

''ارصادات سلاطین حکم وقف میں ہیں، نہ وہ مورث ہوں، نہ ان کے بیع وانتقال کا کسی کو حق ہو۔

(قاضی ابو محمد یوسف حسین)

(فتاویٰ رضویہ مع تخریج وترجمہ طبع لاہور ۱۶/۱۵۸)

محمد یار واعظ، مقام گڑھی اختیار خاں تحصیل خان پور بہاولپور پاکستان

(۱)

ازگڑھی اختیار خاں

۹ رشعبان المعظم ۱۳۳۴ھ

قبلہ معتقدین دام ظلہ،

از خاکسار محمد یار مشاق دیدار بعد نیاز حسب اینکہ شب معراج آپ کا قصیدہ معراجیہ پڑھا گیا، جس پر وہابیوں نے ''دولہا'' اور ''دلہن'' کے متعلق شور اٹھایا کہ اللہ جل جلالہ وحضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حق میں ان الفاظ کا استعمال کرنا موجب کفر ہے۔ شب برات یہاں گڑھی اختیار خاں میں ان الفاظوں کے متعلق وہابیوں کی طرف سے میرے ساتھ ایک طویل بحث ہونے والی ہے۔

اے مجدد بمن بے سروسامان مدد دے   قبلہ دین مدد دے، کعبہ ایماں مدد دے

ضرور مہربانی فرما کر دلائل قاطع سے اس تشبیہ کا ثبوت مدلل کر کے اسی ہفتہ میں بھیج کر مسلمانان اہل سنت و جماعت کو عزت بخشیں، حضور پر فرض سمجھی جارہی ہے، یہ فی سبیل اللہ بصدقہ روضہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اس کام کو سب کاموں پر مقدم فرما کر وہ تحریر فرمادیں کہ موجب اطمنان اہل اسلام ہو۔ (محمد یار صاحب واعظ)

(فتاویٰ رضویہ مع تخریج وترجمہ، طبع لاہور، ۱۵/۲۸۳)

جناب محمد یوسف مقام دھولقہ، ضلع احمد آباد، گجرات

(۱)

از دھولقہ

۲۲/ذی قعدہ ۱۳۳۶ھ

بخدمت ہادی برحق مولانا مولوی احمد رضا خاں صاحب دام برکاتہ

گذارش یہ ہے کہ ہم قصبہ دھولقہ کے رہنے والے ہیں، ہم لوگ بالکل سیدھے سادے اور صرف راہ حق کے تلاش کرنے والے ہیں۔ کسی فریق یا پارٹی سے ہمیں کوئی لگاؤ یا تعلق نہیں، آپ کے حکم پر ہمیشہ گردن جھکانے کو تیار ہیں، مگر ہم لوگوں میں اردو کی معمولی لیاقت کے اور علم نہیں ہے۔ آپ کا ایک فتویٰ اول گجراتی کتاب میں چھپا ہے اور دوسری ایک تحریر مولوی علاء الدین صاحب پر آئی ہوئی چھپی ہے۔ ان دونوں تحریروں کو سمجھنے کی ہم لوگ لیاقت نہیں رکھتے۔

اس لئے خدمت والا میں عرض کرتے ہیں، ہمارے اس قصبہ میں چھبیس سیر گیہوں فی سیر ۸۰/روپیہ کے حساب سے اور نقد سو روپیہ اور ایک کلام اللہ شریف انتی چیزوں کا حیلہ اس طرح کرتے ہیں کہ جنازہ کا امام کچھ پڑھتا ہے، کیا پڑھتا ہے وہ ہمیں معلوم نہیں، بعد پڑھنے کے حاضر فقیروں میں تین دور کرا دیتا ہے اور پھر وہ چیزیں امام وغیرہ بانٹ لیتے ہیں۔ یہ حیلہ شریعت کے مطابق ہے اور جائز ہے یا نہیں؟ صرف مختصر جواب اردو آسان لفظوں میں ہوگا، تو بھی ہماری کافی تسلی ہوگی۔

(محمد یوسف عفی عنہ)

(فتاویٰ رضویہ مع تخریج و ترجمہ، طبع لاہور، ۱۶۸/۸)

جناب حاجی یعقوب علی خان، مکان میر خادم علی صاحب اسسٹنٹ اوجین

(۱)

ازاوجین

۱۳ رمضان ۱۳۱۱ھ

اکمل کامل، افضل افاضل، مولانا احمد رضا خاں صاحب

بعد ابراز مراسم سلام مصدع خدمت ہے کہ اب بادشاہی اسلام کا ہندوستان میں نشان باقی نہیں اور جو بعض بعض ملک میں نواب اسلام ہیں وہ بھی اجزائے تمام احکام شرعی کے مجاز نہیں اور عہدۂ قضا تو جب سے مفقود ہے برائے نام قاضی ہیں، ملبوس علم سے مبرا اور ان میں بھی ثقہ چیدہ چیدہ۔ باوجود ان وجوہات کے وہ قاضی وہ حکام ہنود وغیرہ ولایت عامہ کا خاصہ رکھتے ہیں یا نہیں؟ اور اگر نہیں تو قاضی شرع کسے قرار دیا جائے کہ اسے ولایت صبی وصبیہ کی ہو؟ زیادہ نیاز

(یعقوب علی خان)

(فتاویٰ رضویہ مع تخریج وترجمہ طبع لاہور ۱۷/۲۸)

از اوجین (۲)

۹ر صفر ۱۳۱۳ھ

حمد کے لائق ہے وہ اک پاک ذات جس نے پیدا کئے ساری ممکنات
اور حبیب اپنے کو بس پیدا کیا جس سے عالم میں ہوئے نور وضیا

محمد یعقوب علی خان خلف پیر محمد خان مرحوم نظامی چشتی قادری، خدمت فیض موہبت میں عرض ہے کہ یہ فتویٰ نوشتہ مولوی عبد الرحیم دہلوی نظر احقر سے گذرا۔ اس کے مضمون سے اکثر ساکنان ہند اہل اسلام پر گناہ درکنار کفر عائد ہوتا ہے، اس واسطے عبارت فتوی خدمت شریف میں روانہ کر کے طالب جواب ہوں کہ تسکین خاطر کی جائے۔ ان اللہ لایضیع اجر المحسنین [1]

(یعقوب علی خان)

(فتاویٰ رضویہ مع تخریج وترجمہ طبع لاہور، ۱۲/ ۲۸۷)

---

[1] القرآن الکریم ۹/ ۱۲۰

(۴)

ازاوجین

۲۹ر جمادی الاخرہ ۱۳۱۲ھ

مولانا صاحب مجمع فضائل ومنبع فواضل فرید العصر وحید الزماں مخدومی مکرمی دام افضالکم

بعد تمہید مراسم فدویت وآرزوئے حصول سعادت مواصلت کہ عمدہ مقاصد ہر دو جہاں ہے، التماس پرداز ہے کہ حضرت نے حرمت بوم کے باب میں جوفتویٰ ارسال فرمایا اس میں یہ عبارت مرقوم ہے وہ سمجھ میں نہ آئی کہ جن کتابوں میں ذکر اکل ہے ان میں بوم سے مراد الو نہیں، بلکہ وہ پرندہ شب مقصود ہے جو پنجہ شکاری نہیں رکھتا جیسے چمگاڈر وغیرہ۔

یہ معنی عتابی کی تصریح سے ثابت ہیں: **لابأس بمالیس بذی مخلب کالبوم**[1]، الخ۔ تو کیا چمگاڈر اور باگل بھی حلال ہے؟ جواب بالتشریح بیان فرمائیے۔

زیادہ نیاز:　(یعقوب علی خان)

(فتاویٰ رضویہ مع تخریج وترجمہ طبع لاہور ۳۱۸/۲۰)

---

[1] جامع الرموز بحوالہ العتابی　کتاب الذبائح،　مکتبہ اسلامیہ گنبد قاموس، ایران ۳۴۹/۴

جناب یعقوب شاہ خان میراں پور، ڈاکخانہ نادر شاہیاں، شاہجہاں پور، یوپی

از شاہ جہاں پور   (۱)

۱۳۳۴/۱۸ھ

جناب قبلہ دام اقبالہ

بعد سلام علیکم عرض ہے کہ پیلو کے انڈے اور گوشت اور پالنا جائز ہے یا نہیں؟

(یعقوب شاہ خان)

(فتاویٰ رضویہ مع تخریج و ترجمہ طبع لاہور، ۲۰/۳۲۰)

جناب محمد یعقوب صاحب   (پتہ درج نہیں)

(۱)

۷/رجب المرجب ۱۳۱۷ھ

مخدومنا و مکرمنا جناب مولوی صاحب قبلہ دامت برکاتہم

آداب! جلسہ سالانہ آریہ سماج کے واسطے کرسیاں کرایہ پر آریہ مانگتے ہیں، شرعاً ایسے جلسے کے واسطے کرایہ پر دینا جائز ہے یا نہیں؟ احقر نے ابھی اقرار نہیں کیا آنجناب کا جواب آنے پر ان کو جواب دوں گا۔   عاصی محمد یعقوب

(فتاویٰ رضویہ طبع بمبئی، ۹/۱۶۹)

جناب سید محمد یوسف علی صاحب چھاؤنی جوئنال، گلگٹ

(۱)

از گلگٹ

شعبان ۱۳۱۴ھ

جناب مولوی صاحب، مخدوم مکرم! سلامت !!

بعد آداب تسلیمات کے گذارش یہ ہے کہ برائے مہربانی اس کا جواب بہت جلد مرحمت فرمایئے گا کیوں کہ اس جگہ پر خط عرصہ سے پہنچتا ہے۔ بوجہ برف کے جواب کے واسطے عرصہ دو ماہ کا ہونا چاہیے۔ بندہ کو اس وقت سوا آپ کے اور کوئی نہیں یاد آیا۔ امید وار ہوں کہ اکثر یہاں کے لوگ ناواقف ہیں، گیارہ باتیں سوال میں لاتا ہوں ان کا جواب دیجئے گا۔ فقط

سوال اول: شیعہ کے ساتھ برتاؤ کرنا۔

دوم: انگریز کے ولایت کی چند چیزیں ایسی ہیں جو کہ بوجہ یہاں دستیاب نہ ہونے کے ان کو استعمال کرنا، اول تو مکھن وہاں سے گائے کے دودھ کا بن کے ٹین کے بکس میں بند ہوکر آتا ہے، اس پر گائے کا نمونہ بھی بنا ہوا ہوتا ہے اس کو خرچ میں لانا جائز ہے یا نہیں؟۔

سوم: اس طرف سے گائے کا دودھ بکس میں آتا ہے۔ چند شخص کہتے ہیں، یہ اچھا ہے، چند شخص اعتراض کرتے ہیں۔ دیکھا ہوا کوئی صحیح نہیں بتلاتا، صرف سنے ہوئے پر برتتے ہیں۔

چہارم: ایک قسم کا دانت صفا کرنے کا بجائے مسواک کے انگریزی برش ہے اس سے دانت صفا خوب ہوتے ہیں۔ چند شخص کہتے ہیں کہ اس کا دستہ ہاتھی دانت کا ہے اور سینگ کے بال ہیں۔ فرض کرو اگر سینگ کے بال ہیں ان کو منھ میں لینا کیسا ہے؟ چونکہ اس سے اصلاً خبر نہیں رکھتا، عقل سے ہاتھی دانت بتاتے ہیں۔

پنجم: زلخ لگانے کا اللہ پاک کیا گناہ فرماتا ہے۔

ششم: یہ کہ بکری ہم نے اپنے ہاتھ سے ذبح کری، اس کو اپنے ہاتھ سے پکایا، اس کو انگریز نے اپنے سامنے رکھ کر چھری اور کانٹے سے علیحدہ سے کاٹا یہاں تک کہ اس کا ہاتھ نہ لگا ہے اگر اسکو کوئی شخص غفلت سے کھالے تو کیسا ہے؟۔

ہفتم: جو شخص کہ قریب ۳۰ رتیس برس کی عمر میں اسلام قبول کرے اس کی سنت کرانا جائز ہے یا نا جائز؟۔   فقط زیادہ تسلیم   (سید محمد یوسف)

(فتاوی رضویہ طبع بمبئی، ۷/۹)

> نوٹ: یہاں تک حروفِ تہجی کے خطوط ختم ہو گئے اب اگلے صفحے میں جو خطوط درج ہوں گے وہ بلا نام اور پتے کے ہیں۔ (شمس مصباحی)

(نام و پتہ درج نہیں)

تاریخ درج نہیں

بخدمت اقدس شمس العلماء، راس الفقہا اغنی جناب مولانا مولوی حاجی و مفتی اعلیٰ حضرت مدظلہ العالی،

حضور کی خدمت اقدس میں دست بستہ عرض یہ ہے کہ اگر کوئی قادیانی مسجد کے خرچ کے واسطے روپیہ وغیرہ دے یا کسی طالب علم یا اور شخص کو مکان پر بلا کر کھانا کھلائے یا بھیج دے ان دونوں صورتوں میں کھانا کھانا جائز ہے یا نہیں؟ یا وہ روپیہ مسجد میں لگانا کیسا ہے؟

(فتاویٰ رضویہ طبع بمبئی، ۴۲۶/۹)

نام و پتہ درج نہیں

۲۱ ربیع الاول شریف ۱۳۲۰ھ

جناب عالی! قصص الانبیاء میں ہے، حضرت ابراہیم علیہ السلام کے قصہ میں لکھا ہے کہ بی بی سارا نے بی بی ہاجرہ کے کان چھیدے اور ختنہ کرادی، یہ سنت زن و مرد پر قیامت تک قائم رکھیں گے، تو عورت کی ختنہ کیسی؟

(فتاویٰ رضویہ طبع بمبئی، ۱۹۱/۹)

نام و پتہ درج نہیں

۲۹ ربیع الآخر شریف ۱۳۲۰ھ

بعالی خدمت امام اہل سنت، مجدد دین ملت معروض کہ آج میں جس وقت آپ سے رخصت ہوا اور واسطے نماز مغرب کے مسجد میں گیا وہاں جاکر کیا دیکھتا ہوں، بہت سے لوگ جمع ہیں اور قوالی اس طریقہ سے ہو رہی ہے کہ ایک ڈھول دو سارنگی بج رہی ہے اور چند قوال پیران پیر دستگیر کی شان میں اشعار کہہ رہے ہیں اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ کی نعت کے اشعار اور اولیاء اللہ کی شان میں اشعار گا رہے ہیں اور ڈھول سارنگیاں بج رہی ہیں یہ باجہ شریعت میں قطعی حرام ہیں۔ کیا اس فعل سے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور اولیاء اللہ خوش ہوتے ہوں گے؟ اور یہ حاضرین جلسہ گنہگار ہوئے یا نہیں؟ اور ایسی قوالی جائز ہے یا نہیں اور اگر جائز ہے، تو کس طرح کی؟ (احکام شریعت حصہ اول ص: ۶۰/۶۱ طبع مکتبہ نعیمیہ مرادآباد)

بستی غفران باغ آہودر بہہ نئی آحمیری

از آحمیری

بخدمت حضرت مولانا صاحب! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

موجودہ اسلامی حالت کا خیال کرتے ہوئے اور عام علماء کی تقریر متعلق ہجرت کرنے نہ کرنے کے سنتے ہوئے طبیعت پر تذبذب پیدا ہو رہا ہے کہ مجھ کو کیا کرنا چاہیے ہجرت کروں یا نہیں؟ اس کے متعلق حضور کا ذاتی خیال کیا ہے؟

(فتاویٰ رضویہ مع تخریج وترجمہ، طبع لاہور، ۱۴/۱۳۱)

نام و پتہ درج نہیں

مولانا المعظم والمکرم والمحترم دامت برکاتہم العالیہ!

پس از آداب وتسلیمات معروض، اخبار محض جو شہادت میں نامقبول ہے اس کے معنی اردو میں کیا ہیں اور شہادت شرعیہ کسے کہتے ہیں؟۔

(احکام شریعت حصہ سوم، طبع نعیمیہ مراد آباد، ص:۳۲۳)

(نام پتہ درج نہیں)

معروض ...... بعض کلمات کے احکام معلوم کرنا چاہتا ہوں امید ہے کہ جواب سے جلد معزز ہوں۔

(ا) ایک سنی شخص کے سامنے ذکر آیا کہ شیعہ، معتزلہ دار جنت میں رویت باری عز وجل کے منکر ہیں ان صاحب نے کہا کہ وہ سچ کہتے ہیں، انہیں تو نہیں ہوگی، شاید لفظ ''مومنین'' کے لئے بھی ذکر میں تھا، اگر یہ ایک شبہ ہی شہ سا یاد پڑتا ہے۔ یہ کہنا کیسا ہے؟

ایک صاحب نے خود اپنا نام ابوالبرکات رکھا اس پر اب آزاد کا اور اضافہ کیا جس کی ایک واہی تباہی روایت چھپوا کر تقسیم کی، اس کی بابت ایک صاحب نے کہا کہ یہ نام انہوں نے کہاں سے رکھا۔ کچھ ''اللہ میاں'' کے یہاں تو ان کا یہ نام لکھا ہوا ہے، اس پر ان صاحب نے کہا: میں نے اس بنا پر کہا تھا کہ لوگ کہتے ہیں کہ جو نام ماں باپ رکھتے ہیں وہ نام اللہ میاں کے یہاں لکھا جاتا ہے ظاہراً ان قائل کا مطلب یہ تھا کہ نام کر کے وہ نام ہی لکھا جاتا ہے، جو ماں باپ کا رکھا ہے اور جو خود گڑھتے ہیں وہ بطور واقع کے لکھا ہوتا ہے کہ فلاں اپنا نام یہ رکھے گا نام کر کے نہیں کہ فلاں کا یہ نام ہے۔

غرض ان کا وہ مقولہ کیسا ہے اور اس کی کیا اصل ہے کہ نام وہی ہوتا ہے جو ماں باپ کا رکھا ہو، نہ خود رکھا ہو۔ ایک سنی صاحب کے سامنے میں نے کہا کہ حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے بہت خصائص ہیں بعض وہ احکام شرعیہ جو عام

ہیں ان سے حضور نے بعض صحابہ کو مستثنیٰ کیا تھا۔اس پر ان صاحب نے کہا کہ جبھی تو بعض جہلا کہنے لگے تھے کہ اللہ عز وجل تو رضا جوئے محمدی ہے۔اس پر میں نے کہا کہ بعض جہلا کی کیا تخصیص ہے۔

اللہ عز وجل تو رضا جوئے محمدی ہے ہی، انہوں نے بھی اس کا اقرار کیا اور کہا کہ ایسے خصائص دیکھ کر شاید بعض ازواج مطہرات رضوان اللہ علیھن بھی یہ کہنے لگی تھیں۔مگر اصل بات یہ ہے کہ حضور اللہ عز وجل کے فرمودہ سے باہر قدم ہی نہ رکھتے تھے۔وہی فرماتے تھے جو اللہ عز وجل کا حکم تھا۔

تو اصل میں حضور متبع حکم الٰہی اور بھی رضائے جوئے الٰہی ہوئے، ان کی اس وقت کی طرز تقریر اور حالت ان کا مطلب یہ معلوم ہوتا تھا کہ جہلا تو یہ سمجھ کر اللہ عز وجل کو رضا جوئے محمد کہنے لگے تھے کہ حضور خود ایک حکم دیتے ہیں اور پھر اللہ عز وجل بھی ویسا ہی وحی نازل فرما دیتا ہے۔ یعنی اللہ عز وجل حضور کا اتباع فرماتا ہے حالانکہ اصل میں حکم الٰہی وہی ہوتا ہے اور اسی کے اتباع سے حضور حکم دیتے ہیں۔

غرض ان کا یہ قول کہ ''جبھی تو بعض جہلا بھی الخ، کا کیا حکم ہے؟ اور اس کل مقولہ جو اس کے بعد کہا گیا۔بعض لوگوں کا قاعدہ ہے کہ مثلاً کسی نے کہا کہ فلاں کے گھر چوری ہوئی، انہوں نے کہا اچھا ہوا چوری ہوئی، پھر بعض دفعہ تو ظاہر کلام ہے، وہی مراد ہوتا ہے اور بعض دفعہ یہ مراد ہوتا ہے کہ چونکہ مثلاً مال رہنا مضر تھا، یا اس کا انہیں غرور تھا۔لہذا اچھا ہوا کہ ''چوری ہوئی'' کہ غرور جاتا رہا، یا مضر دفع ہو گیا۔دونوں تقدیروں پر ممنوع چیز کو اچھا کہنا کیسا ہے؟۔

ایک شخص سے کوئی کلمہ خلاف نکلا، بعد کو اس نے اس سے صراحۃً انکار اوراس کا قبح تسلیم کرلیا یا اس کو چھوڑ کر اس کے مخالف کلمہ کا اقرار کیا۔

آیا توبہ ہوگئی، یا ضروری ہے کہ لفظ توبہ کہے؟ ہمارے اعزہ میں سے ایک عورت نے اپنے شوہر سے ناراض ہوکر کہا کہ نہ معلوم تمہیں فلانی مکان (نام لے کر) سے کیا عشق ہے؟ شوہر نے کہا خدا جانے؟ اس پر اس عورت نے کہا کچھ بھی خدا جانے نہیں ہے اوراس کے بعد ایک اور جملہ کہا، جو شاید یہ تھا، کہ ''سب تمہارے حیلے حوالے بیکاریاں بے پرواہیاں ہیں؟ یہ سب تمہارے حیلے ہیں، یہ جملہ کیسا ہے؟ اس کا کیا حکم ہے؟ نقل اسولہ میرے پاس موجود ہے۔ جواب جلد سے جلد معزز ہوں۔

میرے لئے دعاء عافیت دارین ضرور فرمائیں، اس زمانہ میں مولیٰ تعالیٰ ہم اہل سنت کے ایمان کی خیر رکھے، آمین، ثم آمین۔ بجاہ النبی الامین صلوٰۃ اللہ وسلامہ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ اجمعین۔

(احکام شریعت حصہ سوم طبع نعیمیہ مراد آباد ص: ۳۰۰)

(نام پتہ و تاریخ درج نہیں)

حضرت مولانا المعظم والمکرّم دامت برکاتہم العالیہ، پس از مع التکریم معروض کہ:

(۱) جس نے فرض عشا با جماعت نہیں پڑھے اور وتر کی جماعت میں شریک ہوگیا اس کے یہ وتر سرے سے ہوئے ہی نہیں یا ہوئے، مگر مکروہ، تو تحریمی یا تنزیہی؟۔

(۲) اگر جماعت سے فرض عشا پڑھ لئے تھے، تو اب جس امام کے پیچھے چاہے، وتر جماعت سے پڑھ لے، اگرچہ وہ امام فرض وتراویح دونوں سے غیر ہو یا صرف ایک سے یا اس امام نے فرض وتراویح باجماعت نہ پڑھے ہوں بہر حال بلا کراہت صحیح ہوں گے یا کیا؟

(۳) جماعت وتر میں استحقاق شرکت کے لئے تراویح باجماعت پڑھنا کتنا دخل رکھتا ہے یا کچھ نہیں؟

(۴) آج کل علی العموم سفر پہلے سے اس کے بیسیوں حصہ زائد تیز روسواریوں پر ہوتا ہے۔ اس کے لئے بحساب مسافت اندازہ کی ضرورت ہے، یہ فرمائیں کہ کس قدر کوس مروج کے سفر میں قصر وغیرہ احکام سفر ہوں گے اور کوس مروج سے اپنی مراد کی تشریح فرمادیں کہ وہ کوس مثلاً اس قدر قدموں کا ہے، بہر حال ایسا کوئی اندازہ بتانا چاہیے جس سے سب عام وخاص سہولت کے ساتھ یہ سمجھ سکیں کہ ہمارا یہ سفر سفر قصر ہوا یا نہیں اور تیز روسواریوں میں برّی ہوں یا بحری جو سفر کیا ہے اس کا اس سفر بحساب ایام سے موازنہ کرسکیں؟

(احکام شریعت ۲۷۶/۲۷۵/۳)

مسلمانان سانگور، قصبہ سانگور، ہارونی، راجپوتانہ، کوٹہ

(۱)

از سانگور

۲۱ / رمضان ۱۳۳۵ھ

ہادی دین، پناہ شریعت، علمائے عظام و مفتیان کرام سلمکم اللہ تعالیٰ

بعد سلام علیک کے گذارش یہ ہے کہ یہاں پر قصبہ سانگور، ریاست کوٹہ راجپوتانہ میں کھٹیک لوگ قدیم زمانے سے گوشت کی دوکان کرتے چلے آرہے ہیں اور مسلمان بھی انہیں کے یہاں سے خریدتے ہیں۔ ان کھٹکوں کا دوایک مرتبہ کچہری میں مردار گوشت کا مقدمہ جاچکا ہے اس لئے بوجہ مشکوک اب ان کے یہاں سے مسلمانوں نے گوشت لینا قطعاً بند کردیا اور مسلمان قصائی آباد کر کے اس کے یہاں سے خریدنا شروع کردیا ہے۔ مگر دوایک مسلمان جن کا تجارتی تعلق چمڑے وغیرہ کا کھٹکو کے ساتھ ہے۔ وہ ایسا کہتے ہیں کہ یہ ضد اور نیا مسئلہ ہے۔ جب ایک مدت سے مسلمان کھٹکوں کے یہاں کا گوشت لیتے چلے آرہے ہیں اور تمام جگہ کھٹک ہی لوگ فروخت کرتے ہیں۔ تو یہ ایک نئی بات پیدا کر کے کھٹکوں کو ناحق نقصان دیا جارہا ہے۔ کیا پہلے زمانے میں کوئی عالم نہ تھے، وہ کیوں کھا گئے۔ ان کے کہنے پر بہت سے مسلمان برگشتہ ہورہے ہیں۔

لیکن ساتھ ہی اس کے دنیا کی بدنامی کا خوف ہے اور اصلی جواب کے منتظر ہیں۔ مسلمانوں کی طرف سے کھٹکوں کے ساتھیوں کو سمجھایا گیا کہ تم ان سے

بموجب شرع اس طرح پر انتظام کرادو۔ (۱) نگراں مسلمان رہیں (۲) گوشت مختلف مکان پر نہ ہو، جہاں مسلمان تجویز کریں (۳) دبانے والا (۴) ذبح کرنے والا مسلمان ہو۔

ان چاروں شرطوں میں سے وہ شرط اول ودوم وچہارم پر رضامند ہوتے ہیں، لیکن یہ رضامندی بھی ان کی قیاساً نئے انتظام کو قطع کرنے کے لئے معلوم ہوتی ہے، دائمی نہیں معلوم ہوتی ہے۔ اس لئے حسب ذیل امور دریافت طلب ہیں۔

(۱) کیا دو شخص کے ورغلانے سے مسلمانوں کو پرانی بات پر جما رہنا چاہیے اور جو شخص اس پر صاد کرے اور حکم شرع ایک فضول اور بناوٹی بات بتائے اور آج تک تائب نہ ہو مسلمان ان کے ساتھ کیا سلوک کریں۔

(۲) کیا مسلمانوں کو ہندو کھٹکوں کے یہاں پر گوشت خریدنے کی ممانعت کا حکم سنایا جاتا ہے، یہ نیا مسئلہ اور بناوٹی بات ہے؟۔

(۳) جو شخص مسلمان باوجود سمجھانے کے مسلمان قصائی کو چھوڑ کر پرانی روش پر ضداً ہندو کھٹکوں کے یہاں پر گوشت لینے پر آمادہ ہو اس پر کیا حکم ہے؟۔

(۴) کیا کسی شخص کی خاطر سے ہمارے مذہب کے ایسے حکم کو جس سے ہمارے ایمان میں خلل آنے کا ڈر ہو چھوڑ دینا روا ہے؟۔ (مسلمانان ناگور)

(فتاویٰ رضویہ طبع بمبئی، ۸/۳۴۸/۳۴۹)

سپرنٹنڈنٹ یتیم خانہ وسکریٹری اوقاف، بہاولپور

(۱)

از بہاولپور

۹ محرم الحرام ۱۳۳۴ھ

حضور ایک کمیٹی ریاست بہاولپور میں منتظم آمدنی وخرچ اوقاف مساجد کی ہے اس کو دو مسئلہ کی اس وقت ضرورت ہے اس پر شرعی فتوی سے روشنی فرما کر بار احسان فرمائیں۔

اول: مسجد کی جائداد وقف کی آمدنی کسی دوسری مسجد کے مصارف میں خرچ ہوسکتی ہے یا نہیں؟

دوم: اگر کوئی شخص سال تمام کے وعدہ پر دکان وقف کو کرایہ پر لے اور درمیان سال میں بوجہ بیماری وغیرہ چھوڑ دیوے، تو کیا ممبران اوقاف باقی ماندہ کرایہ چھوڑ سکتے ہیں۔؟ فقط (سپرنٹنڈنٹ یتیم خانہ وسکریٹری اوقاف)

(فتاویٰ رضویہ طبع بمبئی، ۳۸۴/۶)

(نام و پتہ درج نہیں ہے)

جناب مولوی صاحب قبلہ وکعبہ دو جہاں سلامت!

بعد آداب وتسلیمات کے فدوی خدمت مبارک میں یوں عرض کرتا ہے کہ کمترین پہلے پیشہ معماری میں اپنی اوقات بسر کرتا تھا، پھر منشی ثناء اللہ صاحب نے ایک مدرسہ تکیہ میں واسطے تعلیم قرآن مجید کے تعمیر کرایا۔ اس میں انہوں نے مجھ کو واسطے تعلیم اطفال کے مقرر کیا۔ اس طرح کہ تم للہ لڑکوں کو قرآن پڑھاؤ اور ہم تمہارے اہل وعیال کے خورد ونوش کے واسطے مبلغ چار روپیہ ماہوار للہ دیا کریں گے۔

میں اس امر کو قبول ومنظور کر کے پڑھاتا رہا، اسی تنخواہ پر قانع رہا۔ کسی لڑکے سے کچھ طلب نہ کیا۔ دو سال تک تو منشی صاحب تنخواہ برابر دیتے رہے بعد کو انہوں نے موقوف کر دیا، چونکہ اور کوئی میری معاش نہ تھی، مجبوراً مکتب کو بدستور قائم رکھا اور درس دیتا رہا۔ لیکن کسی شاگرد سے کچھ ماہوار متعین نہ کیا کہ مواخذہ آخرت نہ ہو۔

ہاں! جو کسی نے دے دیا سو لے لیا اور جس نے نہ دیا اس سے طلب نہ کیا۔
اب لڑکے بہت قلیل رہ گئے ہیں ان میں سے بعض دیتے ہیں اور بعض نہیں دیتے۔
جس میں کوئی ۱۲/ ماہوار کا حساب ہو جاتا ہے۔ نوبت فاقہ کی بھی پہنچ جاتی ہے، اس پر قناعت کر کے شکر الٰہی بجالاتا ہوں۔

اب مجھ پر ایک شخص نے یہ اعتراض کیا کہ جو کچھ لڑکوں سے مجھ کو ملتا ہے ہر طرح حرام ہے، خواہ وہ اجرت سمجھ کر دیں یا بطور للہ۔ پس اس مسئلہ کو آپ سب صاحبوں سے دریافت کرتا ہوں، آیا یہ حلال ہے یا حرام؟ براہ خدا اس کا جواب مزین بمہر کر کے عنایت ہو کہ تردد رفع ہو اور وہ معترض حدیث کا قائل ہے، فقہ کا نہیں۔

(فتاویٰ رضویہ جلد ۸/۱۳۳ طبع بمبئی)

انجمن اسلامیہ راناواڈ کاٹھیاوار، گجرات

(۱)

از کاٹھیاوار

۵/ذی الحجہ ۱۳۳۷ھ

مجدد مائۃ حاضرۃ، امام اہل سنت مولانا مولوی احمد رضا خاں صاحب مدظلہ العالی

بعد تسلیم بصد تکریم وقد مبوسی عرض یہ ہے: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ان مسائل میں کہ:

(۱) قربانی کے چمڑے کے پیسے جو معلم کہ مدرسہ کی دینی اور دنیاوی تعلیم پر مقرر کئے گئے ہیں آیا ان کو بطور ماہانہ تنخواہ دے سکتے ہیں یا نہیں؟۔

(۲) قربانی کے چمڑے کے پیسے سے غریب اور تونگر کے بچوں کو تعلیم دینے کے لئے مدرسہ کے لئے عمارت بنانے کے کام میں خرچ کر سکتے ہیں یا نہیں؟۔

(۳) قربانی کے چمڑے کی آمد سے عمارت بنا کر اس کا سود یا کرایہ کے آوے اس کو بچوں کی تعلیم میں صرف کر سکتے ہیں یا نہیں؟

(۴) قربانی کے چمڑے کی آمد سے غریب یا تونگر طلبا کو کتاب دے سکتے ہیں یا نہیں؟ مانند قرآن شریف وغیرہ۔

(انجمن اسلامیہ)

(فتاویٰ رضویہ طبع بمبئی ۴۸۵/۸)

(نام و پتہ درج نہیں ہے)

سلخ رجب مرجب ۱۳۳۵ھ

حامی دین متین ماحی البدعۃ والشرک محی الدین جناب مولانا زاد اللہ شرفہ،

بعد ہدیہ سلام وسنت رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماویں ایک فتویٰ جس میں چند سوال ہیں آں جناب کی خدمت میں پیش کرنے کا قصد ہے۔ اگرچہ مدارس اسلامیہ وجادے افتاء تو ہندوستان میں کثیر ہیں، ولیکن بندہ کی خوشی یہ ہے کہ آں جناب کی لسان ترجمان فیض رساں وکلک سے جواب ظہور میں آئے۔ اس وقت چونکہ رمضان شریف ہے، روزہ کی وجہ سے شاید جواب میں دقت وکلفت ہو۔ بدیں خیال مقدم یہ جوابی خط ارسال کر کے آں جناب کی مرضی مبارک کی جاتی ہے کہ اگر فتویٰ اس وقت رمضان شریف میں بھیجا جائے تو کیا اس وقت جواب مل سکتا ہے یا کہ بعد رمضان شریف اگر بعد رمضان شریف فتویٰ بھیجا جائے تو شوال کے کتنی تاریخ تک بھیجا جائے؟ آپ کے جواب کے انتظاری ہے، جیسا آپ فرمائیں گے ویسا کیا جائے گا۔ فقط زیادہ والسلام، جوابی خط ارسال ہے۔

(فتاویٰ رضویہ طبع بمبئی ۱۲/۲۱۰)

(نام و پتہ درج نہیں ہے)

جناب مولوی صاحب! السلام علیکم

غوطہ خور ہندو تھا اور سب کپڑے اتار کر اس نے ایک چھوٹا سا کپڑا جو اسی کے استعمال میں رہتا ہے باندھ کر ایک ڈول اس کوئیں کے پانی کا جس میں وہ جوتی نکالنے کو گیا تھا، بلا ادائے ارکان غسل اول لیا تھا۔ پس وہ کوئیں میں گھس کر جوتی نکال لایا اور جوتی پہلے کی بھی جو خدا جانے کب گری تھی وہ بھی نکلی جو گل سڑ گئی تھی۔

پس اس حالت میں کتنے ڈول پانی کوئیں میں سے نکلوانا چاہیے۔ بعد گرنے جوتی کے اگر اس کوئیں کا پانی ظروف گلی مثل سبو وغیرہ میں غلطی سے بھرا گیا تو وہ ظروف قابل استعمال رہے یا نجس ہو گئے؟ فقط والسلام

(فتاویٰ رضویہ طبع بمبئی ۱/۵۶۳)

ختم شد

محدث کبیر علامہ ضیاء المصطفیٰ قادری

بانی وسرپرست جامعہ امجدیہ رضویہ گھوسی، مئو

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حامداً ومصلیاً

میں مولانا غلام جابر شمس پورنوی کو ان کے عہدِ طالب علمی ہی سے جانتا ہوں وہ اپنے عہد تحصیل میں بھی ذوق قلمکاری رکھتے تھے اوراب توان کی تحریوں سے پختگی نمایاں ہے...... مولانا موصوف نے بڑی جگرسوزی وجاں کاہی سے اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قدس سرہ العزیز کے مکاتیب جمع کئے ہیں۔

مکاتیب کا تعلق اورتحریوں سے مختلف ہوتا ہے۔ کیونکہ مکاتیب دراصل انسان کی خلوت کی زندگی اورفطری رجحانات کی عکاسی کا نمونہ ہوتے ہیں۔ اس نقطۂ نظر سے اعلیٰ حضرت کے مکاتیب کا مطالعہ کرنے کے بعد محسوس ہوتا ہے کہ آپ فطری طور پر اغراض نفسانی سے کوسوں دور، خودداری کا پیکر، جذبۂ دینداری کا کوہ گراں تھے۔ ساتھ ہی صرف اپنے متعلقین ہی نہیں، پوری قوم کے خیر خواہ تھے۔ گویاان کی زندگی النصح لکل مسلم کی تفسیر مجسم تھی۔ مکتوبات میں جہاں انسان اپنے ضمیراوراس کے تاثرات کھولدیتا ہے، وہیں اپنے مخاطب کواس کی صلاحیت کے اعتبار سے متاثر کرنے کی آرزو بھی رکھتا ہے۔ اعلیٰ حضرت کے مکاتیب میں یہ وصف بدرجہ واتم موجود ہے کہ آپ اپنے مخاطب کو جو کچھ لکھتے ہیں، وہ دل کی آواز ہوتی ہے۔

عؔ دل سے جو بات نکلتی ہے، اثر رکھتی ہے۔

اعلیٰ حضرت اپنے مکتوب الیہ کے سوالات کے جوابات اس کی خطاؤں کی نشاندہی کر کے اس کی اصلاح کی کوشش فرماتے ہیں۔ اس کی خوشیوں میں شرکت قلبی، غموں میں تاسف اور صبر و عزیمت کی تلقین فرماتے ہیں۔ مکتوب الیہ کے کوائف کی بھرپور رعایت رکھتے ہیں۔ اس لئے مکاتیب اعلیٰ حضرت میں خبر گیری، تعزیت، مبارکبادی، علوم و معارف کا کشف، ادعیہ و تعویذات، معالجاتی نسخہ جات، احکام شرع کا بیان، سفارشیں، مشکل مسائل کی عقدہ کشائی، ہیئات و توقیت، جامیٹری، الجبرا، زیجات، علم المرایا، جفر اور شعری اصلاحات، تعبیر منام جیسے افادات اور مخاطب کے ساتھ اپنائیت کا اظہار خوب تر ہے۔ یہاں یہ نکتہ بھی واضح ہو جاتا ہے کہ اعلیٰ حضرت سے سلسلہ مراسلت قائم کرنے والا آپ کو جامع کمالات کی حیثیت سے مانتا تھا اور آپ کو ایک راز دار اور بزرگ تسلیم کرتا تھا۔

جب ایک صاحب بصیرت، صائب الفکر انسان مکاتیب اعلیٰ حضرت کا مطالعہ کرتا ہے، تو اس پر انسانی کمالات کے ساتھ بے شمار علوم و معارف کے دروازے کھل جاتے ہیں۔

مولانا غلام جابر شمس کو رب قدیر خوب نوازے کہ انہوں نے علم دوست حضرات کے لئے بہت ہی نفع بخش و خیر اندازی کا بیڑا اٹھایا ہے۔ مولائے کریم انہیں ہم سب کی طرف سے جزائے حسن عطا فرمائے۔

فقیر ضیاء المصطفیٰ قادری غفرلہ

۱۵/ صفر المظفر ۱۴۲۷ھ

امام احمد رضا ایک عظیم مکتوب نگار

پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد، کراچی

خطوط نگاری کی ایک طویل تاریخ ہے۔ یہ تاریخ اتنی ہی پرانی ہے۔ جتنا ادب پراناہے۔ ہر زبان وادب میں اس کا وجود ہے۔ ماضی میں مہجوروں کی غاپبانہ ملاقات غائبانہ پیغام رسانی، ہدایت ونصیحت اورافہام وتفہیم کا بھی ایک ذریعہ تھا۔ اسی لئے اس کو نصف ملاقات سے تعبیر کیا گیا ہے۔ قرآن کریم میں حضرت سلیمان علیہ السلام کے اس خط کا ذکر ہے، جو آپ نے ملکہ سبا کے نام ارسال فرمایا تھا۔ اسلامی تاریخ میں خطوط نگاری کا آغاز حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کے مکتوبات شریف سے ہوتا ہے۔ تاریخ ادب اسلامی میں عربی فارسی اردو وغیرہ مختلف زبانوں میں خطوط کے مجموعے ملتے ہیں۔ بہت سے مجموعے شائع ہوئے اور ہو رہے ہیں۔ رسالوں کے خطوط نمبر بھی شائع ہوئے اور ہو رہے ہیں۔

اردو خطوط نگاری میں امام احمد رضا محدث بریلوی کا اہم مقام ہے۔ انہوں نے اردو کے علاوہ فارسی اور عربی میں بھی خطوط لکھے ہیں۔ وہ تینوں زبانوں پر یکساں قدرت رکھتے تھے۔ انہوں نے قلم کا حق ادا کر دیا۔ فارسی اور عربی کے علاوہ وہ اردو کو اپنی نگارشات سے مالا مال کیا۔ انہوں نے تقریباً پچپن سال مسلسل لکھا۔ بہت کم دورے کئے ان کی نگارشات نے سارے عالم کے دورے کئے۔ مکتوب نگاری ان کی علمی زندگی کا ایک اہم شعبہ تھا۔ سینکڑوں خطوط لکھے۔ بلکہ ہزاروں لاکھوں۔ وہ خطوط کے جواب دینے میں بڑے مستعد تھے۔ ان کا ادب میں مقام بہت بلند ہے۔ فقیر کے چند سالوں کے وط کو محمد عبدالستار طاہر صاحب نے جمع کیا۔ تو ڈیڑھ دو ہزار صفحات پر مشتمل تین جلدیں

وجود میں آئیں۔ تو غور فرمائیں! امام احمد رضا محدثِ بریلوی کی مکتوبات نگاری کا کیا عالم ہوگا۔ یقیناً آج بھی ان کے خطوط محبت والوں کے علمی خزانوں میں محفوظ ہوں گے۔ وہ دل سے لگائے رکھتے ہیں۔ نہ دیتے ہیں، نہ دکھاتے ہیں۔ جب لینے والے نہ رہیں گے۔ جب دیکھنے والے نہ رہیں گے۔ تو پھر کیا ہوگا؟ ذرا سوچیں، تو سہی اور خزانوں کے بند دروازے کھول دیں۔ فقیر نے تھوڑی کوشش کی، تو برہان ملت مفتی برہان الحق جبل پوری۔ مولانا محمد عارف اللہ شاہ میرٹھی اور علامہ مفتی محمد مظفر احمد دہلوی علیہم الرحمہ نے کرم فرمایا اور امام احمد رضا محدث بریلوی کے مطبوعہ اور غیر مطبوعہ نادر خطوط عنایت فرمائے۔ مارہرہ شریف کے چشم و چراغ حضرت حیدر حسن میاں علیہ الرحمہ نے کرم فرمایا۔ غریب خانے پر خود تشریف لائے اور اپنے کتب خانے میں امام احمد رضا محدث بریلوی کے غیر مطبوعہ خطوط کے ایک عظیم ذخیرے کی خوشخبری سنائی۔

فاضل جلیل علامہ ڈاکٹر مفتی غلام جابر مصباحی نے قدم بڑھایا اور امام احمد رضا محدث بریلوی کے مکتوبات شریف پر تحقیق فرمائی۔ اس کی تقریب یہ ہوئی۔ کئی سال قبل فقیر بریلی شریف حاضر ہوا۔ وہاں ڈاکٹر سرتاج حسین رضوی کی قیام گاہ پر جہاں فقیر ٹھہرا ہوا تھا۔ ملاقات کے لئے چند علماء تشریف لائے۔ علماء کے ساتھ ڈاکٹر غلام جابر مصباحی بھی تھے۔ وہ اس وقت ڈاکٹر نہ بنے تھے، ڈاکٹریت کے لئے عنوان زیر بحث تھا۔ فقیر نے تجویز پیش کیا کہ امام احمد رضا محدث بریلوی کی مکتوب نگاری پر ڈاکٹریت کیا جائے۔ بظاہر محسوس ہوتا تھا کہ اس موضوع پر مواد نہ مل سکے گا۔ اس لئے ڈاکٹر صاحب نے فرمایا۔ کیا مواد مل جائے گا؟ فقیر نے عرض کیا کہ اتنا مواد ملے گا کہ آپ حیران رہ جائیں گے۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا ہوا، جس کی تفصیل آگے آتی ہے۔

ڈاکٹر غلام جابر مصباحی نے پینتیس سال کی مختصر عمر میں اتنا کچھ حاصل کرلیا

اور اتنا کچھ لکھ لیا ہے کہ یہ کہا جاسکتا یہ کہ انہوں نے زندگی سے بھرپور فائدہ اٹھایا۔ مسلمانوں میں وقت کا ضیاع اور مال و دولت کا ضیاع ایک عام سی بات ہوگئی ہے، جو نہایت ہی مہلک ہے ایسے مسلمانوں کے لئے غلام جابر کی زندگی نمونہ ہے۔ انہوں نے بہت کم وقت میں بہت کم خرچ کر کے بہت کچھ حاصل کیا ہے۔ جو انشاء اللہ تعالیٰ ان کے لئے صدقہ جاریہ رہے گا۔ غلام جابر کو کئی سلاسل طریقت میں اجازت وخلافت حاصل ہے۔ بالعموم کسی بھی ادیب اور شاعر کے اس اہم پہلو کو نظر انداز کر دیتے ہیں۔ فقیر کے نزدیک یہ پہلو نہایت ہی اہم ہے۔ جو انسان کو انسان بناتا ہے اور زندگی کا سلیقہ سکھاتا ہے۔ اقبال نے کہا تھا:

یہ راز کسی کو نہیں معلوم کہ مومن قاری نظر آتا ہے حقیقت میں قرآن

تو یہ کیفیت بزرگوں کے دامن سے وابستہ ہوکر ہی پیدا ہوتی ہے۔ جو وابستہ نہیں ہوا، وہ وادیوں میں بھٹکتا نظر آتا ہے! داغ دہلوی نے اپنے شاگرد اور امام احمد رضا کے بھائی حسن بریلوی سے امام احمد رضا کا ایک شعر سن کر یہ کہا تھا:

''مولوی ہوکر اتنے اچھے شعر کہتا ہے''

داغ دہلوی نے کیسی عجیب بات کہی۔ ان کو نہیں معلوم کہ حقیقی مولوی کا دل اور اس کے جذبات و احساسات کتنے پاکیزہ ہوتے ہیں، اسی طرح اقبال مرحوم نے امام احمد رضا کی فقاہت پر اظہار خیال کرتے ہوئے کہا تھا:

''اگر مزاج میں شدت نہ ہوتی، تو وہ اپنے وقت کے ابوحنیفہ ثانی تھے''۔

یہ بھی عجیب بات ہے۔ شدت کا فقہ سے کیا تعلق؟ اس کا تعلق تو مزاج سے ہے۔ کوئی بھی شخص اپنے مزاج کی وجہ سے نااہل نہیں قرار پاتا۔ بات بہت دور نکل گئی۔ بات تھی غلام جابر مصباحی کی سلاسل طریقت میں اجازت وخلافت کی۔ انہی نسبتوں نے غلام جابر مصباحی کی تعمیر وتربیت کی اور اسی کا فیض ہے کہ ان کا دل جذبے سے معمور ہے۔ وہ

جب جذبے میں ڈوب کر لکھتے ہیں۔تو ان کی تحریر ایک ادب پارہ بن جاتی ہے۔جو دل کو کھینچنے لگتی ہے۔یہی جوہر ادب کو ادب بناتا ہے۔

جیسا کہ عرض کیا گیا۔غلام جابر مصباحی نے امام احمد رضا کی مکتوب نگاری پر تحقیق کی۔ابتدا میں ان کو اندازہ نہ تھا کہ اتنا مواد مل جائے گا۔مگر قطرہ قطرہ دریا ہو جاتا ہے۔تحقیق کے بعد یہی محسوس ہوا کہ قطرے دریا بنتے جارہے ہیں۔وہ لگن کے پکے ہیں۔خوب سے خوب تر کی تلاش میں رہتے ہیں۔چل پھر کر تحقیق کرتے ہیں اور تحقیق کا حق ادا کرتے ہیں۔وہ ایسے فرہاد ہیں، جنھوں نے کوہ کنی کے بعد شیریں کو پالیا۔ انہوں نے مکتوب نگاری پر مقالۂ ڈاکٹریت کو لکھا ہی ہے۔لیکن اسی کے ساتھ ساتھ امام احمد رضا محدث بریلوی کے جو مطبوعہ وغیرہ مطبوعہ خطوط ان کو ملے، ان سے کشید کر کے تقریباً اٹھارہ کتابیں بنا ڈالیں۔پیش نظر کتاب ''کلیات مکاتیب رضا'' ان اٹھارہ کتابوں میں سے صرف ایک کتاب ہے۔جس میں امام احمد رضا محدث بریلوی کی شان علم وادب اور شانِ علم وفضل دیکھ رہے ہیں۔غلام جابر مصباحی نے اس کا انتساب امام احمد رضا کے والدِ گرامی محمد نقی علی خان اور مرشدِ کریم شاہ آل رسول مارہروی سے کیا ہے اور امام احمد رضا محدث بریلوی کے اپنے الفاظ میں اس کے بعد ''مؤلف ایک نظر میں'' کے عنوان کے تحت غلام جابر مصباحی کی علمی اور تصنیفی خدمات کا تفصیلی ذکر ہے۔اس کے بعد مشمولات میں چھپن شخصیات کے نام ہیں۔جن کو امام احمد رضا محدث بریلوی نے خطوط ارسال فرمائے۔اس کے بعد پیرزادہ اقبال احمد فاروقی کا معلوماتی تعارف ہے۔جو صاحب مکتوب کے نام سے شامل ہے۔پھر غلام جابر مصباحی کا فاضلانہ اور محققانہ مقدمہ ہے۔ جس میں انہوں نے اپنے متعلق۔عنوانِ کتاب کے متعلق اور خطوط کے متعلق تفصیل سے لکھا ہے۔انہوں نے بڑی دیانتداری سے مطبوعہ خطوط کے بارہ مجموعوں کا بھی ذکر کیا ہے

اور آخر میں بڑی تفصیل کے ساتھ معاونین کا شکریہ ادا کیا ہے۔ انہوں نے موافق ومخالف دونوں کا خیال رکھا ہے اور اپنی تحقیق کو جانبداری یا طرفداری سے مجروح ہونے نہیں دیا۔ مجموعی طور پر ان کی یہ خدمت لائق تحسین وآفرین ہے۔ انہوں نے بڑی جدوجہد اور لگن کے ساتھ امام احمد رضا محدث بریلوی کی خطوط نگاری کے سلسلے کی مختلف کڑیوں کو بڑے حسن وخوبی کے ساتھ جوڑا ہے اور ادبی دنیا میں ایک قابلِ ذکر اضافہ کیا ہے۔

امام احمد رضا کو ادبی دنیا نے فراموش کیا اور وہ شاعری جس کا آج پورے عالم میں چرچا ہے۔ اس کو بھی جگہ نہ دی۔ الحمد اللہ! اس پہلو پر بہت کچھ لکھا گیا ہے۔ جس سے ادیبوں اور مؤرخوں کی مجرمانہ غفلت کا پتہ چلتا ہے۔ امام احمد رضا محدث بریلوی کی مکتوب نگاری کا یہ پہلو جس کو غلام جابر مصباحی نے پوری آب وتاب سے روشن کیا ہے۔ نثری ادب میں جگہ نہ دی گئی۔ لیکن اب تحقیق کے بعد معلوم ہوا کہ اردو خطوط نگاری میں امام احمد رضا کا مقام بہت بلند ہے۔ خطوط لکھنے میں لکھنے والے کا رنگ جھلکتا ہے۔ امام احمد رضا کے خطوط میں ان کے علم وادب کا رنگ پوری آب وتاب سے جھلک رہا ہے۔ غلام جابر مصباحی کا اردو ادب پر احسان ہے کہ انہوں نے ایک ایسے عظیم مکتوب نگار کو تلاش کیا۔ جس سے ادبی دنیا واقف نہ تھی۔

''کلیات مکاتیب رضا'' کے آئندہ ایڈیشن میں تفصیلی تخریج کے ساتھ ساتھ اگر اشاریات کا بھی اضافہ کردیا جائے۔ تو بہت مناسب ہوگا۔ اسی کے ساتھ ساتھ مکتوبات کی روشنی میں اگر امام احمد رضا محدث بریلوی کے سوانحی پہلوؤں پر روشنی ڈالی جائے۔ تو بہت ہی مناسب ہوگا۔ اور سوانح نگاروں کو ایک اہم مأخذ مل جائے گا۔

اللہ تعالیٰ علامہ ڈاکٹر غلام جابر مصباحی کی اس علمی اور ادبی کاوش کو قبول فرمائے۔ وہ اسی طرح لکھتے رہیں۔ آگے بڑھتے رہیں۔ ترقیاں کرتے رہیں۔ پیاسوں کو سیراب کرتے رہیں۔ آمین اللھم آمین۔　☆☆☆

عزیز گرامی مولانا ڈاکٹر غلام جابر شمس مصباحی ہمارے علمائے کرام کی نئی پیڑھی سے تعلق رکھتے ہیں، وہ سوچنے والے ذہن، محسوس کرنے والے دل اور محنت کرنے والے ہاتھوں کے مالک ہیں- زمانۂ طالب علمی کا ایک بڑا حصہ قلندرانہ شان کے ساتھ بسر کیا اور اس عالم درویشی میں صرف قلم کی دولت کے حریص رہے جو دینے والے نے انہیں خوب خوب عطا کیا-

''مکاتیب رضا'' کے بعد ان کی تازہ تالیف ''مشاہیر کے خطوط'' آپ کے ہاتھوں میں ہے- غالب نے ایک خط میں لکھا تھا کہ خط سے نصف ملاقات ہو جاتی ہے- غالب کی منطق کے نقطۂ نظر سے دیکھا جائے اور مرسلہ اور موصولہ دونوں طرح کے خطوط پیش نظر ہوں تو نصف ملاقات مکمل ملاقات میں بدل سکتی ہے-

امام احمد رضا قادری برکاتی نے اپنے مشہور زمانہ سلام میں حضرات حسنین کریمین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی اپنے نانا جان سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم سے مشابہت کا ذکر ''خط توام'' کی تلمیح کا سہارا لے کر بڑے ہی فنکارانہ انداز میں کیا ہے- ''خط توام'' راز داری برتنے میں آسانی پیدا کرنے والا وہ خط ہوتا تھا جس میں ایک صفحے پر ایک عبارت ہوتی تھی اور دوسرے صفحے پر پہلے صفحے کی عبارت کا تکملہ کرنے والی دوسری عبارت- جب دونوں صفحات ملا کر پڑھے جاتے تھے تب اصل مضمون مکمل طور پر سامنے آتا تھا-

ڈاکٹر غلام جابر شمس نے خط توام کا دوسرا ورق بھی حاضر کر دیا ہے- اسے ملاحظہ کیجیے اور مکتوب الیہ امام احمد رضا قدس سرہ کی مکمل شخصیت سے ملاقات کیجیے، اس عبقری شخصیت سے ملیے جس کی مثال سے خاصان ادب کے خزانے خالی ہیں- جو بیک وقت مفسر بھی تھا اور محدث بھی- فقیہ بھی تھا اور مجدد بھی- شاعر بھی تھا اور امام بھی- مرشد برحق بھی تھا اور مرید صادق بھی- جو ایک طرف عشق مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم میں بے تاب نظر آتا ہے تو دوسری طرف رد بدعات میں بھی کوشاں دکھائی دیتا ہے- ''مشاہیر کے خطوط'' میں شامل مکاتیب کے سواد تحریر سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ مشائخ ذوی الاحترام اور علمائے کرام کی نظر میں امام احمد رضا کی قدر و حیثیت کتنی اعلیٰ و ارفع تھی- میں مولف کو اس قابل قدر کارنامے پر دلی مبارکباد پیش کرتا ہوں-

میں نے مولف کی دیگر کتابیں پڑھنے کی سعادت بھی حاصل کی ہے اور یہ پایا کہ اگر وہ چاہیں تو ان کی نثر ایک جداگانہ اور منفرد اسلوب اختیار کر سکتی ہے- ہمارے یہاں ٹھوس علمی کام کرنے والے اچھے نثر نگاروں کی بہت کمی ہے- حضرت علامہ محمد احمد مصباحی جیسی اعلیٰ علمی نثر لکھنے والے خال خال ہیں- یہ فقیر برکاتی صمیم قلب سے دعا کرتا ہے کہ مولانا ڈاکٹر غلام جابر شمس کی علمی صلاحیتیں اور قلم کی طاقتیں کسی بڑے علمی مقصد کو حاصل کرنے میں لگ جائیں تاکہ وہ اور زیادہ فیض رساں بن سکیں- مجھے امید قوی ہے کہ ان شاء اللہ تعالیٰ ایسا ہی ہوگا-

سید محمد اشرف قادری برکاتی

انکم ٹیکس کمشنر دہلی

برکاتِ رضا فاؤنڈیشن ممبئی

تقسیم کار: مکتبہ جامِ نور دہلی